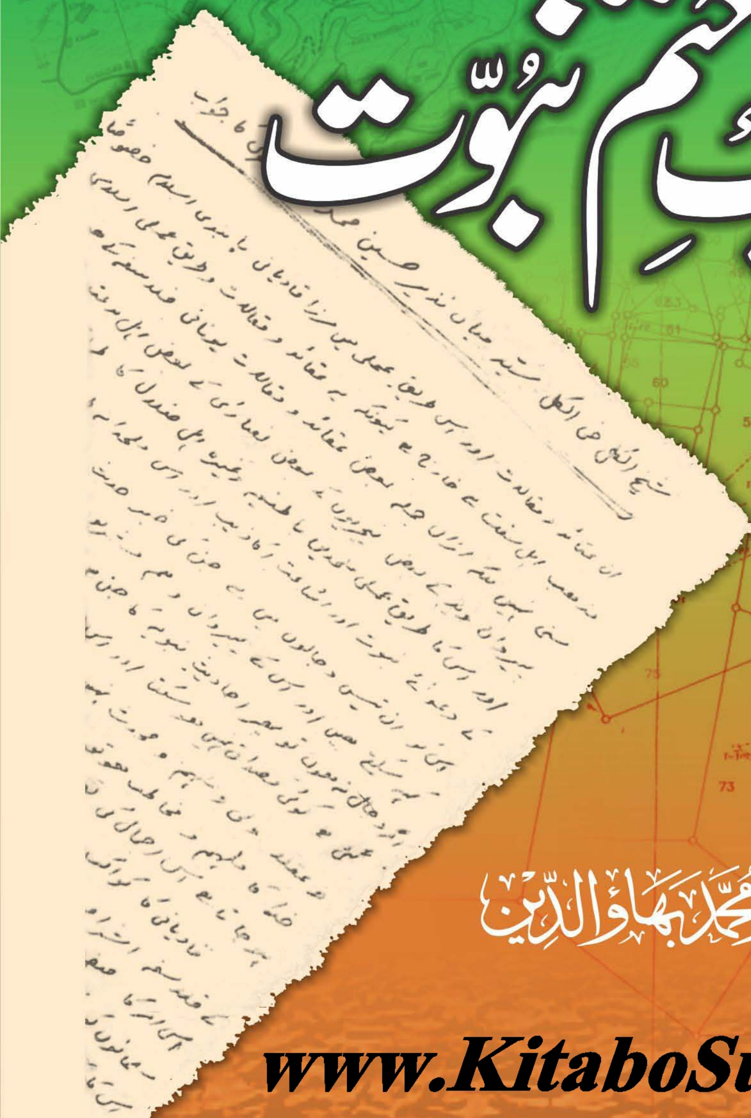
تحریکِ ختمِ نبوّت



ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ چہل و ہفتم (۴۷)

قادیانی مشن (۱۰)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

احیاء التراث پبلی کیشنز

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ چہل و ہفتم (۴۷) قادیانی مشن (۱۰)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۹۲
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	**احیاء التراث پبلی کیشنز**

فہرست عناوین

فاتحة الکتاب

الحمد للہ و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء۔ اما بعد

سلسلہ تحریک ختم نبوت کی سینتا لیسویں (اور قادیانی مشن کی دسویں) جلد قارئین کی نذر کی جارہی ہے جس میں ۵ نومبر ۱۹۲۶ء تا ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء کے دورانیہ کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے شماروں میں شائع ہونے والی شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تحریروں کے علاوہ مولوی عبدالرحیم حامد عمرپوری الہ آباد، جناب عبداللہ خان مانڈلے، ماسٹر شیخ غلام حیدر سرگودھا، مولانا عبدالغفار خیری دہلوی، بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری، مولوی عبدالحق آف راجہ جنگ، منشی محمد حسین صابری بریلوی، جناب غلام احمد خان سوداگر ہنگو، مولوی نورمحمد خان سہارن پوری، ڈاکٹر محمد حسین ایم ڈی بٹالہ، حکیم عبدالرحمٰن خلیل قریشی نظام آبادی، بابو محمد فیض اللہ کلرک لاہور، پروفیسر ابو مسعود قمر بنارسی، جناب ایم اے لطیف برما، مولوی نورمحمد میانوی جہلمی، جناب مخلص خان کابلی سرائے نورنگ بنوں، مولانا محمد عثمان فارقلیط دہلوی، مولوی محمد محی الدین صدیقی کینٹ کوبن ضلع ٹانگو برما، مولوی ابوالمسعود محمود دریاوی آزادسورتی رنگون، جناب عبدالمجید حسین رنگون، منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری کی نگارشات بھی نقل ہوئی ہیں۔ نیز حضرت شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ کے دو رسائل: نکاح مرزا، اور تاریخ مرزا کو بھی احتساب قادیانیت کی آٹھویں جلد سے نقل کردیا گیا ہے۔

کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ تصحیح، تخریج، تسہیل اور تنقید وغیرہ کا انحصار بھی چونکہ فرد واحد پر رہا ہے، اسلئے قارئین سے درخواست ہے کہ غلطیوں سے درگذر فرمائیں اور تاریخ تحفظ ختم نبوت کے ۱۹۲۶ء۔۱۹۲۹ء کے کارکنوں کی نگارشات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے اس فقیر کے لئے دعائے خیر بھی فرماتے رہیں۔ ممنون ہونگا۔

والسلام   فقیر بارگاہ صمدی   **محمد بہاء الدین**

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

کیا مرزا قادیانی مثیل آدم تھے

جناب مولوی عبدالرحیم حامد صاحب عمرپوری، الہ آباد سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا شعر ہے

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں میں میری بے شمار

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا کلام اگر محض شاعری تک بندی تک موقوف رہے، تو کوئی حرج نہیں۔ شاعر تو زمین اور آسمان کے قلابے ملایا ہی کرتے ہیں اور شاعری میں سب کچھ جائز ہے۔ مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ایک الہامی انسان تھے۔ آپ میں بہت بڑا کمال یہ تھا کہ جو بات زبان سے نکل جاتی تھی اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے خواہ بیسیوں جھوٹے واقعات گڑھنے پڑیں اخیر دم تک ایڑی چوٹی کا زور لگا کر سچا ثابت کر دیتے تھے۔

مندرجہ بالا شعر میں مرزا غلام احمد صاحب نے آدم بننے کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کے دل میں خیال پیدا ہوا ہوگا کہ میری تحریر کو دیکھ کر مجھ کو لوگ جھوٹا کہیں گے کہ اس نے آدم، موسیٰ، یعقوب، ابراہیم وغیرہ بننے کا دعویٰ کیا مگر کوئی مشابہت نہ تھی۔ اس لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام ہوا۔ پس مرزا صاحب قادیانی کے الہامی جملے سنئے اور ان کے دعویٰ کے مطابق پا کر داد دیجئے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

کیونکہ دنیا میں کوئی روحانی انسان موجود نہ تھا جس سے یہ آدم روحانی (مرزا غلام احمد قادیانی) تولد پاتا اس لئے خدا نے خود روحانی باپ بن کر اس آدم (مرزا قادیانی) کو پیدا کیا اور ظاہری پیدائش کے رو سے بھی اسی طرح نر اور مادہ

پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا تھا۔ یعنی اس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا، جیسا کہ الہام یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة میں اس کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ (تریاق القلوب۔ص ۳۷۶)

ناظرین حیران ہوں گے کہ آیت قرآنی یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة کے معنی تو یہ ہیں کہ خدا نے آدم سے کہا کہ تم اور تمہاری زوجہ دونوں جنت میں رہو۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی اہلیہ کو بھی خدا نے جنت میں رہنے کا حکم دیا تھا ؟نہیں یہ بات نہیں، بلکہ جنت سے مراد کچھ اور ہے مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

حضرت آدم کی پیدائش زوج کے طور پر تھی یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا۔ (تریاق القلوب۔ص ۳۷۹ مطبوعہ ۱۹۲۲ء)

وہ لطیف اشارہ جس کا ذکر اوپر ہوا ہے اس کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب مزید تفصیل بیان کرتے ہیں۔

اب یہ یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی یعنی میں توام پیدا ہوا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے ۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے، اس میں لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی میرے ساتھ پیدا ہوئی جس کا نام جنت ہے۔ (تریاق القلوب۔ص ۳۷۸)

علماء کرام اس لطیف اشارہ میں صرفی نحوی غلطیاں نہ نکالیں کیونکہ یہ آیت تین دفعہ خدا کی طرف سے نازل ہو چکی ہے (پہلے تو حضرت آدمؑ پر نازل ہوئی پھر قرآن میں نازل ہوئی اس کے بعد مرزا صاحب کی شان میں نازل ہوئی) بلکہ اس مشابہت پر غور کریں کہ جس طرح آدم اول کو جنت ملی اسی طرح آدم آخر (مرزا صاحب قادیانی) کو بھی جنت ملی ۔ یہ دوسری بات ہے کہ آدم اول کے مسکن کا نام جنت تھا، اور آدم آخر کی عورت کا نام جنت ہوا۔ جنسی مشابہت نہ ہوئی لفظی مشابہت تو ہوگئی ۔ یہ کیا کم معجزہ ہے؟

بعض اصحاب شکی مزاج ہوتے ہیں ان کا شبہ رفع کرنے کے لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اور میرا توام پیدا ہونا اور اول لڑکی اور بعد میں میرا اسی حمل سے پیدا ہونا تمام گاؤں کے بزرگ سال لوگوں کو معلوم ہے اور جنانے والی دائی کی ڈاکٹری شہادت میرے پاس موجود ہے۔ (تریاق القلوب۔ص ۳۸۵)

اب بھی جس کو شبہ ہو وہ قادیان جا کر دریافت کرسکتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی توام پیدا ہوئے تھے یا نہیں؟ اس کے بعد مرزا صاحب مخالفوں کا یک دم منہ بند کردینے کے لئے فرماتے ہیں:

خدا نے جیسا کہ ابتداء میں جوڑا پیدا کیا مجھے بھی اس لئے جوڑا پیدا کیا کہ تا اولیت کو آخریت کے ساتھ مشابہت تام پیدا ہو جائے۔

(تریاق القلوب۔ص ۳۸۰)

اب ناظرین یہ سننے کے منتظر ہوں گے کہ جس طرح حضرت آدمؑ کے ساتھ جو عورت پیدا ہوئی وہ آدمؑ کے نکاح میں آئی اور خدا نے

یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة

کہہ کر میاں بیوی کو جنت میں رہنے کا حکم دیا، اسی طرح وہ عورت جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ساتھ پیدا ہوئی، مرزا صاحب قادیانی کے نکاح میں آئی ہوگی اور پھر اولویت کو آخریت کے ساتھ مشابہت تام ہوگئی ہوگی۔

مگر سخت افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ خدا تعالی نے مرزا صاحب قادیانی کی یہ آرزو پوری نہ ہونے دی اور وہ لڑکی جو مرزا صاحب کے ساتھ پیدا ہوئی تھی، صرف سات ماہ زندہ رہ کر فوت ہوگئی۔ (تریاق القلوب۔ص ۳۷۸)

افسوس خدا نے جس طرح حضرت آدم کو توام پیدا کیا اسی طرح مرزا صاحب قادیانی کو بھی۔ جس طرح حضرت آدم کو خدا تعالی نے یاآدم اسکن کہا، ویسے ہی مرزا صاحب قادیانی کو۔ غرضیکہ ہر بات میں مشابہت ہوتی رہی۔ مگر مشابہت کی آخری کڑی ٹوٹ گئی و زوجك الجنة یعنی جنت بی بی زوجیت میں نہ آئی (زوجیت کیسی، وہ تو ہمشیرہ تھی۔ اور بحکم واخوا تکم مرزا صاحب پر حرام قطعی تھی پھر زوجك الجنة پر خوشی کیسی۔

مدیر اہل حدیث امرتسر) اور داغ مفارقت دے گئی۔ انا لله و انا اليه راجعو ن۔ آہ!

قسمت کی دیکھو خوبی کہاں ٹوٹی جا کمند
دو تین ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا
خیر پورے مثیل آدم نہ سہی، ادھورے ہی سہی
گندم اگر بہم نرسد بھس غنیمت است

(ہفت روزہ اہل حدیث ۵ نومبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱ ص ۶۔۷)

مرزائیت کی شرم ناک ناکامی

(مانڈلے اپر برہما میں مرزائیت کی شرمناک ناکامی)

جناب عبداللہ خان صاحب، مانڈلے سے لکھتے ہیں:

مرزائیوں کی بدقسمتی کہیے یا خوش قسمتی کہ ان کے ایک تبلیغی وفد مشتمل بر سہ نفر نے ۳۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو مانڈلے میں شرف نزول بخشا، جس میں پروفیسر عبدالرحیم صاحب قابل ذکر ہیں۔

وفد کے آنے کے بہت پیشتر سے مانڈلے کے دو تین مرزائیوں نے اپنے تبلیغی وفد کا پروگرام انگریزی اور برہمی میں مع تصویر پروفیسر عبدالرحیم چکنے اور عمدہ کاغذ پر شائع کیا۔ جس میں لیکچروں کے چند ایسے عنوانات قائم کئے جو بادی النظر میں نہایت ہی معقول اور پسندیدہ، نا قابل اعتراض معلوم ہوتے تھے۔ مثلاً

اسلام زندہ مذہب ہے،
اسلام عالمگیر مذہب ہے،
تقابل اسلام اور سائینس
حیات بعد الممات، وغیرہ

انہی چند نمائشی عنوانات کے ذریعہ چند تعلیم یافتہ اشخاص کو مرزائیوں نے اپنا ہم خیال بنا کر کسی کو صدر اور کسی کو مترجم تجویز کیا۔ چونکہ یہ نوخیز یورپی تعلیم کے دلدادہ

مرزائی مکروفریب سے ناواقف تھے، اس لئے بسا اوقات ان کی مدح سرائی کیا کرتے تھے اور علماء اہل حق کو تنگ خیال جھگڑالو وغیرہ الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے۔ غرضیکہ یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء کو بعد نماز مغرب ملا محمد یوسف صاحب رئیس مانڈلے کی زیر صدارت پہلا جلسہ مرزائیوں کا قرار پایا۔

حسن اتفاق دیکھئے کہ یکم اکتوبر کو جمعہ کا دن تھا مولوی محمد بشیر خان صاحب خطیب سورتی جامع مسجد مانڈلے نے بعد نماز جمعہ مرزا کے لغو عقائد پر کافی روشنی ڈالتے ہوئے مسلمانوں کو مرزائی جلسہ کی شرکت سے منع کیا اور ساتھ ہی اس کے تکذیب نبوت مرزا کے اشتہارات اردو اور گجراتی زبانوں میں تقسیم کرائے گئے جس کا خاطر خواہ اثر مسلمانوں پر پڑا۔ اور مرزائی جلسہ نہایت ہی بے رونقی اور بے کسی کے عالم میں ہوتا رہا جس کی شہادت خود مرزائی بھی دے سکتے ہیں۔

اول روز کی بے رونقی اور کس مپرسی پر نظر کرتے ہوئے مرزائیوں نے کروٹ بدلی اور دوسرے روز کے جلسے میں تقریر کے ساتھ عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے بائیسکوپ بھی دکھانا شروع کر دیا۔ جس میں منجملہ دیگر اشیاء کے مرزا صاحب نئے نبی کی تصویر اور حضرت عیسی کی قبر کشمیر میں خصوصیت کے ساتھ دکھائیں اور حضرت عیسیٰؑ کو مردہ بتاتے ہوئے اور بہت سے غلط اور اسلامی روایات کے یکسر خلاف باتیں بیاں کیں جن سے ان کا مکروفریب صدر پر اور ان کے چند مویدین پر عیاں ہو گیا۔

تیسرا جلسہ کسی برہمی کی صدارت میں برہما نیشنل اسکول میں ہوا جس میں چند برہمیوں کے سوائے چند تماشبین مسلمانوں نے بھی غالباً شرکت کی تھی جو محض تماشہ کی غرض سے گئے تھے۔

۴۔ اکتوبر کو چوتھا جلسہ آخری تھا۔ اس آخری جلسہ کیلئے حق پرست مسلمانوں نے ملا محمد یوسف صدر جلسہ سے درخواست کی۔ اس آخری جلسہ کے آخر میں اہل حق علماء کو بھی کچھ بیان کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ حق و باطل میں کامل امتیاز ہو سکے۔

اس پر صدر صاحب نے حزم و احتیاط کو پیش رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آج کے لیکچر کا یہ عنوان ہے، اسلام زندہ مذہب ہے، اس میں کوئی قابل اعتراض باتیں

بیان نہیں کی جائیں ۔ اور غلام احمد صاحب لیکچرار سے تاکیداً کہہ دوں گا کہ آج کی تقریر میں ایک حرف بھی قابل گرفت زبان زدنہ ہونے پائے ۔

غرضیکہ ہر چند صدر صاحب سے اس آخری جلسہ میں تردیدی تقریر کرنے کی اجازت طلب کی گئی، مگر آپ نے نقص امن کا عذر پیش کر کے انکار فرما دیا۔ جس پر مجبوراً بغرض تکذیب نبوت مرزا بالمقابل مستقل جلسہ کا انتظام کیا گیا اور فوراً بذریعہ نوٹس مسلمانوں کو اطلاع دی گئی کہ فلاں فلاں مقام پر فلاں فلاں اوقات میں ۴ ۔ اور ۵ ۔ اکتوبر کو تردیدی جلسہ ہوگا ۔ چنانچہ بحمدہ ۴ ۔ اکتوبر کا تردیدی جلسہ نہایت شاندار کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

اس روز مرزائی جلسہ کی حالت قابل دید تھی کہ مرزائی جلسہ کے وسیع ہال کی تمام کرسیاں خالی پڑی تھیں۔ مشکل سے حاضرین کی تعداد آٹھ دس تک پہنچ سکتی تھی ۔ ادھر مسلمانوں کے جلسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جلسہ گاہ کے علاوہ سڑک پر اس کثرت سے مسلمانوں کا ہجوم تھا کہ افسر حلقہ اس ہجوم کو دیکھ کر اور سڑک رک جانے پر بار بار خطیب صاحب سورتی مسجد سے جلسہ ختم کر دینے کی فہمائش کرتا تھا۔ چنانچہ ۴ ۔ اکتوبر کا جلسہ نہایت ہی شاندار کامیابی کے ساتھ ختم ہوا اور ۵ ۔ اکتوبر کے جلسہ کا اعلان کیا گیا۔

۵ ۔ اکتوبر کے جلسہ کے لئے پہلے سے کہیں زائد اہتمام وانتظام کیا گیا تھا پھر بھی آغاز جلسہ کے قبل ہی ہال کھچا کھچ بھر گیا تھا ۔ جلسہ کی ابتداء تلاوت کلام پاک سے ہوئی ۔ بعدہ مولوی محمد بشیر خان صاحب خطیب سورتی مسجد نے صدارت کی تحریک کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرات ! چونکہ آج سے قبل اس ہال کے تینوں مرزائی جلسے زیر صدارت ملا محمد یوسف صاحب ہوئے ہیں، لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج کا تردیدی جلسہ بھی ملا صاحب موصوف ہی کی صدارت میں انجام پائے تاکہ صاحب موصوف باطل پرست مرزائیوں اور حق پرست مسلمانوں میں بیّن فرق معلوم کرسکیں ۔

غرضیکہ مولوی محمد بشیر خاں صاحب خطیب سورتی مسجد کی تحریک اور مولوی فتح محمد صاحب کی تائید سے ملا صاحب موصوف نے مسند صدارت کو زینت بخشی ۔ آپ نے اپنی صدارتی تقریر کے دوران ارشاد فرمایا کہ

حضرات ! مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ اس قسم کی غلط بیانی سے کام لیں

گے ورنہ میں ہرگز مرزائی جلسہ کی صدارت کو قبول نہ کرتا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ ان کے لیکچروں کے یہ عنوان ہیں جن سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں اور واقعی لیکچروں کی سرخیاں تھیں بھی ایسی ہی۔ اسی بنا پر میں نے مرزائی جلسہ کی صدارت کا وعدہ کر لیا۔ مگر جب کہ پروفیسر عبدالرحیم کی تقریر شروع ہوئے اور اثنائے تقریر میں اکثر غلط اور بے بنیاد واقعات بیان کرنے لگے، تب مجھے سخت افسوس ہوا۔ اور میں نے ہر چند چاہا کہ پروفیسر عبدالرحیم صاحب کو ان کی اس غلط بیانی سے باز رکھوں۔ مگر دوران تقریر میں ان کو روک نہ سکا۔ اب جب کہ مجھے ان کی حقیقت معلوم ہوگئی ہے آئندہ انشاء اللہ احتیاط سے کام کرونگا۔

اسکے بعد مولوی محمد بشیر خان صاحب نے انعقاد جلسہ کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر مرزائی حضرات اپنی غلط بیانی سے احتراز کرتے تو ہرگز ہم اس مخالفانہ روش کو اختیار نہ کرتے۔ پھر آپ نے مرزا صاحب کے لغو اور ان گنت دعاوی کو بیان کر کے مرزا صاحب قادیانی کی نبوت کو غلط ثابت کیا۔

بعدہ مقامی وغیر مقامی علماء نے تکذیب نبوت مرزا پر خوب تقریریں کیں۔ مثلاً مولوی غلام علی شاہ صاحب، مولوی فتح محمد صاحب، مولوی ابراہیم صاحب۔

ان حضرات کی تقریروں سے روز روشن کی طرح مرزا غلام احمد صاحب کا کذب عیاں ہوگیا اور بحمدہ حق کی فتح دو مرزائیوں کے تائب ہونے کی شکل میں رونما ہوئی۔ خدا تعالیٰ تمام گم شدگان راہ مستقیم کو ہدایت فرمائے۔ آمین۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵ نومبر ۱۹۲۶ مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱ ص ۷۔۸)

تنقید شرح بخاری پارہ اول مسمی فضل الباری

مولفہ مولوی محمد علی ایم اے لاہوری

جناب ماسٹر شیخ غلام حیدرؒ مقیم سرگودھا لکھتے ہیں:

مولوی محمد علی صاحب ایم اے لاہوری خاص اپنے مشرب کے عقائد کے

ماتحت اسلام کی جو خدمت کر رہے، وہ علماء اہل سنت کے واسطے ایک زندہ سبق ہے۔ بالفعل صرف پہلا پارہ طبع ہوا ہے اور ہر دو ماہ کے بعد ایک پارہ شائع ہونے کی توقع دلائی گئی ہے۔

اس سے پہلے وہ قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ مع تفسیر نیز اردو ترجمہ مع تفسیر شائع کرا چکے ہیں۔ انگریزی ترجمہ کے متعلق کسی اہل سنت انگریزی خوان نے چونکہ اتنی مدت تک کچھ نہ لکھا، اس واسطے مجبوراً بوڑھی عمر میں خاکسار (غلام حیدر) نے اس فرض کفایہ کو کتابی صورت (کشف الاسرار) میں ادا کیا۔ اور الحمد للہ کہ خاص اس ملک میں اور غیر مما لک میں بھی جہاں اردوخوان اصحاب موجود ہیں، اس کتاب سے اہل سنت کے عقاید کو صحیح روشنی میں دیکھ کر اکثر نے بلا طلب شکریہ ادا کیا۔

عرصہ چھ سال سے مولوی محمد علی صاحب یا ان کی جماعت کے کسی فرد کو کشف الاسرار کے دلائل توڑنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اب چونکہ مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر القرآن مع اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکے، بخاری شریف کے ترجمہ وشرح کی طرف علماء دیو بند واہل حدیث کی توجہ منعطف کرا کر تھوڑا سا نمونہ مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ وشرح بخاری شریف پارہ اول کا ہدیہ ناظرین کرتا ہوں، تاکہ ثابت ہو کہ جس طرح قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ وتفسیر میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری نے اکثر مقامات پر اہل سنت کے عقاید کے صریح خلاف لکھا ہے، اسی طرح بخاری شریف سے بھی سلوک کریں گے۔ اور اگر علماء اہل سنت نے مولوی محمد علی صاحب کے اردو ترجمہ قرآن و بخاری کی تنقید سے بھی پہلو تہی کی، تو وہ جانیں اور ان کا خدا ورسول۔ خاکسار (ماسٹر غلام حیدر) اب ۷۴ سال کی عمر میں اس محنت کے قابل نہیں۔

الف: صفحہ ۱۴ ذیل حدیث

عن نبی ﷺ قال یدخل اهل الجنة الجنة و اهل النار النار ثم یقول الله اخرجوا من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فیخرجون منها قد اسودوا فیلقون فی نهر الحیا او الحیاة شك مالك فینبتون کما تنبت الحبة فی جانب

السیل الم تر انہا تخرج صفراء ملتویّۃ ۔

یعنی فرمایا نبیﷺ نے بہشت والے بہشت میں داخل ہوں گے اور دوزخ والے دوزخ میں پھر اللہ تعالیٰ کہے گا اسے نکال دو جسکے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو۔ سو وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ یہ مالک کو شک ہے اور وہ اگیں گے جس طرح دانہ ندی کے کنارے اگتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ زرد لپٹا ہوا نکلتا ہے۔

قال : (یعنی مولوی محمد علی لاہوری کہتے ہیں) مشرک کو نہ بخشنے سے مراد یہی ہے کہ وہ سزا پالے گا مگر سزا کے بعد پھر اسے نہ صرف اس سزا سے نکال دیا جائے گا بلکہ وہ ایک نئی زندگی حاصل کرے گا۔ یہی مراد نہر حیات میں ڈالے جانے سے ہے۔ یہ امید سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب نے نہیں دی کہ آخر کار سب ہی ایک نئی زندگی پالیں گے۔ اور یوں سزا کا فلسفہ بھی بتا دیا کہ وہ دکھ دینے کے لئے نہیں بلکہ بیماریوں سے پاک کرنے کے لئے ہے اس کی تائید قرآن شریف اور بہت احادیث سے ہوتی ہے چنانچہ ابن تیمیہ نے بہت سے صحابہ کے اقوال اس بارے میں نقل کئے ہیں کہ نار پر آخر فنا آئے گی اور حضرت عمرؓ کا قول بھی یہی ہے اور حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا سیاتی علی جہنم زمان لا یبقی فیہا احد یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا اس میں کوئی شخص باقی نہ رہے گا۔

اقول : (یعنی ماسٹر غلام حیدر لکھتے ہیں) مولوی محمد علی صاحب لاہوری شرح حدیث میں تحریف لفظی کر رہے ہیں۔ حدیث میں مشرک کا کوئی لفظ وارد نہیں، نہ دوزخ سے اس کے نکالے جانے کا ذکر ہے۔ بلکہ جن کے دل میں رائی جتنا بھی ایمان ہوگا ان کا ذکر ہے۔ اور یہ عین انصاف ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں۔

سزا کا فلسفہ دوزخ میں پاک کرنے کا بالکل غلط ہے، بلکہ وہ بموجب قرآن مجید جزاء و فاقا گناہوں کی مستوجب سزا ہے جس کے واسطے

و ما ظلمنا ھم و لکن کا نوا ھم الظا لمین

(ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر، بلکہ وہ خود ظالم ہیں)

و لا یخفف عنھم العذا ب (یعنی ان سے عذاب کم نہیں کیا جائے گا)

و ز دنا ھم سعیرا ۔ (اور زیادہ کریں گے ہم ان کو عذاب)

و العذا ب ا لآ خرة ا خزی (اور عذاب آخرت کا زیادہ ذلیل کرنے والا ہے)

وغیرہا نصوص موجود ہیں۔

۲۔مشرک کی عدم مغفرت پر بشرطیکہ وہ شرک سے بے توبہ فوت ہو، علاوہ کثیر الآیات یہ دو آیات نصوص مبین موجود ہیں

ان اللہ لایغفر ان یشر ک بہ۔(بے شک اللہ نہیں بخشتا کہ اس سے شرک کیا جائے)

انہ من یشرك با للہ فقد حر م اللہ علیہ الجنۃ (جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا پس اللہ ضرور اس پر جنت کو حرام کر دے گا)

اسی طرح کافر کے عدم خروج من النار پر بھی نصوص موجود ہیں

و ما ھم بخا ر جین من النار (وہ آگ سے نکل نہیں سکیں گے)

فالیو م لا یخر جو ن منھا و لا ھم یستعتبو ن

(یعنی قیامت میں وہ دوزخ سے نکالے نہیں جائیں گے اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی)

ان کے علاوہ بھی نصوص قرآنی موجود ہیں۔مگر مولوی محمد علی صاحب جیسے دماغ والوں کو ذہن نشین کرنے کے واسطے قرآن کریم نے کافر و مشرک کے عدم دخول جنت کے واسطے ابلغ طور پر اس طرح بھی فرمادیا

لا تفتح لھم ابواب السماء و لاید خلو ن الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط (یعنی ان کے واسطے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے گذر نہ جائے)

۳۔نہر حیات کوئی استعارہ نہیں بلکہ حقیقت ثابتہ ہے۔اور اس میں صرف انہی کا تزکیہ ہوگا جن کا بخاری کی محولہ حدیث میں ذکر ہے نہ مشرک کا۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا دیباچہ میں تو دعوی ہے کہ احادیث کو قرآن سے حتی الوسع تطبیق دینے کی سعی کی جائے گی، مگر عقیدہ بھی قید سے سخت تر چیز ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے غیر ثقہ روایات واقوال الرجال کی پناہ لی اور آیات محکمات و احادیث صحیحہ مرفوعہ کو بالکل نظر انداز کر دیا۔

۴۔مولوی محمد علی صاحب نے ایک اور عجیب نکتہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ مشرک و کافر تک آخر میں جنت میں داخل ہونے کی امید کسی مذہب نے پیش نہیں کی۔بہت خوب

۔اس عقیدہ سے مولوی محمد علی صاحب نے پولوسی کفارہ کی جگہ باحسن طور پر کر دی مگر اس عقیدہ سے مصلحت نزول کتب سماوی وتبلیغ رسالت وتخلیق ہر دو عالم باطل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالی پر کذب کا الزام عائد ہوتا ہے۔

۵۔مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو واضح ہو کہ ایسے عقیدہ سے اسلام نے ہرگز جھوٹی امید نجات کی نہیں دلائی بلکہ سخت سے سخت مشرک و کافر تک کو بھی توبہ سے لا تقنطوا کا مژدہ بوساطت رحمۃ للعالمین ﷺ سنا دیا ہے۔مگر مذکورہ اقسام کے واسطے بصورت عدم توبہ نبی ﷺ اور مومنین کو طلب مغفرت وشمول جنازہ سے تاکیداً منع کر دیا ہے۔اور منکر اقوام کو ہلاک کر کے ایک منصفانہ اصول کا پتہ بتلا دیا ہے کہ آئندہ آخرت میں اللہ تعالی کی کیا سنت ہوگی حدود کے اجراء کے واسطے قرآن شریف ولا تاخذکم بهما رأفة فی دین الله یعنی اللہ کی حدود جاری کرنے کے وقت تمہارے دلوں میں رحم نہ آوے ۔اور کفار کے مقابلہ میں اغلظ علیهم (یعنی اے نبی ان پر سختی کر) اور صحابہ کی شان اشداء علی الکفار (یعنی اصحاب نبی ﷺ کافروں سے سخت برتاؤ کرتے ہیں) فرماتا ہے۔جس طرح اللہ کی دنیاوی سنت کے واسطے فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمدلله رب العالمین یعنی ظالموں کی جڑ کاٹی گئی اور سب حمد اللہ رب العالمین کو سزاوار ہے) قرآن میں موجود ہے۔ اسی طرح آخرت میں بھی اسی سنت پر نص و قضی بینهم و قیل الحمد لله رب العالمین گواہ ہے۔یعنی قیامت کے دن انصاف سے فیصلہ ہو چکنے کے بعد ملائک کہیں گے سب حمد رب العالمین کو سزاوار ہے جس نے پورا انصاف کیا۔

یہود کے واسطے شرک مادون جرم یعنی کتمان حق باخذ رشوت پر قرآن تو لا یکلمهم الله یوم القیامة ولا یزکیهم (یعنی اللہ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کا تزکیہ کرے گا)، فرماتا ہے۔مگر مولوی محمد علی صاحب کی قرآن فہمی اور حدیث فہمی دیکھئے کہ مشرک کو بھی تزکیہ کے واسطے نہر حیات میں غوطہ دلا رہے ہیں۔

۶۔مولوی محمد علی صاحب نے اس بارہ میں جو اقوال رجال وضعیف روایات پیش کئے ہیں وہ نصوص قرآنی پر حکم نہیں ہوسکتے۔ اور صحیح مسلک یہی ہے کہ اس قسم کی احادیث ضعیفہ واقوال الرجال کو اصل محکمات کے ماتحت تطبیق دینا چاہیے تاکہ اختلاف کا دروازہ نہ کھل جائے اور اسلام میں بے ہودہ عقائد داخل نہ ہو جائیں۔

بے شک ابن تیمیہ، وخواجہ محی الدین عربی اور ایک آدھ اور نے بھی فنافی النار کے مسئلہ کی طرف میلان ظاہر کیا ہے، مگر علماء اہل سنت نے ان سے اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ امام شوکانی، ابن جوزی، مجدد الف ثانی وغیرھم نے اس کی تردید میں کتب تالیف کی ہیں۔ تفاسیر فتح البیان، مواہب الرحمٰن ،درمنثور میں بھی خالدین فیھا ما دامت السماوات والارض الا ما شاء ربك کے ذیل میں کسی قدر تردید موجود ہے۔ غایت سے غایت لا یبقی فیھا احد سے مراد خاص اسی طبقہ کا خالی ہونا ہے جس کی احادیث مرفوعہ میں تشریح موجود ہے۔

ب: قال: صفحہ ۳۸ زیر حدیث نمبر ۷۷ نوٹ نمبر میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری ثم قال ما من شیء لما کن اریته الا رأیته فی مقامی هذا حتی الجنة والنار کے ذیل میں اس طرح فرماتے ہیں:

یعنی فرمایا کہ کوئی چیز ایسی نہیں جو دکھلائی گئی تھی مجھ کو مگر میں نے دیکھ لیا اس کو بیچ اپنی اس جگہ کے حتی کہ بہشت اور دوزخ بھی۔

پس اگر سب چیزوں کو اس مقام پر کھڑے ہوئے دیکھ سکتے تھے تو یہ کیوں زور دیا جاتا ہے کہ معراج جب تک اس جسم کے ساتھ نہ ہوا ہو آپ آسمان پر کیوں کر جا سکتے اور بہشت و دوزخ دیکھ سکتے تھے۔

اقول: (یعنی ماسٹر غلام حیدر لکھتے ہیں) یہ مدنی واقع اصل معراج جسمانی کے بعد کا ہے جو مکی زندگی میں ہوا جس میں پانچ نمازوں کا حکم ہوا احادیث سے جنابﷺ کا چند بار نماز میں بلا سواری براق و بے معیت جبریل کشفی معراج بھی ثابت ہے جو آپ کے کمال روحانیت کی دلیل ہے مگر مولوی صاحب کو جسمانی معراج سے صاف انکار ہے جس پر سورہ اسریٰ سورہ نجم کی آیات و احادیث مرفوعہ شاہد ہیں اگر مولوی صاحب اس مسئلہ کو قبول کرلیں تو رفع ونزول مسیح بھی ساتھ ماننا پڑتا ہے جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہے خواجہ کمال الدین صاحب باہر جا کر آپ کو حنفی بتاتے ہیں مگر معراج جسمانی ونزول مسیح وبعض دیگر عقاید میں امام ابوحنیفہ سے بالکل الگ ہیں

ج۔ قال: صفحہ ۳۹ حدیث نمبر ۷۹ میں صحابہ کا نبیﷺ کے پاس مدینہ شریف میں باری باری آنے کا ذکر ینزل یوما اور انزل یوما کے الفاظ سے مذکور ہے یعنی

ایک دن فلاں صحابی آتا ایک دن میں آتا۔ اس پر مولوی محمد علی صاحب لاہوری نوٹ نمبرا یوں فرماتے ہیں:

فلاں فلاں صحابی کے مدینہ آنے پر لفظ نزول بولا گیا ہے حالانکہ وہ آسمان سے نہیں اترا کرتے تھے۔

اقول: (یعنی ماسٹر غلام حیدر لکھتے ہیں) اگر یہ علمی اصول صحیح ہے کہ مختلف المعنی الفاظ کا صحیح ترجمہ اور مفہوم بموجب قرائن قرار دیا جاتا ہے تو مولوی محمد علی صاحب کا اس لفظ نزول کو حدیث میں سفر یا آنے کے معنی قرار پانے سے اپنے عقیدہ پر استدلال کرنا بالکل غور ہے مسیح کے رفع ونزول کے ساتھ قرائن کثیرہ احادیث صحیحہ میں موجود ہیں ان سے حقیقت کھل جاتی ہے مگر اہل سنت کے ہاں مسیح موعود کے آسمانی رفع ونزول کی احادیث بھی موجود ہیں اور مسیح موعود کی شخصیت کے قرائن وعلامات مخصوصہ ایسے زبردست ہیں کہ وہ کسی غیر مدعی پر ہرگز چسپاں نہیں ہوسکتے جس طرح وہ پہلے مدعیان مسیحیت پر چسپاں نہیں ہوئے (کشف الاسرار میں ہر سہ مذکورہ مسائل کو زیادہ مدلل بیان کیا گیا ہے شائقین اس کی طرف رجوع کریں)

جناب رسول اللہ ﷺ نے مسیح موعود کے متعلق مسیح ابن مریم کے الفاظ بطور استعارہ کے نہیں فرمائے بلکہ اسی طرح فرمائے جس طرح قرآن مجید نے متعدد دفعہ فرمائے۔ جب قرآنی مسیح ابن مریم غیر موجود نہیں ہوسکتا، تو احادیث والا مسیح موعود بھی غیر موجود نہیں ہوسکتا۔ زیادہ حیرت وتعجب تو اس پر ہے کہ قادیانی مسیح احادیث والے مسیح ابن مریم کی حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود تاویلات کرنے سے باز نہیں رہ سکتے اور علم معانی کی رو سے حقیقت کے امکان کے بعد تاویل باطل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اسم علم کی تاویل ناجائز ہے مگر علمی ومنصوص اصول کی بنا پر اس جماعت سے قطعی فیصلہ کرنا بڑا مشکل ہے کیونکہ اس کے اپنے اصول بالکل جداگانہ ہیں مثلاً اگر متنازعہ فیہ امر میں اس جماعت کے سامنے یہ منصوص اصول پیش کیا جاتا ہے

فان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله و الرسول ان کنتم تومنون بالله و الیوم الآخر (پس اگر تمہارا کسی امر پر آپس میں تنازعہ ہو پڑے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم کو اللہ اور آخرت پر ایمان ہے)

تو بوجہ عدم ملکہ تطبیق اپنے مزعومہ عقیدہ کے خلاف پا کر جھٹ یوں کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر حدیث صحیح سے فیصلہ غیر ممکن ہوتا تو قرآن ہم کو اس اصول منصوصہ کی ہرگز رہنمائی نہ کرتا۔ قرآن کو تو صحیح حدیث پر اعتبار ہے، مگر اس جماعت کو اعتبار نہیں، اور اس کی اطلاع ہم کو قرآن شریف پہلے ہی آیت ذیل میں دے چکا ہے

و اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون (یعنی جب ان کو فیصلہ کے واسطے قرآن ورسول کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو ان میں سے ایک ایسی جماعت بھی ہے جو منہ پھیر لیتی ہے (اور نہیں مانتی)

جب اہل علم مومنین علمی ومنصوص اصول کے پابند رہے ہیں اور ہونا بھی چاہیے (کیونکہ سبیل المومنین یہی ہے) تو قادیانی مسیح کی امت کا ان اصول حقہ صریح سے صریح اعتراض دیکھ کر خاکسار کو ان کے اپنے خاص اصول وعقائد کی ان کے امام کی تحریرات سے مزید تحقیق کرنے کی طرف خاص توجہ ہوئی اور اثناء تحقیق میں ان میں حق وباطل ہر دو موجود پائے پس حق کو تو قبول کر لیا اور باطل کو رد کر دیا۔ پس بنظر افادہ مسلمین ان کے اباطیل سے قدرے نمونہ پیش کیا جاتا ہے جس میں کافی ثبوت صحیح بخاری پارہ ۱۴ والی حدیث کا ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تیس کذابوں دجالوں کا آنا ضروری ہے جو نبوت کا جھوٹا دعوی کریں گے اور انجیل متی باب ۲۴ والی حضرت مسیح کی متفقہ پیش گوئی سے حدیث مذکورہ کی مزید تصدیق بھی حاصل ہو گئی کہ بہت سے جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح اٹھ کھڑے ہوں گے اور بعض اہل دانش بھی بوجہ ان کی عجیب چالبازیوں کے ان کے مطیع ہو جائیں گے۔

اصول اول: کذب وافترا

جب مرزا صاحب قادیانی کو قبل نزول مسیح مسئلہ ظہور مہدی کا کسی خاص وجہ سے ناگوار اور خلاف مرضی معلوم ہوا تو بطور تصدیق ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۸ پر یوں فرمایا (بطور خلاصہ) مہدی والی کسی حدیث کو صحیحین (بخاری ومسلم) نے بوجہ عدم صحت بالکل درج نہیں کیا حالانکہ ان ہر دو کتب میں اخیر زمانہ کا پورا نقشہ موجود ہے۔

بہت خوب ! مگر جب خود مہدی بننے پر جم گئے تو بطور تصدیق اسی بخاری کی طرف سے اپنی جھوٹی بنائی ہوئی ایک حدیث شہادۃ القرآن صفحہ ۴۰ میں پیش کر دی (بطور خلاصہ) کہ

مہدی کے ظہور کے وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی

هذا خليفة الله المهدی

اور بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ فرما کر اس حدیث موضوعہ خود کی طرف خاص توجہ دلائی۔

اقول : اب اگر بخاری میں یہ حدیث موجود ہے تو خاکسار کاذب ومفتری، ورنہ وہ کاذب ومفتری، بلکہ ڈبل کاذب ومفتری۔

اصول دوم۔تحریف لفظی وخیانت :

جب آپ کو مجدد بننا مدنظر تھا،تو براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۶ وازالہ اوہام صفحہ ۹۱۴ وتحفہ بغداد صفحہ ۲۰۔۲۱ میں یوں لکھ دیا (بطور خلاصہ)

مجدد سرہندی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کو کثرت مکالمہ ومخاطبہ کا شرف حاصل ہو اور بہت سے امور غیبیہ اس پر کھولے جائیں وہ مجدد ہوتا ہے،

اقول : بہت خوب ! مگر جب آپ نے نبی بننے کا دل میں فیصلہ کرلیا تو مجدد سرہندی کے اپنے محولہ رقعات میں تحریف لفظی وخیانت کر کے بجائے مجدد کے لفظ نبی پیش کر دیا اور مثال حضرت عمر (جو محولہ رقعات میں بعد لفظ مجدد کے تھی) اس حوالہ میں بالکل اڑا دی۔

ایک ہی بوتل سے دو قسم کا عرق حسب موقعہ نکال کر دے دینا ان کا ضروری اصول تھا

اصول سوم : دجل ومکر

اپنے مریدوں کو قابو رکھنے کے لئے اور دوسرے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے واسطے آپ کبھی کبھی حسب نمونہ ذیل اشعار بھی فرمایا کرتے تھے

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر او شد اختتام
معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان ودل ایمان ما ست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاء ست

اقول: اپنے پیشوا مصطفیٰ خیر الرسل خیر الا نام ﷺ کے ادب ومنزلت اور وقعت کا جو عملی ثبوت آپ نے پیش کیا وہ اعجاز احمدی صفحہ ۷۱ میں اسطرح ہے

اس کے واسطے ایک قمر کا خسف واقع ہوا، مگر میرے لئے دو کا یعنی چاند اور سورج کا۔

اس سے زیادہ وقعت ازالہ اوہام حصہ ۲ ص ۶۹۱ میں اس طرح مذکور ہے (بطور خلاصہ)

اگر آنخضرت ﷺ کو بوجہ عدم موجودگی نمونہ پوری حقیقت ابن مریم دجال یاجوج ماجوج، دابۃ الارض کی بذریعہ وحی منکشف نہ ہوئی ہوتو کچھ تعجب نہیں

نبوت کے خاتمہ کا آپ کو ایسا یقین حاصل تھا کہ کوئی قسم کی نبوت ایسی نہ رہی جس کا دعوی کر کے آپ فوت نہ ہوئے ہوں ظلی نبوت کا، بروزی نبوت کا، غیرتشریعی کا تشریعی کا۔

باقی آپ کا یقین انبیائے سابقین کے معجزات مذکورہ قرآن مجید کی نسبت بطور نمونہ معجزات قرآنی باذن اللہ حضرت مسیح کا حال ازالہ اوہام وغیرہ میں موجود ہے جہاں ان معجزات کے متعلق حقارت کا کوئی لفظ بھی آپ کے حافظہ ولغت سے باہر نہیں رہ گیا۔ یعنی قابل نفرت، مکروہ، عمل الترب، مسمریزم وغیرھا۔

خدا ناحق ضد سے محفوظ رکھے جو آگا پیچھا بالکل دیکھنے نہیں دیتی۔ آپ کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ کم از کم میں لفظ مسمریزم کا استعمال تو نہ کروں کیونکہ وہ اٹھارویں صدی عیسوی کی ایجاد ہے، (دیکھو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا زیر لفظ مسمریزم)

اب اگر مذکورہ اصول جناب مرزا غلام احمد کو حدیث سابقہ محولہ بخاری پارہ ۱۴ و پیش گوئی مذکورہ محولہ انجیل متی باب ۲۴ ہر دو سے تطبیق دی جائے تو بلا ریب ایک

باانصاف محقق اس نتیجہ پر پہنچنے میں تامل نہیں کرے گا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی حدیث مذکورہ وپیش گوئی انجیلی کے عین وصحیح مصداق ہیں۔مگرافسوس کہ ان کی جماعت اسلام کے نام سے مسلمانوں کے عقائد کس ڈھب سے بگاڑ رہی ہے اللہ تعالی زمانہ کے گمراہ کن فتنوں سے ہم کوعقائداہل سنت ماانا علیہ وا صحابی پر قائم رکھے اورگمراہوں کو توبہ وہدایت بخشے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۲ نومبر ۱۹۲۶ءمطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ جلد۲۴ نمبر۲ص ۵۔۸)

مرزا قادیانی کا پاؤں دوکشتیوں میں۔ ۲

(سلسلہ کے لئے دیکھواہل حدیث مجریہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء)

جناب بابوحبیب اللہ صاحبؒ کلرک دفترنہرامرتسر لکھتے ہیں:

مرزاغلام احمد صاحب قادیانی کا فرمان ہے:

انسان دوکشتیوں میں کبھی پاؤں نہیں رکھ سکتا (کتاب منظورالہ۔ی ص۳۲۹)

اخبار گوہر باراہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۱۰۔۱۱۔۱۲ پرایک مضمون بہ عنوان بالا شائع کیا گیا تھا اسی کے سلسلہ میں کچھ اور دل چسپ باتیں ناظرین اخبار کے لئےلکھی جاتی ہیں۔

کشتی نمبرا

ا۔ حقیقۃ الوحی صفحہ۹۷ کے حاشیہ پر ہے:

اللہ جل شانہ نے آنحضرتﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کوافاضہ کمال کے لئے مہردی جوکسی اور نبی کوہرگزنہیں دی گئی۔اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہےاورآپکی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کونہیں ملی یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ

علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل

یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔

اور بنی اسرائیل میں اگر چہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسی کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا، بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیؑ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ دخل نہ تھا۔

۲۔تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

آخر انجام یہ ہوا کہ حضرت عیسیؑ کو صلیب پر چڑھا دیئے جانے کے بعد خدا نے مرنے سے بچالیا اور ان کی وہ دعا منظور کر لی جو انہوں نے درد دل سے باغ میں کی تھی۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ جب مسیح کو یقین ہو گیا کہ یہ خبیث یہودی میری جان کے دشمن ہیں، اور مجھے نہیں چھوڑتے، تب وہ ایک باغ میں رات کے وقت جا کر زار زار رویا، اور دعا کی

یا الٰہی اگر تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے تو تجھ سے بعید نہیں تو جو چاہتا ہے کرتا ہے

اس جگہ عربی انجیل میں یہ عبارت لکھی ہے

فبکی بدموع جاریة و عبرات متحدرة فسمع لتقواہ

یعنی یسوع مسیح اس قدر رویا کہ دعا کرتے کرتے اس کے منہ پر آنسو رواں ہو گئے اور وہ آنسو پانی کی طرح بہنے لگے اور وہ سخت رویا اور سخت دردناک ہوا، تب اس کے تقوی کی وجہ سے اس کی دعا سنی گئی۔

۳۔براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

پھر بعد اس کے (خدا نے) فرمایا ھو شعنا نعسا یہ دونوں فقرے شائد عبرانی کے ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔ پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں

آئی لو یو

آئی شل گو یو لارج پارٹی آف اسلام

چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنی کھلے ہیں اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔

۴۔ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اسکا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہوجانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔

کشتی نمبر ۲

۱۔الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵ کالم ۳ میں مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ یوں ہیں:

حضرت موسیٰ کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔

نوٹ: قرآن مجید کی کسی آیت سے یا کسی حدیث صحیح مرفوع یا موقوف سے یہ بات ثابت نہیں ہے (حبیب اللہ)

۲۔کتاب تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۳۲۔۱۳۳ کے حاشیہ پر مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ یوں درج ہیں:

حضرت مسیح نے ابتلاء کی رات میں جس قدر تضرعات کئے وہ انجیل سے ظاہر ہیں۔تمام رات حضرت مسیح جاگتے رہے اور جیسے کسی کی جان غم سے ٹوٹتی ہے غم واندوہ سے ایسی حالت ان پر طاری تھی وہ ساری رات رو رو کر دعا کرتے کہ وہ بلا کا پیالہ کہ جو ان کے لئے مقدر تھا ٹل جائے۔پر باوجود اس قدر گریہ وزاری کے پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی کیونکہ ابتلاء کے وقت کی دعا منظور نہیں ہوا کرتی۔

۳۔چشمہ معرفت کے صفحہ ۲۰۹ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو، اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔،

۴۔ضمیمہ براہین پنجم صفحہ ۱۳۸ پر مرزا صاحب قادیانی نے یوں لکھا ہے:

نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہو۔شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے دو کشتیوں میں پاؤں رکھا ہے دراصل بات وہی ہے جو جناب مرزا صاحب نے اپنی نسبت خود ہی لکھی ہے کہ:

حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔(دیکھو ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۰۳ء ص ۱۵۳ کا حاشیہ)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء مطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲ ص ۹۔۱۰)

مراقی نبی

جناب مولوی عبدالحق صاحب منٹگمری (حال ساہیوال) سے لکھتے ہیں:

حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مراق ہے ..(اور ریویو آف ریلی جنز میں لکھا ہے)

یونانی میں مراق اس پردہ کا نام ہے جو احشاء الصدر کو احشاء الطین سے جدا کرتا ہے اور معدے کے نیچے واقع ہوتا ہے اور فعل تنفس میں کام آتا ہے۔ پرانے سوء ہضم کی وجہ سے اس پردہ میں تشنج سا ہوجاتا ہے۔ بدہضمی اور اسہال شروع ہو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے۔ اور مرگی اور ہسٹیر یا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات پر قابو نہیں رہتا۔ یہ تو امر واقعی ہے کہ حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کو بدہضمی واسہال اور دوران سر کی عموماً شکایت رہتی تھی۔

(ریویو آف ریلی جنز اگست ۱۹۲۶ء ص ۶)

عرصہ دراز گذر گیا ہے کہ مسلمانوں اور مرزائی پارٹی میں اس بات پر بحث ہوتی چلی آئی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کو مراق تھا اور مرزا قادیانی کو اپنے خیالات

پر قابو نہ تھا جس طرح مرگی یا ہسٹیر یا والے کو اپنے خیالات پر قابو نہیں رہتا۔ بدیں وجہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سچے نبی نہیں ہوسکتے کیونکہ نبی کا صحیح الدماغ ہونا ضروری ہے ۔تو جو شخص جنون مراق جیسی بیماریوں میں مبتلا ہو وہ نبی نہیں ہوسکتا۔

لیکن مرزائی جماعت مراق کے متعلق تاویلیں کر کر کے اپنا وقت ٹالنے کی کوشش کرتی رہی لیکن جو سچائی ہو، وہ کبھی بھی چھپائے سے چھپ نہیں سکتی۔ آخر خدا نے مرزائی جماعت کے ہاتھ سے ریویو آف ریلی جنز بابت اگست ۱۹۲۶ء میں تصدیق کرا دی جس میں چار باتوں کی صفائی ہوگئی جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مرز غلام احمد صاحب قادیانی کو مراق تھا۔

۲۔ مراق میں سوءہضم واسہال ہوتے ہیں۔

۳۔ ایسے مریض کو اپنے خیالات پر قابو نہیں ہوتا۔

۴۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اسہال وسوءہضم وغیرہ کی علامت تھی۔

اب مندرجہ بالا مضمون کے دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اہل حدیث جماعت وقادیانی جماعت میں اتفاق ہوگیا ہے کہ واقعی مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے خیالات پر قابو نہ تھا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عملی صورت سے دیکھا جائے کہ واقعی مرزا غلام احمد صاحب کا اپنے خیالات وجذبات پر قابو تھا؟

لیکن مرزا صاحب قادیانی کی تحریر وتقریر اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی ہرگز اپنے جذبات پر قادر نہ تھے اور آپ کی تصنیف میں ہزاروں نقص پائے جاتے ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کی مخبوط الحواسی پر دلالت کرتے ہیں جو نمونہ کے طور پر مندرجہ ذیل ہیں۔

مرزا صاحب قادیانی اپنے نشانوں کے متعلق فرماتے ہیں

دوسرے نشان جو اللہ تعالی نے میرے ہاتھ سے ظاہر کئے صدہا نشان ہیں جس کے ایک نہ دو، بلکہ تمام دنیا گواہ ہے (تریاق القلوب۔ص۹)

تریاق القلوب کی اشاعت یکم اگست ۱۸۹۹ء ہے۔ کچھ مدت کے بعد شمار کر کے لکھتے ہیں:

میری تصدیق کے لئے خدا نے دس ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے۔

(تحفۃ الندوۃ۔ص۴۔اکتوبر۱۹۰۲ء)

گویا دو سال ۳ ماہ میں نو ہزار نشانات کا ظہور ہوا۔ جو فی ماہ ۳۳۳ اور فی یوم ۱۱ نشان ہوئے۔

آپ آگے فرماتے ہیں:

مجھے قسم خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے بھی زیادہ میرے ہاتھ سے نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۴۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

گویا کامل ایک سال میں ایک لاکھ نوے ہزار نشان ظاہر ہوئے جو بحساب فی ماہ تقریباً سولہ ہزار، اور فی یوم ۵۲۸ نشان ٹھہرتے ہیں۔

میں نے پیشتر بھی عرض کر دی ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو دماغ کا خلل تھا۔ بدیں وجہ آپ اس کتاب تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۱ میں فرماتے ہیں:

جس شخص کے ہاتھ سے اب تک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں

لیکن ۱۹۰۳ء کے بعد آپ کے الہام کا اس طرح صفایا ہوا، چنانچہ آپ ساڑھے چار سال بعد مئی ۱۹۰۷ء میں لکھتے ہیں:

میرے نشان تین لاکھ تک پہنچے ہیں (حقیقۃ الوحی ص ۶۸۔ حاشیہ حقیقۃ الوحی۔ص ۴۹)

گویا اتنی میعاد میں سات لاکھ نشانوں کا صفایا ہوا (یعنی کمی ہو گئی۔ حیرانی ہے کہ مرزا صاحب کو بروز محمدی ہونے کی وجہ سے الہام ہوا تھا وللآخرۃ خیر لك من الاولی یعنی تیری پچھلی حالت تیری پہلی حالت سے زیادہ اچھی ہوگی۔، اس کے بعد الہامات و فیوضات الہیہ میں کمی کیوں ہونے لگی؟ یہ تو اس کے برعکس ہو گیا۔ مدیر) قادیانی جماعت تو اس کا یہی جواب دے گی کہ اسی کو صحیح الدماغ کہا جاتا ہے۔

بات یہاں تک ہی ختم نہیں اب مراق وراثت میں میاں محمود کو بھی بخشش ہوا ہے۔ ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۱ پر لکھا ہے:

میں یہ بتا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو یہ مرض ورثہ میں نہیں ملی مگر جب خاندان میں اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد) نے فرمایا تھا کہ مجھ

کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔،

پنجابیوں کی ایک مثال ہے کہ

ماں پر دھی، پتا پر گھوڑا، بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا

(یعنی بیٹی ماں پر ہوتی ہے اور گھوڑا اپنے باپ پر ہوتا ہے پوری مناسبت نہ ہوگی تو کچھ تو ضرور ہوگی۔ مدیر)

اب خلیفہ صاحب کو بھی کچھ کچھ مراق ہونا شروع ہوگیا ہے۔جب تک مثیل کو مثیل نہ ملے بروز اور ظلیت پوری نہیں ہوسکتی۔احقر مندرجہ ذیل سطور میں خلیفہ صاحب کا مراق بھی درج کرتا ہے۔امید ہے کہ ناظرین داد دیں گے

مرزا غلام احمد صاحب، ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۲۰۰ پر فرماتے ہیں:

ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے محض ظاہری الفاظ بھی صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں، بلکہ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔

گویا اس مندرجہ بالا مضمون میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کہا ہے کہ میں غریب نبی آیا ہوں، اور سیاست سے مجھے کوئی تعلق نہیں، شائد کوئی اور مسیح بھی آجائے جو سیاست کے رنگ میں ہو۔

اور خلیفہ محمود احمد بھی الفضل مورخہ ۶ جولائی صفحہ ۶ پر فرماتے ہیں:

یہ سچ ہے ہم سیاست سے تعلق نہیں رکھتے اور نہ ہی ہم ایسی کتابیں پڑھتے ہیں جن میں سیاسی امور پر بحث کی گئی ہو۔

مگر مریض کو کبھی نہ کبھی آخر مرض دورہ کرتا ہے جب خلیفہ صاحب کو مراق کی بیماری نے دورہ کیا، تو الفضل ۳ جولائی ۱۹۲۶ء میں اس طرح تحریر فرمایا:

ہماری سیاست ۔ پھر بعض نادان ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے اندر سیاست تو ہے نہیں، تو پھر ہم کیوں کسی کی بات مانیں۔

مگر یہ بات غلط ہے ہمارے اندر سیاست ہے....

جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی سیاست ہے وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے اس کی کوئی بیعت نہیں۔

اور اصل بات تو یہ ہے کہ ہماری سیاست گورنمنٹ کی سیاست سے بھی زیادہ ہے۔ خلیفہ کے لئے سیاست وہی عقیدہ ہے جس کے لئے میں گیارہ سال سے غیر مبایعین سے جھگڑ رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست ہے نہیں، جب سیاست نہیں تو خلیفہ بھی نہیں، کیونکہ خلیفہ بغیر سیاست کے نہیں ہو سکتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ہم میں سیاست ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء مطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲ ص ۱۰۔۱۱)

میسیحیت مرزائی اور دنیا

مولانا محمد عبدالغفار الخیری دہلویؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کا دعوی تھا کہ وہ مسیح موعود، مہدی مسعود اور خبر نہیں کیا کیا تھے۔ ان کی قادیانی اور لاہوری پارٹیاں مرزائی نبوت اور میسیحیت کے ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں لیکن زمانہ ان کے بطلان پر کمر بستہ نظر آتا ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آ کر کسر صلیب کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کی ضرورت نہ رہے گی، مال کی کسی کو احتیاج یا پرواہ نہ رہے گی، اور تمام دنیا و مافیہا سے ایک سجدہ بھی بہتر سمجھا جائے گا (کیونکہ سب خدا پرست مومن پکے دین دار ہو جائیں گے ان کے نزدیک جتنی قدر ایک سجدہ کی ہو گی تمام دنیا کی دولت عزت و جاہت شہرت وغیرہ کی اس کے عشر عشیر بھی نہ ہو گی)

یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مشکوۃ باب نزول عیسی میں بھی موجود ہے۔ کیا دونوں پارٹیوں میں سے کوئی بہادر بن کر امور مندرجہ بالا میں سے کسی ایک کو ثابت کر دکھانے کی کوشش کرے گا۔ دیدہ باید

کسر صلیب کی کیفیت تو یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ عیسائی ہو رہے ہیں، جن کے مقابلہ میں نو مسلموں کی تعداد کچھ بھی نہیں۔

قتل خنزیر کی کیفیت ملاحظہ کرنی ہو، تو کم از کم ریلوے اسٹیشنوں پر جا کر ریفرشمنٹ رومز میں ولایتی بکرے پر چھری کاٹنے کی قواعد کی بہار دیکھئے۔ عیسائیوں کو نہیں مسلمانوں کو جن کے مذہب میں خنزیر اک دم حرام ہے (شائد قادیانی اصطلاح میں قتلسے مراد یہ ہو کہ کثرت سے خنزیر کھایا جائے گا اور جائز ہو جائے گا اللهم انی اعوذ بك من الشروع والسّیّات)

تیسری بات ہے مال کا معاملہ۔ تو آج کل اس مال کی خاطر جو کچھ دغا، فریب، دھوکا، جھوٹ، کشت وخون ہو رہا ہے اس کی کیفیت بازاروں اور عدالتوں میں ملاحظہ طلب ہے۔ طرح طرح کی تحریکوں اور پروپاگنڈوں میں دیکھئے ایک دوسرے کی مخالفت میں ڈھونڈھیئے۔

قصہ مختصر جہاں دیکھو، مارا مار پیسے کی، اور لطف یہ کہ روز افزوں ہے (دیگر لوگوں کو کیا دیکھو گے خود قادیانی اور لاہوری پارٹیوں کے اندوختوں کو دیکھئے کہ اشاعت اسلام کے بہانہ سے کیا کیا جائدادیں بن رہی ہیں، سیر وسیاحت ہو رہی ہے، گل چھرے اڑ رہے ہیں، خواجہ کمال الدین صاحب اب جماعت سے الگ کیا کچھ جمع کر رہے ہیں۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

اب چوتھی نشانی پر غور کرنا ہے تو شدھی کی بلا اور قبوں کا فتنہ اہل بصیرت کے لئے کیا کم ہے کہ ہم کو وفد خلافت اور بعض اخبارات کی تصریحات اور ابن سعود کی ذات کی مخالفت مصریوں کی حرم محترم میں بلد حرام اور شہر حرام میں مسلمانوں موحدوں مسلمانوں پر نشانہ بازی رواداری اور جذبات کی پیروی کی اشاعت اور حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم کے شعر

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا کر کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

کی تشریح کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔

دنیا آج کل فتنہ وفساد کا گہوارہ بن رہی ہے۔ کہیں جنگ ہے، تو کہیں بغاوت یا بحالت مجبوری مخالفت کی گرم بازاری ہے۔ ہند میں ہندو مسلم نفاق کچھ کم شر انگیز نہ تھا کہ اب قرائن پتہ دے رہے ہیں کہ مستقبل قریب میں خود مدعیان میں باہمی وہ چھننے والی ہے (خدا نہ کرے کہ ہو اللهم انا نعوذ بك من الفتن ما ظهر منهاو مابطن مدیر اہل حدیث

) کہ زمانہ حال کے ہندو مسلم فسادات ومناقشات اس کے مقابلہ میں قابل ذکر بھی نہ ہوں گے اور شائد جذبات دنیا کے مقابلہ میں ایک سجدہ توحیدی مشکل ہو جائے اور لوگ کہنے لگیں کہ وہ وقت جس کے متعلق صادق مصدوق مخبر صادق علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ، مسلمان کا سب سے بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کو لئے ہوئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر ان کو چرانے کے لئے چراگاہوں کی تلاش میں اس وجہ سے پھرے گا کہ اس کا ایمان فتنوں سے محفوظ رہے (بخاری) (مطلب یہی ہے)۔

یہ حالات دن بدن زیادہ ہی ہوتے جاتے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے دعوی مسیحیت سے لے کر آج تک کوئی بتائے یہ حالت رو بترقی ہے یا بتنزل۔ آنکھوں دیکھے مکھی نہیں نگلی جاتی۔ ان فسادات اور فتنوں کی موجودگی میں مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود وہی تسلیم کرے گا جو احکام شرعیہ سے جاہل ہو یا من سفہ نفسہ کہ آنکھوں پر غلاف ہو اور قلب پر زنگ ہو۔

کاش مسلمان ٹھنڈے دل سے غور کریں تو ان کو معلوم ہوگا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خدمت اسلامی کا نہیں بلکہ تخریب اسلام کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ مسلمان پہلے ہی کیا کم منتشر تھے کہ مرزا صاحب کمی کو پورا کرنے آئے اور کیا خدمت انجام دی۔ ہندوستان میں تو غیر مسلموں میں کچھ دکھائی نہیں دیتا، بجز اس کے کہ جاہل دین سے ناواقف اور انگریزی دان مسلمانوں کو گھیر گھار کر اپنے مذہب میں شریک کر لیں مگر یہ ان کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ ان کو لاہوری یا قادیانی احمدی بنا لینے سے کسر صلیب نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب کسر صلیب کرتے نہیں، بلکہ صلیب کی جڑ مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس جہان سے تشریف لے گئے جس کے لئے جہاد کے اڑانے کی پر زور کوشش کرتے رہے اور اپنے دائرہ یا سلسلہ میں شامل کرنے کی شرطوں میں یہ شرط بھی قرار دی گئی کہ صلیبی حکومت رحمت ہے (مطلب یہ ہے کہ ایک طرف تو کسر صلیب کا دعوی ہے اور دوسری طرف صلیب کی اشاعت کرنے والوں کے خوش آمدانہ گیت گائے جاتے ہیں۔ مدیر)

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء مطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲ ص ۱۱)

مولوی سعد اللہ مرحوم اور مرزا قادیانی

جناب منشی محمد حسینؒ صابری، بریلی سے لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الفضل نے مولوی سعد اللہ مرحوم کے پسر کے فوت ہو جانے پر بہت خوشی منائی تھی، کیونکہ اس کے خیال میں ان کے مسیح موعود صاحب (مرزا قادیانی) کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

جناب اڈیٹر صاحب اہل حدیث نے اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۷ستمبر ۱۹۲۶ء میں اس پیش گوئی کی عالمانہ تنقید کر کے ثابت کیا کہ یہ پیش گوئی مبہم اور مہمل ہے مگر اخبار الفضل قادیان ۲۴ستمبر ۱۹۲۶ء میں پھر اسی پیش گوئی کے لئے صاف اور صریح ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پبلک کے سامنے مرزا غلام احمد صاحب آنجہانی کے اصل الفاظ اسی امر کے متعلق از ابتداء تا انتہاء رکھ دیئے جائیں، تاکہ ارباب انصاف غور کر لیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے سے الہامات کو نبیوں کے الہامات کے برابر کیوں کر درجہ دیا جا سکتا ہے۔

واضح ہو کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے الہامات کے سچا ثابت کرنے کے لئے خود لوگوں سے لڑنا پڑتا تھا۔ چنانچہ جو لوگ مرزا صاحب قادیانی کی تحریروں سے واقف ہیں، ان پر یہ امر پوشیدہ نہیں ہے۔ لیکن سلسلہ نبوت میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ صادق نبی اپنی پیش گوئیوں کے منوانے کے لئے دست بدامن ہوتے پھریں جیسا کہ جناب آنجہانی مرزا صاحب کی ساری عمر اسی کام میں گذری۔

میں یہاں انہی حوالوں کو نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں جو اڈیٹر صاحب الفضل نے اپنے دو پرچوں میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریروں سے نقل کئے ہیں کیونکہ میرا مدعا جس پر میں قادیانی اصحاب اور دیگر انصاف پسندوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں انہی سے بفضلہٖ ثابت ہے۔

سب سے پہلی تحریر جس میں مرزا غلام احمد صاحب نے مولوی سعد اللہ مرحوم

کیلئے الہام ان شا نئك هو الا بتر شائع کیا ہے وہ اشتہار تین ہزاری کے صفحہ ۱۲ پر ان الفاظ سے ہے: (یہ اشتہار ۵۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو شائع ہوا)

آخر اے مردار! دیکھ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے عدو اللہ! تو مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے لڑتا ہے۔ بخدا مجھے اسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت الہام ہوا ہے

انّ شا نئك هو الا بتر۔

اس الہام کے شائع کرنے کے ساتھ جناب آنجہانی مرزا صاحب نے کہیں یہ ظاہر نہیں کیا کہ اس الہام کا مطلب یہ ہے کہ سعد اللہ مقطوع النسل ہوگا۔ صرف ایک الہامی عبارت ہے جس کے قادیانی اصول کے مطابق کئی ایک معنی پیدا کئے جا سکتے تھے۔ اس لئے جناب مرزا صاحب آنجہانی رسالہ انجام آتھم (جو اس الہام کے قریب دو سال بعد شائع ہوا) صفحہ ۵۹ کے حاشیہ پر بھی اس سے زیادہ تحریر نہ کر سکے وہ یہ ہے

سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ پڑھنے کے وقت ہوا کہ ان شا نئك هو ا لا بتر سو اگر اس ہندو زادہ (سعد اللہ نو مسلم تھے) بد فطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور نامراد اور ذلیل اور رسوا نہ مرا تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔

اس تحریر میں بھی الہام زیر بحث کے معنی مقطوع النسل ہونا نہیں کئے گئے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کو خود بھی یقین نہ تھا کہ ان معنی سے میرا یہ الہام پورا ہوگا، بلکہ محض شک و شبہ کی حالت میں تھے، کیونکہ مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانوی مرحوم کا لڑکا موجود تھا۔ اس کے ہوتے ہوئے جیسے مرحوم مولوی سعد اللہ صاحب کو آئندہ اولاد ہونے کی امید ہوگی جناب آنجہانی مرزا صاحب کو بھی خدشہ لگا ہوا تھا کہ اگر کہیں اولاد آئندہ ہوگئی تو پھر ذرہ مشکل ہوگی۔ اور یوں مہمل چھوڑنے میں بات بنانے کے لئے بہت وسعت ہے۔ چنانچہ یہی ہوا۔

جناب اڈیٹر صاحب اہل حدیث امرتسر نے اپنے پرچہ میں مرزا صاحب قادیانی کے بتائے ہوئے ابتر کے کئی ایک معنی تحریر فرمائے تھے۔ بوقت ضرورت جس سے کام نکلتا اسی کو ابتر کے معنی پیش کر کے جناب آنجہانی اپنی پیش گوئی کو صحیح ثابت کر دیتے ان معنوں کے علاوہ مرزا صاحب کے نزدیک وہ شخص بھی ابتر ہوتا ہے جو

تنگ دست ہو یا مال و دولت نہ رکھتا ہو۔ چنانچہ آنجہانی مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ یوں ہیں:

چونکہ عربی زبان میں ابتر معدِم کو بھی کہتے ہیں یعنی ایسے مفلس کو جو سب اندوختہ کھو بیٹھے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۲۴)

ان معنی سے تو مرزا صاحب قادیانی کے مخالف علماء میں سے بہت کم باقی ہوں گے جنہیں ابتر نہ کہا جائے (بلکہ ان معنی سے مرزا صاحب خود بھی ابتر تھے۔ناداری کے جال میں آپ نے اپنا باغ پانچ ہزار پر بیوی کے پاس گروی رکھا تھا۔ مدیر اہل حدیث امرتسر) کیونکہ بہت سے علماء تو آنحضرت ﷺ کے ارشاد الفقر فقری کے مطابق دنیاوی مال و زر کو پاس ہی رکھنا اچھا نہ سمجھتے ہوں گے اور ہمیشہ مفلسی کی زندگی بسر کرنے کو بہتر خیال کرتے ہوں گے اس لئے جناب آنجہانی مرزا صاحب کے اصول کے مطابق ابتر ہوئے۔ اور چونکہ جناب آنجہانی کو اپنے والد کے مرنے کے بعد اپنی حالت پر خیال کر کے اتنی بھی امید نہ تھی کہ دس روپے آئیں گے تاہم کئی لاکھ روپیہ آ گیا اور مزے کی زندگی بسر ہونے لگی اس لئے تین چار لاکھ کی حیثیت والے کے بالمقابل ایک حجرہ نشین درویش کی کیا وقعت ہوسکتی ہے اسے ابتر کہو یا جو بھی نام رکھو اسے سننا پڑے گا چنانچہ اس طرح پر بھی مرحوم مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کو جناب آنجہانی نے ابتر کہتے ہوئے ذرہ شرم نہیں کی۔

جناب آنجہانی مرزا صاحب اپنے مال و دولت کے گھمنڈ میں صرف یہی نہیں کہ غریب اور مفلس علماء کو حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے اور انہیں ذلیل و نامراد سمجھا کرتے تھے بلکہ اپنے باپ بچارے مرحوم کو بھی نامرادی کا لقب دینے میں تامل نہیں کیا بلکہ بلا دریغ نامراد کہہ دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ہمارے بزرگوں کے دیہات مدت سے ہمارے قبضہ سے نکل چکے تھے اور ان کا واپس آنا ایک خیال خام تھا اسی نامرادی کی وجہ سے حضرت والد صاحب مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور حزن اور اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے۔ (سیرت مسیح موعود، محمود احمد۔ص ۵)

اس قسم کے ابتر یا نامراد لوگ تو دنیا میں کثرت سے موجود ہیں بلکہ مجموعی

حیثیت سے مسلمانان عالم مع مرزائی صاحبان کے اس سے باہر نہیں۔ اور دیگر اقوام آریہ اور عیسائی جن کو نیست و نابود کرنے کے لئے جناب آنجہانی آئے تھے بحیثیت مال و دولت کی فراوانی کے بامراد ہیں اور مرزائی صاحبان جو رات دن چندہ چندہ پکارتے رہتے ہیں ان قوموں (آریہ اور عیسائی) کے بالمقابل بے شک نامراد کہے جا سکتے ہیں لیکن میں نہیں کہتا کہ تنگ دست ہونا یا فاقہ کش ہونا بھی نامرادی ہے۔

الغرض مرزا غلام احمد صاحب کے نزدیک ابتر کے کئی ایک معنی تھے اس لئے انہوں نے اصل الہام کے وقت بلکہ اس کے بعد بھی عرصہ دراز تک اس کے معنی مقطوع النسل نہیں کئے اسی ڈر کی وجہ سے کہ سلسلہ نسل باقی رہنا ان کے نزدیک بھی محتمل تھا لیکن الہام سے تیرہ برس بعد جب مولوی سعد اللہ صاحب کا انتقال ہو گیا تو مرزا غلام احمد صاحب بھی اپنی جگہ سے ذرہ آگے سرکے، اور پھر یہ معلوم کر کے کہ مولوی سعد اللہ مرحوم کا لڑکا نا قابل اولاد ہے تو ضرور دال میں کالا (حقیقۃ الوحی ص ۳۶۴ حاشیہ) دیکھ کر آپ نے آخر کار ایک یہ معنی بھی کر دیئے کہ، ابتر کی پیش گوئی کا ثبوت ظاہر ہے اور قطع نسل کی علامات موجود (حقیقۃ الوحی ص ۳۶۴) (مرزائی صاحبان کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے عبارت مندرجہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۴ مولوی سعد اللہ کی زندگی میں لکھی تھی۔ یہ بات قابل پذیرائی نہیں کیونکہ مولوی سعد اللہ کا انتقال فروری ۱۹۰۷ء میں ہوا اور حقیقۃ الوحی مئی ۱۹۰۷ء میں طبع ہوئی۔ محمد حسین صابری)

پس ایسی پیش گوئی کو اڈیٹر الفضل کا صاف اور واضح لکھنا بالکل بے جا اور بے انصافی ہے۔ مختصر یہ کہ اصل الہام کے وقت بلکہ تیرہ برس بعد تک بھی ابتر کے معنی مقطوع النسل نہیں کئے گئے تیرہ برس کے بعد یہ معلوم کر کے کہ لڑکا نامرد ہے اور قرین قیاس ہے کہ اب اس کی اولاد نہ ہوگی ابتر کے معنی مقطوع النسل کر دیئے گئے۔ ایسی پیش گوئیوں کو مولوی عبد اللطیف گنا چوری مدعی مہدویت، پس گوئیاں، کہا کرتے ہیں جو بالکل درست ہے اور جس سے ہمیں بھی انکار نہیں کہ مرزا صاحب قادیانی جیسے جیسے واقعات پیش آتے جاتے تھے انکے ساتھ ساتھ اپنے علم لدنی کو بھی آگے آگے بڑھایا کرتے تھے۔ یہی مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت کا اصل اصول تھا جسے میں ایک مثال سے نہیں بلکہ بیسیوں مثالوں سے ثابت کر سکتا ہوں۔

ابھی ایک بات اور غور طلب ہے کہ اگر مولوی سعد اللہ مرحوم کے لڑکا در لڑکا

بھی ہو جاتا تو کیا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مرزائی جھوٹا سمجھ لیتے ؟ یا کم از کم اسی پیش گوئی کو غلط جان لیتے ؟ اس کا جواب صاف ہے کہ نہیں ۔ اس لئے کہ کتنی ایک عظیم الشان پیش گوئیاں مرزا صاحب قادیانی نے کی تھیں جو سراسر غلط ہوئیں کہ جن کو سلجھانے کے لئے مرزا صاحب قادیانی کا لٹریچر موجود ہے، جسے شبہ ہو دیکھ لے۔ بلکہ مرزا غلام احمد صاحب کی ساری عمر کی کمائی ہی یہ ہے کہ وہ اپنی الجھی ہوئی پیش گوئیوں کو سلجھاتے رہے۔ پس اگر مولوی سعد اللہ صاحب مرحوم کے لڑکے کے بھی اولاد ہو جاتی اور پھر مرزا غلام احمد صاحب پر اعتراض ہوتا تو جناب مرزا صاحب اور مرزائی صاحبان معترضین کو بایں دم خم ڈانٹتے کہ

> اول باشرم انسان بننا چاہیے ۔ پھر سیدھے دل سے میرے الہام کے الفاظ میں غور کرنا چاہیے ۔ اگر میں نے کسی اشتہار میں کوئی حکم اجتہادی طور پر لکھا ہو اور اپنا خیال ظاہر کیا ہو تو وہ حجت نہیں ہوسکتا ۔ (تریاق القلوب۔ص۲۷ حاشیہ)

ایسے وسیع اور گول مول اصولوں کے ہوتے ہوئے مرزائی صاحبان کب ہار مان سکتے ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کوئی پیش گوئی ان کے نزدیک کیوں کر جھوٹی ہوسکتی ہے۔

الغرض مرزا غلام احمد صاحب نے ناواقفوں اور کم سمجھ لوگوں کے لئے کئی ایک زمانہ ساز مختلف اصول تیار کئے تھے جیسا موقع ہوتا ویسا ہی اصول نکال کر بات بنانے کی کوشش کیا کرتے تھے لیکن انبیاء کا سلسلہ ایسی پیچیدگیوں سے پاک ہے۔

چیلنج :

مرزائی صاحبان کی ایسی ویسی بہت سی بے انصافیوں کو دیکھ کر کچھ عرصہ سے میں شیخ بہاء اللہ صاحب ایرانی مدعی مسیحیت کو ان کے مدعی مسیحیت کے بالمقابل کھڑا دیکھتا ہوں ۔ پس ادنی مرزائی سے کر خلیفہ وقت تک کو عام چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ایسی مہمل اور مبہم پیش گوئیوں ہی کی وجہ سے آپ لوگوں نے مرزا صاحب کو مسیح موعود مانا ہوا ہے تو آیئے مرزا صاحب کی سب سے بڑھیا پیش گوئی پیش کیجئے اگر میں اس کے مقابلہ پر اس سے اعلی درجہ کی پیش گوئی شیخ بہاء اللہ کی پیش نہ کرسکوں تو جھوٹا۔ ورنہ

آپ کی پیش گوئی کے گھٹیا ہونے کی صورت میں آپ کا منہ نہ ہوگا کہ آپ کہہ سکیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے نشانات عظیم الشان ہیں

بس ہو رہے گا عشق و ہوس میں بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج مرا امتحان پر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء مطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۳ ص ۹۔۱۰)

مرزا قادیانی نادان تھے؟

(ہاں! محمود احمد خلیفہ قادیان کی زبانی)

جناب بابو حبیب صاحب اللہ کلرک ؒ دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

نواب سید صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے اپنی کتاب حجج الکرامۃ میں لکھا ہے:

قسطلانی در مواہب لدنیہ و زرقانی در شرح وے در بیان خصائص امت رسول خدا ﷺ نوشتہ اند کہ ہر کسے کہ در آید در زمان ایں امت از انبیاء علیہم السلام بعد رسول خدا ﷺ مثل عیسی پس وے حکم نخواہد کرد در عالم مگر بانچہ مشروع کردہ است آنرا محمد ﷺ دریں امت زیراکہ عیسی در وقت نزول خود بالاتفاق منجملہ ایں امت باشد باوجود بقائے او بر نبوت خویش (ص ۴۲۵)۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم میں نواب صاحب موصوف کا ردّ کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

(مولوی صدیق حسن خان) صفحہ ۴۲۵ (کتاب حجج الکرامۃ) میں فرماتے ہیں کہ اس بات پر تمام سلف و خلف کا اتفاق ہو چکا ہے کہ عیسی جب نازل ہوگا تو امت محمدیہ میں داخل کیا جائے گا اور فرماتے ہیں کہ قسطلانی نے بھی مواہب لدنیہ میں یہی لکھا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ وہ امتی بھی ہوگا اور پھر نبی بھی لیکن افسوس کہ مولوی صاحب مرحوم کو یہ سمجھ نہ آیا کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز

امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع ہونا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی ۔ (ص ۵۶۱)

اقول: اس جگہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔

اس کی تردید میں، میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا البتہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی ایک تحریر ذیل میں درج کرتا ہوں۔ میاں محمود احمد اپنی کتاب حقیقۃ النبوت میں لکھتے ہیں:

بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع ہوسکتا ہے اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

اور اس آیت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں لیکن یہ سب بسبب قلت تدبر ہے جب اللہ تعالی خود دوسری جگہ فرماتا ہے کہ

انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون

(یعنی ہم نے توریت اتاری جس میں ہدایت و نور ہے اس کے ذریعہ سے بہت سے انبیاء یہودیوں کے فیصلے کرتے رہے)۔

اب بتاؤ کہ اگر ایک نبی دوسرے نبی کے ماتحت کام نہیں کرسکتا تو بہت سے انبیاء توریت کے ذریعہ فیصلے کیوں کر کرتے رہے ان کا توریت پر عمل پیرا ہونا بتاتا ہے کہ موسی کی شریعت کے وہ پیرو تھے گو یہ ایک اور بات ہے کہ

انھوں نے حضرت موسیٰ کے ذریعہ نبوت حاصل نہیں کی پس یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہے کہ بہت سے نبی حضرت موسیٰ کے ماتحت ان کی امت کی اصلاح پر مقرر تھے ...اس آیت کے تو یہ معنی ہیں کہ ہر نبی لوگوں کا مطاع ہوتا ہے لوگوں کا فرض ہے کہ اسکی اطاعت کریں۔ یہ تو مطلب نہیں کہ وہ کسی کا مطیع نہ ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ بقول میاں محمود احمد کے وہ شخص نادان ہے جو یہ کہتا ہے کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوسکتا اور یہ بات مرزا غلام احمد صاحب نے کہی ہے۔ پس مرزا غلام احمد صاحب کون ہوئے؟ جواب بذمہ خلیفہ قادیان۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء مطابق ۱۹ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۴ ص ۹)

مرزائی افتراء پردازی

جناب مولوی عبدالحقؒ آف راجہ جنگ، سے لکھتے ہیں:

شہر منٹگمری (حال ساہیوال) میں مورخہ ۵۔۶۔۷ نومبر ۱۹۲۶ء کو انجمن تبلیغ الاسلام کا پہلا سالانہ جلسہ تھا جس میں چیدہ چیدہ عالم مدعو کئے گئے تھے اس جلسہ میں مرزائی جماعت کے چند اشخاص جاسوسی کے طور پر شامل جلسہ ہوئے تھے چونکہ مولانا مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کا مضمون ختم نبوت پر تھا اور مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ سردار اہل حدیث فاتح قادیان کا ایک مضمون معیار نبوت پر تھا۔

دوران تقریر مولانا صاحبان اپنی نرم روش سے مرزائیوں کے سوالوں کے جوابات بھی دیتے جاتے تھے مگر مرزائی جماعت کے افراد کا قلم ایسا افتراپرداز ثابت ہوا ہے کہ ایک سچی بات کو بھی کذب کے قالب میں ڈھال کر دکھلانا انہی کا کام ہے۔

احقر کی نظر سے جب مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء کا اخبار الفضل قادیان گذرا تو مندرجہ ذیل مضمون پڑھ کر حیرت کی کوئی حد نہ رہی جس میں مسمی غلام سرور نے کذب بیانی میں پوری اتباع کی ہے۔ الفضل کا مضمون یہ ہے:

۴۔۵۔۶ نومبر کو غیر احمدیوں کا منٹگمری میں جلسہ تھا ۔۶ نومبر کو پہلے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے خاتم النبیین پر وعظ کیا۔ وعظ میں آپ نے اس بات پر زور دیا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے ثابت ہوتا ہے سیاسی ضرورتیں پوری کرنے کا کافی سے زیادہ مصالحہ قرآن شریف میں موجود ہے اس لئے ضرورت نہیں کہ آئندہ کوئی نبی آئے اس موقعہ پر اس نے عام دعوت دی کہ اگر کوئی ضرورت باقی محسوس کرتا ہے، تو اجازت ہے کہ بیان کرے۔

خاکسار نے کھڑے ہو کر کہا کہ سیاست کے علاوہ روحانیت کی بھی ضرورت ہے ۔کوئی ایسا آدمی مسلمانوں میں ہونا چاہیے جو باعمل ہو،اس پر صحیح الہام کا سلسلہ جاری ہو۔

اس پر انہوں نے عبداللہ صاحب غزنوی کا نام لیا۔

میں نے کہا کہ وہ حضرت مسیح موعود سے پہلے تھے (بلکہ ہم زمانہ تھے۔مرزا صاحب قادیانی کبھی امرتسر میں آتے تو مرحوم سے ملتے تھے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر) اب موجودہ مسلمانوں میں سے کسی کا نام لو۔

مولوی ابراہیم کی بجائے مولوی ثناء اللہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے مولوی الٰہی بخش اکونٹنٹ لاہور، عبدالحکیم پٹیالہ، مولوی عبدالرحمٰن لکھو کے والے کا نام لیا۔

ان سب کا حشر جو ہوا واضح کر دیا گیا ،اور کہا گیا کہ یہ تینوں فوت شدہ ہیں، زندہ میں سے کسی کا نام لو۔ تو کوئی نام نہ لے سکا۔ گویا موجودہ مسلمانوں میں سے ایک بھی ایسا مسلمان نہیں ہے جس کو الہام الٰہی کا شرف حاصل ہو۔ وہابی فرقہ کا جلسہ تھا سب علماء نے متفق طور پر اس بات کو تسلیم کیا۔

۲ ۔مولوی ثناء اللہ حضرت (مرزا) صاحب کی دعا کا اشتہار چھپا کر ساتھ لایا ہوا تھا۔ اس کو کہا گیا کہ جو تحریر آپ نے اس دعا کے نیچے لکھی تھی اس کو ظاہر کرو۔ لیکن وہ باوجود سخت اصرار کے ظاہر نہ کرتا تھا۔

۳ ۔ دوسری تقریر مولوی ثناء اللہ نے معیار نبوت پر کی معیار کے معنی آپ

نے ترازو بیان کئے اور عبداللہ آتھم، محمدی بیگم کے نکاح والی پیش گوئیوں کے ایک حصہ کو چھپا کر بیان کیا۔ اخیر میں کہنے لگا کہ مرزا صاحب کی دعا کے مطابق فیصلہ ہوا۔ میں زندہ ہوں آپ گذر گئے۔

اس موقعہ پر احمدیوں کو خطاب کر کے کہنے لگا کہ قیامت کو کیا جواب دو گے۔ بولو، اگر کوئی بولنا چاہتا ہے۔

خاکسار کھڑا ہو گیا اور کہا، جواب دیں گے جو صحابہ دیں گے کہ نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے اور مسیلمہ کذاب موجود تھا۔ اب بھی حضرت مسیح موعود فوت ہو گئے، مسیلمہ کذاب موجود ہے۔ (الفضل قادیان ۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء)

مندرجہ بالا الفضل کے مضمون میں جتنی کذب بیانی مسمی مذکور بالا نے کی وہ تین سوالوں میں تقسیم ہے جن کا جواب دینا ہمارا اخلاقی فرض ہے جو سلسلہ وار حسب ذیل ہے۔

اول: پہلا مضمون مولانا ابراہیم سیالکوٹی کا ختم نبوت پر تھا۔ مولانا نے بڑی لیاقت سے حدیث وقرآن سے بیان فرمایا جس میں خاتم النبیین والی آیت بھی تھی۔ مولانا نے تقریر کرتے ہوئے ہر پہلو سے باوضاحت یہ ثابت کر دیا کہ اسلام پورا مکمل ہو چکا ہے اس لئے اب کسی نبی کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ جس کے سننے سے سامعین کو بھی کافی تسلی ہوئی۔ پھر مولانا ابراہیم نے علانیہ کہا کہ اگر کسی کو کوئی بات ختم نبوت کے متعلق دریافت کرنی ہو تو دریافت کر لیوے، اجازت ہے۔ اس پر مسمی غلام سرور کھڑا ہوا اور اس طرح گویا ہوا:

مرزائی: اسلام بے شک مکمل ہو گیا ہے مگر کوئی ایسا شخص بھی اسلام میں موجود ہونا ضروری ہے جسکو خدا کی طرف سے الہام کا شرف حاصل ہو کیونکہ الہام کے سوائے اسلام کے دوسرے مذاہب میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ مگر سوائے مرزا صاحب کے یہ شرف کسی کو نہ ملا۔ اگر تمہارے اندر کوئی ایسا شخص موجود ہے جسکو خدا کی طرف سے الہام کا شرف حاصل ہو تو دکھاؤ۔

مولوی ابراہیم صاحب: جناب مولانا مولوی عبداللہ غزنویؒ کو الہام ہوتا تھا۔

مرزائی: عبداللہ صاحب کو الہام ہو گا مگر انہوں نے دعوی نہ کیا کہ ہم کو الہام ہوتا ہے۔

مولوی ابراہیم صاحب: جوالہام امتی کو ہو،اس کے واسطے ضروری نہیں ہے کہ وہ دعوی بھی کرے۔ نبی اپنے الہام کواسلئے لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہے کہ ان کوخدا کی طرف سے حکم تھا کیونکہ انبیاءلوگوں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔

جب گفتگو یہاں تک پہنچی تو مولوی ثناءاللہ صاحب نے کھڑے ہوکر مندرجہ ذیل اشخاص کے نام پیش کئے:

منشی الٰہی بخش اکاوئنٹٹ۔ڈاکٹرعبدالحکیم پٹیالوی۔مولوی عبدالرحمٰن لکھوکے والے۔

مرزائی: یہ شخص تو فوت ہو چکے ہیں اس لئے یہ شخص ثبوت میں پیش نہیں ہو سکتے۔اگر کوئی تمہارے اندرزندہ شخص موجود ہوتو دکھاؤ۔

مولوی ابراہیم صاحب۔ اگر یہی بات ہےتو مرزا غلام احمد صاحب بھی فوت ہو چکے ہیں،اس لئے ان کی بھی کوئی صداقت نہیں۔

یہاں تک گفتگو پہنچی تھی کہ خدا نے زندہ ثبوت موجود کر دیا۔قاضی سلیمان صاحب سابق جج ریاست پٹیالہ بھی تشریف لے آئے ،تو مولوی ثناءاللہ صاحب نے کہا کہ یہ حضرت قاضی سلیمان صاحب ہیں۔ انہوں نے پیش گوئی کی تھی کہ مرزا صاحب قادیانی حج نہ کریں گے۔سومرزا صاحب قادیانی نے حج نہ کیا جسکی تصدیق بذات خودقاضی صاحب نے کردی۔

اس کے بعدحضرات مرزائیوں سے بارہا جواب طلب کیا گیا مگر ان پر اس قدرسکتہ طاری ہوا کہ زبان تک نہ ہلائی۔

پس میاں غلام سرور نے جوکذب بیانی کی ہے کہ وہابی فرقہ کا جلسہ تھا سب علماء نے متفق طور پراس بات کوتسلیم کیا۔بھلا ذرہ ان علماء کا نام تو بتائیں کہ جنہوں نے تسلیم کیا۔

میں علانیہ کہتا ہوں کہ اگر مسمی مذکور یامنٹگمری کی مرزائی جماعت یہ ثابت کر دے کہ واقعی فلاں علماء یاسامعین نے اس بات کوتسلیم کیا تو میں ان کومبلغ ۵۰ روپیہ انعام کےطور پر دینے کوتیارہوں۔

اگر یہاں تک گفتگو ہی نہیں پہنچی تو دل میں ذرہ نادم ہولیں۔

دوم: دعا کے اشتہار کی یہ بات ہے کہ ۶ نومبر ۱۹۲۶ءکومولوی ثناءاللہ کی زیرصدرت

ایک اجلاس ہوا۔ جب جلسہ ختم ہو گیا تو مسمی غلام سرور اور مولانا صاحب میں چند باتیں ہوئیں جن کی کوئی حیثیت نہ تھی لیکن مرزائی ایسے استاد ہیں کہ بات کا بتنگڑ بنا کر دکھلاتے ہیں۔ گفتگو مندرجہ ذیل ہے:

مرزائی: آپ مرزا صاحب کو نبی کیوں تسلیم نہیں کرتے۔

مولوی ثناء اللہ: میں اس لئے مرزا صاحب قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کرتا کہ مرزا صاحب مذکور نے ایک دعا کی تھی کہ میں (مرزا قادیانی) ومولوی ثناء اللہ دونوں میں جو کاذب ہو وہ سچے کی زندگی میں فوت ہو۔

سو میری زندگی میں مرزا صاحب قادیانی فوت ہو گئے میں زندہ ہوں۔

مرزائی: یہ دعا نہ تھی بلکہ مباہلہ تھا آپ نے اس کو قبول نہ کیا اس لئے فوت نہ ہوئے۔

مولوی ثناء اللہ: اس مضمون میں مباہلہ کا لفظ دکھاؤ۔ اس میں دعا کا لفظ ہے مباہلہ نہیں ہے۔

مرزائی: اگر مباہلہ نہ تھا تو آپ نے کیوں مباہلہ لکھا۔ اس لئے آپ فوت نہ ہوئے کہ آپ نے انکار کر دیا۔ اگر کچھ لکھ دیتے ضرور فوت ہو جاتے۔

مولوی ثناء اللہ: اس مضمون کو ایک معمولی تعلیم یافتہ شخص بھی پڑھ کر نتیجہ اخذ کر سکتا ہے کہ میرے لکھنے نہ لکھنے سے اس دعا کو کوئی واسطہ نہ تھا، کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ فیصلہ اب خدا کے ہاتھ میں ہے تمہارا جو دل چاہے لکھ دو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چاہے ثناء اللہ کچھ لکھ دے، فیصلہ ضرور ہو جائے گا۔

مرزائی: اچھا آپ ذرہ اپنے مضمون کو پڑھ دیویں۔

مولوی ثناء اللہ: اچھا وہ بھی پڑھ دیں گے۔ ذرہ بتلاؤ کہ اس مضمون کا یہ مطلب ہے یا کچھ اور ہے؟

مرزائی: نہیں جناب اس مضمون کا خواہ کچھ مطلب ہو آپ اپنا مضمون سناؤ جو دعا کے مقابلہ میں لکھا تھا۔

مولوی ثناء اللہ: بھائی جب تک تم الف بے نہ پڑھ لو، تم کو عین غین کس طرح پڑھا دیویں۔ پہلے الف بے پڑھ لو۔

جب یہاں تک گفتگو ہوئی تو مرزائی نیم مردہ سے چلتی بنے اور کوئی جواب نہ دیا۔

سوم : مورخہ ۷ نومبر ۱۹۲۶ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب سردار اہل حدیث کی تقریر معیار نبوت پر تھی۔ مولوی صاحب نے فصیح زبان سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ معیار نبوت کا مطلب یہ ہے کہ نبی کا صدق اور کذب تولنے کی تکڑی۔ جو نبی صادق ہوتا ہے وہ برحق نبی ہوتا ہے اور جو کاذب ہو، وہ کبھی نبیوں کی صف میں کھڑا نہیں ہوسکتا۔ پھر آپ نے مرزا صاحب کی صداقت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا صاحب کبھی نبیوں کی صف میں کھڑے نہیں ہوسکتے کیونکہ محمدی بیگم والی پیش گوئی وعبداللہ آتھم والی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر میری ذات کے واسطے دعا کی کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ) میں جو جھوٹا ہو، وہ سچے کی زندگی میں فوت ہوجائے۔ سو مرزا صاحب قادیانی اپنی دعا کے مطابق چل بسے اور خاکسار موجود ہے۔

ان واقعات سے معلوم ہوگیا کہ مرزا غلام احمد صاحب صادق نبی نہ تھے بلکہ کاذب تھے۔ دوران تقریر مرزائیوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ قیامت کو جب خدا کے سامنے پیش کئے جاؤ گے، تو کیا جواب دو گے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی مرزائی کو بولنے کی خواہش ہوتو بولے۔ تب مسمی غلام سرور کھڑا ہوکر اس طرح بولا

مرزائی: ہم بھی وہ جواب دیں گے جو رسول ﷺ کے صحابہ دیں گے۔

مولوی صاحب: صحابہ کیا جواب دیں گے۔

مرزائی : کیونکہ رسول ﷺ نے دعا کی تھی کہ اللہ میری زندگی میں مسیلمہ کو مار۔ لیکن آپ کی زندگی میں مسیلمہ کذاب فوت نہ ہوا۔ یہ جواب ہم دیں گے۔

مولوی صاحب : دوستو! کیسی غضب کی بات ہے کہ جب کبھی مرزا صاحب قادیانی کا کذب ان کو دکھلایا جاوے، تو کہتے ہیں کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ میں بھی تھا۔

اچھا بھائی اگر رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسی دعا کی تھی کہ اے خدا مسیلمہ کذاب کو میری زندگی میں مار، اور وہ آپ کی زندگی میں فوت نہ ہوا، تو یہ حدیث دکھانے پر میں تم کو مبلغ پانچ صد روپیہ انعام دوں گا۔

جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ بات فرمائی تو مرزائی خاموش ہوگیا اور زبان تک نہ ہلا سکا۔

پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ کوئی ضعیف حدیث ہی دکھلا دو۔ مگر مرزائی

حضرات ایسے پختہ نکلے کہ اپنے گرو کی سنت کو تھامے خاموش رہے۔

یہ ہیں تمام واقعات جو بندہ نے تفصیل وار درج کر دیئے ہیں مگر مرزائیوں کی شرارت دیکھو کہ جو بات اپنے مطلب کی تھی وہ توالفضل میں شائع کر دی (مگر کذب کی پڑی میں لپیٹ کر) اور جو سچے واقعات تھے ان کو پس پشت رکھا کیونکہ وہ کمر کو توڑ نے والے تھے۔ بندہ زیادہ تحریر نہیں کرتا مضمون طول پکڑ رہا ہے، اس لئے دوبارہ مرزائی جماعت کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر وہ ان اپنی کذبات کو ثابت کر دیں تو مبلغ ۵۰ روپئہ کے حق دار ہوں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷۔ دسمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۷ ص ۵۔۷)

احمدیہ جماعت کا جلسہ سالانہ میں خیر مقدم

(از انجمن اہل حدیث پنجاب)

آپ لوگ جس شوق سے دور دراز مقامات سے جلسہ میں تشریف لائے ہیں اور جس تن دہی سے آپ لوگ کام کرتے ہیں، اس کے لحاظ سے ہم آپ لوگوں کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب قادیانی کی بابت چند باتیں آپ اصحاب کے سامنے لاتے ہیں کہ آپ لوگ نہایت ٹھنڈے دل سے ان پر غور کریں گے

۱۔ حضرت مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا تھا کہ:

مسیح موعود کی بابت دانیال نبی نے کہا ہوا ہے کہ آخری زمانہ مسیح موعود کا ۱۳۳۵ھ ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۲۰۰)

کیا مرزا صاحب قادیانی کی وفات اس کے مطابق ہوئی۔

یاد رکھو کہ مرزا غلام احمد صاحب کی وفات ۱۳۲۶ھ میں یعنی اس مقررہ وقت سے ۹ سال پہلے ہوئی۔

۲۔ مرزا صاحب قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کی بابت لکھا تھا کہ:

مجھے خدا نے بتایا ہے کہ وہ مجھ سے پہلے مرے گا۔ (چشمہ معرفت۔ص ۳۳۲)

کیا وہ مرزا صاحب سے پہلے مرا یا مرزا صاحب اس سے پہلے مرے۔

۳۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا تھا کہ:

بنت احمد بیگ کا مجھ سے نکاح ہونا اٹل امر ہے کیونکہ الہام میں یہ لفظ ہے

لا تبدیل لکلمات اللہ۔ (تبلیغ رسالت۔ ج ۳ ص ۱۱۵)

کیا یہ الہام پورا ہوا؟ کیا اس عورت سے مرزا صاحب قادیانی کا نکاح ہوا (اور کیا اس الہامی پیشگوئی کے بعد کسی بھی عورت سے مرزا صاحب قادیانی کا نکاح ہوا؟ بہاء)

۴۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے انجام آتھم میں لکھا تھا کہ:

مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ مجھ سے پہلے نہ مرے تو میں جھوٹا۔

(انجام آتھم۔ ص ۳۱)

کیا مرزا سلطان محمد پہلے مرا، یا مرزا غلام احمد قادیانی پہلے وفات پا گئے۔

۵۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مولوی ثناء اللہ کے مقابلہ میں ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو دعا شائع کی تھی جس کا مضمون تھا کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ) میں سے خدا کے نزدیک جو جھوٹا ہو وہ پہلے مرے۔

کیا یہ دعا قبول ہوئی؟

۶۔ بدر مورخہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں اس دعا کی قبولیت کا الہام اجیب دعوۃ الداع بھی آپ لوگوں نے دیکھا؟ کیا پھر یہ دعا جس کی قبولیت کا وعدہ خدا کی جانب سے ہو چکا تھا قبول نہ ہوئی ہوگی؟ ضرور ہوئی۔

احمدی دوستو! موت اور موت کے بعد کے حالات کو سامنے رکھ کر ہماری پیش کردہ باتوں پر الگ الگ بیٹھ کر غور کرو، اور دل میں سوچو کہ جس شخص کے نام پر تم فدا ہو، اس کی یہ باتیں (جو بطور نمونہ ہم نے پیش کی ہیں) سچی ہوئیں؟

دوستو! یہ مت دیکھو کہ کہنے والا کون ہے۔ بلکہ یہ دیکھو کہ آپ کو سمجھاتا کیا ہے۔

مرد باید بگیرد اندر گوش
در نبشت ست پند بر دیوار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴۔ دسمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۸ ص ۴۔۵)

حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں۔ا

جناب منشی حبیب اللہ صاحبؒ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

قادیانی عقیدہ

مرزا غلام احمد قادیانی راز حقیقت کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں:

جو سری نگر میں محلّہ خانیار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ درحقیقت بلا شک وشبہ حضرت عیسی علیہ السلام کی قبر ہے۔،

دلیل نمبرا

کشتی نوح صفحہ ۱۶ و ۶۹ کا حاشیہ۔ ریویو آف ریلی جنز نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۴۳۶، ۴۹۱، الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۸ الحکم ۱۷۔اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵، اعجاز احمدی صفحہ ۱۹، تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲۷، ریویو آف ریلی جنز نومبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۲۹، الحکم ۱۷۔۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۴، حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶ حاشیہ وصفحہ ۲۳۲ ضمیمہ براہین پنجم صفحہ ۲۲۹ پر ہے:

خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ عیسی مر گیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے و آوینا ھما الی ربوۃ ذات قرار و معین یعنی ہم نے عیسی اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ پر پہنچا دیا جو آرام اور خوش حالی کی جگہ تھی اور مصفی پانی کے چشمے اس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے۔

(مرزا صاحب اس کے خلاف دوسری جگہ لکھتے ہیں: اسی وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔ ،اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسی کی طرح مفقود ہے۔،حقیقۃ الوحی کا حاشیہ ص ۱۰۱۔

پھر اس کی بھی تردید کرتے ہیں۔فرماتے ہیں: حضرت مسیح کی قبر شہر قدس (یروشلم) کے بڑے گرجے کے اندر موجود ہے۔(اتمام الحجۃ۔ صفحہ ۱۹۔۲۰،۲۱)

سچ ہے لوکان من عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلافا کثیرا)

اقول: و جعلنا ابن مریم و امه آیۃ و آوینا هما الی ربوۃ ذات قرار و معین (مومنون)۔ یعنی اور ہم نے حضرت مسیح بن مریم اور اس کی والدہ کو نشان قدرت بنایا اور ہم نے دونوں کو پناہ دی ایک بلند زمین اور رہنے کی جگہ اور جاری پانی کی طرف۔

نوٹ: حضرت عیسیٰؑ جب ماں (مریم) سے پیدا ہوئے تھے، اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا ہے۔ وہ دشمن ہوا، ان کی تلاش میں چل پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اس کے ملک سے نکل جاؤ۔ نکل کر مصر کے ملک میں گئے۔ ایک گاؤں کے زمین دار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی بنا کر رکھا۔ جب حضرت عیسیٰؑ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مر چکا تھا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا۔ (تفسیر ترجمان القرآن جلد ۹ صفحہ ۸۴۵)

۲۔ اصل میں بات یہ ہے کہ بیت لحم میں حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے (مولوی غلام رسول راجیکی کا رسالہ التنقید۔ ص ۴۲۔۴۳)

> اور بیت لحم اور اس کے علاقہ میں یہودیوں کے بادشاہ ہیروڈیس نے اطفال کے قتل کا حکم دیا تھا اور حضرت مریم اپنے بیٹے کو لے کر مصر کو بھاگ گئی تھی۔
>
> (الحکم قادیان ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء ص ۶)
>
> ہیروڈیس کی وفات کے بعد حضرت مریم اور حضرت مسیح ملک مصر سے اپنے وطن کو واپس آئے اس وقت ارفلاؤس کی حکومت تھی گلیل کے علاقہ میں ایک شہر کا نام ناصرہ تھا جو دراصل ایک پہاڑی پر بسا تھا۔ (لوقا ۴:۲۹)
>
> اس جگہ کو مریم نے مصر سے واپس آکر اپنا جائے قرار بنایا تھا ناصرہ بستیء کا نام ناصرہ اسی لئے ہوا کہ یہ لفظ تنصر سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں چھوٹا پودا چنانچہ یسیعاہ ۱۱:۱ میں بعینہ یہ لفظ عبرانی میں موجود ہے۔ چونکہ مسیح اور اس کی والدہ مقدسہ مریم ایک مدت اس بستی (ناصرہ) میں رہے تھے اس لئے مسیح بھی مسیح ناصری کہلایا۔ (یوحنا۔ ۱:۴۵)۔
>
> (ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۱۶ء ص ۲۹۲۔۲۹۳)

۳۔ ریویو آف ریلیجنز جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۲۳ پر لکھا ہے:

> جب مسیح کی پیدائش ہوئی تو ہیرودیس بادشاہ نے ایک منذر خواب دیکھی

جس کی بنا پر اس نے بنی اسرائیل کے تمام نو زائیدہ بچوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا اور ہزاروں معصوم لڑکے ہلاک کر دیئے گئے۔ مگر مسیح اس ہلاکت سے محض فوق عادت طریق پر محفوظ رہا۔ اور خداوند کا فرشتہ یوسف نجار پر ظاہر ہوا اور کہا تو مریم اور اس کے بیٹے کو لے کر زمین مصر کی طرفف بھاگ جا۔ چنانچہ وہ اس خوفناک حکم کے اجراء کے زمانہ میں باوجو کڑے پہروں کے اور سخت نگرانیوں کے محض تائید ایز دی سے صحیح سلامت بچہ اور اس کی والدہ کو لے کر مصر جا پہنچا اور ہیرودیس کی وفات تک وہاں رہا۔

۴۔ کتاب حجج الکرامۃ کے صفحہ ۲۹ پر ہے:

مریم عیسی را اول بمصر بردو بعد دوازدہ سال بشام آوردو در قریہ ناصرہ نزول کردہ بہا سمیت النصاری چوں عیسی دریں جا سی سالہ شد او را وحی آمدن گرفت

۵۔ امام ابوجعفر محمد ابن جریر طبری کی تاریخ الامم والملوک جلد ۲ صفحہ ۲۰۔۲۱ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ا صفحہ ۱۳۵۔۱۳۶، تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۴۶، تاریخ ابوالفداء جلد اول صفحہ ۳۵ کتاب اخبار الدول صفحہ ۴۷ میں بھی حضرت مریم اور حضرت عیسی کا بادشاہ (ہیرودیس) کے ظلم سے نجات پانے کے لئے مصر کی طرف تشریف لے جانا اور پھر مدت کے بعد اپنے وطن کی طرف واپس آنا اور ناصرہ نامی گاؤں میں رہائش اختیار کرنا لکھا ہے۔

کسی اسلامی تاریخ میں یہ نہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر چڑھائے گئے، اور ان کے زخموں کا مرہم عیسی سے علاج کیا گیا، اور واقعہ صلیب کے بعد وہ ایران افغانستان پنجاب و کشمیر میں آئے۔ اور نہ ہی کسی اسلامی تاریخ میں یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی قبر شہر سری نگر کے محلّہ خان یار میں ہے باقی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۸ ص ۵۔۶)

قادیانی حضرات نوٹ کرلیں

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ، بریلی سے لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء میں میرا چیلنج قادیان کے متعلق شائع ہوا۔ اسکے جواب میں اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء میں میرا مذہب دریافت کیا گیا ہے۔

پچھلے سال قادیان کے ایک مولوی فاضل صاحب مسمی عبدالغفور یہاں تشریف لائے تھے، جن کے ساتھ حافظ مختار احمد صاحب (مرزائی) شاہجہان پوری بھی تھے۔ ان اصحاب نے اپنے مذہب کی تحقیق کرنے کے لئے عام دعوت دی۔ میں نے ان کی دعوت کے مطابق ایک سوال لکھ کر ان کی خدمت میں بھیجا۔ جسکے جواب میں ان حضرات نے اڈیٹر الفضل کی طرح مجھ سے میرا مذہب دریافت کیا۔ اور میں نے بتا دیا، حالانکہ مجھ کو کچھ ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ میرا سوال اصولی تھا۔

نیز قادیان والے کوئی قاضی یا مفتی نہیں ہیں کہ میں ان سے ڈر کر ان کے حضور میں اپنے عقائد کا اظہار کروں۔ تاہم اب پھر اڈیٹر صاحب الفضل اور ان کی تمام جماعت کو بتاتا ہوں کہ

میں خدا کے فضل سے مسلمان حنفی المذہب (مرزا قادیانی بھی حنفی المذہب تھے جب ہی تو آپ ان کے حالات سے خوب واقف ہیں۔ مدیر) ہوں بعد آنحضرت ﷺ کے ہر نبوت ورسالت کے مدعی کو دجال جانتا ہوں۔

اڈیٹر صاحب الفضل کو میرے مذہب کے متعلق اگر کوئی شبہ ہے، تو ان پر لازم ہے کہ وہ ثبوت پیش کریں۔ ورنہ واضح رہے میں قادیان کی ایسی بھبکیوں میں آنے والا نہیں اور میں اپنے مطالبات کا تقاضا اس وقت تک کرتا رہوں گا جب تک قادیان والے ان کا معقول جواب نہ دے دیں یا مرزا صاحب قادیانی کی اصطلاح کے مطابق اپنے آپ کو مردہ ثابت نہ کردیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت کے دلائل میرے نزدیک

شاعرانہ تخیلات سے بلند نہیں ہیں۔ چونکہ قادیانی حضرات ان کی مضبوطی پر ضد اور اصرار کرتے ہیں، اس لئے میں بآواز بلند کہتا ہوں کہ ایسے مضبوط دلائل کی بنا پر سب سے پہلے شیخ بہاء اللہ حقدار ہیں کہ انہیں مسیح موعود مانا جائے۔

اڈیٹر صاحب الفضل اس سے نہ ڈرائیں کہ ان کی کتاب اقدس کو ماننا پڑتا ہے۔ جب ایک مسلمان اپنے عقاید سے ہٹ کر وفات مسیح کا قائل ہوگا اور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی اور کا آنا ممکن جان لے گا تو اس کے لئے تیسری یہ بات بھی مشکل نہ ہوگی کہ بعد قرآن مجید کسی اور کتاب کا قائل ہو جائے۔

بہائیوں (بابیوں) کے لٹریچر سے ظاہر ہے کہ وہ پیش گوئیوں کو بھی نشان صداقت سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس بہائی مبلغ نے جس نے مرزا (غلام احمد) صاحب پر اپنے مذہب کی تبلیغ کی تھی، آنجہانی کے سامنے پیش گوئیوں کا ذکر کیا۔ جسکا جواب نہ آنجہانی نے اور نہ ان کے کسی خلیفہ نے آج تک دیا۔

بفرض محال اگر بہائی پیش گوئیوں کے نہ بھی قائل ہوں، تو مجھے کچھ نقصان نہیں۔ کیونکہ میں مدعی ہوں کہ قادیانی مسیح کے مقابلہ ایرانی مسیح کو پیش کروں۔ پس اڈیٹر صاحب براہ مہربانی مغالطہ آمیزی کر کے راہ فرار نہ اختیار کریں۔

میں عرصہ سے اہل حدیث میں قادیان کے متعلق مضامین (اپنی بساط کے موافق) لکھ رہا ہوں، کوئی نیا مضمون نگار نہیں ہوں (صاف کہیے: نئے لوگوں کی کیجئے آزمائش۔ ضرورت کیا ہمارے امتحان کی۔ مدیر اہل حدیث) اس نئی طرز کے اختیار کرنے سے حضرات قادیان بالخصوص بریلوی اور شاہ جہان پوری مرزائی مجھ پر سراسر جھوٹے الزام لگا کر بدنام کرتے ہیں (جھوٹے الزاموں کی آپ کو فکر کیا: کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو۔ کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر) لیکن میرے سوالات کا کوئی معقول جواب مرزا صاحب کے مسلمات سے نہیں دیتے حالانکہ انکو ایمان اور انصاف سے کام لینا چاہیے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۸ ص ۶)

لاہوری احمدیوں کا جلسہ

(اسلام خطرے میں؟)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آہ! کیا دل خوش کن وعدے تھے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں سے کئے تھے، جن کے بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں ملتے۔اور وہی الفاظ جو موصوف کی زبان سے نکلے تھے۔ کتاب چشمہ معرفت میں لکھتے ہیں:

چونکہ آنحضرتﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرتﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں ختم ہوگیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرتﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے

هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحقّ لیظهره علی الدّین کله

یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین

کے ساتھ بھیجا تا اسکو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالم گیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔

(چشمہ معرفت۔ص ۸۲)

ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد) آئے اور چلے بھی گئے، مگر لاہوری جلسہ کے پروگرام میں ایک عنوان مضمون دیکھ کر ہمیں حیرت ہوئی کہ:

اسلام خطرے میں ہے۔

یہ اس جماعت کی طرف سے ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود مان کر ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتی ہے۔ لیکن اسے معلوم نہیں کہ اسلام کا خطرے میں ہونا، ان کے مسیح موعود کے دعوی کی تردید ہے۔ مسیح موعود بھی آیا جسکے زمانہ میں اسلام کو وہ ترقی ہونی تھی کہ سوائے اسلام کے کوئی دوسرا دین اور دھرم نظر نہ آتا، مگر لاہوری احمدی جلسہ میں کہا جاتا ہے کہ اسلام خطرے میں ہے۔

ان دونوں آوازوں میں سے کون سی آواز سچی سمجھیں۔ واقعات پر نظر ڈالیں تو عنوان مذکور صحیح معلوم ہوتا ہے اور مرزا صاحب کا وعدہ محبوبہ سعاد کے وعدہ کی طرح ہے جس کی بابت اس کا عاشق کہہ گیا ہے

و ما مواعیدھا الا الاباطیل

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۹ ص ۴-۵)

حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں نہیں۔ ۲

(اس مضمون کا نمبر اول اہل حدیث ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء میں درج ہو چکا ہے جس میں قابل مضمون نگار نے مرزائی تحریرات متخالفہ کا ذکر کیا۔ آج اسی کا نمبر دوم درج ہے۔ ناظرین بغور دیکھیں اور مرزائی ہفوات کی داد دیں۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

جناب بابو حبیب اللہ صاحبؒ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

دلیل نمبر۲

الف: اخبار بدر قادیان ۷ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ پر مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ یوں درج ہیں:

پرانی کتابیں جو کشمیر میں دوسری جگہوں میں موجود ہیں اور ایک عربی کتاب گیارہ سو برس کی جو کسی فاضل شیعہ کی تصنیف ہے اس میں یوز آسف کو شاہزادہ نبی لکھا ہے اور اس کی قبر کشمیر میں بتلائی ہے اور اس کا وقت بھی وہی لکھا ہے جو کہ حضرت عیسی کا وقت تھا۔

ب: رسالہ راز حقیقت کے صفحہ ۱۲ کے حاشیہ پر ہے:

حال میں مسلمانوں کی تالیف بھی چند پرانی کتابیں دست یاب ہوئی ہیں جن میں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا اور شاہزادہ تھا اور کشمیر میں اس نے انتقال کیا اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبی چھ سو برس پہلے ہمارے نبی ﷺ سے گذرا ہے۔

ج: عسل مصفی حصہ اول صفحہ ۴۷۵ پر لکھا ہے:

ہم تو اسلامی کتابوں میں بھی اس کا ثبوت پاتے ہیں کہ حضرت عیسی ضرور ملک کشمیر میں تشریف لائے اور وہیں فوت ہو گئے اور وہیں ان کا مدفن ہوا چنانچہ کتاب اکمال الدین و اتمام النعمة میں جو شیخ بن جعفر بن علی کی تصنیف ہے اور اہل تشیع کے نزدیک ایک مستند کتاب مانی جاتی ہے یوں لکھا ہے.. الخ

نوٹ: کتاب اکمال الدین کا حوالہ راز حقیقت کے صفحہ ۱۸، رسالہ التنقید کے صفحہ ۲۵، ۲۶، ۲۷، رسالہ کشف الاسرار کے صفحہ ۱۴، مباحثہ سار چور کے صفحہ ۴۲ پر بھی دیا گیا ہے

بابو حبیب اللہ صاحبؒ کلرک فرماتے ہیں:

۱۔ واضح ہو کہ شیخ سعید ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ القمی کی کتاب اکمال الدین و اتمام النعمة فی اثبات الغیب و کشف الحیرة (مطبوعہ طہران

) اور کتاب : شاہزادہ یوز آسف و حکیم بلوہر، مولفہ مرزا صفدر علی صاحب سرجن فوج سرکار نظام مطبوعہ ۱۸۹۶ء مطبع مفید عام آگرہ (جس کا حوالہ راز حقیقت کے صفحہ ۲۰ پر دیا گیا ہے) اور کتاب یوذ آسف و بلوہر (مترجمہ مولوی سید عبدالغنی عظیم آبادی) میں حضرت شاہزادہ یوسف آسف کے حالات درج ہیں اور جو کچھ کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۳۱۷ تا ۳۵۹ اور ان دو موخرالذکر کتابوں میں لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

شاہزادہ یوز آسف کا باپ ملک ہندوستان کے کسی علاقہ سولابط نامی میں حکومت کرتا تھا شاہزادہ یوز آسف کے پاس جزیرہ سراندیپ (لنکا) سے حکیم بلوہر نامی ایک عالم آیا اس کے بعد شاہزادہ یوسف نے محلات شاہی اور لباس شاہانہ ترک کر دیا اور یاد الٰہی میں مشغول ہوا اور خدا کے بندوں کو توحید الٰہی کی طرف دعوت دیتا رہا مختلف ملکوں کی سیاحت کے بعد ملک کشمیر میں آیا وہاں رہا اور آخر کار وہیں فوت ہو کر دفن ہوا۔

ان کتابوں میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ شاہزادہ یوز آسف کا زمانہ اور مسیح کا زمانہ ایک ہی ہے، اور نہ کہیں یہ لکھا ہے کہ یوز آسف شاہزادہ ملک شام کی طرف سے آیا تھا۔اور ان کتابوں میں یہ بھی نہیں لکھا ہے کہ شاہزادہ یوز آسف ہمارے نبی کریم ﷺ چھ سو برس پہلے گزرا ہے۔اور نہ یہ باتیں کشمیر کی پرانی تاریخوں میں لکھی ہیں۔

۲۔ ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۳۸ پر لکھا ہے:

عیسائی اور مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ یوز آسف نام ایک نبی جسکا زمانہ وہی زمانہ ہے جو مسیح کا زمانہ ہے دور دراز سفر کر کے کشمیر میں پہنچا اور وہ نہ صرف نبی بلکہ شاہزادہ بھی کہلاتا تھا اور جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اسی ملک کا وہ باشندہ تھا اور اس کی تعلیم بہت سی باتوں میں مسیح کی تعلیم سے ملتی تھی۔

نوٹ : عیسائی اور مسلمان ہرگز ان باتوں پر اتفاق نہیں رکھتے ہیں کہ یوز آسف شاہزادہ کا زمانہ وہی زمانہ ہے جو مسیح کا زمانہ تھا اور نہ یہ بات مانتے ہیں کہ شاہزادہ یوز آسف اسی ملک (شام) کا باشندہ تھا جس میں یسوع مسیح رہتا تھا کیونکہ میں اوپر تین معتبر کتابوں کی رو سے ثابت کر آیا ہوں کہ شاہزادہ یوز آسف ملک

ہندوستان کے کسی علاقہ سولا بط نامی کا باشندہ تھا اس کا باپ وہاں کا حکمران تھا حضرت مسیح کا کوئی باپ نہ تھا۔ مرزا صاحب کی کتاب چشمہ مسیحی کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ یوز آسف کی قدیم کتاب کی نسبت اکثر محقق انگریزوں کے بھی یہ خیالات ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰؑ سے بھی پہلے شائع ہو چکی ہے (نیز دیکھو الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۶ء ص ۴) سید صادق حسین صاحب احمدی مختار عدالت اٹاوہ کتاب کشف الاسرار کے صفحہ ۲ پر (بحوالہ کتاب یوز آسف اور بلوہر پر ایک مورخانہ نظر) لکھا ہے کہ پھون جب یوز آسف پر ایمان لایا ہے تو اس وقت تین سو برس بدھ (ساکیامنی یا گوتم رشی بدھ سنہ عیسوی سے قریب ۵۵۰ برس پہلے پیدا ہوا تھا دیکھو لتھبرج کی مختصر تاریخ ہند مطبوعہ ۱۸۷۹ء سرکاری مطبع لاہور ص ۳۰) کو ہو چکے تھے یوز آسف کے زمانہ کے دو سو برس بعد یہ کتاب لکھی گئی ہے اور چونکہ بدھ حضرت عیسیٰ سے قریباً پانچ سو برس پہلے گذرا ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ کتاب غالباً حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے کچھ ہی پہلے لکھی گئی تھی (نیز دیکھو کتاب یوز آسف و بلوہر ص ۳) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ یوز آسف حضرت مسیح سے دو صدیاں پہلے ہوا ہے۔

۳۔ مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ یوز آسف یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے اور آسف کے معنی ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا (تحفہ گولڑویہ ص ۱۴ براہین پنجم ص ۲۲۸) صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یسوع کے معنی ہیں نجات یافتہ (دیکھو اخبار الصادق ج ۱ نمبر ۲ ص ۷۔ اخبار الحق ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء، بدر ۱۴ دسمبر ۱۹۱۱ء ص ۴)

اور کتاب لسان العرب جلد ۱۰ نمبر ۳۴۶۔ قاموس جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ مجمع البحار جلد ۱ صفحہ ۳۱۔۳۲۔ منتہی الارب جلد ۱ صفحہ ۳۶ مصباح المنیر جلد ۱ صفحہ ۹، ۱۰، مفردات القرآن صفحہ ۱۵ صراح صفحہ ۳۴۰ جلد ۲۔ منتخب اللغات صفحہ ۶۲۔ غیاث اللغات صفحہ ۲۹ پر لفظ آسف کے معنی افسوس۔ اندوہ، غم، غمگین، اندوہگین، لکھے ہیں۔ لیکن ان لغت کی کتابوں میں آسف کے معنی، گم شدہ لوگوں کو تلاش کرنے والا، نہیں لکھے ہیں۔

اور مزے کی بات یہ ہے کہ خود مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب انجام آتھم صفحہ ۸۳ حمامۃ البشری مترجم صفحہ ۹۹ اور حاشیہ متعلق ست بچن صفحہ ۱۶۴ پر بھی آسف کے معنی اندوہ اور غم لکھے ہیں۔ باقی آئندہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء مطابق ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۹ ص ۵۔۶)

مرزا قادیانی کا مولوی ثناء اللہ کیساتھ آخری فیصلہ

جناب منشی محمد حسین صابریؒ عقب کوتوالی بریلی سے لکھتے ہیں:

مولوی اللہ دتا جالندھری نے ۲۱ دسمبر ۱۹۲۶ء کے الفضل میں قادیان کے آخری فیصلہ والے اشتہار کا کچھ ذکر کیا اس لئے مجھے بھی خیال ہوا کہ میں اپنے ہم وطن (جالندھری) کا ہم نوا ہو کر اپنے خیالات کا اظہار اشتہار مذکور کے متعلق کروں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب مرزا قادیانی کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے تلے بیٹھے تھے جیسا کہ مرزا صاحب خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ:

مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہش مند ہوں کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی ہی مر جائے۔ (اعجاز احمدی۔ص ۱۴)

لیکن قدرت کو چونکہ کچھ اور کرنا منظور تھا اس لئے مباہلہ نہ ہوا، اور مباہلہ ہوتا بھی تو اس کا نتیجہ زیادہ سے زیادہ مولوی عبدالحق غزنویؒ کے مباہلہ کی طرح ہوتا جس میں مرزائی صاحبان خواہ مخواہ کہتے ہیں کہ ہمارے مسیح موعود کامیاب ہوئے۔ حالانکہ سراسر کامیابی مولوی عبدالحقؒ صاحب غزنوی کو ہوئی تھی۔

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی ذات گرامی سے قدرت کو بہت بڑا کام لینا منظور تھا ایسا کہ تاریخ قادیان میں اس سے زیادہ اور کوئی معاملہ نہ ہوتا اس لئے وقت مقررہ پر خود مرزا صاحب قادیانی کے ہاتھوں سے قدرت کو جو کچھ لکھوانا تھا لکھوا لیا۔

چنانچہ حضرت مرزا صاحب قادیانی نے پردہ فرمانے سے پیشتر اپنے قلم خاص سے ایک دستاویز لکھی جو مخالفین کے لئے بطور سند اور مریدین کے لئے بطور وصیت ثابت ہوئی۔ جس کا نام بھی بہت ہی موزوں تھا، یعنی آخری فیصلہ۔

بعض مرزائی کہتے ہیں کہ اشتہار مذکور کی سرخی مرزا صاحب قادیانی نے

نہیں لکھی تھی بلکہ کسی مرید نے لکھی تھی۔

کسی نے لکھی ہو، بہرحال قدرت نے جس سے چاہا لکھوا لیا اور اس پر مرزا صاحب قادیانی کے دستخط کروا کر ثابت کر دیا کہ یہ ساری مرزا غلام احمد کی تحریر ہے۔

فی الحقیقت یہ سارا کام قدرت کا تھا اور اسی کی طرف سے بخیر وخوبی انجام کو پہنچا اور خدائے تعالی نے اس آخری فیصلہ کی قبولیت کا الہام بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر نازل کر دیا تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔

تحریر مذکور بلند آواز سے کہہ رہی ہے کہ اے میرے مخالف مسلمانو! اگر اس فیصلہ کے مطابق میری موت پہلے ہوگئی تو میرے غیر صادق ہونے پر صاف اور روشن دلیل ہوکر یہ تحریر تمہارے لئے بطور سند ہوگی۔

اور اے میرے مریدو! تمہارے لئے یہ میری وصیت ہے کہ اگر میں اس مقابلہ میں مغلوب رہا تو میری جماعت کو چاہیے جو ایک لاکھ سے اب زیادہ ہے کہ سب مجھ سے بے زار ہوکر الگ ہو جائیں کیونکہ جب خدا نے مجھے جھوٹا قرار دے کر ہلاک کیا تو میں جھوٹے ہونے کی حالت میں کسی پیشوائی اور امامت کو نہیں چاہتا بلکہ اس حالت میں ایک یہودی سے بھی بدتر ہونگا اور ہر ایک کے لئے جائے عار وننگ۔ (اعجاز احمدی۔ ص ۱۶)

ممکن تھا کہ ایسی ضروری تحریر لوگوں کی نظروں سے کبھی پوشیدہ ہو جاتی کہ خدائے قادر مطلق نے قادیان کے ایک نامور شخص منشی قاسم علی اڈیٹر فاروق کے دل میں تحریک کی جس کا مخفی منشاء یہ تھا کہ یہ تحریر اب تاریخ قادیان میں جلی حروف سے لکھی جائے۔ چنانچہ وہ صاحب بمقام لودہانہ قلمی جہاد یا قدرت کی طرف سے قدرت کی منشاء کے مطابق جد و جہد کرنے آئے۔ حق تو یہ ہے کہ انہوں نے خوب ہی کوشش کی کہ اس ساری دعا کے مختلف پہلوؤں پر مکمل بحث ہوکر آئندہ چون و چرا کا دروازہ بھی بند ہو جائے۔

اگرچہ انہیں اس بات کی ذرہ امید نہ تھی کہ میں اس لسانی اور قلمی جہاد میں کبھی مغلوب ہوسکوں گا، تاہم بغرض احتیاط مبلغ تین سو روپیہ جو درصورت شکست فاش مدعی کو دینا طے ہو چکا تھا وہ ساتھ ہی لیتے آئے۔ اور خوب دل کھول کر عدالتی جرح و

قدح کی۔ بالآخر اپنے شکست خوردہ ہونا قبول کر کے مبلغات مذکور مدعی کے آگے رکھ دیئے۔ تاریخ قادیان کا اور کوئی واقعہ نظر انداز ہو جائے تو ہوسکتا ہے لیکن یہ جب تک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام باقی ہے، باقی رہے گا۔

حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو تین سو روپئے قادیان والوں سے حاصل کئے، اگر چہ یہ ایک قلیل رقم ہے مگر ان کی وقعت ان تین لاکھ روپئوں سے بھی کہیں زیادہ ہے جو جناب مرزا صاحب قادیانی نے ساری عمر میں اپنے مریدوں سے پیدا کئے۔ کیونکہ مریدوں سے روپئہ حاصل کرنا نہ آج کل مشکل ہے کہ بہت سے لوگ پیدا کر رہے ہیں نہ پیشتر کبھی مشکل تھا کہ اس کی مثالیں موجود ہیں، لیکن مولوی صاحب کو جو روپئہ ملا اس کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ صادق کو غیر صادق کی طرف سے گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے نہایت اعلیٰ درجہ کا قانونی فیصلہ کر کے دلایا تھا۔

ہمارے قادیانی دوست اگر انصاف سے ذرہ برابر بہرہ یاب ہوتے، تو اپنے پیشوا کے فیصلہ کو سچا قرار دیتے۔ مگر خدا تعالیٰ کی شان ہے کہ وہی تکذیب کرتے ہیں اور نت نئے عذر تراشتے رہتے ہیں۔

سب سے پیارا عذر اس فیصلہ کے متعلق مرزائی صاحبان کا مجھ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو وہ مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہا کرتے ہیں کہ مرزا کے جھوٹا ہونے کی قسم کھاؤ پھر دیکھو کیا حال ہوتا ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک شخص پٹ کر مارنے والے کو کہا کرتا ہے کہ اب تو ہاتھ اٹھاؤ، دیکھو کیا حال کرتا ہوں۔

مولوی صاحب، مرزا کے کاذب ہونے پر کئی دفعہ قسم کھا چکے ہیں مگر اہل قادیان ہمیشہ اسے بھول جاتے ہیں شاید یہ اس قسم ہی کی وجہ تھی کہ جس نعمت عظمیٰ (زیارت حرمین) سے مرزا صاحب محروم رہے تھے وہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو حاصل ہوگئی۔

جناب مرزا غلام احمد صاحب نے اعجاز احمدی میں علماء کرام کے لئے دس لعنتوں کا طوق تجویز کیا تھا۔ شائد وہ لعنتیں آنجہانی کے پاس ہی رہ گئیں کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے دعوی تو یہ کیا تھا کہ میں شریعت کی کامل پابندی کرنے کی وجہ سے نبی بنا ہوں مگر حال یہ تھا کہ باوجود استطاعت اور ارادہ کے حج کے فرض سے بھی سبک دوش نہ ہو سکے۔ مرزا صاحب قادیانی نے حج کرنے کا ارادہ کیا تھا جیسا کہ سیرۃ

المہدی صفحہ ۳۸ سے معلوم ہوتا ہے مگر اپنی ان لعنتوں میں دبے ہوئے ہونے کی وجہ سے محروم اور خائب و خاسر رہ گئے اور مرزا صاحب قادیانی کے مخالف علماء کامیاب اور بامراد حج جیسی نعمت سے مالا مال ہو گئے۔

اس وقت قادیانی اور غیر قادیانی مرزائی صاحبان کی عام طور پر اس آخری فیصلہ والے اشتہار کے متعلق یہ رائے ہے کہ مرزا صاحب آنجہانی کی یہ دعا بطور مباہلہ تھی چونکہ مولوی صاحب نے اسے قبول نہیں کیا اس لئے مباہلہ بھی نہیں ہوا، اور نہ اس کا کچھ اثر سمجھنا چاہیے۔ لیکن ایک دوسری رائے خاص مرزا محمود خلیفہ قادیان کی ہے کہ یہ دعا بطور مباہلہ تو نہ تھی البتہ اس کا فیصلہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے معیار کے مطابق ہوا اور مولوی صاحب کا زندہ رہنا مرزا صاحب کے صادق ہونیکی دلیل ہے۔

اول کے متعلق یہ دیکھنا چاہیے کہ عام مرزائی صاحبان کہاں تک حق پر ہیں اور وہ ایسا کہنے میں اپنے پیشوا کی تردید کر رہے ہیں یا اسے تائید کہا جا سکتا ہے۔ جناب مرزا صاحب قادیانی اعجاز احمدی صفحہ ۱۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ :

> ہم موت کے مباہلہ میں اپنی طرف سے کوئی چیلنج نہیں کر سکتے کیونکہ حکومت کا معاہدہ ایسے چیلنج سے ہمیں مانع ہے۔

گویا ۱۹۰۲ء (تاریخ اشاعت اعجاز احمدی) سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی گورنمنٹ سے عہد کر چکے تھے کہ

میں آئندہ کسی کے ساتھ موت کا مباہلہ نہ کروں گا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر یہ دعا مباہلہ تھی تو مرزا صاحب نے حکومت کا عہد توڑا اور قانونی مجرم ثابت ہوئے۔

علاوہ اس کے قرآن مجید میں مومن کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ

و الذین هم لامانا تهم و عهد هم راعون۔

جس کا مطلب خود مرزا صاحب قادیانی نے یوں تحریر فرمایا ہے:

> جو عہد اور امانتیں مخلوق کی اس کی گردن پر ہیں ان سب کو ایسے طور سے تقوی کی رعایت سے بجا لائے کہ وہ بھی ایک سچی قربانی ہو جائے۔
>
> (براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۷۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک مومن کے بہت سے کاموں میں سے یہ

پانچواں کام ہے، لیکن عام مرزائیوں نے اپنے پیشوا کو عہد شکن بنا کر اس پانچویں کام میں گویا مومن کے درجہ پرائمری میں بھی فیل کر دیا، تو اب نبوت و رسالت تو بہت بلند مقام ہے جو شخص خود اپنے معتقدین کے ہاتھوں مومن کے درجہ میں بھی فیل ہے اسے نبی اور رسول کہنا ایک عجیب بات ہے۔

دوسرا عذر خاص الخاص ہے جو خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کے قلم سے دعوۃ الامیر کے صفحہ ۱۷۲ پر بدیں الفاظ مرقوم ہے:

> ان (مولوی ثناء اللہ) کے اس اعلان کا (کہ یہ ہرگز کوئی معیار نہیں اور میں اس طریق فیصلہ کو منظور نہیں کرتا) نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالی نے ان کو اپنے بنائے معیار کے مطابق پکڑا اور ان کو بھی مہلت دی۔

گویا مرزا صاحب قادیانی کا معیار خدا کی نظر میں کچھ چیز نہ تھا اس لئے قادیانی خدا نے اسے پرے پھینک کر مولوی ثناء اللہ صاحب کے معیار کو پسند کرلیا۔ قادیانی خلیفہ صاحب کے اس عذر کو مرزا غلام احمد صاحب نے اشتہار زیر بحث میں بدیں الفاظ خود بخود توڑ دیا ہے:

> میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام اور ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔
>
> (قادیانی اشتہار آخری فیصلہ۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء)

خلیفہ صاحب (مرزا محمود احمد) لاکھ تاویل کریں مگر مرزا صاحب موصوف ایک نہ چلنے دیں گے کیونکہ انہوں نے اپنی نبوت کو اسی معیار پر تو چلایا تھا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرا کرتا ہے اس کے برخلاف کیونکر کسی کی سن سکتے ہیں اگر نہیں تو ان کی نبوت کا کہیں ٹھکانا نہیں رہتا کیونکہ آنجہانی اپنے بعض مخالفوں کے مر جانے کے بعد اپنے کو دیکھ کر اپنے صادق ہونے کی دلیل بتایا کرتے تھے (مولوی غلام دستگیر قصوری مولوی اسماعیل علی گڈھی وغیرہ مرحومین کے حق میں بھی لکھا کرتے تھے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم میں سے جھوٹا پہلے مرے گا لہذا ان کا مرنا میرے سچا ہونے کی دلیل ہے۔ حالانکہ انہوں نے یہ کہیں نہیں کہا، مگر خود جو ایسا کہا تو انکے مرید اس کو بھی مٹا رہے ہیں۔ ثناء اللہ امرتسری)،

اب اگر پہلے مرنا بھی نشان صداقت ہو جائے تو قادیانی نبوت ایک چیستاں بلکہ معمہ ہو جائے گی کہ جس کا سمجھنا مرزا صاحب قادیانی کے ملفوظات سے تو امر محال ہوگا۔ البتہ خلیفہ صاحب کی صحبت سے کچھ پتہ لگ جائے تو لگ جائے۔ علاوہ اس کے یہ تو آنجہانی کا مقام تھا کہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریر کے بعد فوراً شائع کرتے کہ اب فیصلہ مولوی صاحب کے لکھنے کے مطابق ہوگا، میرا لکھنا کچھ چیز نہیں رہا۔ عرصہ دراز کے بعد بیت الفکر میں بیٹھ کر ایک تاویل نکال لینا ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتی جب کہ خود مرزا جی کا لٹریچر سارے کا سارا اس کے برخلاف گواہی دے رہا ہے۔

آخر میں خلیفہ صاحب کے مبایعین سے یہ پوچھنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ شیخ بہاء اللہ عرب وشام میں عرصہ سے مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے ان کی زندگی ہی میں ان کے بعد مرزا صاحب نے دعوی کر دیا، پھر ۱۸۹۲ میں شیخ بہاء اللہ فوت ہو گئے اور مرزا صاحب کئی سال زندہ رہے تو اب ان کے مقابلہ پر مرزا صاحب کو مسیلمہ سمجھنے میں کون سی وجہ مانع ہے؟ ذرہ سوچ سمجھ کر خلیفہ (مرزا محمود احمد) صاحب سے پوچھ کر جواب عنایت ہو۔

میں ایسے سوالات کرنے میں مجبور ہوں کیونکہ جہاں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ذکر ہوتا ہے وہاں شیخ بہاء اللہ ضرور مجھے یاد آ جاتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء مطابق ۱۶ رجب ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۲۔ ص ۹۔۱۰۔۱۱)

احمد کے دو غلام اور ان کا آپس میں کلام۔ ۲

(ہمارے قابل مضمون نگار جناب غلام احمد خان صاحب سوداگر ہنگو کسی زمانہ میں قادیان گئے تھے اس زمانہ میں جو کچھ آپ نے دیکھا اس کا ذکر اس مضمون میں ہے۔ سلسلہ کے لئے گزشتہ پرچہ ملاحظہ ہو۔ مدیر اہل حدیث امرتسر۔

جس پرچے کی طرف مولانا ثناء اللہ صاحب نے اشارہ کیا ہے وہ مجھے نہیں ملا، اس لئے یہ مضمون ناقص رہا ہے۔ بہاء)

جناب غلام احمد خان سوداگر ہنگو لکھتے ہیں:

(مولوی محمد علی ایم اے لاہوری کے لئے قابل توجہ ہے کیونکہ وہ اس وقت موجود تھے)۔

کوٹھڑی مذکورہ میں جو چار در چار، سولہ فٹ مربع تھی، حسب ذیل اشخاص بیٹھے تھے ۔مرزا غلام احمد۔مولوی محمد احسن امروہی، حکیم نورالدین، مولوی محمد علی ایم اے، عطاء اللہ خان میرا ساتھی حال ڈپٹی بنوں۔

مرزا غلام احمد قادیانی فرمانے لگے کہ مجھے جو الہام بصورت رؤیائے صادقہ ہوا تھا گویا میرے ساتھ ایک سانپ لڑ رہا ہے جس سے میں بہت تکلیف میں ہوں، میں گردن سے پکڑے ہوئے اس کے سر کو پتھر سے رگڑ رہا ہوں آخر کار اس کو قتل کر کے میری رہائی ہوئی۔اس وقت مجھے علم نہ تھا کہ در حقیقت یہ کیا واقعہ ہونے والا ہے لیکن آج وہ الہام مجھ پر منکشف ہوا وہ یہ کہ آج مجھے ایک چٹھی منجانب عبدالمجید مقام جموں سے موصول ہوئی جس میں مجھے اس بنا پر کہ میں نے اس کی ماں کو فاحشہ اور زانیہ اور اس کو ولدالزنا کہا ہے فوجداری کی دھمکی دی ہے۔پھر دریافت کیا کہ کیا میری تقریر کو چھاپا گیا ہے؟ جواب اثبات میں دیا گیا پھر پوچھا کہ کیا میری اجازت سے؟ ایک دو نامعلوم اڈیٹروں نے عرض کیا ہاں حضور کی اجازت سے۔پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر میں ایسے چشم دید وغیرہ گواہ گذار دوں کہ وہ شہادت کے لئے کافی ہوں تو پھر۔اس پر محمد علی صاحب نے عرض کیا حضور پھر بھی جرم ہے۔اگر ایک شخص واقعی زانی اور شرابی ہو، اس کی نسبت اشتہار لگانا، یا اعلان کر کے اخباروں میں چھاپنا جرم ہے۔اسی طرح سے چند قانونی دلائل بیان کرنے کے بعد خاموش ہو گئے۔

اس پر مرزا صاحب قادیانی نے تھوڑی دیر تک متفکر رہ کر ارشاد کیا کہ بس وہ سانپ یہی ہے جس کے استغاثہ سے کچھ کلفت اٹھانے کے بعد آخر کار مجھے فتح ہوگی۔

(کسی کی ماں کو زانیہ کہنے سے دنیاوی عدالت میں تو چھوٹ گئی مگر جہاں سارے منکروں کو اولاد زانیات کہا ہے خدائی عدالت میں اس جرم سے کیسے چھوٹیں گے۔آئینہ کمالات اسلام۔ص ۵۴۸۔

احمدی دوستو! ہر ایک منکر کی پاک دامن ماں قیامت کے روز اپنے پر افک کا دعوی کر دے گی تو مرزا صاحب کو، فی مدعیہ ۸۰ درے اگر لگا دیئے گئے تو ساری دنیا کی مدعیات کے بدلے میں کتنے درے لگیں گے۔ ہمارے پاس تو اتنا عدد کوئی نہیں تم ہی حساب کر کے بتاؤ، ثناء اللہ امرتسری) اسی کو کہتے ہیں:

خود کوزہ، وخود کوزہ گر، خود گل کوزہ

اس کے بعد خلیفہ صاحب نے عرض کیا، حضرت پٹھان کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ فرمایا: بابو کیا پوچھنا ہے۔

اب مرزا صاحب قادیانی سے حسب ذیل مکالمہ شروع ہوا:

حضرت ہمارے ملک میں ملا مولوی آپ کو ایسے برے الفاظ میں یاد کرتے ہیں جس کا دہرانا مناسب نہیں، بلکہ میں تو اس کو بہتان سمجھتا ہوں۔ اس لئے آپ سے بالمشافہ پوچھنے آیا ہوں۔ نہ مباحثانہ رنگ میں بلکہ شاگردانہ حیثیت سے کیونکہ میں بے علم اوران پڑھ ہوں۔

پھر تو کشادہ روئی سے (مرزا صاحب نے) فرمایا کہ:

اچھا جو پوچھنا ہے پوچھو

سوال: جناب وہ لوگ آپ پر تہمت لگاتے ہیں کہ آپ نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟

جواب: نہیں میں نے از خود کوئی دعوی نہیں کیا، بلکہ خدا نے مجھے نبی سے مخاطب فرمایا ہے۔ اور رسول خدا نے میری نسبت پیش گوئی کی ہے۔ میرا دعوی خود ساختہ نہیں۔

سوال: آپ کس قسم کے نبی ہیں؟

جواب۔ جیسے موسی وعیسی۔

سوال: میں نے ملاں لوگوں سے سنا ہے: ولو کان نبی بعدی لکان عمر کیا یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع؟

جواب۔ ہاں صحیح ہے، موضوع نہیں۔

سوال: جب اس حدیث میں نبوت کی نفی ہے بشرط امکان اگر کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو اس حالت میں عمرؓ ہی ہوتے، تو پھر آپ کیسے نبی ہوئے؟

جواب: میں ایک اور حدیث سے مستثنی ہو چکا ہوں جیسا کہ آپ لوگوں میں مشہور ہے کہ عیسی آسمان سے اتریں گے۔ اگر ایسا ہو بھی جائے تو پھر بھی اسے نبی ہی تو کہیں گے۔ لیکن یہ غلط ہے اور درحقیقت وہ میں ہی ہوں اور اس قسم کی مستثنیات قرآن میں بھی ہیں۔ (باقی آئندہ)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء مطابق ۱۶ رجب ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۲۔ ص ۱۱)

خلیفہ قادیانی کی ملکی واقفیت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تو بجائے خود تھا ہی کہ میں جو بات کہوں وہی صحیح سمجھی جائے، کیونکہ میں مجدد ہوں، مسیح موعود ہوں، حکم ہوں، کرشن مہاراج ہوں، وغیرہ وغیرہ ہوں۔ وہ تو جو کچھ کہتے، صحیح تھا یا کچھ تھا، مگر ان کے بیٹے کو خدا جانے کس نے یہ حق دیا کہ وہ مذہبی مسائل سے گذر کر واقعات میں بھی تجدید کرنے لگے ہیں۔ آپ ملک حجاز میں شریفی بغاوت کے متعلق واقعات بتاتے ہیں جو غور سے سننے کے قابل ہیں۔

جب حجازیوں کو معلوم ہوا کہ اٹلی کی حکومت مکہ و مدینہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اٹلی والے لوگ اس قسم کے ہیں کہ جب وہ حملہ کرنا چاہیں تو وہ کسی کے روکے رکا نہیں کرتے، اس لئے انہوں نے ترکوں کو لکھا کہ اگر آپ حجاز کی حفاظت اور اٹلی سے مقابلہ کی تاب رکھتے ہیں تو آپ طیار ہو جائیں ورنہ ہمیں اسلام کی عزت اور حفاظت کے لئے علیحدہ کردیں تاہم خود حفاظت کا بندوبست کرلیں۔

ترکوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس فوجیں نہیں ہیں۔

تو عرب ان سے علیحدہ ہو گئے اور انگریزوں سے مدد لی۔

میرے نزدیک انہوں نے ارض حجاز کی حفاظت کے لئے دور اندیشی سے کام لیا۔ مگر ادھر کے مسلمان اس کے مخالف ہو گئے۔ اسوجہ سے کہ وہ انگریزوں سے کیوں مل گئے۔ (الفضل قادیان۔ ۱۱ جنوری ۱۹۲۷ء ص ۵)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین! اس خبر کی کسی وزیر سلطنت یا کسی اخبار نویس کو اگر اطلاع نہیں تو بھی یہ خبر قادیانی اصول سے غلط نہیں ہوسکتی کیونکہ الہام خانہ سے نکلی ہے۔ کہاں اٹلی کہاں اس کا حملہ، اور کہاں ترکوں کا جواب۔ یہ سب باتیں خواب میں ہو رہی ہیں۔

عجیب مشابہت:

شیخ سعدی مرحوم نے لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کو ایک دفعہ مصر پر غصہ آیا تو اس نے اس پر ایک شخص امیر مقرر کیا جس کے پاس زمین داروں نے درخواست کی کہ اس دفعہ بارش نہیں آپ ہمیں خراج معاف کریں۔

امیر خیریت سے ایسے باخبر تھے، فرمایا تم نے روئی کیوں بوئی تھی، اون کیوں نہ بوئی تاکہ تمہیں پانی کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔

جناب خلیفہ قادیانی بھی اس امیر مصر سے کم واقف نہیں۔ ہاں غدار شریف کے فعل بد کی تحسین برمحل ہے۔

دوسرا فقرہ بھی ملاحظہ ہو، خلیفہ صاحب قادیان فرماتے ہیں:

ہاں انگریزوں کا عربوں سے معاہدہ تھا کہ وہ تمام عرب آزاد کر دیں گے اس معاہدہ کی بنا پر جنگ کے ختم ہونے پر آزادی کا مطالبہ کیا مگر جنگ کے ختم ہونے کے بعد خود یورپ کی حکومتوں میں ملکوں کی تقسیم کے متعلق اختلاف تھا اس لئے انگریز آزادی کا فیصلہ نہ کر سکے۔ اور عرب کو آزادی نہ ملی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شریف حسین نے غلطی سے چیلنج دے دیا کہ اگر آزاد نہ کرو گے تو میں خلافت کا دعوی کر دوں گا اور تمام مسلمانوں کو تمہارے خلاف کھڑا کر دوں گا۔ انگریز جانتے تھے کہ مسلمان تائید تو کیا کریں گے اس کے خلافت کے دعوی کے ساتھ ہی خود اس کے مخالف ہو جائیں گے۔ ادھر شریف حسین ابھی عرب کو انگریزوں کے پنجے سے نکالنے اور آزاد کرانے ہی کی کوشش کر رہا تھا کہ ابن سعود خلاف کھڑا ہو گیا۔ (حوالہ مذکور)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

یہ خبر بھی فارن آفس (بیرونی دفتر) میں نہ ہو گی مگر الہامی ضرور ہے۔ خلیفہ صاحب کو یہ بھی خبر نہیں کہ شریف مکہ نے خلیفہ کہلانا شروع کر دیا تھا جب ہی تو مولوی عبدالباری مرحوم جیسے ذی علم نے لکھا تھا کہ میں ان کو جامع اوصاف خلیفہ جانتا ہوں۔

مگر یہ فقرہ بڑا زبردست ہے کہ:

آزاد نہ کرو گے تو میں خلافت کا دعوی کر دوں گا اور تمام مسلمانوں کو تمہارے

خلاف کھڑا کر دوں گا۔

اس فقرہ کا محکی عنہ اور ثبوت دنیا کے کسی دفتر میں تو نہ ہو گا ہاں اس مسل مکمل میں شائد ہو جو حضرت مرزا صاحب قادیانی نے دنیا کے واقعات خود لکھ کر خدا تعالی سے دستخط کرائے تھے اور خدا نے سرخ سیاہی سے دستخط کرتے ہوئے قلم چھڑکا تھا جس کے قطرات مرزا صاحب قادیانی کے کپڑوں پر پڑے تھے (تریاق القلوب)

خدا کی شان ان مرزائی لوگوں یا احمدیہ جماعت کے ممبروں کے حال پر رحم آتا ہے کہ ان کو کیا ہو گیا یہ کیوں اچھے بھلے پڑھے لکھے ہو کر ایسی پیر پرستی میں پھنسے ہیں کہ دین و دنیا کی انہیں بوجھ نہیں رہی۔ سچ ہے

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نکتہ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جاں دھری تھی واں ہی دھری رہی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴ فروری ۱۹۲۷ء مطابق یکم شعبان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۴ ص ۴۔۵)

بہائیت اور مرزائیت میں بہت تھوڑا فرق ہے

(بلکہ نہیں ہے)

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ بریلی سے لکھتے ہیں:

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اشاعت اسلام کے نام سے جو مذہب رائج کرنا چاہا ہے وہ فی الحقیقت بہائی اصولوں پر مبنی ہے آنجناب اور ان کے بعد انب کے جانشینوں کی طرف سے اس دعوے کے ثبوت میں اس قدر دلائل کے انبار جمع ہو گئے ہیں کہ آج اہل قادیان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بہائی مذہب والوں نے قرآن مجید کی فلاں آیت کا مطلب اپنا مطلب نکالنے کے لئے غلط بتایا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا کہیں تو پھر انہیں اپنے پیشواؤں کی تحریریں دیکھ کر شرمندہ ہونا پڑے گا۔

گذشتہ ایام میں بہائی اور مرزائی مباحثہ کے لئے فریقین میں خط و کتابت

ہوئی تھی قادیان والوں کا عذر تھا کہ ہمارے پاس بہائی مذہب کی بنیادی کتب نہیں ہیں ۔لیکن میرے نزدیک قادیان والوں کو اس بات کا بھی خوف تھا کہ ہم بہائیوں کے ساتھ اصولاً کون سا اختلاف رکھتے ہیں جس پر بحث کر سکیں گے چنانچہ آج اس مضمون میں چند عقائد جو مسلمہ فریقین ہیں ذیل میں درج کرتا ہوں جس سے میرے دعوی کا کافی ثبوت ملے گا (نوٹ: جو عقیدہ کسی ایک فریق کا یا متفقہ ہر دو فریق کا مشہور ہے، اس کا حوالہ نہیں دیا گیا۔محمد حسین صابری)

اول: مسیح ابن مریم فوت ہو گئے بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے۔

دوم۔آنے والا مسیح کے نام پر کوئی اور شخص ہے جو اسی امت میں سے ہوگا۔

(بہائی رسالہ المعیار المسیح۔ص ۱۷۹۔۱۸۰)

سوم: قرآن مجید آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

چہارم: ایک ایسا وقت آئے گا جب کہ آنحضرت ﷺ کا نور دنیا کو روشن کرنے سے رک جائے گا۔

(الفضل ۲۷ اگست ۱۹۱۴ء ص ۸، از مرزا بشیر الدین محمود صاحب، درس قرآن کے نوٹ)

پنجم: قرآن مجید قرآن مجید میں جو آیات قیامت کے متعلق ہیں ان سے مراد مسیح موعود کا زمانہ ہے یہاں تک کہ یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام سے یہ مراد ہے کہ خدا انسانی مظہر (غلام احمد یا بہاء اللہ) کے ذریعہ سے اپنا چہرہ دکھائے گا۔

(ایضاً و حقیقۃ الوحی۔ص ۱۵۴)

ششم: بالآخرة هم یوقنون سے مراد آخری وحی ہے جو بعد قرآن مجید مسیح موعود پر نازل ہوئی۔

(پارہ اول مع تفسیر شائع کردہ انجمن ترقی اسلام قادیان۔ زیر نگرانی مرزا محمود احمد صفحہ ۱۲۔۱۳ حاشیہ)

تھوڑا سا اختلاف

اختلاف صرف اس قدر ہے کہ ایک گروہ کہتا ہے کہ آخری وحی کا نزول ایران اور شام میں ہوا۔لیکن دوسرا گروہ اس بات کا مدعی ہے کہ خدا نے آخری وحی قادیان ضلع گورداسپور میں نازل فرمائی۔

اگر تعصب اندھی تقلید زبان کی پچ دنیاوی لالچ درمیان میں حائل نہ ہوتو اس تھوڑے سے اختلاف کو رفع کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔اس کے بعد پھر عکہ (جہاں بہائی مرکز ہے) اور قادیان کے کارکن مل کر کام کرتے ہوئے ایک دوسرے سے کہیں گے

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ فروری ۱۹۲۷ء مطابق یکم شعبان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۴ ص ۵)

احمد کے دو غلام اور ان کا آپس میں کلام۔۳

(مدعی سست گواہ چست)

(ہمارے قابل نامہ نگار غلام احمد خان صاحب سوداگر ہنگو کسی زمانہ قادیان گئے تھے وہاں جو کچھ ان کی مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ اور ان کے حواریوں کے ساتھ گفتگو اس کا سلسلہ گذشتہ نمبروں میں درج ہوتا آیا ہے آج بھی اسی کا تتمہ ہے۔مدیر اہل حدیث امرتسر)

اب ایک اور چیستان جو قابل سماعت ہے،گذارش کرتا ہوں:

مرزا صاحب قادیانی کے اندر گھسنے کے بعد ناصر نواب نامی ایک شخص نے مجھ کو ہاتھ سے پکڑ کر بٹھالیا، جو بعد میں معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے خسر ہیں۔فرمایا حضرت (مرزا قادیانی) کو فرصت نہ تھی، میں آپ کو بارہ اشخاص کے نام بتاتا ہوں۔چار یار کبار چاروں نبی تھے۔چار مذاہب والے چاروں نبی تھے۔جنید بغدادی،عبدالقادر جیلانی، معین الدین اجمیری،مجدد الف ثانی سرہندی۔چار یہ ہوئے۔جملہ ہوئے بارہ۔علی ہذا القیاس ہزاروں سے متجاوز اس امت میں انبیاء گذر چکے ہیں۔

میں نے کہا کہ جب انہوں نے خود دعویٰ نہیں کیا پھر آپ کس بنا پر یہ بھاری بھاری جاگیریں ان کے نام لکھ رہے ہیں۔

جواب میں کہا آفتاب نبوت کے سامنے تاروں کا جوہر نمود ناممکن ہے اور اسی طرح آئمہ اربعہ وغیرہ کے ازمنہ میں اسلام اور علم کا زور تھا۔اعلان نبوت کی

ضرورت نہ تھی۔

میں نے کہا اچھا معین الدین کے لئے تو از بس ضروری تھا کہ وہ اپنی نبوت کا اعلان کرتے کیونکہ وہ کفرستان اور بت پرستوں کے درمیان میں تھے۔

اس کے جواب میں کہا: اس کی مرضی۔

خیر یہ گفتگو بھی ختم ہوئی۔

اسکے بعد خلیفہ (حکیم نورالدین) کے پاس دوبارہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے جھٹ مثنوی شریف کھول کر میرے سامنے رکھ دی۔ میں نے کہا کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بے علم اوران پڑھ ہوں۔

اس پر خلیفہ صاحب فرمانے لگے کہ خاصان خدا اکثر ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو ظاہر بینوں کے نزدیک قابل اعتراض ہوتی ہیں لیکن درحقیقت وہ قابل گرفت نہیں ہوتیں۔ دیکھو جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی میں کیا کیا دعوی کئے ہیں کہ

آدم میرے سامنے طفل مکتب ہے،

موسی وعیسی میرے نوکر چاکر ہیں،

جبریل میرا دربان ہے،

اور باوجود ایسے الفاظ اہانت کے آپ کے علماء اس کو مولائے رومی کے معزز خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ مگر حضرت مرزا صاحب قادیانی باوجود غلامی احمد ﷺ خود کو اگر ظلی اور غیر تشریعی نبی کہیں، تو کافر۔

میں نے کہا مولوی صاحب مثنوی کے یہ الفاظ رسول خدا کی تعریف میں ہوں گے۔ خلیفہ صاحب نے جھٹ کتاب مثنوی کو پیش کیا۔ مگر میں نے بوجہ شرم کے جو اپنے آپ کو ان پڑھ ظاہر کیا تھا ہاتھ تک نہیں لگایا۔ گو ابھی تک مجھے اس کا افسوس ہے۔

پھر خلیفہ صاحب نے ارشاد کیا کہ کوئی نبی کذاب ۲۳ سال تک (جو ہمارے نبی کی میعاد نبوت تھی) زندہ نہیں رہ سکتا۔

اس پر میں نے عرض کیا کہ فرعون باوجود دعوی خدائی کے اس سے بھی زیادہ عرصہ تک زندہ رہا تھا۔

خلیفہ (حکیم نورالدین) نے فرمایا کہ خدائی کا دعوی اس قدر موجب خلل وفساد

نہیں جس قدر نبوت کا ذبہ، کیونکہ یہ تو اظہر من الشّمس ہے کہ ایک غلیظ ہگنے والا انسان خدا نہیں ہوسکتا، لیکن انسان نبی بن سکتا ہے۔ اس لئے ایک جھوٹے مدعی سے فساد فی الدین کا زیادہ احتمال ہے، اور خدا ایسے شخص کو مہلت نہیں دیتا کہ وہ دین اسلام میں ایسا علانیہ فتور ڈالا کرے۔

چونکہ اس خانہ ساز دلیل کا کوئی معقول اور تاریخی جواب میرے پاس نہ تھا، اس لئے خاموش ہوا۔ اور کچھ دیر بعد واپس روانہ ہو کر لاہور پہنچا۔

مجھے اس بات کے ظاہر کرنے میں ذرہ بھی تامل نہیں کہ مرزائی کارخانہ جیل کے افسر اعلی درحقیقت نورالدین تھے۔ میرے ساتھ جو تلبیس خلیفہ مذکور کی بارگاہ سے عمل میں آئی اگر دستگیر حقیقی کی دست گیری نہ ہوتی تو ضرور کچھ عرصہ تک متفکر رہتا۔ اب تائیدِ غیبی کا شگوفہ بھی قابل نظارہ ہے۔

لاہور میں سیدھا بیگم شاہی مسجد میں جا کر مولوی غلام قادر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، اور واقعات مندرجہ صدر کو حرف بحرف بیان کر کے عرض کیا کہ ذکر مثنوی اور میعاد نبوت نے مجھ کو لاجواب کر دیا تھا، چنانچہ اس کا خاطر خواہ جواب میری طرف سے پیش نہ ہو سکا۔

مولوی صاحب ممدوح نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم لیجادلوکم (الانعام:۱۲۱)
اس آیت کی رو سے شیطانی وحی ثابت ہے۔ پس مرزا صاحب کو جو وحی ہوتی ہے وہ درحقیقت شیطانی وحی ہے۔ تم نے برا کیا جو اس کے پاس گئے۔

پھر وہاں سے مولوی عبداللہ چکڑالوی کے پاس گیا۔ اس نے بھی تقریباً اسی قسم کا جواب دیا، مگر کسی نے قابل اطمینان ردّ پیش کر کے میری تسکین قلب نہیں کی۔ اب حیران تھا کہ کیا کروں۔ آخر کار کشمیری بازار میں الٰہی بخش صاحب کتب فروش کی دوکان پر جا کر مثنوی شریف کو طلب کیا۔ خدا شاہد ہے کہ مجھے صفحہ کا پتہ یاد نہ تھا لیکن کھولتے ہی اسی صفحہ پر نظر پڑی جس میں یہ مذکور مندرج تھا کہ

آدم میرے سامنے طفل مکتب ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جو دراصل ویسا ہی تھا جیسا نورالدین صاحب خلیفہ قادیانی کو جواب دیا تھا۔ لیکن اس

نے خلاف صدق و دیانت مجھ کو ڈانٹا کہ بتاؤ کہاں لکھا ہے کیونکہ اس نے میری زبانی مجھ کوان پڑھ ہی جانا تھا۔ اس ذلیلانہ خاموشی پر مجھے آج تک افسوس ہے اورتا حیات رہے گا۔

اب دوسرا واقعہ بھی لائق یادداشت ہے۔ جب ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو ناگاہ میرے ہاتھ میں ایک رسالہ آیا جس کا نام ہے،

سیاحت نامہ حافظ عبدالرحمٰن امرتسری۔،

جسکو بطور تفریح طبع پڑھ رہا تھا۔ رفتہ رفتہ بہاء اللہ ایرانی مدعی نبوت کے حالات پر نظر پڑی۔ لکھا تھا کہ دوران سیاحت مقام عکہ واقع شام میں پہنچا، جہاں بہاء اللہ کا مزار ہے۔ وہاں پر عباس آفندی، اس کے نواسے، سے ملاقات ہوئی، جس نے مجھے ایک کتاب فارسی زبان کی عنایت کی جسکا نام غالباً، کتاب مقدس، ہے اور کہا کہ یہ الہامی کتاب ہے جو بہاء اللہ پر نازل ہوئی تھی۔

غرض اس رسالہ میں ابتداء سے انتہاء تک مجمل حالات کے بعد تحریر ہے کہ بہاء اللہ ۲۹ سال تک دعوی نبوت پر قائم رہا اور آخر کار اپنی موت مر کر عکہ میں دفن ہوا ہے جس کے مزار پر سال بہ سال عقیدت مند آتے جاتے ہیں۔

ناظرین کرام! دیکھی خدا کی دستگیری

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۴۔ فروری ۱۹۲۷ء مطابق یکم شعبان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۴ ص ۵۔۶)

میں مرزائیوں سے مباہلہ کیوں کروں؟

ما ذا بعد الحق الا الضلال

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

بعض اوقات مرزائی اخبارات میں مجھے مباہلہ کی دعوت دی جاتی ہے اور لکھا جاتا ہے:

جتنی بار مولوی ثناء اللہ صاحب کو سلسلہ احمدیہ کی طرف سے مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے، اتنی دفعہ کسی اور مخالف سلسلہ کو اس طریق فیصلہ کی طرف بلانے

کی ضرورت پیش نہیں آئی .... لیکن دنیا جانتی ہے کہ آج تک کبھی انہوں نے اس طریق کو منظور کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں کی۔

(الفضل قادیان ۷ جنوری ۱۹۲۷ء)

یہ بیان بالکل صحیح ہے کہ مجھ کو مباہلہ کی طرف بلایا گیا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی زندگی میں بھی بلایا اور اب بھی بلایا جاتا ہے۔ مگر میرا مباہلہ مرزا صاحب قادیانی سے نہیں ہوا، اور اب تو حاجت ہی نہیں رہی۔

اس کی وجہ کیا ہوئی؟

جناب متوفی (مرزا غلام احمد) کی عادت شریفہ تھی کہ جوں ہی مخالف کو کوئی معمولی تکلیف ہوئی، تو انہوں نے اس کو نشان قرار دیا۔

اس لئے ان کی زندگی میں ان سے پوچھتا رہا کہ مباہلہ کا اثر کیا ہوگا، مجھے پہلے بتا دیجئے۔

یہ بتانے سے وہ ہمیشہ پہلو تہی کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یہ لکھا کہ یہ تمہاری کٹ حجتیں ہیں۔ اب میں خدائی تحریک سے تمہارے فیصلہ کے لئے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ:

جو ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ) میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں پہلے مر جائے۔ (اخبار بدر قادیان ۱۳ جون ۱۹۰۷ء)

مرزا غلام احمد صاحب کے اس اقرار سے پہلی سب دعوتیں اور مباہلہ کے متعلق گفتگوئیں بند ہوگئیں۔ بجائے مباہلہ کے یک طرفہ دعا موسومہ:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

شائع ہوگئی۔ چنانچہ اس کی قبولیت ہو کر واقعہ بھی ہو گیا، جس پر لوگوں نے یہ شعر پڑھا

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

یہ تو تھا آسمانی فیصلہ۔ اس پر تم مرزائیوں نے منکرانہ شور کیا، تو لودھیانہ میں انعامی مباحثہ ہوا۔ جس میں فیصلہ میرے حق میں ہوا، اور میں نے مبلغ تین سو روپیہ تم سے وصول کیا، جس پر تاریخی مصرعہ یہ کہا گیا:

مال موذی نصیب غازی

ان سب آسمانی اور زمینی فیصلوں کے بعد بھی مباہلہ کی دعوت دینا کتنی جہالت ہے اوران فیصلوں کو قبول نہ کرنا کتنی حماقت ہے۔

احمدیو! الیس منکم رجل رشید ۔مقدمات میں ماتحت عدالت کی اپیل ججی میں ہوسکتی ہے۔آخر بڑھتے بڑھتے ہائی کورٹ تک یا کبھی ولایت کی پریوی کونسل تک بھی ہوتی ہے۔لیکن پریوی کونسل کے فیصلہ کے بعد بھی کوئی شخص اپنا مقدمہ نئے سرے سے شروع کرے،تو کون اس کو عقل مند کہے گا۔

نئے لوگوں کی کیجئے آزمائش
ضرورت کیا ہمارے امتحان کی

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۱ فروری ۱۹۲۷ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۵ ص ۳)

اعلاء الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح

جناب بابو حبیب اللہ صاحب رحمہ اللہ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

مرزا صاحب کے دعاوی

۱۔ ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۲۸۲ پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

وہ مسیح موعود جس کے آنے کا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا ہے یہ عاجز ہی ہے۔

۲۔ تبلیغ رسالت دوم صفحہ ۲۱ بحوالہ اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء مرزا صاحب فرماتے ہیں:

مسیح ابن مریم ہونے کا دعوی نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں فقط مثیل مسیح ہونے کا دعوی ہے۔

۳۔ کشتی نوح کے صفحہ ۴۹ پر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے

اور مولوی سرور شاہ قادیانی کہتے ہیں:

ہم نے مسیح موعود کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ میں وہ تمام باتیں تھیں جو مسیح ناصری میں پائی جاتی تھیں۔

اقول: حق بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی میں وہ تمام باتیں نہ تھیں جو حضرت عیسیٰؑ میں پائی جاتی تھیں۔ اور نہ جناب مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰؑ سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جیسا کہ ذیل سے ظاہر ہوگا۔

۱: مسیح ناصری بغیر باپ کے پیدا ہوئے، (ازالہ اوہام۔ص ۳۷۷، ۶۶۹)۔

مرزا غلام احمد کے والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا۔ (کشف الغطاء۔ص ۲)

۲۔ حضرت مسیح نے مہد میں کلام کیا۔ (تریاق القلوب۔ ص ۴۱)۔

مرزا غلام احمد قادیانی میں یہ بات نہ تھی۔

۳۔ مسیح نے شادی نہیں کی آپ کی کوئی بیوی نہ تھی۔ (ریویو۔مارچ ۱۹۰۲ء ص ۱۲۴)

جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے دو شادیاں کیں۔

۴۔ حضرت مسیح کی کوئی اولاد نہ تھی۔ (تریاق القلوب۔ ص ۹۹ کا حاشیہ)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اولاد میں سلطان احمد، فضل احمد، محمود احمد وغیرہ تھے۔

۵۔ مسیح صاحب شریعت شریعت رسول تھے۔ (تحفہ گولڑویہ۔ ص ۲۲ کا حاشیہ)

۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی غیر تشریعی نبی تھے۔ (حقیقۃ النبوۃ۔ ص ۱۔۴)

۶۔ مسیح نے براہ راست فیضان پایا۔ (الحکم ۱۴ جولائی ۱۹۰۸۔ ضمیمہ براہین ۵ ص ۱۸۲)

حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۷ و ۵ پر لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کی اتباع سے سب کچھ حاصل کیا ہے۔

۷۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱۰۔۳۱۱ پر مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا، کہ قریب قریب ناکام رہے۔

مرزا غلام احمد صاحب اس وقت دنیا سے تشریف لے گئے کہ چار لاکھ سے زیادہ کی خدا پرست جماعت قائم کر دی تھی۔ (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۳)

۸۔ کیا ہے حضرت مسیح ناصری کے شاگردوں میں سے کوئی ایسا شاگرد نہیں، جسے مسیح کے جیتے جی ایسا نصیب ہوا۔ (ریویو آف ریلی جنز۔مئی 1915ء ص ۲۲۱ حاشیہ)

ہمارے خداوند مسیح قادیانی کے شاگرد ایسے ہیں کہ اپنی جان و مال مسیح موعود پر قربان کرتے ہیں۔ (ریویو آف ریلی جنز۔مئی 1915ء ص ۲۱۱ حاشیہ)

۹۔ حضرت مسیح ۳۳ سال کی عمر میں صلیب پر چڑھائے گئے تھے مگر آپ صلیب پر مرے نہ تھے۔ بلکہ بے ہوش ہو گئے تھے اور مرہم عیسی سے آپ کا علاج کیا گیا۔(مسیح ہندوستان میں۔ص ۴۹، ۵۵، ۵۶، راز حقیقت۔ص ۳ حاشیہ، کتاب البریہ۔ص ۲۴۳ وغیرہ)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ ایسے واقعات پیش نہیں آئے۔

۱۰۔حضرت موسی کے بعد بائیسویں صدی میں آنحضرت ﷺ ہوئے اور حضرت عیسی آں حضرت ﷺ سے چھ صدیاں پہلے ہوئے۔ پس اس حساب سے حضرت موسیٰؑ کے بعد سولہویں صدی میں حضرت مسیح ہوئے۔ (دیکھو ازالہ اوہام۔ص ۲۷۸، راز حقیقت ص ۱۵)،

آنحضرت ﷺ درحقیقت مثیل موسیٰؑ ہیں۔(ایام الصلح۔ص ۵۶، ۵۹)۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ ﷺ کے بعد چودھویں صدی میں اپنے دعاوی کا اظہار کیا۔یعنی بقول احمدی مولوی کے ۱۳۰۸ھ میں مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا۔

۱۱۔ابن مریم باذن الہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔

(ازالہ اوہام۔ص ۳۰۹)

ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۹ کے حاشیہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا، تو خدائے تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

۱۲۔ کشتی نوح کے صفحہ ۸۵ پر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسی شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے پرانی عادت کی وجہ سے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دامن شراب خوری سے بری تھا۔

۱۳۔ عیسائیوں نے بہت سے یسوع کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ص ۶ حاشیہ)۔

یسوع مسیح عیسی بن مریم ایک ہی ہے۔ (توضیح مرام۔ص ۳)

میری تائید میں خدا نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ جولائی ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۶۷)

۱۴۔ بقول مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت مسیح نے صلیب سے نجات پانے کے بعد یروشلم سے تا گلیل اور وہاں سے نصیبین (عراق) ایران، فغانستان، پنجاب، تبت، نیپال، کشمیر کا سفر کیا اور آخر سری نگر کے محلّہ خانیار میں وفات پائی اور وہیں دفن کئے گئے (مسیح ہندوستان میں۔ص ۶۵۔۶۸۔ راز حقیقت۔ص ۹۔ تریاق القلوب۔ص ۵۲)

مرزا قادیان میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بٹالہ، گورداسپور، امرتسر، جہلم، سیالکوٹ، ہوشیارپور، جالندھر، لودھیانہ، پٹیالہ، دہلی، علی گڑھ کا سفر کیا۔ یا یوں کہو کہ صوبہ پنجاب اور صوبہ یوپی سے باہر کبھی نہیں گئے۔

۱۵۔ کنز العمال جلد۲ ص ۷۱ پر ہے کہ دیلمی اور ابن النجار نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سفر کرتے تھے۔ جب شام پڑ جاتی تو جنگل کا ساگ پات کھا لیتے تھے۔ چشموں کا پانی پیتے اور مٹی کا تکیہ بناتے۔ پھر کہتے کہ نہ تو میرا گھر ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو، اور نہ کوئی اولاد ہے جسکے مرنے کا ڈر ہو۔

(عسل مصفی اول۔ص ۱۹۱)

یہ باتیں مرزا غلام احمد قادیانی میں نہیں پائی گئیں۔

۱۶۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب حضرت مسیح یہودیوں میں پیدا ہوئے تو وہ تیس سال کی عمر میں ان قوموں کی تبلیغ کے لئے مامور ہوئے تھے۔

(عسل مصفی حصہ اول۔ص ۵۷۰)۔

پھر جب میری عمر چالیس سال تک پہنچی تو خدا تعالی نے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے چالیس برس ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہنچا، تب خدا تعالی نے الہام کے ذریعہ سے میرے اوپر

ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا چارہ گر ہے۔اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ تو ہی مسیح موعود ہے ۔(تریاق القلوب۔ ص ٦٨)۔

۱۷۔ اخبار الحکم ۳۰،اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۸ پر ہے:

حضرت مسیح ناصری صرف نبی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے اور ایک محدود وقت کیلئے آئے تھے۔

اخبار الحکم قادیان ۳۰۔اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۸ پر ہے کہ:

مرزا صاحب قادیانی کل دنیا اور ہمیشہ کے لئے آئے ہیں۔

۱۸۔حضرت عیسیٰ چونکہ بلاد شام کے رہنے والے تھے اس لئے وہ بگوا یعنی سفید رنگ تھے۔ (مسیح ہندوستان میں۔ص ۸۱)۔

ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۷ پر ہے مرزا قادیانی نے لکھا ہے میرا رنگ گندمی ہے۔

مرزا اپنی نسبت شکایت کرتے ہیں کہ حافظہ اچھا نہیں، یاد نہیں رہا۔

(ریویو آف ریلی جنز۔اپریل ۱۹۰۳ص ۱۵۳ کا حاشیہ)

۱۹۔سیدنا حضرت مسیح ابن مریم نے کبھی ایسے الفاظ اپنی نسبت استعمال نہیں کئے

۲۰۔ سیدنا حضرت عیسیٰ نے ایسا کبھی۔ نہیں فرمایا۔

جناب مرزا نے فرمایا مجھے مراق ہے ۔(ریویو آف ریلی جنز اگست ۱۹۲۶ء ص ٦)

نتیجہ یہ نکلا کہ جناب مرزا غلام احمد حضرت مسیح کے مثیل نہ تھے اور آپ کو کسی پہلو سے حضرت عیسی سے تشبیہ نہ دی گئی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ فروری ۱۹۲۷ء مطابق ۸ شعبان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۵ ص ۳۔۵)

مرزا صاحب حنفی تھے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قاعدہ کی بات ہے کہ جو آدمی نیک شہرت رکھتا ہو اسے سارے اپنی طرف یا اپنے کو اس کی طرف منسوب کرنا فخر جانتے ہیں اور جو بدنام ہو اس کو سارے ہی دھتکارتے ہیں۔ جناب مرزا صاحب قادیانی چونکہ عام رائے اسلام میں بدنام ہیں،

اس لئے کوئی بھی ان کو اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہیں کرتا۔ مگر کیا وہ واقع میں کسی طرف منسوب نہ تھے؟ ضرور تھے۔

ہم نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب حنفی المذہب تھے۔ ہمارا مدعا اس سے (معاذ اللہ) حنفی مذہب پر طعن کرنا نہ تھا، بلکہ صحیح واقعہ بتانا مقصود تھا۔

اب تازہ پرچہ الفقیہ (۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء) میں اس کے ایک نامہ نگار نے ہم سے سوال کیا ہے کہ اس کا ثبوت دو کہ مرزا قادیانی قبل نبوت حنفی تھے، حالانکہ مرزا قادیانی کی سوانح عمری مصنفہ پسر مرزا میں ملتا ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ اپنے ایک مرید سے آمین بالجہر، رفع یدین چھڑا دیا۔ چنانچہ کتاب مذکور کے الفاظ یہ ہیں:

میاں عبداللہ سنوری کہتے ہیں، میں نے آپ (مرزا قادیانی) کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز کے بعد آپ نے مجھ سے مسکرا کر فرمایا میاں عبداللہ صاحب اب تو سنت پر بہت عمل ہو چکا ہے۔ اور اشارہ رفع یدین کی طرف تھا۔ میاں عبداللہ کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے رفع یدین کرنا ترک دیا بلکہ آمین بالجہر کہنا بھی چھوڑ دیا۔ اور میاں عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بسم اللہ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔ (سیرۃ المہدی۔ ص۱۴۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رح لکھتے ہیں:

یہ میاں عبداللہ اس زمانہ سے مرزا صاحب قادیانی کا خادم خاص ہے، جب کہ مرزا صاحب قادیانی ابھی ابتدائی حالت میں زاویہ خمول میں تھے۔

اور سنئیے۔ مرزا صاحب قادیانی کی حنفیت کا دوسرا ثبوت ہے۔

میاں عبداللہ سنوری نے بیان کیا کہ ایک دفعہ یہ ذکر تھا کہ یہ جو چہلم کی رسم ہے یعنی مردے کے مرنے سے چالیسویں دن کھانا تقسیم کرتے ہیں۔ غیر مقلد اس کے بہت مخالف ہیں۔

اس پر حضرت (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ چالیسویں دن غربا میں کھانا تقسم کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ مردے کی روح کے رخصت ہونے کا دن ہے۔ (سیرۃ المہدی۔ ص۱۶۸)

احمد یو! یہ قول مرزا غلام احمد کا گو زمانہ مسیحیت کا نہیں ہے، لیکن زمانہ مجددیت کا تو ہے۔ پھر کیا مجدد کیلئے اتنا ہی علم ہوتا ہے یا اس سے زیادہ کی بھی ضرورت ہے۔ ایمان سے کہنا یہی اتباع سنت ہے جس کی بابت تمہارے خلیفہ اول کی شہادت درج ذیل ہے:

حکیم نورالدین صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے اسی طائفہ ظاہرین میں سے تھے۔ نورالدین۔ (۲۹۔اگست ۱۹۱۲ء مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء)

ہمارے خیال میں اس سے زیادہ ثبوت کی کیا حاجت ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے اول سے آخر تک دیکھنے والے دو راسخ الاعتقاد مرید بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب حنفی تھے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ مرزا صاحب قادیانی اگر حنفی ہوں تو حنفی مذہب پر کیا اعتراض۔ حنفیہ کرام خدا معلوم کیوں ان کے حنفی ہونے سے چڑتے ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ اگر مرزا صاحب قادیانی کے اہل حدیث ہونے کا ثبوت ہوتا اور کوئی شخص ان کی وجہ سے اہل حدیث پر اعتراض کرتا تو اہل حدیث کہہ دیتے کہ اس سے اہل حدیث مذہب کر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کی مثال میں بہت سے واقعات پیش کیئے جا سکتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص اسلام سے نکلا۔ فلاں شخص ملائکہ سے نکلا۔ پھر ہمارے حنفی دوست مرزا صاحب قادیانی کی حنفیت سے کیوں اتنی نفرت کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں برا ماننے کی کوئی بات نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔فروری ۱۹۲۷ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۶ ص ۵۔۶)

وحدت قومی کے متعلق ایک احمدی کا خط بنا بر جواب

مولانا مکرمی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء ص ۴ کالم سوم میں عنوان:

لاہوری احمدیوں کا جلسہ،

کے نیچے آپ نے: اسلام خطرہ میں؟ کے عنوان کے تحت میں مرزا صاحب قادیانی کی

کتاب چشمہ معرفت سے نوٹ ذیل نقل کیا تھا:

مسیح موعود کے آنے سے تمام دنیا میں وحدت قومی اسلامی پیدا ہو جائے گی کوئی غیر مسلم نہیں رہے گا۔

اس کے بعد آپ کا یہ نوٹ درج ہے:

ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) آئے اور چلے بھی گئے مگر لاہوری جلسہ کے پروگرام میں ایک عنوان مضمون دیکھ کر ہمیں حیرت ہوئی ہے کہ (اسلام خطرہ میں ہے)۔ یہ اس جماعت کی طرف سے ہے جو مرزا صاحب کو مسیح موعود مان کر ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتی ہے لیکن اسے معلوم نہیں کہ اسلام کا خطرہ میں ہونا ان کے مسیح موعود کے دعوی کی تردید ہے۔ وغیرہ

آپ کے مذکورہ نوٹ کو پڑھ کر ایک احمدی نے خاکسار کو ایک مراسلہ واسطے جواب کے ارسال کیا ہے جس کو بجنسہ نقل کر کے خدمت شریف میں بنا بر جواب بھیجتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ آپ اس کا جواب باصواب آئندہ پرچہ اہل حدیث میں درج فرما کر خاکسار کو اس کے مطالبہ سے سبکدوش فرمائیں گے

خاکسار۔ ماسٹر غلام حیدر مقیم سرگودھا

نقل خط (اصل ملفوف):

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب من ماسٹر صاحب۔ السلام علیکم

جناب کا عنایت کردہ پرچہ اہل حدیث غور سے پڑھا۔ مضمون پڑھ کر سخت افسوس ہوا کہ ہمارے علماء کس طرح اپنی آنکھیں بند کر کے اعتراض کر دیتے ہیں کچھ نہیں سوچتے کہ اس کا اثر کہاں جا کر پڑے گا (هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله) آنحضرت ﷺ تمام جہان اور تمام زمانوں کے لئے تا قیامت مبعوث ہوئے پھر کیا وجہ کہ اسلام کا غلبہ سوائے ملک عرب (حسب مفہوم آنجناب) آنحضرت ﷺ کی زندگی میں نہ ہوا بعد میں بھی تمام جہان کا دعوی ہی دعوی رہا خصوصاً یہ زمانہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے عیسائیوں اور ہندوؤں کا زور کوئی پوشیدہ

امرنہیں خدا جانے کس قدر نفوس اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں کیا اس وعدہ کو بھی محبوبہ کی طرح محسوب کریں وعدہ محبوبہ تو خدا نے منسوخ کیا مسیح الزمان خود لکھ گیا یمحوا الله مایشاء و یثبت ۔ پرغور کرو۔

دستخط ۔ محمد صدیق نقل نویس سرگودھا

مدیر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: انسان اگر حق پسند ہو تو اس کے لئے ایک ہی بات کافی ہے ناحق پسند ہو تو دفتر بلکہ دفتر ہا بھی کام نہیں دیتے

وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یؤمنون (یونس:۱۰۱)

واضح رہے کہ اس آیت کی تفسیر کے متعلق گفتگو نہیں بلکہ گفتگو یہ ہے کہ مرزا ..(اخبار اہل حدیث کے شمارہ ہذا کا صفحہ ۷ میرے پاس موجود نہیں، لہذا یہ مضمون نامکمل ہے۔ بہاء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۸۔فروری ۱۹۲۷ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۶ ص ۵۔۶)

مرزا قادیانی باایمان تھے؟ خود ان کی زبانی

جناب مولانا نور محمد خان مدرسہ محمدیہ راجپورہ ریاست پٹیالہ لکھتے ہیں:

پہلی وجہ:

جناب مرزا صاحب قادیانی اس شخص کے متعلق جو امام حسین یا آئمہ مطہرین کی تحقیر و توہین کرتا ہے، اپنے اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۱۸۔اکتوبر ۱۹۰۵ء مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان میں فرماتے ہیں (جس کو منشی قاسم علی احمدی نے اپنی کتاب دین الحق یا ہمارا مذہب کے صفحہ ۸۹ پر نقل کیا ہے) وھو ہذا:

یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین کی تکفیر کی جائے اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا ان کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے (دین الحق از قاسم علی۔ص ۸۹)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا قادیانی) ہے کہ اس حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔

(دافع البلاء۔ص ۱۳)

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح۔ص ۹۹)

و قالوا علی الحسنین فضّل نفسه
اقول نعم و الله ربی سیظهر

(یعنی انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا)

و شتان ما بینی و بین حسینکم
فانی اؤید کل آن و انصر

(یعنی اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے، مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے)

و اما حسین فاذکروا دشت کربلا
الی هذه الایام تبکون فانظروا

(حسین پر تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو)

و انی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدی فالفرق اجلی و اظهر

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارے حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا ظاہر ہے (اعجاز احمدی)

مرزائی دوستو! کیا یہ امام حسین کی ہتک نہیں۔ پھر کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے ایمان میں تم کو شبہ ہے۔

دوسری وجہ:

اور جناب مرزا صاحب قادیانی دعوی نبوت کے متعلق فرماتے ہیں:

الف: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ (دین الحق از قاسم علی)

ب ۔ و ما کان لی ان ادعی النبوۃ واخر ج من ا لاسلا م و
الحق بکا فرین ۔ (حمامۃ البشری ۔ص ۹۷ ۔از دین الحق ۔ص ۴۷)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی دوسری عبارات دیکھئے:

ا ۔ ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں ۔ (البدر ۔ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)
میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں ۔ (اخبار عام لاہور ۱۹۰۸ء)
سچا ہے خدا جس نے قادیان میں رسول بھیجا ۔ (دافع البلاء ۔ص ۱۱)

نوٹ: میں مرزا صاحب کو کسی لقب سے ملقب نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
تیرے قول و فعل میں ہوتا ہے بعد المشرقین
گو زبان و قلب میں کچھ فاصلہ اتنا نہیں

اور حضرات ناظرین سے پوچھتا ہوں کہ آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے قول کے رو سے کون اور کیسے تھے ۔

تمہیں کرتے ہیں قائل یا خطا میری بتاتے ہیں
مجھے بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والوں کی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء مطابق ۲۲ شعبان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۷ ص ۸)

حلف کا تقاضا کیوں ہے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی امت میں یہ تو کمال ہے کہ اپنے ناظرین تک صرف اپنی بات پہنچاتے ہیں، مخالف کی طرف سے جواب کبھی نہیں پہنچاتے تاکہ بٹیریں تھیلے سے نکل نہ جائیں ۔

قادیانی اخبارات اور امت مرزائیہ مجھ سے متقاضی رہتی ہے کہ میں ان کے لفظوں میں قسم کھاؤں جس کے ساتھ عذاب کیلئے ایک سال کی مدت بھی مقرر ہو ۔

میں نے ان کے جواب میں بارہا حلف اٹھائے حتی کہ قادیان کے جلسہ

اسلامیہ میں بھی علی الاعلان حلف اٹھا چکا ہوں قادیانی اخبار ۴۔ اپریل ۱۹۲۱ء میں صفحہ ۹ پر ملتا ہے۔ اسکے بعد اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۔ اپریل ۱۹۲۶ء میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان یہ ہے:

خدا کی قسم

باوجود اس کے آئے دن مجھ سے تقاضا حلف کا ہوتا رہتا ہے اس پر لطف یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ میں ان کے پیش کردہ الفاظ میں قسم کھاؤں جن کو میں ناجائز سمجھتا ہوں اس لئے میں آج کل قادیانی اخبارات سے اور امت مرزائیہ بہر دو نوع سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اس کا جواب پہنچنے پر حلف کا فیصلہ آسان ہوگا۔

سوال یہ ہے: ہماری نزاع کی صورت یہ ہے کہ مرزا صاحب مدعی مسیحیت موعودہ تھے اور میں ان کا منکر۔ اس صورت میں تم لوگ مجھ سے مطالبہ حلف کس اصول سے کرتے ہو۔ آیا منکر کی حیثیت میں مجھ پر حلف ڈالتے ہو، یا کسی امر کے قائل کی حیثیت سے؟ جون سی صورت بھی اختیار کرو اس کی دلیل قرآن یا حدیث سے پیش کرنی ہوگی۔ پھر میں دیکھونگا کہ اگر تمہاری دلیل سے مجھ پر حلف واجب ہوئی تو میں اس وجوب کو ادا کرونگا۔ انشاء اللہ۔

پس آئندہ حلف مانگنے سے پہلے تم لوگوں کا فرض ہے کہ میری حیثیت مجھ سے بیان کرو اور قرآن و حدیث سے اس پر دلیل لاؤ کیونکہ ہمارا اصول ہے:

آنچہ نہ قال ست نہ قال الرسول
فضل بود فضل مخواں اے فضول

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۱ مارچ ۱۹۲۷ء۔ مطابق ۶ رمضان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۹ ص ۲۔۳)

مسٹر نوٹووچ روسی سیاح کا افسانہ

(کتاب: یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب ؒ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد کی بہت سی تصنیفات کا ملاحظہ کیا گیا اور ان سے معلوم

ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق انکا عقیدہ یہ تھا کہ:

۱۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم ۳۳ برس کی عمر میں صلیب پر چڑھائے گئے

(راز حقیقت۔ص ۳ حاشیہ۔ کتاب البریہ۔ص ۲۴۳ کا حاشیہ)۔

۲۔ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے مگر غشی کی حالت ان پر طاری ہو گئی تھی بعد میں دو تین روز تک ہوش میں آگئے اور مرہم عیسیٰ کے استعمال سے ان کے زخم بھی اچھے ہو گئے۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۶۔۳۷)

۳۔ حضرت عیسیٰ اس واقعہ کے بعد بیت المقدس سے مشرق کی طرف شہر نصیبین میں تشریف لائے۔ وہاں سے مشرقی ممالک ایران، افغانستان، پنجاب، بنارس، نیپال، تبت، کشمیر کا آپ نے سفر کیا۔

(کتاب، مسیح ہندوستان میں۔ص ۸۵ تا ۶۸۔ ست بچن حاشیہ متعلقہ ص ۱۶۴ ص ب)

۴۔ جو سری نگر میں محلّہ خانیار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ درحقیقت بلاشک وشبہ حضرت عیسیٰ کی قبر ہے (راز حقیقت۔ص ۲۰)

نوٹ نمبر ۱۔ جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے ایام الصلح صفحہ ۱۱۸ کے حاشئے، راز حقیقت، ست بچن حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۶۴ صفحہ ب، نورالقرآن صفحہ ۳۷ کے حاشیہ پر جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے:

حال میں جو ایک روسی انگریز نے بدھ مذہب کی کتابوں کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ کا اس ملک (ہندوستان) میں آنا ثابت کیا ہے وہ کتاب میں دیکھی ہے اور میرے پاس ہے وہ کتاب بھی اس رائے کی مؤید ہے۔

نوٹ نمبر ۲۔ حکیم خدا بخش صاحب احمدی نے عسل مصفی اول صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳، ۵۸۵ پر اور مولوی غلام رسول راجیکی نے رسالہ التنقید کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے:

ناٹووچ روسی سیاح اپنی کتاب میں جو مسیح کی نامعلوم زندگی کی نسبت لکھی ہے اس میں وہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ ۲۶ سال کی عمر میں حضرت مسیح نیپال میں تھے اور تبت وکشمیر و ہندوستان میں آئے تھے۔

اقول:

۱۔ قرآن مجید احادیث نبویہ، اقوال صحابہ وتابعین، اسلامی تفسیروں واسلامی تاریخوں

میں کہیں بھی مرہم عیسی کا ذکر نہیں ہے، اور نہ ہی ان میں یہ ذکر ہے کہ حضرت مسیح نے واقعہ صلیب کے بعد ہندوکشمیر کا سفر کیا اور سری نگر میں فوت ہو کر دفن ہوئے۔

۲۔ کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ فی اثبات الغیب وکشف الخیرہ، اور کتاب۔ شہزادہ یوز آسف وحکیم بلوہر، کے حوالوں سے اخبار گوہر بار اہل حدیث امرتسر کے پچھلے پرچوں میں اس امر کو بیان کیا گیا ہے کہ کشمیر میں شہزادہ یوز آسف کی وفات ہوئی تھی اور وہی یہاں دفن ہوئے تھے۔ مگر یوز آسف ملک ہند کے علاقہ سولابط کے کسی حکمران کے لڑکے تھے اور حضرت مسیح سے بہت پہلے ہوئے ہیں۔ شہزادہ یوز آسف کی قبر کو حضرت مسیح ابن مریم کی قبر قرار دینا دیانت کے خلاف ہے۔

۳۔ واضح ہو کہ مسٹر نکوس نوٹووچ روسی سیاح نے بودھ حضرات کے مٹھ واقع مقام لیہ دارالحکومت لداخ سے دریافت کر کے فرانسیسی اور انگریزی زبان میں ایک کتاب، دی ان نون لائف آف جیسس کرائسٹ (The Unknown life of Jesus Christ) لکھی تھی اسکا ترجمہ بزبان اردو لالہ جے چند سابق منتری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے کیا چنانچہ اس کا نام، یسوع مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات، ہے، اور یہ کتاب بزبان اردو ۱۸۹۹ء میں مطبع ست دھرم پرچارک جالندھر میں طبع کی گئی ہے اس کتاب کے ۶۶ صفحے ہیں پہلے ۳۵ صفحہ میں مترجم کی طرف سے دیباچہ ہے۔ اور صفحہ ۳۵ سے ۶۶ تک حضرت یسوع کے حالات درج ہیں اس کتاب میں ۱۴ فصلیں ہیں اب میں اس کتاب کی چودہ فصلوں (ص ۳۵ تا ۶۶) کا خلاصہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

عیسی بچپن سے ہی گمراہوں کو توبہ کے ذریعہ گناہوں سے نجات حاصل کرنے کی ترغیب دے کر ایک خدا کا اپدیش کرنے لگا (فصل ۴ ص ۴۰)

جب عیسی تیرہ برس کی عمر کو پہنچا کہ جس عمر میں اسرائیلی لوگ شادی کیا کرتے تھے تو دولتمند اور امیر لوگ عیسی کے والدین کی جائے سکونت میں آکر جمع ہونے لگے تا کہ نوجوان کو اپنا داماد بنا دیں۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ عیسی چپ چاپ والدین کا گھر چھوڑ کر یروشلم سے نکل گیا اور سوداگروں کے ساتھ سندھ کی طرف روانہ ہوا تا کہ وہ تعلیم کلام الہی میں کمالیت حاصل کرے اور بدھ دیوؤں کے قوانین کا مطالعہ کرے۔ (فصل ۴ ص ۴۰۔۴۱)

نو جوان عیسی جس کو خدا نے برکت دی تھی چودہ برس کی عمر میں سندھ کے اس پار آیا اور ایشور کی پیاری زمین میں آریوں کے درمیان رہنے لگا۔

اس عجوبہ بچہ کی شہرت سارے شمالی سندھ میں پھیل گئی اور جب وہ پنجاب اور راجپوتانہ میں گذرا تو وہ جین دیو کے پیرؤوں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان کے پاس رہے لیکن وہ جین کے گمراہ پجاریوں کے پاس نہ رہا اور جگن ناتھ واقعہ ملک اڑیسہ کو چلا گیا جہاں ویاس کرشن کے، پھول، (سوختہ استخوان) مدفون تھے یہاں کے برہمنوں نے اس کا بہت اورشکار کیا۔

انہوں نے عیسی کو وید پڑھائے اور ان کا مطلب سمجھایا اور دعا کے ذریعہ شفا بخشنا، لوگوں کو ویدوں اور شاستروں کا پڑھانا اور سمجھانا، اور آدمیوں میں سے بھوت پریت نکال کر ان کو تندرست کرنا سکھلایا۔ جگن ناتھ راج گڈھ بنارس اور دیگر متبرک شہروں میں عیسی ۶ برس رہا۔ (فصل پنجم۔ص ۴۱)

عیسی ویدوں اور پرانوں کے الہامی ہونے سے انکاری تھا (فصل ۵ ص ۴۲)

عیسی رات کو ہی جگن ناتھ سے نکل گیا اور گوتم کے پیرووں کے کوہستانی ملک میں جہاں کہ ساکی منی بدھ دیو پیدا ہوئے جا بسا اور ان لوگوں کے درمیان رہنے لگا۔ (فصل ۶ ص ۴۴)

پالی زبان میں کمالیت حاصل کر کے منصف مزاج سوتروں کے متبرک خرطوم کو پڑھنے لگا۔ چھ برس کے بعد عیسی نے جس کو بدھ دیو اپنے شاستروں کے پھیلانے کے لئے منتخب کر رکھا تھا ان متبرک خرطوموں کی تشریح کرنے میں کامل مہارت حاصل کر لی تھی۔

اس وقت عیسی نیپال اور ہمالہ کے پہاڑوں کو چھوڑ کر راجپوتانہ میں آ نکلا اور مختلف قوموں کو اس بات کا اپدیش کرتا ہوا کہ انسان کمالیت حاصل کرنے کی قابلیت رکھتا ہے مغرب کی طرف چلا گیا۔ (فصل ۶ ص ۴۵)

عیسی کے اپدیشوں کی شہرت گردونواح کے ملکوں میں پھیل گئی اور جب وہ ملک فارس میں داخل ہوا تو پوجاریوں نے ڈر کر لوگوں کو اس اپدیش سننے سے منع کر دیا۔ (فصل ۸ ص ۴۸۔۴۹)

عیسی کو خالق نے گمراہوں کو سچے خدا کا راستہ بتانے کے لئے پیدا کیا تھا ۲۹ برس کی عمر میں ملک اسرائیل میں واپس آیا۔ (فصل ۹ ص ۵۱)

عیسی اس طرح ۳ سال تک قوم اسرائیل کو ہر قصبہ اور شہر میں سڑکوں پر اور میدانوں میں ہدایت کرتا رہا۔ (فصل ۱۳ ص ۶۱)

نوٹ۔ فصل ۱۴ صفحہ ۶۵ پر لکھا ہے کہ عیسی پلاطوس حاکم کے وقت میں پھانسی دیا گیا اور صلیب پر ہی مر گیا اور پھر گاڑا گیا۔

اقول : جو کچھ مسٹر نکوس نوٹووچ روسی سیاح کی کتاب کے حوالہ سے اوپر لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ مطلب الفضل ۱۰ نومبر ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۸ پر یوں ہے:

۱۔ مسیح کا ہندوستان کے ملک سندھ میں چودہ سال کی عمر میں آنا اور پھر سیاحت ہند۔

۲۔ مسیح کا ہندوستان سے ایران جانا۔

۳۔ مسیح کا ۲۹ سال کی عمر میں شام میں پہنچنا اور تین سال تک تبلیغ کرنا۔

۴۔ تینتیس سالہ عمر میں صلیب دیا جانا اور پھر خاتمہ۔

بھلا مسٹر نوٹووچ کی کتاب سے جناب مرزا صاحب قادیانی کو کیا فائدہ ملا۔ حالانکہ مرزا صاحب کا تو یہ مذہب ہے کہ حضرت مسیح ۳۳ سال کی عمر میں صلیب پر (ملک شام) میں کھینچے گئے۔ مگر آپ صلیب پر مرے نہ تھے۔ مرہم عیسی سے آپ کا علاج کیا گیا تھا۔ صلیبی واقعہ کے بعد حضرت مسیح نے عراق، ایران، افغانستان، ہند، کشمیر کا سفر کیا اور آخر کار ۱۲۰ برس کی عمر میں سری نگر شہر میں فوت ہوا۔

افسوس صد افسوس مرزا غلام احمد صاحب کی حالت پر کہ انہوں نے تحقیق سے کام نہ لیا اور خدا کے بندوں کو سخت مغالطہ دیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۱۔ مارچ ۱۹۲۷ء۔ مطابق ۶ رمضان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۱۹ ص ۳۔۴)

مرزا صاحب نبی تھے جیسے کوّا

ہر کہ شک آرد کافر گردد

اخبار الفضل قادیان ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء میں خلیفہ قادیان (محمود احمد) کا مکالمہ

لکھا ہے جو چند نو جوان گورداسپوری سائلوں سے ہوا۔اس کا بہت سا حصہ تو ہم شیعہ اخبارات کے لئے سر دست چھوڑتے ہیں، اس میں سے ایک سوال مع جواب اپنے ناظرین تک پہنچاتے ہیں ۔سائلوں نے کہا :

سوال : ہم مرزا صاحب قادیانی کو ریفارمر ماننے کیلئے تیار ہیں۔

جواب خلیفہ : حضرت مرزا صاحب قادیانی ،خدا تعالی طرف سے مبعوث ہوئے اور عربی زبان میں مبعوث ہونے والے شخص کو نبی ورسول کہتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں :

بہت خوب ! اب سنیئے ہم آپ کے بے دلیل دعوی کو قرآن مجید کی آیت سے مدلل کرتے ہیں ۔غور سے سنیئے :

فبعث الله غراباً یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سوءة اخیه ۔(المائدة:۳۱)

حضرت آدمؑ کے ایک بیٹے نے دوسرے کو جب قتل کیا تو اس کے چھپانے کے لئے پریشان تھا۔خدا تعالی نے ایک کوا مبعوث کیا (بھیجا) جو زمین کھود رہا تھا تا کہ اس کو سمجھائے کہ بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے ۔

قادیانی علماء بتا دیں کہ اللہ تعالی نے جس کوّے کو مبعوث کیا وہ قادیان کی اصطلاح میں نبی اور رسول ہوا یا نہیں؟

نہیں ہوا تو خلیفہ کا قاعدہ کلیہ ٹوٹا۔اگر کوا بھی نبی اور رسول ہوا ،تو اس میں اور مرزا صاحب قادیانی میں کیا فرق ہے ؟

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مارچ ۱۹۲۷ء مطابق ۲۰ رمضان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۱ ص ۴)

خواجہ کمال الدین سے ایک سوال

خواجہ صاحب ! آپ نے اپنے رسالہ اشاعت الاسلام مارچ ۱۹۲۷ء میں ایک بسیط مضمون اتحاد اسلام پر شائع کیا ہے جس کی ہم داد دیتے ہیں۔خدا آپ کو اس

میں کامیاب کرے۔ مگر رسالے کے صفحہ ۱۱۷ پر آپ نے کچھ لکھا ہے اس کے متعلق ایک سوال ہے اس کے جواب کا انتظار ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

میری تبلیغ قرآن و حدیث ہے۔ اسی کا نام میں نے احمدیت سمجھا ہے۔ یہی لاہوری احمدیوں کا مسلک ہے، ہاں شرکت نماز کا سوال ضرور بیچ میں آجاتا ہے اس کی بنا صرف یہی ہے کہ ہم کسی اہل قبلہ کے مکفر کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ہم بعض کے پیچھے اس لئے نماز نہیں پڑھتے کہ وہ احمدی نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ مکفر اہل قبلہ ہے۔ ہم قادیان کے احمدیوں کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھتے کیونکہ وہ اہل قبلہ کے مکفر ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آپ چونکہ قرآن کی تبلیغ کرتے ہیں اس لئے آپ پر مخفی نہ ہوگا کہ قرآن مجید میں انسانوں کی تین قسمیں آئی ہیں: مومن، فاسق اور کافر۔

مومن اور فاسق کے پیچھے تو نماز پڑھنے کے لئے صاف ارشاد ہے

صلّوا خلف کل برّ و فا جرٍ (ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو)

آپ (خواجہ صاحب) باوجود مریدی مرزا صاحب قادیانی کے چونکہ اپنی تقریروں میں صاف صاف کہا کرتے ہیں کہ میں حنفی ہوں اور مرزا صاحب قادیانی بھی حنفی تھے، اس لئے آپ کے سامنے تو اس امر پر طول دینا ضروری نہیں کیونکہ امام ابو حنیفہؒ نے اہل سنت کی علامت ہی یہ قرار دی ہے کہ وہ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لے۔ (شرح فقہ اکبر)

سوال یہ ہے کہ آپ جو قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھنا ممنوع جانتے ہیں تو وہ آپکے نزدیک ان تینوں مراتب میں سے کس مرتبے میں ہوئے؟

اگر یہ مومن ہیں یا فاسق بھی ہوں تو آپ ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ہیں؟

اور اگر آپ انکو بوجہ تکفیر کے کافر جانتے ہیں تو آپ نے جس دروازہ کو بند کرنے کیلئے آواز اٹھائی تھی خود بھی اسی میں داخل ہو گئے، یعنی آپ نے بھی اہل قبلہ کو کافر کہا۔

پھر کیا دیگر مکفرین آپ کو یہ نہ کہیں گے:

ایں گناہیست کہ درشہرشما نیز کنند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مارچ ۱۹۲۷ءمطابق ۲۰ رمضان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۱ ص ۴)

مرزا قادیانی ۳۵ رنگوں میں

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک امرتسری مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مختلف رنگ گنواتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ مؤلف ومصنف:

جو فساد دین کی بے خبری سے پھیلا ہے اس کی اصلاح اشاعت علم دین ہی پر موقوف ہے سو اسی مطلب کو کامل طور پر پورا کرنے کے لئے میں نے کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ اول۔ صفحہ و)

۲۔ محدث یعنی جزوی نبی:

ما سوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالی کی طرف سے اس امت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں، مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالی سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ (توضیح مرام۔ص ۱۷۔۱۸)

۳۔ امام الزمان:

میں اس وقت سے بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالی کے فضل اور عنایت سے امام الزمان میں ہوں۔ (ضرورت الامام۔ص ۲۴)۔

۴، مجدد وقت:

اور بخدائے لایزال میں اللہ تعالی کی طرف سے مجدد بن کر آیا ہوں جب کہ شیطانوں نے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ (حمامۃ البشری۔ص ۱۱۱)

۵۔ مسیح موعود:

مسیح موعود جس نے اپنے تئیں ظاہر کیا وہ یہی عاجز ہے۔

(ازالہ اوہام۔ص ۶۸۶)

۶۔مثیل مسیح:

اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ (تبلیغ رسالت۔ج ۲۔ص ۲۱)

۷۔ملہم:

پھر جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا۔ (تریاق القلوب۔ص ۶۸)

۸۔امام مہدی:

بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی پر مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ص ۲۔۳)

۹۔حارث موعود:

یہ پیشگوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث ماورائے نہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیش گوئی اور مسیح کے آنے کی پیش گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا، دراصل یہ دونوں پیش گوئیاں متحد المضمون ہیں اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔ (ازالہ اوہام حصہ اول۔ص ۷۹ حاشیہ)

۱۰۔رجل فارسی:

یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اور یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے۔ (ایام الصلح۔ص ۷۰۔۷۱)

ہاں میرے پاس فارسی ہونے کیلئے بجز الہام الٰہی اور کچھ ثبوت نہیں۔

(تحفہ گولڑویہ۔ص ۲۹)

۱۱۔کرشن:

میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں، ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں ۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین وآسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ص ۳۳)

۱۲، بروزی طور پر خاتم الانبیاء:

میں بموجب آیت و آخرین منهم لما یلحقوا بهم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا۔(ایک غلطی کا ازالہ۔ضمیمہ النبوت فی الاسلام۔ص ۱۰۸)۔ باقی دارد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ مارچ ۱۹۲۷ء مطابق ۲۰ رمضان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۱ ص ۴۔۵)

تردید مرزا قادیانی، مرزائی علماء کی زبانی

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

۱۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

صاحب نبوۃ تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہوجانا نصوص قرآنیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ فرماتا ہے و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله۔ (ازالہ اوہام۔ص ۵۶۹)۔

میاں محمود احمد قادیانی فرماتے ہیں؛

بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے کا متبع نہیں ہوسکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ قرآن میں فرماتا ہے

و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ....

اور اس آیت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں لیکن بسبب قلت ہے۔ (حقیقۃ النبوت۔ص ۱۵۵)

۲۔مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

بات یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں... تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں شامل تھیں۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ص ۳۴۳)

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان فرماتے ہیں:

چونکہ آنحضرت ﷺ کو گذشتہ انبیاء کے نام نہیں دیئے گئے تھے اسلئے لوگ مسیح وغیرہ کے منتظر تھے اور اب بھی ہیں۔ مگر آپ کے منتظر نہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ سب انبیاء کے موعود ہیں۔ (الفضل ۱۶ جون ۱۹۱۷ء ص ۵)

۳۔مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

حضرت موسیٰؑ کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔

(الحکم قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ ص ..)

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان فرماتے ہیں:

اور سوائے آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی اس شان کا نہیں گذرا کہ اس کی اتباع میں ہی انسان نبی بن جائے۔ (القول الفصل۔ص ۱۴)

۴۔مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۲۸۸)

اخبار پیغام صلح لاہور ۷ جون ۱۹۲۵ء صفحہ ۳ پر ہے:

پیشگوئیوں کو کسی کے صدق و کذب کا معیار قرار دینا ان نادانوں ہی کا کام

ہے جو امرتسری مکذب کی طرح علم و فضل کو بغض و تعصب کی قربان گاہ پر نثار کر چکے ہیں۔

۵۔مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے:

و الذين يؤ منو ن بما انزل اليك و ما انز ل من قبلك و بالآ خرة هم يو قنو ن ۔

طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزمان پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتابیں اور صحیفے سابقہ انبیاء اور رسولوں پر نازل ہوئے ان کو بھی مانے۔اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا و سزا مانتا ہو۔

(الحکم قادیان ۱۰۔۱۷ فروری ۱۹۰۴ء ص ۹۔تفسیر خزینۃ العرفان۔ج اول ص ۷۸)۔

مولوی غلام رسول احمدی لکھتے ہیں:

اب غور کر کے دیکھ لیں کہ آیت و الذين يو منو ن بما انز ل اليك میں زمانہ حال اور ماضی اور مستقبل کی وحی کا ذکر ہے کہ نہیں۔ اليك میں آنحضرت ﷺ کی وحی جو زمانہ حال کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور قبلك سے پہلے انبیاء کی وحی جو زمانہ ماضی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔اور با لآخرة سے مسیح موعود کی وحی ہے جو زمانہ مستقبل کے ساتھ رکھتی ہے اور یہ وہم کہ بالآخرة سے مراد قیامت ہے بلحاظ سیاق کلام کے درست نہیں۔

(رسالہ مباحثہ لاہور۔ص ۲۵)۔

۶۔مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

پس آیت ممدوحہ بالا (و ان من اهل الكتا ب ا لا ليو منن به قبل مو ته) کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اہل کتاب میں سے ہے وہ اپنی موت سے پہلے آنحضرت ﷺ پر یا حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لے آویں گے ۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ۔ج ۵۔ص ۲۳۴)۔

حکیم خدا بخش احمدی عسل مصفی میں لکھتے ہیں:

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان لاتا ہے

یہ مشاہدہ کی رو سے سراسر غلط ہے کیونکہ کوئی یہودی اپنی موت سے پہلے یا موت کے وقت مسیح پر ایمان لاتے ہوئے نہیں سنا۔ (حصہ اول۔ص ۴۱۹)۔

ایسا ہی یہ معنی کہ ہر اہل کتاب حضرت محمد ﷺ پر ایمان لاتا ہے ثبوت طلب ہیں۔ یہ معنی بھی ایسے ہی دور از قیاس ہیں جیسے پہلے نمبر میں دکھلائے گئے ہیں۔(حصہ اول۔ص ۴۲۰۔۴۲۱)۔

۷۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہتے ہیں:

حضرت مسیح جیسے اپنی کوئی شریعت لے کر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے اسی طرح پر محمدی سلسلہ کا مسیح اپنی کوئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ قرآن شریف کے احیاء کے لئے آیا ہے۔(کتاب منظور الٰہی۔ ص ۲۹۲)

مولوی عمر الدین احمدی لکھتے ہیں:

درحقیقت تو حضرت عیسیٰ تشریعی نبی ہیں اور انہوں نے جو کچھ پایا ہے براہ راست جناب الٰہی سے پایا ہے۔(ختم نبوت کی حقیقت۔ص ۱۱۵۔۱۱۶)۔

۸۔مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

انجیل کی نسبت کہیں کتاب کا لفظ قرآن میں نہیں بولا گیا۔اس پر ایک دوست نے یہ آیت پیش کی حضرت مسیح کے بارہ میں ہے انی عبد الله آتانی الکتاب۔تو جواب دیا کہ مراد فہم کتاب ہے۔(منظور الٰہی۔ص ۳۵۲)

مرزا بشیر احمد قادیانی فرماتے ہیں:

کتاب سے اس جگہ (الانعام۔ رکوع ۱۰) وہ کلام الٰہی مراد ہے جو ہر نبی کو دیا جاتا ہے خواہ وہ شریعت لاوے یا نہ لاوے ...اسی واسطے قرآن شریف میں انجیل کو باوجود اس کے کہ وہ شریعت کی کتاب نہیں، کتاب کہا گیا ہے۔ (تبلیغ ہدایت۔ص ۱۹۸)۔

۹۔مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں:

خدائے تعالیٰ نے یہودیوں کی نسبت قرآن میں بیان فرمایا

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم .. الخ۔

یعنی اے بنی اسرائیل کیا تمہاری یہ عادت ہوگئی ہے کہ ہر ایک رسول جو

تمہارے پاس آئے تو تم نے بعض کی ان میں سے تکذیب کی اور بعض کو قتل کرڈالا۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۳۴)

حضرت یحیٰ وزکریا قتل کئے گئے۔ (حمامۃ البشریٰ۔ص ۵۶ کا حاشیہ)۔

مولوی حکیم نورالدین قادیانی لکھتے ہیں:

یقتلو ن النبیین سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قتل کے ارادے اور منصوبے ہیں اس لئے اس کو مضارع کے صیغے سے بیان کیا ہے ورنہ قرآن شریف سے ثابت نہیں ہوتا کہ کوئی نبی قتل کیا گیا ہو۔ (تفسیر القرآن پارہ اول۔ص ۹۶)..

کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا (تفسیر القرآن پارہ اول۔ص ۱۱۶)،

۱۰۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہتے ہیں:

حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا اور اگر زیادہ سے زیادہ کچھ ہوا تھا تو صرف بے ہوشی اور غشی تھی۔ اور خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں کہ یونسؑ خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ رہا۔

(مسیح ہندوستان میں۔ص ۱۴)۔

مولوی محمد علی صاحب لاہوری کہتے ہیں:

قرآن میں کسی بھی جگہ مذکور نہیں کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا کیونکہ لفظ التقم جو یہاں مذکور ہے بالضرور لقمہ کے نگل جانے کا مفہوم نہیں ہوتا صرف منہ میں اخذ کرنے کا... اس بارے میں ایک حدیث نبوی بھی موجود ہے کہ مچھلی نے حضرت یونسؑ کی صرف ایڑی کو منہ میں لیا تھا (یہ حدیث کس کتاب میں ہے؟ حبیب اللہ) (ترجمہ قرآن بزبان انگریزی صفحہ ۸۷۶ نوٹ نمبر ۲۱۲۳)۔

(ہفت روزہ اہل حدیث یکم اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۲ ص ۷۔۸)

قادیانی بکری

جناب مولوی عبدالرحیم عمر آبادی الہ آباد سے لکھتے ہیں:

میں نہ تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی مانتا ہوں اور نہ رسول، مگر اتنا

ضرور مانتا ہوں کہ وہ ایک ملہم تھے ان کے الہامات کبھی صحیح ہوتے اور کبھی غلط۔ مرزا صاحب قادیانی کا خود مقرر کردہ اصول ہے کہ بعض وقت بدکاروں اور فاحشہ عورتوں کو بھی ایسے الہامات ہوتے ہیں جو صحیح ہوتے ہیں (تحفہ گولڑویہ)۔

مگر مرزا صاحب قادیانی کے الہامات ایسے پیچ در پیچ ہوتے تھے کہ بعض الہامات آج تک حل نہ ہوئے کہ کس کے متعلق تھے اور اس کا کیا مطلب تھا۔ بعض الہام انگریزی میں اور بعض ایسی زبان میں الہام ہوا جس کا مرزا صاحب قادیانی کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ نمعلوم یہ کس زبان میں ہے۔

منجملہ ان سب الہامات کے ایک الہام مرزا غلام احمد صاحب کا شاتان تذبحان (یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی) تذکرہ شہادتین صفحہ ۷۰ پر مرقوم ہے۔ آج تک اس الہام کے متعلق مختلف تاویلیں کی گئیں۔ کبھی تو مرزائیوں کی طرف سے یہ کہا گیا کہ وہ بکریاں عبداللطیف اور عبدالرحمٰن ہیں جو کابل میں مارے گئے۔ اور جب نعمت اللہ کابل میں سنگسار کیے گئے، تو یہی پیش گوئی نعمت اللہ پر بھی چسپاں کر دی گئی مگر سچ پوچھئے تو کوئی تاویل اور کوئی توجیہ صحیح ثابت نہیں ہوئی۔

خاکسار ایک روز سوامی شردھانند کے قتل کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب کی پیش گوئی تلاش کر رہا تھا تو یہی پیش گوئی شاتان تذبحان نظر آ گئی۔ اس پر غور کیا تو قتل شردھانند کو شاتان تذبحان سے خوب موافق پایا۔

چونکہ شاتان تذبحان میں دو بکریوں کے ذبح ہونے کا ذکر ہے، پس یہاں بھی دو ہی شخص ایک ساتھ قتل ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ قاتل کے پاس اور بھی گولیاں تھیں، وہ تیسرے شخص کو بھی مارنا چاہتا تھا مگر مار نہ سکا جب کہ مشیت ایزدی یہی تھی کہ دو ہی بکریاں ذبح ہو کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی صداقت پر مہر لگا دیں تو پھر تیسرا کیسے مارا جا سکتا ہے۔

جن قادیانی دوستوں نے شاتان تذبحان کو عبداللطیف یا نعمت اللہ وغیرہ کے اوپر چسپاں کیا ہے، انہوں نے غلطی کھائی ہے۔

وجہ اول یہ کہ عبداللطیف اور نعمت اللہ کے زمانہ میں اس قدر بعد ہے کہ ان دونوں کی موت پر شاتان تذبحان صادق نہیں آ سکتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نعمت اللہ کو ذبح نہیں کیا گیا بلکہ سنگ سار کیا گیا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ مرزا غلام احمد صاحب کو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ تھا، اس لئے جب مسیح کی اصطلاحات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ بکری مخالفوں کے لئے استعمال کرتے ہیں اور بھیڑ کا لفظ موافقوں کے لیے۔ (دیکھو انجیل متی ۲۵: ۳۳۔۴۳)

اس تشبیہی اصول پر معلوم ہوا کہ مرزا صاحب قادیانی کے جانبازوں کو بکری کا خطاب دینا محض لغو ہے، کیونکہ یہ لفظ کافروں اور مخالفوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

پس اس سے نتیجہ نکلا کہ سوامی شردھانند جی کا قتل مرزا غلام احمد صاحب کے شاتان تذبحان والے الہام کے تحت میں تھا، اور وہ الہام پورا ہو گیا کیونکہ سوامی شردھانند کے ساتھ ایک اور شخص مقتول ہوا، اور اخبارات کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ گولی حلق ہی میں لگی تھی، جو محل ذبح ہے۔

ہاں مریدین مرزا صاحب قادیانی اس پیش گوئی سے استدلال کرتے ہیں جو قتل لیکھ رام کے متعلق ہے اور وہ پیش گوئی یہ ہے

> ۲۔ اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں بلکہ ملائکہ شداد غلاظ میں سے ہے وہ میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھ رام اور ایک اور شخص کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے اب تک مجھے معلوم نہیں کہ وہ شخص کون ہے اس فرشتہ خونی نے اس کا نام تو لیا مگر مجھے یاد نہ رہا۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۲۸۴)

مرزا غلام احمد صاحب کی اس پیش گوئی سے سوامی شردھانند کی موت ثابت کرنا دراصل لیکھ رام کی موت کے الہام کو بھی مشتبہ بنانا ہے کیونکہ اس پیش گوئی میں ذکر ہے کہ لیکھ رام اور دوسرا شخص کسی فرشتہ کے ہاتھ سے مارے جائیں گے اور فرشتہ ایک ہی شخص ہوگا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ لیکھ رام چھری سے مارا گیا اور شردھانند گولی سے۔ لیکھ رام اکیلا مارا گیا اور شردھانند کے ساتھ ایک اور آدمی مارا گیا۔

چونکہ شردھانند اور لیکھ رام ہر دو کی موت مختلف ہے اور زمانہ بھی ایک نہیں

ہے اس لئے قادیانیوں کا مرزا غلام احمد کی ۶ سالہ پیش گوئی کو سوامی شردھانند کی موت کے مطابق بنانا دور از قیاس ہے، بلکہ شاتان تذبحان کے مطابق یہ پیش گوئی صحیح ہوئی اور بالکل صحیح ہوئی۔ امید ہے کہ مرزائی اصحاب میری اس توجیہ کو نظر قبولیت سے دیکھ کر میری ہمنوائی کریں گے۔

نوٹ: بعض قادیانی اصحاب شاید یہ کہیں گے کہ جب تم یہ بات مانتے ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو الہام ہوتا تھا اور ان کے الہامات سچے بھی ہوتے تھے، تو پھر ان کو نبی کیوں نہیں مان لیتے۔

اس کے متعلق گذارش ہے کہ ہم بایں وجہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی نہیں مانتے کہ پیش گوئیاں پوری ہونا نبی ہونے کی دلیل نہیں ہے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب خود لکھتے ہیں:

> یاد رہے کہ وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت ﷺ کے ظہور سے پہلے بکثرت تھے ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوتے تھے۔ اور بعض وقت وہ پیش گوئیاں بھی کرتے تھے۔ اور تعجب یہ ان کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں چنانچہ اسلامی کتابیں ان قصوں سے بھری پڑی ہیں (ضرورۃ الامام۔ ص ۱۷)

پس اس بنا پر تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبی تھے اور نہ وہ کاہن عرب نبی ہو سکتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

معاف کیجئے ہمیں آپ سے اس بارے میں قدرے اختلاف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جتنے واقعات بھی دنیا میں ہوں وہ سب اس پیش گوئی کے ماتحت ہیں۔

شاتان کی حقیقت تو دو بکریاں ہے۔ حقیقت جب مراد نہیں تو مجاز جملہ جہان کو شامل ہے۔ گذشتہ ایام میں انگورہ میں جن لوگوں کو پھانسی ہوئی تھی وہ بھی اس الہام کے ماتحت ہوئی تھی حتی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نورالدین صاحب بھیروی جو فوت ہو گئے، وہ بھی اس کے ماتحت ہوئے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔ اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۵ شوال ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۳ ص ۲۔۳)

مرزائیت سے توبہ

منکہ مسمی محمد شریف ولد بدر دین قوم شیخ ساکن موضع دھرم کوٹ بگے ضلع گورداسپور عرصہ ۹ سال تک قادیانی جماعت میں رہا ہوں اور .. ماہوار چندہ بھی دیتا ہوں۔ آخر مرزا صاحب قادیانی کے اشتہار موسومہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ، سے مجھے ہدایت ہوئی اور میں نے سمجھ لیا کہ مرزا صاحب اپنے اس اشتہار کی رو سے جھوٹے ہیں۔ لہذا میں نے آج ۳۱ مارچ کو دفتر اہل حدیث امرتسر پہنچ کر بمعیت شیخ عبد الحمید مرزائیت سے توبہ کی ہے خدا میرے پچھلے گناہ معاف کرے اور آئندہ دین پر قائم رکھے۔

گواہ: عبدالحمید مینیجر کارخانہ حاجی شیخ غلام قادر۔

نشان انگوٹھا محمد شریف

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸۔ اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۵ شوال ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۳ ص ۱۵)

اٹھوال مباحثہ:

اٹھوال میں مولوی غلام علی مرزائی اور حافظ گوہر دین اہل حدیث کا مباحثہ ہوا۔ مرزائی کو شکست ہوئی۔

(کرم الدین از موضع ورک ضلع گورداسپور)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵۔ اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۴۔ ص ۱۵)۔

رازکھل گیا

مرزا قادیانی اور بہاء اللہ ایرانی

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

(ایک شخص بہاء اللہ ایران میں ہوا، جس کا دعوی تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس نے اپنی دعوت بڑی بلند آہنگی سے ملک میں پہنچائی۔ آخر میں اس کا دعوی یہاں تک ترقی کر گیا کہ میں نبی ہوں، میری کتاب قرآن کی ناسخ ہے۔ ایرانی حکومت نے ہر چند اس کی دعوت کو دبایا مگر وہ پھیلتی گئی۔ آخر کار وہ عکہ علاقہ ترکی میں قید کی حالت میں مر گیا۔

ادھر پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیحیت موعودہ کا دعوی کیا، تو بہاء اللہ کے مریدوں

نے مرزا غلام احمد کی رفتار کا اندازہ کر کے کہنا شروع کیا کہ ان کی تقریر وتحریر ہمارے ایرانی مسیح کی نقل ہے۔ یعنی جو کچھ ایرانی نے دعوی کیا تھا، قادیانی نے اس کی کاپی کی ہے۔ اس پر عرصہ تک ان دونوں پارٹیوں میں چلتی رہی۔ آج کے مضمون کا رخ ایک خاص طرف ہے وہ یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب نے چند اصول لکھے ہیں جن سے نتیجہ نکلتا ہے کہ شیخ بہاء اللہ سچا تھا اور مرزا صاحب قادیانی جھوٹے۔ یہ ایک مقابلہ کی گفتگو ہے، ورنہ ہمارے نزدیک چونکہ مرزائی پیش کردہ اصول ہی صحیح نہیں اس کا نتیجہ کہاں صحیح ہوسکتا ہے؟ مرزائی اصول ہے کہ سچا مدعی سابقہ نبیوں کے مقرر کردہ وقت پر ظاہر ہوتا ہے اور جھوٹے اس کے بعد ہوتے رہتے ہیں لیکن سچا سب سے پہلا ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل مضمون میں مرزا غلام احمد صاحب کی تحریروں سے اس بات کا ثبوت دیا گیا ہے اور اسی سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ تم دونوں (مرزا قادیانی اور بہاء اللہ ایرانی) میں سے ایرانی سچا ثابت ہوتا ہے، مگر ہمارے نزدیک دونوں ان تیس میں سے ہیں جن کی بابت حدیث میں پیش گوئی آئی۔ اللہ اعلم۔ اب مضمون پڑھیں اور نامہ نگار کی محنت کی داد دیں۔ ثناء اللہ امرتسری)۔

جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب، ایم ڈی، بٹالہ لکھتے ہیں:

محترم برادر محمد حسین صاحب صابری اہل حدیث مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۱ میں ایک لا جواب مطالبہ کا بدیں الفاظ ذکر فرماتے ہیں کہ

> **آخر میں خلیفہ صاحب کے مبایعین سے یہ پوچھنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ شیخ بہاء اللہ عرب وشام میں عرصہ سے مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے۔ ان کی زندگی ہی میں ان کے بعد مرزا صاحب نے دعوی کر دیا۔ پھر ۱۸۹۲ء میں شیخ بہاء اللہ فوت ہو گئے اور مرزا صاحب کئی سال زندہ رہے۔ تو اب ان کے مقابلہ میں مرزا صاحب کو مسیلمہ سمجھنے میں کون سی وجہ مانع ہے؟ ذرہ سوچ سمجھ کر اور خلیفہ صاحب سے پوچھ کر جواب عنایت ہو۔**

چونکہ اس سوال کا جواب مرزائی جماعت خصوصاً میاں محمود احمد سے طلب کیا گیا ہے، لہذا ہم جواب دیتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں گے کہ جواب حتی الامکان مرزائی لٹریچر یا موجودہ خلیفہ کے الفاظ میں ہو۔

مگر قبل اس کے کہ ہم مذکورہ بالا سوال کا جواب دیں، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بالفاظ مرزا قادیانی اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچائیں کہ شیخ بہاء اللہ کے مقابلہ پر

واقعی مرزا غلام احمد صاحب، مسیلمہ تھے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ اسی مضمون کی دوسری شق میں ہم قادیانی نبوت کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالیں گے۔ وباللہ التوفیق۔

اس سوال کے جواب کے لئے کہ واقعی مدعی قادیان، بہائے ایران کے مقابلہ میں مسیلمہ تھے، اولاً ہم مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب چشمہ معرفت کا حاشیہ پیش کرتے ہیں جس میں آپ نے صادق ملہموں کی پہچان کے معیار لکھتے ہوئے فرمایا کہ سچا مدعی اپنی بعثت کے وقت جو اس کے لئے سابق انبیاء کی کتب نے مقرر فرمایا ہے سب سے پہلے اس کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

منجملہ ان لوازم خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ اس زمانہ میں اس کا ظہور (یعنی سچے مدعی کا ظہور) سب مدعیوں سے پہلے ہوتا ہے (چشمہ معرفت۔ص ۳۰۱)

اب میں دکھاتا ہوں کہ ظہور مسیح موعود کا کون سا زمانہ ہے، کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو ہر ایک مدعی کہہ سکتا ہے کہ چونکہ میں نبیوں کے مقرر کردہ وقت میں ظاہر ہوا ہوں لہذا میں صادق ہوں۔ اور اب کسی مدعی کو قدم رکھنے کی گنجائش نہیں۔ جیسا کہ خود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہتے ہیں۔

میری سچائی پر ایک یہ دلیل ہے کہ میں نبیوں کے مقرر کردہ ہزار میں ظاہر ہوا ہوں اور اگر اور کوئی دلیل نہ بھی ہوتی تو یہی ایک دلیل روشن تھی جو طالب حق کے لئے کافی تھی۔ (ریویو آف ریلی جنز۔ ج ۳ نمبر ۱۱ص ۳۶۸)

پھر تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۹۵ پر لکھتے ہیں:

کسی مدعی کو قدم رکھنے کی گنجائش نہیں کیونکہ مسیح موعود کے ظہور اور پیدائش کا وقت گذر گیا۔

لہذا ضروری معلوم ہوتا کہ زمانہ ظہور موعود کی وہ تعیین بیان کردی جائے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق تھا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کہتے ہیں:

نبیوں کا اس پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوگا اور چھٹے ہزار کے اخیر میں پیدا ہوگا۔ (ریویو آف ریلی جنز مذکور۔ص ۳۶۸)

دوسری جگہ ساتویں ہزار کے سر کی تعیین بدیں الفاظ کرتے ہیں

الف ششم یعنی چھٹا ہزار ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء ختم ہوا تھا۔

(اخبار الحکم قادیان ۶ جنوری ۱۹۰۸ء ص ۶ کالم ۳)

ریویو آف ریلی جنز کی عبارت محولہ بالا سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کی پیدائش ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء سے پہلے ضروری ہے۔ اور ۱۸۵۳ء میں مسیح کا دعوی ظاہر ہونا ضروریات حقہ سے ہے۔ کیونکہ بقول مرزا صاحب قادیانی ۱۸۵۳ء میں بعثت موعود کی پیش گوئی تمام نبیوں سے مرقوم ہے اور یہی وقت ظہور موعود کا ہے۔ اس کے بعد جو شخص دعوی کرے گا وہ سچا نہیں۔

اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ بقول مرزا صاحب قادیانی تمام نبیوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ ۱۸۵۳ء میں مسیح موعود کا دعوی موجود ہو کیونکہ یہ اس کے ظہور کا وقت ہے اور ٹھیک اسی وقت شیخ بہاء اللہ ظہور فرما تھے۔ چنانچہ الحکم ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۴ میں ایک احمدی گجراتی کے الفاظ ہمارے بیان کی یوں تصدیق کرتے ہیں کہ

بہاء اللہ جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوی ۱۲۶۹ھ میں کیا تھا وہ ۱۳۰۹ تک زندہ رہا۔ بلفظہ بقدر الحاجۃ

پس بقول مرزا صاحب قادیانی نبیوں کے ٹھیک مقررہ وقت پر شیخ بہاء اللہ ظاہر ہو گئے اور کسی موعود کا اپنے وقت پر ظاہر ہو جانا ہی اس کے صدق کی کافی دلیل ہے۔ جناب مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں

چونکہ میں چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوا لہذا یہ میری صداقت کی دلیل ہے

حالانکہ یہ صریح غلط ہے کیونکہ جناب مرزا قادیانی لکھتے ہیں

چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا اور ۱۸۵۳ء یعنی ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوگا۔

یوں تو چھٹے ہزار میں آدھا جہان پیدا ہوا ہوگا۔ ایسی فضول پیدائش کس کام کی۔ پیدائش وہ اہم ہے جو ساتویں ہزار کے شروع سے اتنا عرصہ پہلے ہو کہ ۱۸۵۳ء میں اس انسان کی عمر پیغام الہی کی حامل ہو سکے۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں یہ وصف موجود نہیں جیسا کہ ان کا بیان ہے

میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے۔

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ۔ ص ۱۵۴)

یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ ۱۸۵۳ء میں مرزا غلام احمد صاحب ۱۱ برس کے بچے تھے اور اس وقت موصوف کا کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ مگر ان کا اپنا قول یہ ہے کہ ۱۸۵۳ء میں مدعی مسیحیت کا ظہور ضروری ہے کیونکہ جملہ انبیاء کا اسی پر اتفاق ہے۔

اس قدر بتا دینے کے بعد ہم چشمہ معرفت کے معیار کو لیتے ہیں جس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

> منجملہ ان لوازم خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ اس زمانہ میں اس کا ظہور سب مدعیوں سے پہلے ہو۔ (چشمہ معرفت حاشیہ ص ۳۰۱)

موعود زمانہ کی تعیین بالفاظ مرزا قادیانی ہو چکی ہے کہ ۱۸۵۳ء ہے۔ ٹھیک اسی وقت میں شیخ بہاء اللہ ایرانی کا دعویٰ مسیحیت موجود تھا۔ پس بقول مرزائے غلام احمد قادیانی، بہائے ایرانی سچا موعود ہوا۔ کیونکہ اپنے وقت میں پہلا مدعی ہے اور مرزا صاحب قادیانی بعد میں مدعی بنے۔ بعد میں مدعی بننے والوں کے حق میں آپ جو لکھتے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے

> منجملہ ان لوازم خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ اس زمانہ میں اس کا ظہار سب مدعیوں سے پہلے ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی و جب مبعوث نہ تھے تب جھوٹے نبیوں کا نام ونشان نہ تھا اور جب ان کا نور زمین پر خوب روشن ہو گیا تب مسیلمہ کذاب اسود عنسی اور ابن صبا وغیرہ جھوٹے نبی ظاہر ہوئے تا خدا دکھائے کہ وہ کس طرح سچے کی حمایت کرتا ہے۔

یہ ہم بتا چکے ہیں کہ ۱۸۵۳ء میں شیخ بہاء اللہ نے دعویٰ کیا۔ جب ان کا نور زمین پر خوب روشن ہو گیا یعنی ۱۸۹۱ء کا وقت آ گیا تب مثیل مسیلمہ وغیرھا جناب مرزا غلام احمد وغیرہ جھوٹے نبی ظاہر ہوئے تا خدا دکھاوے کہ وہ کس طرح سچے کی حمایت کرتا ہے۔

یہ ہے ثبوت شیخ بہاء اللہ کے مقابلے میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مسیلمہ ہونے کا جو اسی مسیلمہ کا مسلمہ ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک الہام ہے:

> راز کھل گیا۔ (البشریٰ۔ جلد۲۔ ص ۱۲۹)۔

سو الحمد للہ کہ اس راز کے کھلنے کا وقت آ گیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ جناب

مرزا غلام احمد صاحب کا ایک الہام ہے:

اے عبدالحکیم خدا تعالی تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے۔(البشری۔ج ۲ ص ۱۲۰)

مرتب البشری نے اس الہام پر نوٹ لکھا ہے کہ

عبدالحکیم حضرت مسیح موعود کا الہامی نام رکھا گیا ہے۔

جس کی تصدیق مکاشفات صفحہ ۵۵ سے یوں ہوتی ہے:

میرے دل میں ڈالا گیا کہ میرا نام عبدالحکیم رکھا گیا ہے۔

یہ ہے وہ الہامی نام جس میں ایک راز ہے اور وہ یہ ہے کہ عبدالحکیم اور مسیلمہ کے اعداد حسب ذیل ہیں

مسیلمہ : م ۴۰۔س ۶۰۔ی ۱۰۔ل ۳۰۔م ۴۰۔ہ ۵۔کل ۱۸۵

عبدالحکیم : ع ۷۰۔ب ۲۔د ۴۔ا ۱۔ل ۳۰۔ح ۸۔ک ۲۰۔ی ۱۰۔م ۴۰۔ کل ۱۸۵

یہ ہے وہ راز جو آج آ کر کھلا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کا الہامی نام عبدالحکیم کیوں رکھا گیا۔ پھر مرزا صاحب قادیانی کا الہام کنندہ اسے بے ثبوت ہی نہیں رہنے دیتا۔ اول تو ہم واقعات کی روشنی میں احمدی تحریرات سے بہائے ایران کا تقدم زمانی دکھا کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیلمہ ثابت کر چکے ہیں۔ پھر عبدالحکیم نام نے دوٹوک فیصلہ کر دیا۔ اس سے اوپر کا الہام یوں ہے:

کاذب کا خدا دشمن ہے وہ اس کو جہنم میں لے جائے گا۔

اس الہام میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ تو کاذب ہے، کیسا کاذب ؟ عبدالحکیم کا نام راز میں بتا کر فیصلہ کر دیا کہ مسیلمہ کذاب..

(مضمون نامکمل ہے کیونکہ شمارہ زیر نظر سے اس کی آخری سطور دستیاب نہیں ہوسکیں۔ بہاء)..

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۵۔اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۱۲ شوال ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۴۔ص ۴۔۶)۔

مرزا قادیانی کون ہیں؟

یسوع کی طرف سے ایلچی یا ان سے بڑھ کر

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

تصویر کا ایک رخ: فضیلت کا دعوی

۱۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

عیسائی مشنریوں نے عیسی بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے سید و مولا حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا۔اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور خدا نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کی ادنی غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔یعنی کیا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کم تر ہے۔

(دافع البلاء۔ص ۱۳۔۱۴)

۲۔ اور سنئیے۔دافع البلاء صفحہ ۲۰ میں مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس (یعنی مسیح) کا ثانی پیدا کرونگا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام

زندگی بخش جام احمد ہے
کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

۳۔اور سنئیے۔ریویو آف ریلی جنز جلد اول نمبر ۶ کے صفحہ ۲۵۷ پر ہے:

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔

نوٹ : ان مندرجہ بالا مقامات میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو حضرت مسیح سے افضل قرار دیا ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ: مسیح کا ایلچی

جناب مرزا غلام احمد قادیانی ارشاد فرماتے ہیں :

یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔

(تحفہ قیصریہ۔ص۲۲)

پھر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں :

اس وقت ہم یہ عاجزانہ التماس کسی مذہبی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک کامل انسان کی حفظ عزت کے لئے پیش کرتے ہیں اور یسوع کی طرف سے رسول ہو کر کہ جس طرح کشفی عالم میں اس کی زبان سے سنا حضور قیصرہ ہند میں پہنچا دیتے ہیں۔ (تحفہ قیصریہ۔ص ۲۲ ،تبلیغ رسالت۔ص۶ ص ۱۱۹)

اور جگہ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں :

اس جگہ اس قدر لکھنے کی میں نے اس لئے جرأت کی ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظّمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر باد ب التماس کروں۔ (تحفہ قیصریہ۔ص۲۳)

پھر مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں :

یسوع مسیح کا پیغام ہے جو میں پہنچاتا ہوں۔ (تحفہ قیصریہ۔ص ۲۴)

پھر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں :

اگر حضور ملکہ قیصرہ ہند و انگلستان توجہ کریں تو میرا خدا قادر ہے کہ ان کی تسلی کے لئے بھی کوئی نشان دکھاوے جو بشارت اور خوشی کا نشان ہو، بشرطیکہ نشان دیکھنے کے بعد میرے پیغام کو قبول کرلیں اور میری سفارت جو یسوع مسیح کی طرف سے ہے اس کے موافق ملک میں عمل درآمد کرایا جائے۔

(تحفہ قیصریہ۔ص ۲۴)

نیز مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں؛

اس وقت ہم یسوع مسیح کی عزت کے لئے ہر ایک خطرہ کو قبول کرتے ہیں اور محض اس کی طرف سے رسالت لے کر بحیثیت ایک سفیر کے اپنے عادل بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہیں۔ (تحفہ قیصریہ۔ص ۲۵)

نوٹ ان چھ مقامات میں جناب مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو یسوع کی طرف سے ایلچی کی حیثیت میں پیش کیا ہے اور واضح ہو کہ سینٹ پال یعنی پولوس (جس کی وفات ۶۷ء میں ہوئی تھی اس) نے بھی اپنے آپ کو رسول مسیح کی حیثیت میں پیش کیا تھا۔ (کشتی نوح صفحہ ۶۰ کا حاشیہ)۔ لیکن پولوس تو اپنے دعوی رسالت پر رہا، مگر مرزا غلام احمد صاحب ترقی کر کے حضرت عیسیٰؑ سے بڑھنے کے مدعی ہو گئے۔ اسلئے کہا گیا ہے

یار ما امسال دعوی رسالت کردہ است
سال دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲۔ اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۶ ص ۳۔۴)

مرزائیت سے توبہ:

ہمارے گاؤں میں میاں امام دین مرزائی تھا اب اس نے مرزائیت سے توبہ کر کے حنفی مذہب اختیار کر لیا ہے عام اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ راقم: میاں جی محمد ثناء اللہ امام مسجد موضع ادھووالی ضلع گوجرانوالہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹۔ اپریل ۱۹۲۷ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۶ ص ۱۵)

انجمن احمدیہ لاہور: بلی کے بھاگوں چھنکا ٹوٹا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خیالات و مقالات سے مسلمانوں کو جو نفرت ہے وہ عیاں ہے کیونکہ وہ سارے کے سارے متعلیانہ متکبرانہ ہیں۔ مثلاً آپ کا یہ کہنا کہ:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

(یعنی حضرات انبیاء اگرچہ بہت ہوئے ہیں مگر میں (مرزا) بھی کسی سے کم نہیں)
بلکہ اس پر ترقی کر کے آپ نے یہ فرمایا:

آنچہ دادہ است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

(یعنی خدا نے ہر نبی کو جو کچھ دیا ہے اس کا مجموعہ مجھ کو دیا ہے)

جس کا مطلب صاف ہے جو کسی شاعر نے آنحضرت ﷺ کے حق میں کہا ہے

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسی طرح درثمین میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا یہ قول بھی مسلمانوں کے لئے موجب نفرت ہے

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

اس لئے مسلمان مرزا صاحب قادیانی اور مرزائیوں سے سخت نفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ مرزائیوں کی کسی تحریک کو وہ خالص اسلامی تحریک نہیں سمجھتے نہ اس سے خوش ہیں۔

لیکن آج کل جو ہندوؤں اور آریوں کی بے معنی شورش ہو رہی ہے اس میں مرزائی جماعت دخل دے کر مسلمانوں سے اپنی نفرت دور کرنے کی کوشش کر رہی ہے جو ان کے نقطہ نگاہ سے بہت دانشمندی کا کام ہے چنانچہ اس کوشش کی ایک مثال مندرجہ ذیل اشتہار ہے جو لاہوری جماعت مرزائیہ نے شائع کیا ہے۔ ہم اپنے ناظرین تک اس پہنچاتے ہیں اور جو کچھ وہ مخفی کر گئے ہیں وہ اضافہ کر دیتے ہیں تاکہ تصویر کے دونوں رخ سامنے آجائیں

احمدیہ جماعت لاہور کے عقائد

۱۔ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں

۲۔ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کی بعثت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل کر دیا۔ اور اس لئے آنجناب کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں مجدد آئیں گے جن کا کام خدمت

اسلام اور تائید دین ہے۔

۳۔ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا اور اس کا کوئی حکم منسوخ نہیں۔ نہ قیامت تک منسوخ ہوگا اور وہ قیامت تک واجب العمل ہے۔

۴۔ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ نبی نہیں مانتے (اس میں ایک لفظ چھوڑ گئے، یعنی مسیح موعود مانتے ہیں۔ جس کا صاف مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا ہے و الله لینزن لن فیکم ابن مریم رسو ل الله خدا کی قسم ابن مریم رسول اللہ تم میں اتریں گے۔ اس حدیث سے مرزا صاحب مراد ہیں چنانچہ مولوی محمد علی نے ایک کتاب خاص اس نام کی لکھی ہے جس نام ہے مسیح موعود،۔اس میں مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ پس ناظرین سمجھ لیں کہ اس خاص عہدہ کا چھپانا کس مطلب سے ہے۔ثناء اللہ)

۵۔ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالی اس امت کے اولیاء سے کلام کرتا ہے اور ایسے لوگ اصطلاح شریعت میں محدث کہلاتے ہیں اسی پر اولیاء کی اصطلاح میں ظلی نبوت کا لفظ استعمال ہوتا۔ ورنہ جیسے ظل اللہ، اللہ نہیں، ظلی نبی بھی نبی نہیں۔

٦ ہم ہر اس شخص کو جو لا اله الا الله محمد رسو ل الله پر ایمان لاتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں۔

۷۔ ہم تمام صحابہ کرام اور تمام بزرگان دین کی عزت کرتے ہیں اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۸۔مسلمانوں کی تکفیر کو ہم سب سے بڑھ کر قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں۔ اور جو لوگ کسی مسلمان کی یا کسی مسلمان جماعت کی تکفیر کریں ان سے اظہار نفرت کے طور پر ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے خواہ ایسے مکفر احمدی ہوں یا دوسرے لوگ اور جو لوگ تکفیر کے فتووں سے متنفر ہیں ان کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں خواہ وہ احمدی ہوں یا دوسرے مسلمان (مرزا صاحب کا فتوی ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا اس کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ ملاحظہ ہو فتاوی احمدیہ اور اربعین نمبر ۴۔ یعنی محض

مرزا کے انکار پر یہ نتیجہ ہے کہ وہ شخص امامت کے لائق نہیں ۔ چنانچہ گزشتہ دسمبر کے جلسہ میں لاہوری جماعت میں یہ مسئلہ اقتداء بالمنکر پیش ہوا تو جواز پاس نہیں ہو سکا۔ سچ تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کی تصریحات ایسی صاف ہیں کہ ان کے معنی اس کے سوا ہو ہی نہیں سکتے کہ منکرین مرزا کے پیچھے نماز جائز نہیں چنانچہ مولوی محمد علی اوران کے اتباع کا بھی آج تک یہی عمل ہے۔ یہ محض بناوٹ ہے کہ ہم خاص مکفرین کے پیچھے نہیں پڑھتے۔ گو بحیثیت تعلیم اسلام یہ عذر بھی صحیح نہیں۔ثناء اللہ امرتسری)

۹۔ حدیثوں میں جو نزول مسیح کا ذکر ہے اسے ہم درست مانتے ہیں مگر چونکہ قرآن کریم حضرت مسیح کی وفات کا ذکر صاف الفاظ میں فرماتا ہے اس لئے اس سے مراد ہم ایک مجدد کا مثیل مسیح ہو کر ظاہر ہونا مراد لیتے ہیں

(یہ لفظ بھی مغالطہ ہے۔ مثیل مسیح کا دعوی مرزا صاحب کی طرف سے براہین احمدیہ کے زمانہ تک تھا جب وہ مسیح موعود کے آنے کے قائل تھے اور خود کو مثیل مسیح کہتے تھے ملاحظہ ہو براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸۔۴۹۹۔ مگر اس کے بعد جب ترقی کی تو ازالہ اوہام اور اس کے سوا باقی کتابوں میں صاف تحریر ہے کہ میں مسیح موعود ہوں جس کی بابت حدیثوں میں وعدہ کیا آیا ہے کہ وہ دمشق میں نازل ہوں گے اور دمشق سے مراد قادیان ہے۔ثناء اللہ امرتسری)

۱۰۔ دین اسلام ہمارے نزدیک نہ پہلے جبر سے پھیلا نہ آئندہ کوئی ایسا مہدی ظاہر ہوگا جو اسلام کو بزور شمشیر پھیلائے (بزور شمشیر اسلام پھیلانے والا تو ہم بھی نہیں مانتے ہاں حضرت مہدی صاحب سیاست اور باحکومت ضرور ہوں گے جس کو مرزا صاحب اپنی معمولی اخلاقی اصطلاح میں ،خونی مہدی، کے نام سے موسوم کرتے ہیں چونکہ خود مہدی بنے تھے اور صاحب سیاست تو تھے نہیں اس لئے اس بہانہ سے لوگوں کو حضرت مہدی سے نفرت دلاتے تھے کہ ہم کسی کسی خونی مہدی کو جو بزور شمشیر اسلام پھیلائے گا نہیں مانتے۔ اے جناب اگر آپ کسی باسیاست مہدی کو ماننے سے انکاری ہیں تو ہم بھی کسی محض اشتہاری مہدی کے ماننے کو تیار نہیں۔ثناء اللہ) **بلکہ مہدی وہی ہے جو خدائے تعالی سے ہدایت پا کر دین اسلام کی صداقت کو قائم کرتا ہے۔**

(محمد علی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم مرزا صاحب کو دعوی مسیحیت اور ادعائے مہدویت میں جھوٹا جانتے ہیں ان کی کوئی تحدی آمیز پیش گوئی سچی ثابت نہیں ہوئی۔ انہوں نے اسلام کی خدمت کرنے کی بجائے اپنے اعمال سے دشمنوں کی نگاہ میں اسلام کو ذلیل اور مسلمانوں کو شرمندہ کیا۔ آخرکار وہ اپنی دعا مشتہرہ ۱۵، اپریل ۱۹۰۷ء کے مطابق صادق کی زندگی میں کاذب کی موت مر گئے۔ اس لئے ہم ایسے شخص کو مہدی اور مثیل مسیح ماننے کیلئے بالکل تیار نہیں اور ماننے والے ہمارے نزدیک خدا کے ہاں معذور نہیں

سیعلم الذین ظلموا ایّ منقلبٍ ینقلبو ن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۳ ذی قعد ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۷ ص ۹۔۱۰)

مرزا صاحب ۳۵ رنگوں میں

(۲۵ مارچ ۱۹۲۷ء کے اہلحدیث میں اس سرخی کے نیچے مرزا کے ۱۲ رنگ لکھے گئے تھے آج تیرھویں دعوی سے درج ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

۱۳۔ خاتم الاولیاء: مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

اور میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں ہوگا مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔ (خطبہ الہامیہ۔ ص ۳۵)

۱۴۔ خاتم الخلفاء: مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

پسر آخر جو خاتم الخلفاء اور بموجب اس پیش گوئی کے جو شیخ نے اپنی کتاب عنقاء عرب، میں لکھی ہے وہ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء عجم میں پیدا ہونے والا ہے نہ عرب میں۔ (تریاق القلوب۔ ص ۱۵۹)

۱۵۔ چینی الاصل: مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

شیخ محی الدین عربی اپنی کتاب فصوص میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک

علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا اور اس کی پیدائش میں یہ ندرت ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی یعنی اس طرح پر خدا اناث کا مادہ اس سے الگ کر دے گا سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں آئے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۳۹۔۴۰ کا حاشیہ)

۱۶۔ **معجون مرکب**۔ مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

الف: قریباً ۱۸ برس سے ایک یہ پیش گوئی ہے الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر و النسب۔

ترجمہ۔ وہ خدا سچا خدا ہے جس نے تمہاری دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہارے نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔ (تریاق القلوب۔ ص ۶۴)

ب۔ مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسی و بروز محمد۔

غرض میرا وجود ان دونوں نبیوں کے وجود سے بروزی طور پر ایک معجون مرکب ہے۔ (ریویو آف ریلی جنز ج ۵ نمبر ۵)

۱۷۔ **یسوع کا ایلچی**: مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

حضرت یسوع مسیح کی سچی محبت اور سچی عظمت جو میرے دل میں ہے اور نیز وہ باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیا، ان تمام امور نے مجھے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظّمہ کے حضور میں یسوع کی طرف سے ایلچی ہوکر بادب التماس کروں

(تحفہ قیصریہ۔ ص ۲۳، ۔تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۱۲)

۱۸۔ **مسیح سے بہتر**: دافع البلاء میں مرزا قادیانی نے فرمایا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

۱۹۔ **رسول**: مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (ایضاً ص ۱۱)

۲۰۔مظہر خدا۔ مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے۔ اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام

یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔ یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے گا اور اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴)

۲۱۔ حجر اسود۔ مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

و انی و الله فی هذا الامر كعبة الحتاج كما ان مكه كعبة الحجاج و انی انا الحجر الاسود الذی وضع له القبول فی الارض و الناس يمسه يتبركون (ضمیمہ حقیقۃ الوحی۔ الاستفتاء۔ ص ۴۱)۔

۲۲۔ ذوالقرنین: مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

خدا تعالی نے میرا نام ذولقرنین بھی رکھا کیونکہ خدا تعالی کی میری نسبت یہ وحی مقدس کہ جری الله فی حلل الانبیاء جسکے یہ معنی ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرایوں میں، یہ چاہتی ہے کہ مجھ میں ذوالقرنین کے صفات بھی ہوں۔ (نصرۃ الحق۔ ص ۹۰)

۲۳۔ آدم: مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

خدا تعالی نے میرا نام عیسی ہی نہیں رکھا بلکہ ابتداء سے انتہا تک جس قدر انبیاء کے نام تھے وہ سب میرے نام رکھ دیئے چنانچہ براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام آدم رکھا۔ (نصرۃ الحق۔ ص ۸۵)

۲۴۔ نوح: مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا نے میرا نام نوح بھی رکھا ہے۔ (نصرۃ الحق۔ ص ۹۶)

۲۵۔ ابراہیم۔ مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے۔

(ایضاً۔ص ۸۷)۔ باقی دارد۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۳ ذی قعدہ ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۷ ص ۱۰۔۱۱)

قادیان میں اسلامی جلسہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب قادیانی کے دارالحکومت قادیان میں ایک انجمن اسلامیہ ہے جو سالانہ جلسہ کیا کرتی ہے جس میں علماء سنت شریک ہوا کرتے ہیں۔ اس دفعہ خلاف معمول علماء دیوبند غالباً مدرسہ کی ضرورت کی وجہ سے نہ آسکے۔ مولانا عبدالشکور لکھنوی نے ان کی قائم مقامی کی۔ اور علماء پنجاب بھی بکثرت شریک تھے۔

جلسہ ۳۔۴۔۵ مئی کو ہوتا رہا۔ حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

۶ کس مرزائی تائب ہوئے۔ مرزائی کیمپ میں بڑی کھلبلی رہی۔ موقع بے موقع خلل اندازی کرتے تھے چونکہ صاحب ضلع گورداسپور کے حکم سے جلسہ ہذا میں ۲۵ جوان پولیس سب انسپکٹر اور انسپکٹر پولیس ایک ڈپٹی کلکٹر (مجسٹریٹ) شریک جلسہ رہتے تھے اس لئے امن رہتا ہے اور رہا۔ جلسہ کے اختتام پر چیلنج بازی بھی ہوئی۔

ہمارا چیلنج بخدمت میاں محمود خلیفہ قادیان

آپ کو معلوم ہوگا کہ حکیم نور الدین کے زمانہ خلافت میں منشی قاسم علی اڈیٹر فاروق اور ان کے ساتھ کئی احمدیوں نے مجھ سے انعامی مباحثہ کیا تھا، مضمون بحث مرزا کا میرے ساتھ آخری فیصلہ تھا جس میں بفضلہ تعالیٰ حق کی فتح ہوئی یعنی تین سو روپیہ میں نے وصول کیا۔

اس پر بھی آپ کی جماعت خاموش نہ ہوئی۔ اس لئے میں نے قادیان کے جلسہ میں چیلنج دیا تھا کہ احمدی لوگ چاہیں تو اسی مبحث پر دوبارہ بحث کر لیں درصورت فتح پانے کے میں انعام میں صرف پانچ روپئے دونگا۔

باقی شروط وہی ہوں گی جو مباحثہ لدھیانہ میں تھیں فرق صرف اتنا ہوگا کہ اس میں فریق ثانی قاسم علی تھے اور اس مباحثہ میں فریق ثانی آپ ہونگے۔ جلسہ میں آپ کے فرستادوں نے یہ چیلنج منظور کیا تھا۔ امید ہے آپ بھی اپنے والد کی طرح سیدھے اور صاف طریق سے بدستخط خود جواب دیں گے، میں کسی اور کے جواب کو لیس کل خطا ب یستحق الجوا ب قابل جواب نہیں سمجھونگا۔ ابوالوفاء ثناء اللہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۱۰ ذی قعد ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۸ ص ۷)

اخلاق مرزا

جناب مولوی نور محمد خانؒ مدرس راجپورہ ریاست پٹیالہ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب (بقول خود) نہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات کے مظہر و بروز تھے بلکہ تفصیلی طور پر تمام انبیاء کے کمالات کو اس طور سے جذب کئے ہوئے تھے کہ بعض اولوالعزم انبیاء سے بڑھ کر حضور ﷺ کے برابر اور پہلو بہ پہلو کھڑے تھے اور امت مرزائیہ کے نزدیک تو کوئی دین و دنیا کی ایسی صفت باقی نہیں تھی جو مرزا صاحب کی خادمہ نہ ہو گویا مرزا صاحب آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری، کے پورے پورے مصداق تھے۔ خیر یہ تو اپنا اپنا حسن ظن ہے کہ کوئی اپنے پیر بزرگ کو امام نبی رسول کہے یا خدا کے درجہ کو پہنچا دیوے مگر دیکھنا یہ ہے کہ حقیقت میں بھی ان اوصاف سے موصوف ہے یا یاروں کا محض حسن ظن ہی حسن ظن ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بقول خود چاہے کوئی ہوں لیکن اخلاقی حالت آپ کی ایسی ردی وگری ہوئی تھی کہ آپ کو ایک مہذب انسان کہنا اگر مشکل نہیں تو آسان بھی نہیں۔ ناظرین ذیل کے الفاظ سے جس سے مرزا صاحب قادیانی نے اپنے حریفوں کی تواضع فرمائی ہے آپ کے اخلاق کا اندازہ کر سکتے ہیں:

(یہ الفاظ کتاب عشرہ کاملہ بحوالہ عصائے موسیٰ سے نقل کئے گئے ہیں اسی سے یہ بھی ملخص ہے۔ منہ)

(میں نے عصائے موسیٰ سے ساری متعلقہ عبارت ذیل میں نقل کر دی ہے۔ منشی الٰہی صاحب نے مرزا

صاحب کی شیریں کلامی کے نمونوں کی فہرست حروف تہجی اعتبار سے مرتب کی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔ بہاء)

اس جگہ مرزا کی خوش اخلاقی و شیریں کلامی کا جو انہوں نے اپنے کتب و اشتہارات میں ظاہر فرمائی ہے اور جس کا بالاستیعاب ذکر تو مشکل وطول ہے لیکن بطور نمونہ چند الفاظ وکلمات وفقرات اظہار حقیقت کے لئے بترتیب حروف تہجی با دل نخواستہ لکھتا ہوں اور ان کے نقل کرنے سے اللہ تعالی کی پناہ وبخشش مانگتا ہوں۔

الف: اے بدذات فرقہ مولویاں تمنے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا، وہی عوام کا الانعام کو بھی پلایا؛ اندھیرے کے کیڑو؛ ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والا؛ اندھے؛ نیم دہریہ؛ ابولہب؛ اسلام کے دشمن؛ اسلام کی عار مولویو؛ اے جنگل کے وحشی؛ اے نابکار؛ ایمانی روشنی مسلوب ہوئے؛ احمق مخالف؛ اے پلید دجال؛ اسلام کے بدنام کرنے والے؛ اے بدبخت مفتریو؛ اعمی؛ اشرار؛ اول الکافرین؛ اوباش؛ اے بدذات خبیث دشمن اللہ اور رسول کے؛ ان بے وقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

ب۔ بے ایمان اندھے مولوی؛ بلید طبع؛ بدذات جھوٹا؛ بدگوہری ظاہر نہ کرتے؛ بے حیائی سے بات بڑھانا؛ بددیانت بے حیا انسان؛ بدذات فتنہ انگیز؛ بدقسمت منکر؛ بدچلن؛ بخیل؛ بداندیش؛ بدظن؛ بدبخت قوم؛ بدگفتار؛ بدباطن نکتہ چیں؛ باطنی جذام؛ بخل کی سرشت والے؛ بیوقوف جاہل؛ بے ہودہ۔

ت۔ تمام دنیا سے بدتر؛ تنگ ظرف؛ ترک حیا؛ تقوی ودیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا؛ ترک تقوی کی شامت سے ذلت پہنچ گئی؛ تکفیر ولعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے۔

ث۔ ثعلب (لومڑی جیسے) ایّھا الشّیخ الضّال و الدّجال البطال۔

ج۔ جھوٹ کی نجاست کھائی؛ جھوٹ کو گونہہ کھایا؛ جاہل وحشی؛ جادہ صدق و ثواب سے منحرف و دور؛ جعل ساز؛ جیتے ہی مرجاتا۔

چ۔ چوہڑے؛ چمار۔

ح۔ حمار؛ حمقاء؛ حق وراستی سے منحرف؛ حق پوش۔

خ۔ خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں؛ خنزیر سے

زیادہ پلید؛ خطا کی ذلت انہی کے منہ پر؛ خالی گدھے؛ خائن؛ خباثت پیشہ؛ خاسرین خالیۃ من نور الرحمٰن؛ خام خیال؛ خفاش؛ خوش شدہ آید کہ حق و دین را باطل کنید۔

- د۔ دل کے مجذوم۔ دھوکہ دہ۔ دیانت امانت راستی سے خالی۔ دجال۔ دروغ گو۔ ڈوموں کی طرح مسخرہ۔ دشمن سچائی۔ دشمن قرآن۔ دلی تاریکی۔ دروغ شما تا کنار ہائے بغداد منتشر خواہد شد
- ذ۔ ذلت کی موت۔ ذلت کے ساتھ پردہ دری۔ ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دیں گے۔
- ر۔ رئیس الدجالین۔ ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے۔ روسیاہ۔ روباہ باز۔ رئیس المتصلفین۔ راس المعتدین۔ راس الغاوین۔
- ز۔ زہرناک مادے والے۔ زندیق۔
- س۔ سچائی چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی۔ سفلی ملا بے بصر۔ سیاہ دل منکر۔ سخت بے حیا ہوگا جو اس فوق العادت سلسلہ سے انکار کرے۔ سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ سادہ لوح، ساہنسی، سفلہ، سفہاء، سلطان المتکبّرین الّذی اضاع دینہ بالکبر والتّوھین۔ سگ بچگان۔
- ش۔ شرم و حیا سے دور۔ شرارت و خباثت۔ شیطانی کاروائی والے۔ شریف از سفلہ نمی ترسد بلکہ از سفلگی او مے ترسد۔ شریر مکار۔ شیخی سے بھرا ہوا۔ شیخ نجدی۔
- ص۔ صم عمی۔ صدر القناۃ نیوش صدرک ضربہ۔ و یریک رمانی بحار دماء۔
- ض۔ ضال۔ ضررھم اکثر من ابلیس اللّعین
- ط۔ طالع منحوس۔ طبتم نفساً بالغاء الحقّ و الدّین
- ظ۔ ظالم۔ ظلمانی حالت۔
- ع۔ علماء السوء۔ عداوت اسلام، عجیب دیندار، عدو العقل النھی، عقارب، عقب الکلب
- غ۔ غول الاغوی۔ غدار سرشت۔ غالی۔ غافل
- ف۔ فیمت یا عبد الشّیطان الموسوم بہ۔ فریبی۔ فن عربی سے بے بہرہ،

فرعونی رنگ۔

ق۔ قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے۔ قست قلو بھم کما ھی عا دۃ النوکی۔ قد سبق الکلّ فی الکذب و المین۔

ک۔ کتے۔ کینہ ور۔ کمینہ۔ کہماء (مادرزاد اندھے)۔ کج دل قوم۔ کوتاہ نظر۔ کھوپڑی میں کیڑا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مرجاویں گے۔

گ۔ گدھا۔ گندے اور پلید فتوی والے۔ گندی کاروائی والے۔ گندی عادت۔ گندے اخلاق۔ گندہ دہانی۔ گندے خیال والے ذلت سے غرق ہوجاتا۔ گندی روحو۔

ل۔ لاف وگذاف والے۔ لعنت کی موت۔

م۔ مولویت کو بدنام کرنے والو۔ مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے۔ منافق۔ مفتری۔ موردغضب۔ مفسد۔ مرے ہوئے کیڑے۔ مخذول۔ مہجور۔ مجنون درندہ۔ مغرور۔ منکر۔ محجوب مولوی۔ مگس طینت مولوی کی بک بک۔ مردارخور مولویو۔

ن۔ نجاست نہ کھاؤ۔ نااہل مولوی۔ ناک کٹ جائیگی۔ ناپاک طبع لوگوں نے۔ نابینا علماء۔ نمک حرام۔ مفسانی۔ ناپاک نفس۔ نابکار قوم ابھی تک حیا وشرم کی طرف رخ نہیں کرتی۔ نفرتی وناپاک شیوہ۔ نادان متعصب۔ نالائق۔ نفس امارہ کے قبضہ میں۔ نااہل حریف۔ نجاست سے بھرے ہوئے۔ نادانی میں ڈوبے ہوء۔ نجاست خوری کا شوق۔

و۔ وحشی طبع۔ وحشیانہ عقاید والے۔

ھ۔ ہامان۔ ہالکین۔ ہندوزادہ۔

ی۔ یک چشم مولوی۔ یہودیانہ تحریف۔ یہودی سیرت۔ یا ایّھا الشّیخ الضّال والمفتری البطّال۔ یہود کے علماء۔ یہودی صفت۔

مرزا صاحب کی کتب وغیرہ تو ان کلمات سے لبا لب ہیں لیکن بہت ہی اختصار کر کے ضمیمہ رسالہ انجام آتھم اور دوسرے اوراق سے جو الفاظ سرسری دیکھنے سے نظر سے گذرے، ان میں سے بھی بہت سے چھوڑ کر یہ لئے ہیں (عصائے موسیٰ مولفہ منشی الٰہی بخش لاہوری کی عبارت ختم ہوئی۔ بہاء)

اس کے علاوہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور مرزا صاحب میں جس قسم کا تعلق تھا اسکا علم مرزا صاحب کو تھا یا مولانا کو۔ لیکن ناظرین ذیل کے واقعہ سے تعلق کا احساس کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ایک ان ٹل پیش گوئی مولوی صاحب کے متعلق کی تھی کہ وہ ہرگز ہرگز قادیان نہیں آوے گا مگر مولوی صاحب کو بھی مرزا جی سے کچھ ایسا عشق تھا کہ فرماتے تھے

مر کے چھٹ جائے تو چھٹ جائے تمہارا کوچہ
یہی گھر ہے یہی در ہے یہی مسکن میرا

بایں ہمہ ممکن ہے کہ خود مولوی صاحب واحباب نے کوشش نہ جانے کی ہو مگر معذور تھے کیونکہ

کوئے دلدار میں کچھ ایسی کشش ہے ناصح
لاکھ چاہیں نہ وہاں جائیں مگر جاتے ہیں

چنانچہ مولوی صاحب قادیان تشریف لے گئے اور بڑی شدومد سے تمنائے ملاقات کا اظہار کیا لیکن مولوی صاحب یہ کہتے ہوئے

پردہ اٹھا کے مجھ سے ملاقات بھی نہ کی
رخصت کے پان بھیج دیئے بات بھی نہ کی

مع ان ذیل کے تحائف کے جو بذریعہ حکیم محمد صدیق صاحب جالندھری ومحمد ابراہیم امرتسری کے مرزا صاحب نے مولوی صاحب کو خصوصیت کے ساتھ عنایت فرمایا تھا (معاذ اللہ) خبیث سور، کتا، گوہ خوار، بدذات ۔ ہم اس کو کبھی بولنے نہ دیں گے۔ گدھے کی طرح لگام دے کر بٹھائیں گے۔ اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے۔ لعنت ہی لیکر جائے گا۔ اس کو کہو کہ قادیان سے لعنت لے کر چلا جاوے وغیرہ وغیرہ (الہامات مرزا) واپس تشریف لائے اور اب تک یہ کہتے ہیں

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق
جو ان کی آرزو تھی مرا مدعا ہوا
لگتی ہیں تیرے منہ سے بھلی گالیاں مجھے
قربان میں تیرے پھر مجھے کہہ لے اسی طرح

ناظرین مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے رسالہ ضرورۃ الامام کی اس عبارت کو بھی ملاحظہ فرمائیں

یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھرا خلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنی ادنی بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہو سکتا لہذا اسپر آیت انك لعلى خلق عظیم کا پورے طور صادق آجانا ضروری ہے

احمدی دوستو! ایمان سے بتلاؤ کیا مرزا صاحب پر آیت انك لعلى خلق عظیم پورے طور پر صادق آتی ہے؟ اور کیا نبی کے ایسے ہی اخلاق ہوتے ہیں؟ مانا کہ مرزا صاحب مدافعتاً اور جواباً اس اخلاق رذیلہ کے مرتکب ہوئے مگر مرزا صاحب کی اخلاقی و مسیحی شان کے یہ بھی خلاف تھا کہ ایسی بدتہذیبی سے مدافعت کرتے در آں حالیکہ وہ نہ صرف مسیح بلکہ نبی اور خلق عظیم کے کامل بروز تھے این چہ بوالعجبی است

مرزائیو!

آپ ہی اپنے ذرہ جور و ستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۱۰ ذی قعد ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۸ ص ۷۔۸)

مرزا صاحب ۳۵ رنگوں میں

جناب بابو حبیب اللہ صاحب ؒ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

نمبر ۲۶۔ یوسف۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام یوسف بھی رکھا گیا ہے۔ (نصرۃ الحق۔ص ۸۸)

نمبر ۲۷۔ موسیٰ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام موسیٰ رکھا گیا۔ (نصرۃ الحق۔ص ۸۸)

نمبر ۲۸۔ داؤد۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

خدا نے براہین حصص سابقہ میں میرا نام داؤد بھی رکھا۔ (نصرۃ الحق۔ص ۸۹)

نمبر۲۹۔سلیمان ۔مرزا صاحب کا کہنا ہے:

براہین احمد یہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالی نے میرا نام سلیمان بھی رکھا۔

(حوالہ مذکور)

نمبر۳۰۔تمام انبیاء کا مظہر۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

کل دنیا میں جو نبی گذرے ہیں ان کی مثالیں اور ان کے واقعات میرے ساتھ اور میرے اندر موجود ہیں...

اور اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیئے جائیں۔

(حوالہ مذکور ص ۹۰۔)

نوٹ: میاں محمود احمد خلیفہ قادیان فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کو گذشتہ انبیاء کے نام نہیں دیئے گئے تھے۔

(الفضل ۱۶ جون ۱۹۱۷ ص ۵)۔

حضرت یحی کو صرف ایک نبی کا نام دیا گیا مگر مسیح موعود (مرزا) کو جن کے لئے حضرت یحی ایک دلیل کے طور پر ہیں تمام گزشتہ انبیاء کے نام دیئے گئے ہیں۔ (الفضل ۱۶ جون ۱۹۰۷ء)

نمبر۳۱۔مریم: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اس تمام امت میں وہ میں ہی ہوں میرا ہی نام خدا نے براہین احمد یہ میں پہلے مریم رکھا۔

اور بعد اس کے میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہم نے اس مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھے ہی عیسی قرار دیا۔

(حقیقۃ الوحی۔ ص ۳۳۸ حاشیہ)

نمبر۳۲۔محمد و احمد ظلی طور پر: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں

نمبر۳۳۔ بشارت اسمه احمد کا مصداق:

حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اصل مصداق اس پیش گوئی میں ہی ہوں کیونکہ یہاں صرف احمد کی پیش گوئی ہے اور آنحضرت ﷺ احمد اور محمد دونوں تھے۔

(القول الفصل ص ۲۷ بحوالہ ازالہ اوہام ص ۶۷۳)

نمبر۳۴۔تشریعی نبی: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ (اربعین نمبر۴ ص ۷)۔

نوٹ۔ اسی اربعین نمبر۴ صفحہ ۶ کی رو سے الفضل ۲۷۔ اپریل و ۴ مئی ۱۹۱۴ء صفحہ ۵، الفضل ۱۹ جولائی ۱۹۱۴ء صفحہ ۴، تشحیذ الاذہان ج ۱۰ نمبر۲ صفحہ ۲۳ و ۵۵، اور النبوت فی القرآن مصنفہ قاضی محمد یوسف احمدی پشاوری کے صفحہ ۴۷ کے حاشیہ پر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو صاحب شریعت نبی لکھا گیا ہے۔

نمبر۳۵۔دعوی خالقیت: مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

افسوس بعض نادانوں نے عبودیت کے اس تعلق کو جو ربوبیت کے ساتھ ہے جس سے ظلی طور پر صفات الہیہ بندہ میں پیدا ہوتی ہیں، نہ سمجھ کر میری اس وحی من اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ انما امرك اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو ایک بات کو کہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔ یہ خدا تعالی کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا یہ میری طرف سے نہیں ہے۔ (نصرۃ الحق۔ص ۹۵)

نوٹ: اب میں صرف دو باتیں اور لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

اول یہ کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے فرمایا:

مجھے مراق ہے (ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۲۶ء ص ۲)۔

دوسرا یہ کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نسبت لکھا ہے:

کہ حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔

(ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۰۳ء ص ۱۵۳ کا حاشیہ)

ثنائی نوٹ: قصہ مختصر مرزا صاحب کے حق میں ان کے معتقدین کہتے ہیں:

حسین ہو مہ جبیں ہو دل نشیں ہو
لقب جن کے ہیں اتنے وہ تمہیں ہو

مگر مخالفوں کا عندیہ یہ ہے:

جفا جو ، سنگ دل ، بے رحم ، ظالم
لقب جن کے ہیں اتنے وہ تمہیں ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۱۰ ذی قعد ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۸ ص ۸۔۹)

تنقید تقلید

(مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا مرتضی حسن چاندپوری کی مختلف مسائل پر ردوقدح چلتی رہتی تھی، اور اہل حدیث امرتسر اور العدل گوجرانوالہ میں طرفین کے مضامین نکلتے رہتے تھے۔ ذیل کا مضمون براہ راست ردقادیانیت سے متعلق نہیں ہے، لیکن چونکہ مولانا چاندپوری نے مرزا غلام احمد کو دعوی نبوت سے قبل غیر مقلد قرار دے کر، اس کے کارناموں کو اہل حدیث کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی تھی، اس پر مولانا ثناء اللہ نے جواب میں ذیل کی تحریر رقم فرمائی۔ بہاء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

گذشتہ نمبروں میں بتایا گیا ہے کہ یہ سلسلہ مولانا مرتضی حسن دیوبندی کے جواب میں جاری ہوا ہے آج ہم اس بات کا اظہار بادل نخواستہ کرتے ہیں کہ موصوف آج کل اہل حدیث پر بہت خفا ہیں اس لئے جہاں جہاں آپ تقریر کرتے ہیں یہ فقرے ضرور ارشاد فرماتے ہیں:

سب سے پہلے شیطان غیر مقلد تھا۔

چنانچہ مئو اور دربھنگہ وغیرہ مقامات سے یہی اطلاعیں آئی ہیں ہم حیران ہیں کہ مولا مرتضی کو ایسے فتنہ کے زمانہ میں یہ کیا سوجھی ہے کہ غصے میں ایسی باتیں بھی کہہ جاتے ہیں جو نہ اصول پر منطبق ہوں نہ معقول پر۔

گذشتہ نمبروں میں تمہیدی نوٹ کے بعد ممدوح کی عبارت پوری مع جوابات درج کی گئی ہے آج بقیہ مضمون درج ہے ناظرین بغور ملاحظہ کریں۔ (ثناءاللہ)

مرزا صاحب (قادیانی) بھی کیا شروع میں غیر مقلد ہی نہ تھے (جو شخص شیطان کو غیر مقلد کہے اس سے کیا تعجب ہے کہ اپنے جملہ مخالفین قادیانی ہوں یا آریہ سب کو غیر مقلد کہدے لکل ان یصطلح۔ ورنہ حقیت اصلیہ تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کا اپنا صریح قول ہے کہ:

میں ہمیشہ ان خشک وہابیوں سے متنفر رہا ہوں۔ البدر ۲۰ شعبان ۱۳۲۰ھ

اور سنیئے: مرزا صاحب کی زندگی کے حالات ان کے بیٹے (نمبر دوم) نے لکھے ہیں۔ قبل از دعوی مسیحیت کا ذکر لکھتے ہیں:

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جو چہلم کی رسم ہے یعنی مردے کے مرنے سے چالیسویں دن کھانا کھلا کر تقسیم کرتے ہیں غیر مقلد اس کے بہت مخالف ہیں اس پر حضرت (مرزا) صاحب نے فرمایا چالیسویں دن غرباء میں کھانا تقسیم کرنے میں یہ حکمت ہے الخ۔ سیرۃ المہدی ص ۱۶۵

کہیے غیر مقلد ایسے ہوتے ہیں۔ حکیم نورالدین جو مرزا صاحب کے احب مخلصین اور خاص راز داروں میں اندر باہر کے واقف تھے وہ خود کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

مرزا صاحب حنفی مذہب تھے۔ ملاحظہ ہو اخبار پیغام صلح ۳ جنوری ۱۹۲۵ء

معلوم نہیں ایسی عبارات صریحہ کے ہوتے ہوئے بھی مولا مرتضی جو قادیانی لٹریچر کے بڑے واقف ہیں مرزا صاحب کے مذہب سے کیوں ناواقف ہیں۔ مدیر اہل حدیث) امام مجدد محدث ظلی نبی بروزی تشریعی کا دعوی کیا لوگوں نے انکار کیا مقابلہ کیا۔ تو مسلمانوں ہی کی شکایت کرتے ہیں کہ ان مولویوں کا یہی دھندا ہے جو بے دین گمراہ کرنے والا پیدا ہوتا ہے اسے کافر کہتے ہیں۔ مشرک بنا کر مسلمانوں کو کافر ہونے سے روکتے ہیں۔ چپ چاپ سب مسلمانوں کو مرزا صاحب کی نبوت کیوں نہیں ماننے دیتے۔ مرزا صاحب کو کافر و مرتد کیوں کہتے ہیں۔ آخر وہ کلمہ گو تو ہیں (معلوم نہیں یہ سوال کس پر وارد ہے۔ اہل حدیث پر یا جملہ مکفرین مرزا پر؟) کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے بجز مسلمانوں کے کافر اور مرتد بنانے کے کس قدر آریہ عیسائیوں غیر مسلموں کو کلمہ گو بنایا ہاں نامردے ہاتھی کی طرح اپنے ہی لشکر کو تباہ کیا۔ اس جملہ معترضہ کے بعد حضرات مقلدین کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ آپ نے شروع میں غیر مقلدیت کی صدا غیر مسلموں میں بلند فرمائی تھی اور

مقلدین آپ سے لڑنے کو کیسے مستعد ہو گئے ۔ یا اب آپ کی ہمت غیر مسلموں کی طرف متوجہ ہے اور مقلدین کو آپ نے چھوڑ دیا نہیں نہیں بلکہ رات دن تقلید ہی کی جڑ کاٹنے میں مشغول ہیں (اور انہی کو مشرک کہا جاتا ہے ۔ پھر اگر مقلدین کی طرف سے بھی زیادتیاں ہوئیں گو ہم ان کو بھی پسند نہیں کرتے مگر ذمہ دار اول غیر مقلدین حضرات ہی ہوں گے)

یہ تو ابتدائے عشق تھی انتہاء کو سنئیے سال ہا سال کے بعد مقدمہ بازی فوجداری جھگڑے نزاع مناظرے بند ہوئے تھے مگر ابن سعود کے حرمین شریفین پر قابض ہوتے ہی نہ معلوم کیا بہار کے دن آ گئے کہ غیر مقلدین صاحبان جامہ میں نہیں سماتے حالانکہ نجدی اپنے آپ کو مقلد کہتے ہیں جو غیر مقلدین کے نزدیک دوسرے مقلدین کی طرح ایک ہی کشتی میں سوار ہیں ۔ پھر یہ نجدیوں پر کیوں عاشق ہیں ۔(جناب من ! آپ نے جلدی میں غور نہیں فرمایا کہ ہم اہل حدیث جلالۃ الملک ابن سعود پر کیوں عاشق ہیں ۔غور سے سنئے

ترکوں کے زمانہ میں حضرت میاں صاحب (مولانا سید نذیر حسین صاحب قدس سرہ) حج کو گئے تو مخالفوں کی شکایت پر عدالت میں ان کی طلبی ہوئی ۔گو چند سوالات کے جوابات دینے کے بعد بعزت واحترام رہائی ہو گئی ۔شریف (ناشریف) کے زمانہ میں حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کو جو تکلیف ہوئی وہ تو کسی واقف یا ناواقف سے مخفی نہیں کہ مرحوم کو قید فرنگ میں بھجوا دیا گیا ۔رحمہ اللہ ۔

آج ابن مسعود کی حکومت ہے کہ کوئی مخالف سے مخالف بھی حج کو جائے تو کسی کی مجال نہیں کہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے یہی معنی ہیں من دخله كان آمنا

مولانا بشیر احمد صاحب دیوبندی نے گذشتہ سفر حج میں مجھ سے بیان کیا کہ آج سے چھ برس پہلے میں حج کرنے آیا تھا تو مجال نہ تھی کہ کوئی شخص قافلہ سے جدا ہو سکے ۔اس دفعہ یہ حال ہے کہ اندھیری راتوں میں میں اونٹ سے اتر کر نماز عشا پڑھی قافلہ برابر چلتا رہا میں پیچھے سے پہنچ کر قافلہ سے جا ملا نہ مجھے کسی نے کچھ کہا نہ میں کسی سے ڈرا ۔ذلك فضل الله

مولانا ! اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اہل حدیث ابن سعود کے کیوں عاشق ہیں غالباً اس وجہ سے تو دیوبندی جماعت بھی عاشق ہو گی یہی وجہ ہے کہ مولانا خلیل احمد سہارن پوری ہندوستان چھوڑ کر مدینہ شریف میں جا رہے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں کہ اس حکومت میں اہل حدیث شر پر خیر غالب ہے ۔ثناء اللہ)

اگر وہ غیر مقلد بھی ہیں تو ہندوستان پر کیا اثر ۔ یہاں اس فتنہ خوابیدہ کو کیوں جگایا ۔ گوجرانوالہ میں مناظری کی تحریک کس طرف سے ہوئی (میرے مکرم دوست پر بڑھاپے کے

اثر سے ذہول ہو گیا ورنہ اگر یاد ہوتا تو یہ سوال کبھی نہ کرتے یا ان کو خیال ہو گا کہی پرانے کاغذات کس کے پاس ہوں گے۔ خیر جو کچھ بھی ہو آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں مباحثہ کی بنیاد آپ کی حنفی جماعت نے رکھی ثبوت سنئے

مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب جامعہ حنفیہ کی کوشش سے انجمن اہل سنت گوجرانوالہ قائم ہوئی جس کے پہلے سالانہ جلسہ کے خطوط جو بیرون جات بھیجے گئے ان میں ایک یہ فقرہ بھی تھا: اس جلسہ میں جناب (مکتوب الیہ) کی شمولیت اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ امسال یہاں اہل حدیث کی آل انڈیا کانفرنس کا جلسہ ۱۵۔۱۶ مارچ کو ہونا قرار پایا ہے یہ فرقہ خصوصاً اور عمداً اہل سنت والجماعت کے عقاید حقہ کے خلاف زہر پھیلانا اپنا فرض سمجھتا ہے راقم خواجہ غلام رسول وغیرہ

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل حدیث کانفرنس کا ڈر محض مشہور مثال آب ندیدہ موزہ کشیدہ کی تصدیق ہے ورنہ کانفرنس مذکور کی طرف سے کوئی کاروائی خلاف نہیں ہوئی۔

اب سنئے حنفی جلسہ کی کیفیت: جس جلسہ کے خط سے ہم نے اقتباس نقل کیا ہے اس کے ایام میں یک شنبہ کے روز بعض مضامین اختلافی بھی نظر آتے ہیں مثلاً پروگرام میں درج ہے

فاتحہ خلف الامام حضرت قبلہ سید انور شاہ صاحب

اسی پروگرام کے نیچے ایک نوٹ ہے جسکے الفاظ یہ ہیں

یک شنبہ کے اجلاس کے مضامین پر اگر کوئی تبادلہ خیالات کرنا چاہیں تو ایک روز قبل اطلاع دیں

مولا مرتضی کی اصطلاح میں یہ الفاظ اگر مباحثہ مناظرہ کے مترادف (ہم معنی) نہیں تو اور بات ہے۔ عام طور پر تو ایسے الفاظ کے معنی مناظرہ کی دعوت ہی سمجھی جاتی ہے۔

ہاں اس چیلنج کا انجام کیا ہوا۔ ناظرین اس کی سننے منتظر ہوں

میں ان دنوں جلسہ وزیر آباد میں گیا تھا اہل حدیث گوجرانوالہ نے وزیر آباد پہنچ کر مجھے مجبور کیا کہ میں جلسہ حنفیہ میں شریک ہوں چنانچہ مجبوراً میں بھرا ہیان ۳ بجے سے کچھ پہلے پہنچ گیا مگر فاتحہ خلف الامام بیان کرنے والوں کو موجود نہ پایا۔ جواب ملا کہ استراحت فرما رہے ہیں آخر خاتمہ وقت پر ہم یہ کہتے ہوئے چلے آئے: تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑیں گے پرزے۔ دیکھنے آئے تھے افسوس تماشا نہ ہوا۔) **میرٹھ میں مقلدین کو کس نے کیا کیا کہا** (میرٹھ کا قصہ بھی سن لیجئے جو حرف بحرف صحیح ہو گا۔ مولوی محمد صاحب دہلوی نے جلسہ اہل حدیث میں بیان کیا کہ بعض مسائل فقہ حنفیہ میں امام ابو حنیفہ صاحب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں حالانکہ وہ ان کے بتائے ہوئے نہیں نہ ان کی شان کے لائق ہیں۔ مثلاً کسی عورت کو اجرت

پر نوکر رکھے اور اس سے زنا بھی کرے، تو لکھا ہے کہ یہ اجرت امام صاحب کے نزدیک حلال ہے۔فرمایا میں کہتا ہوں کہ ایسے مسائلہ امام صاحب کے نہیں ہیں۔

اس پر حنفیہ پبلک میرٹھ نے شور مچایا اور مباحثہ کا اعلان کر دیا لاچار اہل حدیث نے ایک روز بڑھا کر جلسہ کیا جس میں مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے شرح وقایہ کے حواشی مولفہ مولوی رعبدالحی صاحب مرحوم پڑھ کر سنائے کہ یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ صاحب کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ مولانا عبدالحی مرحوم نے اس پر بہت ناراضگی کا اظہار کیا ہوا ہے۔ وہ حواشی پڑھ کر سنا دیئے گئے۔اس پر حنفی علماء اور طلبا نے کچھ چوں چراں کی تو مولانا مبارک حسین صاحب (حنفی دیوبندی) نے بلند آواز سے کہا کہ اہل حدیث نے جو دعوی کیا تھا اس کا ثبوت دے دیا گیا اب جھگڑا فضول ہے۔ بتایئے اس میں کس کی زیادتی ہے؟ معلوم نہیں مولا مرتضی کو دیوبند میں کیا کیا بتایا گیا ہوگا۔ثناءاللہ) **بنگالہ میں مناظرہ کا علم کس نے بلند کیا**۔(بنگالہ میں کئی ایک مناظرے ہوئے ہیں معلوم نہیں آپ کی کیا مراد ہے اگر سب سے آخری مناظرہ مراد ہے جس میں علماء دیوبند اور خاکسار بھی مدعو تھا نہ آپ گئے نہ میں گیا۔اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ ابتداء کس کی طرف سے ہوئی۔ ہاں فریق اہل حدیث کا بیان تھا کہ ہم کو فرقہ حنفیہ نے تنگ کر رکھا ہے۔مساجد میں نماز پڑھنے وعظ و تقریر کرنے سے مانع ہوتے ہیں اس لئے ہم نے مجبور ہو کر مباحثہ کا ارادہ کیا ہے واللہ اعلم) **حضرت شیخ الحدیث قبلہ سید انور شاہ مدظلہ اور یہ عاجز نہیں گیا تو غیر مقلدین نے کیا کیا لکھا؟** (مجھے نہیں معلوم کیا کہا۔ یہی کہا ہوگا کہ وقت مقرر کر کے سامنے نہیں آئے۔ممکن ہے یہ بھی کہا ہو: خودسوئے ما ندیدوحیارا بہانہ ساخت۔ جو بالکل معمولی بات ہے۔ثناءاللہ) **گوجرانوالہ کا مناظرہ روکنا صرف ہمارا ہی کام تھا** (میں تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی آپ نے مناظرہ روکا۔اس کی وجہ کیا ہوئی واللہ اعلم۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ ہاں مولانا عبدالعزیز خطیب مسجد حنفیہ اور بانی جلسہ اہل سنت گوجرانوالہ کا بیان، خدام الدین، لاہور کے گذشتہ جلسہ میں اپنے خاص احباب سے یہ ہے کہ ہم نے سمجھا تھا کہ اہل حدیث مناظرہ کو نہ آئیں گے مگر جب ہم نے دیکھا کہ مولوی ثناءاللہ موجود ہے تو ہمارے حواس باختہ ہو گئے اس لئے ہم نے وہ مضمون ہی ملتوی کر دیا۔، شائد اسی لئے لوگ کہتے جارہے تھے   کنجے گرفت وترس خدارا بہانہ ساخت

بمنت گذارش: ہمارے احباب کرام حنفیہ عظام کو مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر بہت ناز ہے جہاں درس شروع کراتے ہیں تو یہی آواز آتی ہے باب ما جاء فی القرأۃ خلف الامام ۔کیا اچھا ہو کہ جلسہ اہل سنت گوجرانوالہ کے موقعہ پر عام یا خاص نشست میں اس مسئلہ پر تحریری تبادلہ خیالات ہو جائے ۔اس مجلس میں کیا ہوگا؟

خطا ثابت کریں گے ہم کسی کی، اور چھیڑیں گے۔ سنا ہے ان کو غصے میں لپٹ جانے کی عادت ہے) ورنہ وہیں جنگ شروع ہو چکی تھی جس کی مولوی ثناء اللہ نے بھی تحسین کی اور قادیان میں خود مجھ سے ذکر کیا: (گو مجھے یہ واقعہ یاد نہیں تاہم میں آپ کی دور اندیشی کی تحسین کرتا ہوں۔ ثناء اللہ)) باقی دارد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۱۷ ذی قعد ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۹)

فساد کی ذمہ واری مرزا قادیانی پر ہے

گہہ بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش
از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین! ہمارا یہ عنوان دیکھ کر جلدی میں تعجب نہ کریں بلکہ ہمارا پیش کردہ ثبوت ملاحظہ کر کے رائے قائم کریں۔

بہت کم لوگوں کو خبر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو نبوت مجددیت کے علاوہ خدائی حکومت کے چیف سکرٹری کا عہدہ بھی تھا چنانچہ آپ ایک جگہ تحریر کرتے ہیں:

ایک میرے مخلص دوست عبداللہ نام پٹواری غوث گڑھ علاقہ پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور ان کی نظر کے سامنے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اول مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا وقدر کے اہل دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے اور اپنے دوستوں کیلئے لکھے ہیں اور پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں مطلب یہ تھا کہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں پر اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا۔ (تریاق القلوب۔ص ۳۲)

ناظرین غور کریں کہ مرزا صاحب نے اہل دنیا کے لئے جو احکام قضاوقدر لکھے تھے کیا ممکن ہے کہ ہندوستان کے فسادات عموماً اور لاہور کے خصوصاً ان میں نہ ہوں اتنے بڑے بڑے واقعات خصوصاً اپنے ملک کے اگر چھوڑ گئے تو لکھا ہی کیا۔ یقین ہے کہ مرزا صاحب کے مجوزہ احکام قضاوقدر میں یہ سب کچھ ہوگا۔

مقام غور ہے باپ تو اس قسم کے فسادات پیدا کرتا ہے بیٹا (محمود احمد) ان فسادات پر تبصرہ کرتا ہوا افسوس۔ بعد از نقصان رسیدوں کے حق میں ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ کیا خوب

حضرت ناصح نے مے پی کر یہ کیسی چال چلی
محتسب سے جا ملے رندوں کے مخبر بن گئے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۱۷ ذی قعد ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۹ ص ۴)

وحی مرزا کی نوعیت

آنچہ دادہ است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

جناب بابو حبیب اللہؒ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

یہ شعر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اپنا ہے۔ اس میں اپنی نبوت کی نوعیت بتاتے ہیں کہ سارے نبیوں کے مجموعہ کے کمالات مجھے ملے ہیں۔ پس وہ نوعیت وحی سنئے۔

۱۔ کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ پر مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

هو شعنا نعسا ۔ یہ الہام شائد عبرانی ہے جس کے معنی نہیں کھلے،

قارئین اب ذیل کی قادیانی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نبی کو ہم اس کی قوم کی زبان میں اس کی طرف بھیجتے ہیں۔ (ملفوظات احمد۔ ص ۴۲)

یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جسکو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے کیا فائدہ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے (چشمہ معرفت۔ص ۲۰۹)

بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ میں جیسا کہ براہین احمدیہ میں کچھ نمونہ ان کا لکھا گیا ہے۔(نزول المسیح۔ص ۵۷)

اخبار الفضل قادیان میں لکھا ہے:

حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کو عربی فارسی اردو انگریزی پنجابی عبرانی سنسکرت میں الہام ہوتے تھے۔(الفضل ۲۹ فروری ۱۹۲۴ء ص ۱۰)

اخبار بدر قادیان میں لکھا ہے:

عبرانی ایک مردہ زبان ہے۔(بدر ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ء ص ۱۲)

اخبار فاروق قادیان میں لکھا ہے:

سنسکرت ایک مردہ زبان ہے۔(فاروق ۶ مئی ۱۹۲۶ء ص ۶)

ناظرین! ان حوالجات معارضہ کے ہوتے ہوئے کسی نوٹ کی حاجت ہے

۲۔ کتاب البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۷ پر ہے

ایک دم میں رخصت ہوا

(حضرت مسیح موعود نے) فرمایا کہ

آج کی رات ایک (مندرجہ بالا) الہام ہوا اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کہ کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے۔ یہ الہام ایک موزوں عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا۔(اخبار بدر جلد ۲ نمبر ۳۱ ص ۲)

۳۔ کتاب البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۸۔۱۱۹ پر ہے:

امین الملک جے سنگھ بہادر .... پیٹ پھٹ گیا (دن کے وقت کا الہام ہے معلوم نہیں کہ یہ کس کے متعلق ہے)

۴۔ الحکم ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ اور ریویو آف ریلیجنز نومبر ۱۹۰۶ء کے ٹائٹل صفحہ الف وب پر ہے: مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

خواب میں دیکھا کہ کچھ لکھ رہا ہوں اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے:

علم الدرمان ۲۲۳۔،

علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے۔ اس سے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔

۵۔ کتاب البشریٰ جلد اول کے صفحہ ۴۳ پر ہے

ایلی ایلی لما سبقتنی کرمہائے تو مارا کرد گستاخ۔

اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔، تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔

بیٹے کی ڈگری باپ پر:

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے ۵ جنوری ۱۹۱۷ء کو ارشاد فرمایا کہ:

نادان ہے وہ شخص جس نے کہا

کرم ہائے تو مارا گستاخ کرد

کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرمان بردار بناتے ہیں۔

(الفضل قادیان ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء ص ۱۳)

۶۔ کتاب البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ پر ہے

الذین اعتدوا منکم فی السبت (نوٹ مسیح موعود) ساتھ کا فقرہ بھول گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے سبت کے معاملہ میں زیادتی کی

(جہاں مرزا صاحب بھول جانے کا، یا شبہ کا، یا معنی سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں، غور کرنے کی بات ہے کہ اس کے بعد کیا سلسلہ وحی والہام، اور خدا سے سوال جواب کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ کیا مرزا صاحب موقع دیگر پر بھول جانے والے لفظ کے بارے میں نہیں پوچھ سکتے

تھے، یا معنی میں سے اشتباہ نہیں کھلوا سکتے تھے۔ بہاء)

۷۔ کتاب البشریٰ جلد دوم صفحہ ٦۵ پر ہے:

بعد۔ ۱۱۔ انشاء اللہ

۸۔ البشریٰ جلد اول صفحہ ۱۸ اور جلد دوم صفحہ ۱۲۸ پر ہے

لائف آف پین۔ تکلیف کی زندگی

۹۔ البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۸ پر ہے:

شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگ اسود منم

۱۰۔ البشریٰ جلد اول صفحہ ۵۱ پر ہے

پریشن، عمر براطوس۔ یا پلاطوس۔

نوٹ: مرزا صاحب قادیانی خود (اپنے ایک مرید کو) فرماتے ہیں:

آخری لفظ پڑطوس یا پلاطوس ہے بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور نمبر دو میں عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔

(از مکتوبات احمدیہ جلد اول۔ ص ٦۸)

۱۱۔ البشریٰ جلد اول صفحہ ۵٦ پر ہے:

آریوں کا بادشاہ آیا (پرانا الہام ہے۔ الحکم ٦ مارچ ۱۹۰۸ء ص ۷) باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۱۷ ذی قعد ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۲۹ ص ۴۔۵)

کیا مرزا جی صاحب کتاب نبی تھے

بابو حبیب اللہ کلرک امرتسریؒ، مرزا صاحب کی قادیانی کی حقیقۃ الوحی سے آیت ذیل مع قادیانی ترجمہ نقل کرتے ہیں:

و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال أأقررتم و اخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال

فاشهدوا و انا معکم من الشا هدین

اور یاد کرو جب خدا نے رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دونگا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کرلیا۔اس عہد پر استوار ہو گئے۔انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کرلیا تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۳۰،۱۳۱)

نوٹ نمبرا۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بقول مرزا صاحب قادیانی تمام رسولوں کو خدا نے کتابیں دیں۔

۲۔ کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ کے صفحہ ۱۹۲ پر لکھا ہے:

میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسی امتی ہرگز نہیں،(ازالہ اوہام میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسی اس امت کے شمار میں آ گئے ہیں) گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت ﷺ کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ ان ہدایتوں کے پیرو تھے جو ان پر نازل ہوئی تھیں۔اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی۔یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت ﷺ کی روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے تا وہ امتی کہلاتے ان کو خدا تعالی نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ ان پر عمل کریں اور کراویں جیسا کہ قرآن اس پر گواہ ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی نے تمام انبیاء کو کتابیں دیں اور براہ راست خدا نے ان پر تجلی فرمائی تھی۔

جناب مرزا کا دعوی:

کتاب حقیقۃ النبوۃ کے صفحہ ۲۱۳ پر ہے:

ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ص ۲)

قاضی یوسف احمدی اپنی کتاب النبوۃ فی القرآن مطبع فاروق قادیان صفحہ ۴۴،۴۵،۴۶،۴۷ پر لکھتے ہیں:

جن نبیوں کے پاس کتاب الشریعت تھی وہ شریعت والی کتاب کہلائے گی مگر جن کے پاس صرف مبشرات اور منذرات کا مجموعہ ہو تو اگرچہ وہ کتاب بھی

ہے مگر کتاب الشریعت نہیں ۔ پس جن نبیوں کے پاس کتاب الشریعت تھی وہ شارع نبی اور رسول ہوں گے وہ بھی صاحب کتاب ہیں اور جن کے پاس صرف مجموعہ الہامات و وحی ہے مگر اس میں شریعت نہیں تو صاحب کتاب وہ بھی ہیں مگر صاحب شریعت نہیں ۔ اور جہاں مراد صاحب کتاب سے صاحب الشریعت نبی اور رسول ہو تو وہاں ایسی کتابوں والے صاحب کتاب نہ کہلائیں گے اگر چہ در حقیقت صاحب کتاب ہوں ۔ مگر جب وہ صاحب کتاب بمعنی صاحب الشریعت نہیں تو وہاں اس کو صاحب کتاب کہنا محض مغالطہ کا باعث ہوگا مگر جہاں صاحب کتاب نبی اور رسول سے مراد صرف صاحب مجموعہ الہامات و وحی اللہ ہو تو وہاں ان کی کتاب کو کتاب نہ کہنا یا ان کو صاحب کتاب نہ کہنا امرحق پر پردہ ڈالنا ہے ۔ پس جہاں جہاں کسی نبی یا رسول کی کتاب کا ہم انکار کرتے ہیں یا حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب کا انکار کیا ہے وہاں صرف اسی کتاب کا انکار ہے جس میں شریعت جدیدہ ہو اور ان معنوں میں از روئے قرآن صاحب شریعت ہمارے سامنے صرف حضرت موسیٰ اور حضرت محمد ﷺ دو ہی رسول ہیں جو صاحب کتاب یعنی صاحب الشریعت کہلا سکتے ہیں ۔ اور اس کے ماسوا باقی جس قدر رسول اور نبی امت موسویہ میں ہو گذرے ہیں اور یا حضرت احمد (مرزا قادیانی) امت محمدیہ میں ، یہ سب کتاب الشریعت والے نبی نہ تھے مگر جہاں صرف ان کے مجموعہ الہامات و وحی سے کتاب مراد ہوگی تو وہاں ہم کسی نبی اور رسول کو بلا کتاب نبی اور رسول نہیں کہتے نہ حضرت مسیح ناصری کو اور نہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو یہ سب صاحب کتاب تھے یعنی

صاحب کتاب المبشرات و المنذرات

سوال ۔ اگر سوال ہو کہ کیا حضرت مسیح موعود بھی صاحب کتاب نبی ہیں :

جواب ۔ تو سائل سے دریافت کر لیا جائے کہ کتاب سے اس کی کیا مراد ہے آیا شریعت جدیدہ مراد لیتا ہے ۔ پس اگر اس کا مطلب یہی ہے تو صاف الفاظ میں حضرت مسیح موعود کا یہ مصرعہ قصیدہ الہامیہ میں سے سنا دو کہ :

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

اور حضرت مسیح موعود کی وہ تشریح جو ایک غلطی کا ازالہ میں آپ نے اس مصرع کی کی ہے ان الفاظ میں بتا دو کہ اسکے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۲۹۴)۔

کیونکہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں نبی اور رسول ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ (ص ۲۶۴)۔ اور بس۔

۲۔ ہاں اگر اس سوال میں کہ کیا حضرت مسیح موعود کتاب لائے ہیں، سائل کی مراد شریعت جدیدہ نہ ہو بلکہ مبشرات اور منذرات کا مجموعہ ہو تو کہہ دو کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) بے شک صاحب کتاب نبی ہیں اور کتاب البشری پیش کر دو۔ کیا حضرت سلیمانؑ کا دو سطروں کا خط کتاب کہلائے گا اور اس قدر الہامات کثیرہ کا مجموعہ کتاب نہ کہلائے گی۔ بلکہ خود خدا نے اس کو کتاب سے موسوم کیا ہے جیسا کہ الہامات ذیل سے واضح ہے:

یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ، (بشری جلد اول۔ص ۵۱)۔

کتاب سجلناہ من عندنا۔ (بشری جلد دوم۔ص ۱۷)

ان کنتم فی ریب مما اید نا عبدنا فاتوا بکتاب من مثلہ۔ (بشری۔جلد دوم۔ص ۳۸)۔

یہ میری کتاب ہے اس کو ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمت گار ہیں۔ (بشری۔جلد دوم۔ص ۱۱۲)

حم۔ تلك آیات الکتاب المبین۔ (بشری جلد دوم۔ص ۱۲۹)

نتیجہ یہ نکلا کہ قاضی محمد یوسف احمدی پشاوری کی تحقیقات کی رو سے جناب مرزا غلام احمد بے شک صاحب کتاب ہی ہیں اور اس پر لطف یہ ہے کہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ کی عبارت نقل کرنے کے بعد بطور نتیجہ کے قاضی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے:

دیکھو حضرت مسیح موعود نے تجدید کے طور پر نزول احکام شریعت کو ممکن مانا ہے پھر اپنی وحی میں ان کو تسلیم کیا ہے اور اس طرح سے اپنے آپ کو صاحب شریعت نبی بھی مانا ہے۔ (النبوۃ فی القرآن۔ص ۴۷ کا حاشیہ)۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ مئی ۱۹۲۷ء مطابق ۲۴ ذی قعد ۱۳۴۵ھ ص ۳-۵)

مرزائی خنزیر بھاگ نکلا۔ پکڑا نہ گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عام طور پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بابت جو حدیثوں میں آیا ہے کہ خنزیروں کو قتل کریں گے ان خنزیروں سے مراد پادری لوگ ہیں۔ میرے دم تحریر سے یہ لوگ قتل ہو رہے ہیں۔

ان پادریوں میں ایک جوان پادری عبدالحق ہیں جو بطور فخر کہا کرتے ہیں کہ میں اتنا بڑا خنزیر زندہ ہوں تو مرزا صاحب قادیانی کا دعوی کیسے سچا ہوسکتا ہے۔

۱۸ مئی کو قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں جو ہمارا عیسائیوں سے مباحثہ تھا ایک وقت دونوں پادری صاحبان ہمارے ڈیرہ پر آئے۔ اثناء گفتگو میں یہ ذکر بھی چل پڑا پادری عبدالحق تو چونکہ عام طور پر یہ کہا کرتے ہیں کہ میں اتنا موٹا خنزیر زندہ ہوں اور احمدیوں کو للکارتا ہوں۔ مجھے مارنے کی بجائے مجھ سے کیوں بھاگتے ہیں۔ مجلس مذکور میں ایسی باتیں خوش طبعی سے ہو رہی تھیں۔ ایک احمدی بھی چپکے بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس مباحثہ کے بعد ہم سے بھی مناظرہ کرلو۔ عبدالحق نے منظور کیا۔ بہت سی گفتگو کے بعد قرار پایا کہ ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء کو مباحثہ گوجرانوالہ میں بتفصیل ذیل ہوگا:

۲ بجے دوپہر سے ۴ بجے تک مسیحیت حضرت عیسی پر۔ مدعی پادری، معترض احمدی

۵ بجے سے ۷ بجے تک مسیحیت مرزا قادیانی پر۔ مدعی احمدی، معترض پادری

ہم مباحثہ سے فارغ ہوکر ۴ بجے گوجرانوالہ پہنچے۔ خیال تھا کہ پہلی نشست میں نہیں تو دوسری نشست میں شریک ہوں گے۔ آتے ہی ایک اشتہار مرزائیوں کی طرف سے دیکھا جس میں اسلام اور عیسائی مذہب پر مباحثہ لکھا تھا۔ وقت ۵ بجے۔ ہم نے کہا یہ تو قرارداد کیخلاف ہے کیونکہ قرارداد میں مباحثہ دونوں مسیحوں (مسیح ناصری

اور مسیح قادیانی) پر تھا اور اشتہار میں اسلام اور عیسائیت پر ہے۔

آخر ہم نے کہا چلو تو سہی جو ہو گا دیکھیں گے۔

ہم جلسہ گاہ میں پہنچے تو مرزائی جماعت کو تو موجود پایا، بلکہ انتظام انہی کا تھا مگر پادری صاحبان خصوصاً پادری عبدالحق کو نہ دیکھا۔ انتظار کر کے جب ان کے آنے سے بالکل مایوسی ہوئی تو ساڑھے ۶ بجے ہم چلے آئے۔

ہم نے سمجھا کہ پادری عبدالحق کہتے تھے کہ مجھے ۲۱ مئی کو میرٹھ ضرور پہنچنا ہے شائد وہ بمبئ میل پر میرٹھ جائیں گے۔ لیکن ہمارے تعجب کی کوئی حد نہ رہی جب ہم خود بمبئ میل پر سوار ہوئے، لیکن نہ اسٹیشن پر، نہ گاڑی میں ان کو دیکھا۔

ہمارا خیال ہے کہ پادری عبدالحق نے جب اشتہار دیکھا ہو گا کہ اسلام اور عیسائیت پر مباحثہ ہے، تو انہوں نے اس کو بدعہدی سمجھ کر شرکت جلسہ سے انکار کر دیا ہو گا۔ لیکن یہ بھی ہمارا گمان ہے کہ اگر وہ آ جاتے اور جلسہ میں قرارداد سناتے، تو پبلک ان کی تائید میں ہوتی اور مباحثہ ہوتا تو مقررہ مضمون ہی پر ہوتا۔ لیکن وہ ایسے گم ہوئے کہ امید نہ تھی۔

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مرزائی جماعت کو ہم اس پر مبارک باد کہیں یا افسوس کریں کیونکہ ان کا شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ یہ تو افسوس کا مقام ہے۔

مبارک یہ ہے کہ وہ میدان میں پہنچ گئے مگر مخالف نہ پہنچا۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ پادری عبدالحق صاحب اس عدم شرکت کی کوئی وجہ معقول بتائیں گے اور آئندہ کسی تاریخ پر اس کی تلافی بھی کریں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جون ۱۹۲۷ء مطابق ۲ ذی الحج ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۳۱ ص ۳۔۴)

کفر مرزا: بزبان مرزا

جناب مولانا ابوالنور نور محمدؒ مدرس مدرسہ راج پورہ ریاست پٹیالہ لکھتے ہیں:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں

۱۔ و ما کان لی ان ادعی النبوة وا خرج من ا لاسلا م والحق بقو م کا فرین ۔ (حمامة البشریٰ۔ص ۷۹)

یعنی مجھ کو کیا ہوا ہے کہ میں دعوی نبوت کا کر کے خارج از اسلام اور کافروں میں شامل ہوں۔

۲۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

(قول مرزا قادیانی از دین الحق مصنفہ منشی قاسم علی احمدی)

۳۔غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعوی کرے اور آنخضرت ﷺ کے دامن فیوض سے اپنے تیئں الگ اور اس پاک سر چشمہ سے جدا ہوکر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد بے دین ہے۔

(انجام آتھم۔ص ۲۷ منقولہ از دین الحق)

نوٹ: الغرض مرزا صاحب قادیانی (و مرزائی امت) کا خود اقرار ہے کہ میں نبوت تشریعیہ وشریعت جدیدہ کے مدعی کو کافر و کاذب جانتا ہوں اور اگر میں بھی نبوت تشریعیہ وشریعت جدیدہ کا مدعی ہوں گا تو بے شک کافر و کاذب ہوں گا۔ اس لئے ناظرین مرزا غلام احمد صاحب کی ذیل کی تحریر غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا نہ ہر ایک مفتری، تو اول تو یہ دعوی بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا، وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔، پس اس تعریف کی رو سے ہی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمو منین یغضوا من ابصا ر ھم و یحفظوا فرو جھم ذلك ازکی لھم ۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ (اربعین ۴۔حاشیہ ص ۶)

۲۔ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی، اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوئی فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا (حاشیہ ص ٦۔ اربعین نمبر ۴)

مرزا قادیانی مرزائیوں کی نظر میں کون ہیں

ظہیر الدین اروپی مع اپنے گروہ کے مرزا صاحب کو نبی مستقل رسول حقیقی صاحب الشریعت و کتاب مانتے ہیں بلکہ کلمہ طیبہ کے ساتھ لا اله ا لا الله ا حمد جر ی الله کے قائل اور قادیانی مسجد اقصیٰ اور قادیان کو قبلہ عبادت جانتے ہیں اور دوسرے پر ترجیح دیتے ہیں (المبارک وغیرہ)

اور مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مع اپنے گروہ کے اگرچہ دبی زبان و ظلی و بروزی کی آڑ میں مرزا صاحب قادیانی کو نبی تشریعی ہی مانتے ہیں، مگر قدرت اپنے دست تصرف سے کھلم کھلا دل کی بات ظاہر کرا دیتی ہے۔ سنو!

۱۔ اور تیسری یہی بات بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نبی رکھا پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔

(حقیقۃ النبوۃ۔ ص ۱۷۴۔ از عقائد محمودیہ۔ ص ۲۵)

۲۔ تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تا اپنے وعدہ کو پورا کرے۔

(کلمۃ الفصل۔ ص ۱۰۵۔ عقائد محمودیہ۔ ص ۱۴)

۳۔ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ (کلمۃ الفصل۔ ص ۱۵۸۔ عقائد محمودیہ۔ ص ۱۶)

۴۔ محکم کیا ہے حضرت مسیح موعود نبی ہیں بلحاظ نفس نبوت یقیناً ایسے جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد مصطفیٰ۔ (الفضل قادیان ۴۔ ٦۔ اپریل ۱۹۱۴ء ص ۸)

۵۔ خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا اور کہیں بروزی و ظلی نبی نہ کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے اور آپکی تحریریں

جن میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے اور جو نبیوں کی شان ہے اس کو ان الہامات کے ماتحت کریں گے۔ (الحکم قادیان ۲۱۔اپریل ۱۹۱۴ء ہینڈ بل ص ۳)

۶۔نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ نہ تسلیم کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی گروہ سمجھنا گویا آنحضرت ﷺ کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔

(الفضل ۲۹ جون ۱۹۱۵ء ص ۷، زیر عنوان احمد نبی اللہ)

۷۔ہم جیسے خدا تعالی کی دوسری وحیوں میں حضرت اسماعیل حضرت عیسی حضرت ادریس کو نبی پڑھتے ہیں، ایسے ہی خدا کی آخری وحی میں مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں۔ اور اس نبی کے ساتھ کوئی لغوی یا ظلی یا جزوی ء کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو خود بخود ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریت کرنے لگ جائیں۔ بلکہ جیسے اور نبیوں کی نبوت کا ثبوت ہم دیتے ہیں ایسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر کیونکہ ہم چشم دید گواہ ہیں مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔

(الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۱۳ء۔ص ۸۔ ہینڈ بل۔ص ۲)

ناظرین! ایک اور طرح سے مرزا صاحب کے دعوی نبوت تشریعیہ کا ثبوت سنئے۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوی کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالی کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الہی میں اعلی شان رکھتے ہیں اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔

(تریاق القلوب حاشیہ ص ۱۳۰)

منکر نبوت مرزا کافر ہے:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

۱۔کفر دو قسم پر ہے۔ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور

آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔

دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے۔

اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں

(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۷۹)

۲۔ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم۔ص ۶۲)

۳۔ بہر حال جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔

(نہج المصلی جلد اول۔ص ۳۰۸ منقول از تشحیذ الاذہان۔ج ۶ ص ۱۳۵)

۴۔ اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیوں کر ہو سکتا ہے

(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۶۴)

خلیفہ ثانی قادیانی کا بیان

ا: جو حضرت صاحب کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔

(تشحیذ الاذہان۔ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰)

۲۔ آپ (مرزا قادیانی) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔

(تشحیذ الاذہان۔ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۲۰ بابت اپریل ۱۹۱۱ء)

۳، ہمارا ایمان ہے کہ جیسے اور انبیاء کے منکرین اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے بعید کئے جاتے ہیں آپ کے (یعنی مرزا قادیانی) کے منکرین کا بھی یہی حال ہے۔

(تشحیذ الاہان۔ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۳۱)

نوٹ: الحاصل نبی اور امت دونوں کا صاف اقرار ہے کہ مرزا صاحب کی

نبوت میں الہاماً و وحیاً ظلی و بروزی کی کوئی قید نہیں ہے اس وجہ سے آپ نبی حقیقی و تشریعی ہیں جیسے حضرت عیسی وموسی وغیرھما ہیں۔ اور نہ آپ امتی ہیں بلکہ آپ کو امتی کہنا کفر ہے۔

علی ہذا القیاس چونکہ مرزا جی کی وحی میں اوامر ونواہی وضروری احکام کی تجدید موجود ہے، اور نیز بقول مرزا صاحب انبیاء تشریعیہ وحقیقی ہی کے منکرین کافر ہوتے ہیں اور خود مرزا صاحب قادیانی اور آپ کی امت نے تمام اہل اسلام کی جو منکر نبوت مرزا ہیں تکفیر وتفسیق کی ہے اس لئے مرزا صاحب قادیانی بقول خود نبوت تشریعیہ اور صاحب الشریعت کے مدعی ہوئے۔

مرزائیو! اب تم ہی انصاف سے بتلاؤ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے اس فرمان

وما کان لی ان ادعی النبوۃ وا خر ج عن الاسلا م و الحق بقوم کا فرین

کے رو سے کون ہوئے؟ کیونکہ:

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی
مگر احمدی دوستو اس قدر ضرور عرض کروں گا کہ

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جون ۱۹۲۷ء مطابق ۲ ذی الحج ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۳۱ ص ۴۔۵)

دعوی نبوت مرزا

جناب حکیم عبدالرحمٰن خلیل قریشیؒ، نظام آباد ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں:

تھوڑے دن ہوئے کہ وزیر آباد میں مرزائی جماعت کی لاہوری پارٹی کے رکن مولوی صدر دین صاحب تشریف لائے۔ آپ نے رات کو لیکچر دیا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے واقعات وحالات زندگی بیان فرما کر مسلمانوں کی باہمی اتفاق واتحاد

کی نصیحت فرمائی۔

آپ نے لیکچر کے اخیر میں اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے یوں فرمایا:

ہم محمد رسول اللہ ﷺ کو آخر الزمان نبی مانتے ہیں اور یہ ایک حدیث بھی پڑھ کر اپنے دعوی کی توثیق کی

انا محمد وانا ا حمد و انا الما حی الذی یمحوا اللہ بی الکفر و انا الحا شر الذی یحشر الناس علی قد می و انا العا قب و العاقب الذی لیس بعدہ نبی (متفق علیہ)

آپ چونکہ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے اگر کوئی شخص آپ کے بعد نبوت کا دعوی کرتا ہے تو ہم اسے کافر قرار دیتے ہیں ۔،

سامعین میں سے چند حضرات نے کھڑے ہو کر کہا کہ:

پھر مرزا صاحب قادیانی نے نبوت کا دعوی کیوں کیا؟

آپ نے پھر اپنے پہلے الفاظ کو دہرایا کہ،

اگر کوئی شخص آنحضور خاتم الانبیاء کے بعد نبوت یا رسالت کا دعوی کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔

اور مرزا صاحب کو تو ہم مجدد مانتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ہر صدی کے بعد ایک مجدد دین ہوا کرے گا جو دین کی تمام بگڑی ہوئی باتوں کو از سر نو درست کرے گا۔ وغیرہ

مولوی صدر دین صاحب لاہوری کے الفاظ کو سامنے رکھ کر ہم ان سے چند سوالات عرض کرنے کرنے کی جرأت کرتے ہیں امید ہے کہ آنجناب تسلی بخش جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

آپ کے ارشاد کے خلاف مرزا صاحب قادیانی نے دعوی نبوت کیا اور بڑے زور شور سے کیا:

ا۔ اس کے نام محمد واحمد سے مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔

(ملاحظہ فرمائیں حقیقۃ النبوۃ۔ص ۲۶۵)

۲۔ اوراس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں انکے نمونے ظاہر کئے جائیں۔سو وہ میں ہوں۔اسی طرح خدا نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا کیونکہ خدا تعالی کی میری نسبت یہ وحی مقدس کہ جر ی اللہ فی حلل الا نبیاء جس کے معنی ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرایوں میں۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۹۰)

۳۔ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے، وہ ان میں پائی نہیں جاتی۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۳۹۱)

۴۔ خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ (دافع البلاء۔ص ۱۵)

۵۔ تذکرۃ الشہادتین فارسی صفحہ ۴۶ ورسالہ ریویو آف ریلی جنز نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء ص ۴۴۱ میں مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

ایک وحی میں خدا تعالی نے مجھے مخاطب کر کے یوں فرمایا

یاا حمد جعلت مرسلاً یعنی اے احمد تو مرسل بنایا گیا۔

یہ ایسے دعاوی ہیں جن میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو نبی ، مرسل رسول وغیرہ ہونے کا علی الاعلان دعوی کیا۔ یہ ان بے شمار اعلانات نبوت اور دعاوی رسالت میں سے چند بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کئے جاتے ہیں۔

یا تو مولوی صدر الدین صاحب موصوف، مرزا صاحب کے ان دعاوی سے بے خبر ہیں اور محض حسن ظنی رکھتے ہوئے آنجہانی کو مجدد اور مصلح اعظم کا خطاب دے رہے ہیں اور یا یہی آپ کا تجاہل، عارفانہ ہے۔

مولوی صاحب موصوف نے مرزا صاحب قادیانی کی مجددیت کا ایک اور ثبوت بھی پیش کیا وہ یہ کہ انہوں نے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں بے شمار کتابیں اور رسائل لکھے۔

جناب من! اگر مجددیت کیلئے یہی شرف ہے تو پھر آپ ہی انصاف فرمائیے

کہ کیا جناب سردار اہل حدیث (مولانا ثناء اللہ) کی تصنیفات مخالفین اسلام کے مقابلہ میں کچھ کم ہیں۔ بلکہ اس معاملہ میں جو حقیقی اور ٹھوس خدمت اسلام سردار اہل حدیث نے کی ہے، اس کی مثال ہندوستان بھر میں کم ہے۔ تو کیا اندریں حالات آپ نے کبھی ایسا دعویٰ کیا؟ یا ان کے نیاز مندوں میں سے کسی نے ان کو مجدد کہا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ ایسے خادم اسلام ہیں جیسے دوسرے علماء کرام۔

پس مرزا صاحب قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور بڑے زور سے کیا۔ اس کے ثبوت کے لئے ہم نے مرزا صاحب قادیانی کے چند ملفوظات لکھ دیئے۔ اب آپ ہی فرمایئے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا یا نہ؟

اور آپ ہی کے مقرر کردہ اصول کے مطابق وہ کیا ہوئے؟ ہم تو وہ لفظ کہنے کی جرأت نہیں کرتے، آپ ہی فرما دیجئے۔

آپ کی طرف سے تسلی بخش جواب آنے پر ہم آپ سے ایک ایسی بات عرض کرنا چاہتے ہیں جو ہم دونوں کے حق میں مفید ہے اور جس میں حقیقی اور سچی خدمت اسلام مرموز ہے۔ تعصب ضد اور تنگ نظری اور ہٹ دھرمی کو ایک طرف رکھ کر محض سائل کو سمجھانے کے لئے اور یہ مغالطہ دور کرنے کے لئے اس حقیقت پر سے پردہ اٹھایئے۔ جواب مجھ تک بھی پہنچنا چاہیے۔

منتظر: عبدالرحمٰن خلیل قریشی منشی فاضل و حکیم حاذق از نظام آباد ضلع گوجرانوالہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳ جون ۱۹۲۷ء مطابق ۲ ذی الحج ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۳۱ ص ۵-۶)

مرزا قادیانی اور اقرار معراج جسمانی

گل و گل چین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

مولانا ابوالنور نور محمد خانؒ مدرس مدرسہ راج پورہ ریاست پٹیالہ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی و اپنی امت کی تمام عمر کی کمائیوں کو کاغذ و سیاہی کی نذر کر کے دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے۔ لیکن کچھ عجیب بات ہے کہ

مقلب القلوب اپنی قدرت سے خود مرزا صاحب قادیانی سے بھی ان مسائل حقہ کی حقانیت وصداقت کا اقرار کرا دیتا ہے۔ یعنی مرزا صاحب کے خیالات کی تردید خود مرزا صاحب کی زبان وقلم سے کرا دی ہے۔ گویا تردید مرزا میں مرزا صاحب قادیانی کو آلہ بنایا۔ خوب

مثلاً آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جہاں بڑے بڑے محالات ومشکلات کے پہاڑ کھڑے کیے، وہاں خود ہی ان تمام محالات کو آلہ قدرت سے پاش پاش کر دیا اور کہا کہ ہاں:

خدا تعالی کی قدرت سے بعید نہیں کہ انسان مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائے (چشمہ معرفت۔ ج ۲ ص ۲۱۹)

اور جہاں معراج جسمانی کو خلاف نص قرآنی او ترقی فی السماء و لن نؤمن لر قيك ازالہ اوہام جلد۲ میں لکھا وہاں یہ بھی تحریر کیا کہ:

۱۔ باوجودیکہ کہ آنحضرت ﷺ کے معراج جسمی کے بارہ میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا۔

(ثم قال بعد سطور) لیکن پھر بھی حضرت عائشہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ رؤیائے صالحہ تھی۔ (ازالہ اوہام)

۲۔ اور مولوی صاحب کو معلوم ہوگا کہ خلاف اجماع صحابہ حضرت عائشہ جناب رسول اللہ کے معراج کے دونوں ٹکڑوں کی نسبت یہی رائے ظاہر کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جسم کے ساتھ نہ بیت المقدس میں گئے نہ آسمان پر بلکہ وہ ایک رؤیائے صالحہ تھی۔ (اوہام ازالہ کلاں جلد ا ص ۱۲۱)

۳۔ بلکہ خود آنحضرت ﷺ اپنا چشم دید ماجرا بیان فرماتے ہیں کہ مجھے دوزخ دکھلایا گیا تو میں نے اکثر اس میں عورتیں دیکھیں۔ (ازالہ اوہام۔ ج ا ص ۱۴۶)

احمدی دوستو! سچ بتلاؤ کہ اب بھی تم کو حضور ﷺ کے معراج جسمانی میں شک ہے؟ ہونا تو نہ چاہیے کیونکہ اب تو تمہارا پیر ومرشد صاف صاف معراج جسمانی کا اقرار کر رہا ہے۔

ناظرین کرام! میری حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی جب ایک طرف میں مرزا صاحب کے اتنے لمبے و چوڑے دعاوی کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف آپ کی تحقیقات کا یہ عالم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کے اس قول ما فقدت جسدرسول الله ﷺ کواپنے خیال کا سنگ بنیاد رکھ لیا لیکن نہ تو مرزا جی کو اور نہ آپ کی امت کو اس امر کی توفیق نصیب ہوئی کہ دیکھتے آیا یہ قول حضرت عائشہ تک متصل اور صحیح بھی ہے یا نہیں۔

مرزائی دوستو! مرزا قادیانی تو قبل از وقت تشریف لے گئے اس لئے آپ لوگوں کی خدمت میں حضرت عائشہؓ کا مذہب واس قول کی عدم صحت پیش کی جاتی ہے۔سنو

و حدیثها هذا لیس بالثا بت عنها لما فی متنه من الحلة النادحة و فی سنده من انقطاع و راوٍ مجهولٍ وقال ابن دحية فی التنویر انه حدیث موضوع علیها وقال فی معراجه الصغیر قال امام الشافعیة ابوالعباس بن سریج هذا حدیث لا یصح وانها وضع رداً للحدیث الصحیح و قال التفتازانی فی الجواب علی تقدیر الصحة ای ما فقد جسد عن الروح بل کان مع روحه و کان المعراج للجسد والروح جمیعا۔ (زرقانی شرح مواہب جلد ۶ ص ۴ مقصد خامس)

(یعنی یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے ثابت نہیں کیونکہ یہ مخلول المتن والسند ہے اوراس کی سند منقطع وایک راوی مجہول ہے اورابن وحیہ نے تنویر میں کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور معراج صغیر میں کہا ہے کہ امام الشافعیہ ابوالعباس بن سریج یہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ معراج جسمانی کی تردید میں وضع کی گئی ہےاورعلامہ تفتازانی بتقدیر صحت حدیث عائشہ یہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ آپ کا جسم مبارک روح سے الگ نہیں ہوا بلکہ جسم روح کے ساتھ رہا اور جسم اور روح دونوں کے ساتھ معراج ہوئی)

اور حضرت عائشہؓ کا مذہب سنو

بل الذی یدل علیه صحیح قولها انه لجسده الشریف لانکارها رویة ربه لرویة عین و لو کانت عندها مناماً لم

تنکرہ (زرقانی شرح مواہب۔ج ۶ ص ۴)

(یعنی حضرت عائشہ کا قول صحیح و مذہب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی کیونکہ وہ رؤیت بصری کی منکر تھیں اور اگر ان کا مذہب معراج روحانی کا ہوتا تو رؤیت بصری سے انکار نہ کرتیں)

احمدی دوستو! کہو کچھ خیال میں آیا کہ نہیں۔سوچو اور سمجھو۔اس لئے میں تم سے غیر متوقع انصاف کا امیدوار ہوں۔

تمہیں کرتے ہیں قائل یاخطا میری بتاتے ہیں
مجھے بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والوں کی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ جون ۱۹۲۷ء مطابق ۹ ذی الحج ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۳۲ ص ۸۔۹)

وحی مرزا کی نوعیت ۔۲

جناب بابو حبیب اللہ صاحب ؒ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

۱۳۔ بشری جلد دوم صفحہ ۴۷ پر مرزا صاحب قادیانی کا کہنا ہے:

نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا (آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں۔اور یہ بھی پختہ یاد نہیں کہ یہ الہام کس کے متعلق ہے)۔(بدر ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۱۸۔جلد ۱ نمبر ۲)

۱۴۔ بشری جلد دوم صفحہ ۶۷ پر مرزا قادیانی کا الہام ہے:

ینادی مناد من السماء۔ترجمہ آسمان سے ایک پکارنے والے نے پکارا

(اخبار بدر۔قادیان ۱۲۔دسمبر ۱۹۰۲ء)

نوٹ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کے ساتھ ایک اور عجیب مبشر فقرہ تھا یاد نہیں۔

۱۵۔ بشری جلد دوم صفحہ ۶۷ پر قادیانی الہام ہے۔

دسمبر ۱۹۰۲ء، انی انا الصاعقة ۔ ترجمہ۔میں ہی صاعقہ ہوں۔

نوٹ یہ اللہ تعالی کا نیا نام ہے، (بدر قادیان۔ج ا نمبر ۱۱ ص ۸۶)

۱۶۔ بشری جلد دوم صفحہ ۹۷ پر قادیانی الہام ہے:

اصلی و اصوم و اسهر و انام و اجعل لك انوار القدوم و

اعطیتك ما یدو م ان الله مع الذین اتقوا۔

ترجمہ: میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا جاگتا ہوں اور سوتا ہوں اور تیرے لئے آپنے آنے کے نور عطا کرونگا اور وہ چیز تجھے دونگا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی۔ خدا ان کے ساتھ ہے جو تقوی اختیار کرتے ہیں۔

۱۷۔ بشری جلد دوم صفحہ ۸۲ پر ہے:

۲۷ مئی ۱۹۰۳ء۔ بلا نازل یا حادث یا

(تشریح: فرمایا یہ الفاظ الہام ہوئے ہیں مگر معلوم نہیں کس کی طرف اشارہ ہے یاد نہیں رہا کہ یا کے آگے کیا تھا)۔

۱۸۔ بشری جلد دوم کے صفحہ ۸۲ پر ہے:

۴ جون ۱۹۰۳ء۔ رات کے ۲ یا ۳ بجے۔ سلیم۔ حامد۔ متبشراً۔

ترجمہ۔ سلامتی والا حمد کرنے والا بشارت دیا گیا۔ تشریح۔ کچھ حصہ الہام کا یاد نہیں رہا۔،

۱۹۔ بشری جلد دوم دوم صفحہ ۸۴ پر ہے:

یکم ستمبر۔ فیرمین Fair Man۔ ترجمہ معقول آدمی

۲۰۔ بشری جلد دوم صفحہ ۹۱ پر ہے۔

۸ تا ۱۶ مئی ۱۹۰۴ء۔ دخت کرام۔ شوخ وشنگ لڑکا پیدا ہوگا۔

۲۱۔ بشری جلد دوم صفحہ ۹۴ پر ہے:

ہفتہ مختتمہ ۲۴ فروی ۱۹۰۵ء۔ خاکسار پیرمنٹ۔ کشف نمبر ۱۵۰۔

(الحکم قادیان ج ۹ نمبر ۷ ص ۱۲)

۲۲۔ بشری دوم جلد صفحہ ۱۰۱ پر ہے:

۵۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ رہا گوسفندان عالی جناب

۲۳۔ بشری جلد دوم صفحہ ۱۰۷ پر ہے:

ایک دانہ کس کس نے کھایا

۲۴، بشری جلد دوم صفحہ ۱۱۴ پر ہے:

۷ مئی ۱۹۰۶ء۔ کلیسا کی طاقت کا نسخہ۔ (اخبار بدر قادیان۔ ج ۲ نمبر ۱۹ ص ۲)

۲۵۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۶ پر ہے:

۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء۔ لاہور میں ایک بے شرم ہے۔

۲۶۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵۔ اور براہین احمدیہ جلد ۵ ص ۹۵ پر ہے:

انما امرك اذا اردت شيئا ان تقول له كن فيكون۔

ترجمہ۔ تحقیق تیرا ہی حکم ہے جو تو کسی شئے کا ارادہ کرے تو اسے کہہ دیتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ (اخبار بدر۔ قادیان۔ ج ۴ نمبر ۷ ص ۲)

۲۷۔ اخبار بدر ۶ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۵ پر ہے:

فرمایا صبح کو ایک الہام ہوا تھا میرا ارادہ ہوا کہ لکھ لوں پھر حافظہ پر بھروسہ کر کے نہ لکھا آخر وہ ایسا بھولا کہ ہر چند یاد کیا مطلق یاد نہ آیا۔

۲۸۔ اخبار بدر ۲۵ جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۴ پر ہے:

ایسوسی ایشن

۲۹۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۴۰ پر ہے:

کبھی معدے کے خلل سے بھی ورم ہو جاتی ہے۔ (بدر۔ ج ۷ نمبر ۱۳ ص ۲)

۳۰۔ بشریٰ جلد دوم صفحہ ۵۶ پر ہے:

آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷ جون ۱۹۲۷ء مطابق ۱۶ ذی الحج ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۳۳ ص ۵۔۶)

کیا بہاء اللہ نے خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا؟

حافظ سلیم احمد، احمدی اٹاوی نے لکھا ہے:

۲۹۔ اپریل کے اہل حدیث میں ایک مضمون شیخ بہاء اللہ اور مرزا نبی اللہ، کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں راقم مضمون ہداہ اللہ لکھتے ہیں کسی شخص کا حق نہیں کہ وہ بہاء اللہ کو مدعی الوہیت کہے۔

اس کے متعلق چند اقوال خود بہاء اللہ اور اس کی جماعت کے نقل کئے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں:

بہاء اللہ اپنی کتاب مبین صفحہ ۲۸۶ میں لکھتے ہیں:

لا الہ ا لاانا المسجو ن الفرید

(کہ کوئی خدانہیں مگر میں اکیلا (بہاء اللہ) جو قید میں ہوں)

پھر بہاء اللہ کہتے ہیں:

و ما دو نی قد خلق با مری ۔(الواح مبارکہ۔ص ۲۱۷)

اس میں بہاء اللہ تمام مخلوقات کے خالق بن رہے ہیں۔شاید کوئی کہہ دے کہ یہ خدا فرما رہا ہے لیکن صفحہ ۲۱۶ پر اس سے پہلے یہ جملہ ہے:

و ردّ علینا من الذین خلقوا با مر من عند نا

(کہ ہم پر مصائب ان کی طرف سے بھی وارد ہوئے ہیں جو ہمارے حکم سے پیدا کئے گئے ہیں)

بہاء اللہ اپنی کتاب اقدس کے صفحہ ۲۲۵ پر لکھتے ہیں:

الذین ینطق فی السجن ا لاعظم انه لخا لق ا لا شیاء و موجدها حمل البلا یا لا حیاء العا لم و انه لهوا لاسم ا لا عظم الذی کا ن مکنوناً فی از ل ا لآ زا ل

(کہ وہ جو عکہ کے بڑے قید خانہ میں بولتا ہے وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ان کا ایجاد کرنے والا ہے اس نے مصائب کو دنیا کے زندہ کرنے کے لئے اپنے اوپر اٹھایا ہے اور وہ اسم اعظم ہے جو ہمیشہ ہمیش سے مخفی تھا)

بہاء اللہ اپنے ایک مرید کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یا اکبر یذ کرك مالك القدر فی حین احا طه ا لاحزان من الذین کفروا بالر حما ن

(اے اکبر تجھ کو قضا وقدر کا مالک ایسے وقت میں یاد کرتا ہے جبکہ اس کو غموں نے گھیرا ہوا ہے)

کتاب مبین کے صفحہ ۳۳۳ میں ہے:

هذا کتاب نزل بالحق من لدن عزیز حکیم ینطق با نی انا المسجو ن فی هذا السجن العظیم (یہ کتاب اتاری گئی ہے عزیز حکیم کی طرف سے جو کہتا ہے کہ میں عکہ کے قید خانے میں قید ہوں)

بہاء اللہ اپنی کتاب اقتداء کے صفحہ ۳۶ پر لکھتا ہے:

كذ لك نطق القلم اذ كا ن مالك القدم فی سجنه ا لا عظم بما اکتسبت ایدی ا لظا لمین (قلم اعلی نے اسی طرح نطق فرمایا جس وقت مخلوق کا قودیمی مالک ظالموں کی شرارت سے قید خانہ میں پڑا ہوا تھا)

کتاب اقدس کے صفحہ ۲۴۰ پر بہاء اللہ لکھتا ہے:

والکتا ب الذی یقول قد جاء منز لی

(کتاب بیان پکار کر کہہ رہی ہے کہ میرا اتارنے والا آ گیا)

بہاء اللہ اپنے مرید کو کہتا ہے:

یا عیسی افر ح بما یذ کر ك ما لك العرش والثری

(اے عیسی خوش ہو کہ تجھ کو قید خانہ میں مالک العرش والثری یاد کرتا ہے)

پھر بہاء اللہ اپنی کتاب مبین کے صفحہ ۳۲۰ میں لکھتے ہیں:

کذ لك یامرك الر حمن اذ کا ن با یدی الظا لمین مسجو ناً

(یعنی بہاء اللہ (جو ظالموں کے ہاتھ میں قید ہوا ہے تم کو یوں حکم دیتا ہے)

اس عبارت میں بہاء اللہ نے اپنے رحمٰن ہونے کا ادعا کیا ہے اور بتایا ہے کہ رحمٰن قید میں ہے۔ پھر لکھتا ہے:

کذ لك امر ك ر بك اذ کان مسجو نا فی ا خر ب البلا د۔

(دیکھو مبین ص ۳۴۵)۔ (تمہارے رب نے سب سے خراب شہر (عکہ) میں قید ہونے کی حالت میں تم کو یہ حکم دیا ہے)

پھر بہاء اللہ ایک جگہ اپنے ایک مرید کو حکم دیتا ہوا لکھتا ہے

قل لك الحمد یا مبدع ا لا کوا ن بما ذکر تنی فی السجن اذ کنت بین ایدی الفجا ر (کتاب مبین ص ۳۴۷۔)

(کہ تو یہ کہو کہ اے کائنات کے پیدا کرنے والے رب رحمٰن تیری حمد ہو کہ تو نے مجھ کو ایسے حال میں یاد کیا جب کہ تو ظالموں کی قید میں تھا)

اسی کتاب مبین کے صفحہ ۱۹۰ پر بہاء اللہ لکھتا ہے:

اقتدوا بر بکم ا لا علی ا لا بهی انه فی الشدة و البلا ء

(کہ تم اپنے برتر صاحب الجمال رب کی اقتداء کرو جو مصیبت اور بڑی تکلیف میں ہے)

اسی کتاب مبین کے صفحہ ۲۹۷ پر ہے:

اقتدوا بر بکم الر حمن انه فی البلیة الکبری یدعو ا الناس بالحق (کہ تم اپنے رحمٰن رب کی پیروی کرو جو بڑی مصیبت کی حالت میں لوگوں کو اپنے سچے راستے کی طرف بلاتا ہے)

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔ اقتداء کے صفحہ ۱۱۴ پر بہاء اللہ اپنی نسبت لکھتا ہے:

اذا یراہ ا حد فی الظاهر یجده علی هیکل الا نسا ن بین ایدی اهل الطغیان و اذا یتفکر ا لا نسا ن فی البا طن یراه مهیمنا علی من فی السما وا ت وا لا رضین

(کہ بہاء اللہ کو دیکھنے والا شخص ظاہر میں تو اس کو انسانی شکل میں دیکھتا ہے لیکن جب کوئی شخص اس کے باطن پر غور کرتا ہے تو اس کو آسمان و زمین کی کل مخلوق کا نگہبان و محافظ پاتا ہے)

ایک بہائی شاعر دیوان نوش صفحہ ۹۳ پر کہتا ہے

رخ سوئے تو آوردم اے مالک جاں ابہی
زاں روکہ در عالم معبودی و سلطانی

بہاء اللہ کی قبر پر سجدہ کیا جاتا ہے چنانچہ بھجة الصدور صفحہ ۲۵۸ پر مرزا حیدر علی اصفہانی بہائی لکھتا ہے:

زائرین زیارت وطواف وتقبیل وسجدہ عتبہ مقدسہ اش نمودہ ونمایندہ اند۔

(کہ بہاء اللہ کے مقدس آستانہ پر زیارت کرنے والے لوگ سجدہ کرتے اور بوسہ دیتے اور طواف کرتے تھے اور اب بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے)

بہائیوں کا خلیفہ عبدالبہاء جب سفر یورپ سے واپس آیا تو سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا

جبین مبین را بر تراب آستان مقدس سودند۔ (بدائع الآثار جلد ۲ ص ۳۷۳)

(کہ عبدالبہاء نے علی محمد باب کی قبر پر جا کر ماتھا رگڑا)۔ باقی پھر۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴ جون ۱۹۲۷ء مطابق ۲۳ ذی الحج ۱۳۴۵ھ جلد ۲۴ نمبر ۳۴ ص ۷۔۸)

مرزا صاحب کی نبوت کا پول

جناب محمد فیض اللہ کلرک ار۔بی۔ریلوے لاہور لکھتے ہیں:

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسی سے سوا ہو
جب جانیں کہ درد دل عاشق کی دوا ہو

قارئین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔آپ کے دعوی نبوت سے متاثر ہو کر ہمارے بہت سے اسلامی بھائی گمراہ ہو گئے ہیں اور ایک نئے فرقہ کی شکل میں الگ ہو کر دوسرے مسلمانوں سے برسر پیکار ہیں اور اسلام میں مزید تفریق کا باعث بن رہے ہیں۔

اس نئے تفرقہ کو مٹانے کے لئے بہت سے بزرگان دین نے مرزا صاحب کی نبوت کے مختلف پہلوؤں پر اپنے اپنے انداز میں بحث کی ہے اور ان بھائیوں کو راہ راست کی طرف مدعو کیا ہے۔

راقم بھی اسی نیت سے قادیانی نبوت کی بطالت کا ایک نہایت آسان ثبوت پیش کرتا ہے اگر احمدی دوستوں کی آنکھوں پر تعصب کا غلبہ نہیں ہے تو امید ہے وہ اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائیں گے۔پس سنیئے:

کسی نبی کا مبعوث ہونا محض نبوت ہی تسلیم کرانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ قوم کے نقائص دور کر کے اصلاح کرنا ہوتا ہے چنانچہ مرزا صاحب کو بھی یہ تسلیم ہے اور اسی لئے انہوں نے بھی اپنا مشن اصلاح قوم ہی بتایا ہے۔

آپ اس مشن کو ذہن میں رکھ کر ہدایت یافتہ قادیانی امت اور دوسرے مسلمانوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ اول الذکر جماعت نے مرزا صاحب کے اتباع میں کون سی ہدایت پائی ہے اور دوسرے مسلمانوں پر کس قدر فوقیت اور خوبیاں حاصل حاصل کی ہیں پھر فیصلہ آسان ہے۔

کیا سوائے اقرار و انکار نبوت کے اور کوئی فرق بھی نظر آتا ہے؟ بالکل نہیں۔ دونوں جماعتیں جماعتی اور انفرادی حیثیت سے ایک ہی لیول پر ہیں جو کمزوریاں

ایک فریق (مسلمان) میں ہیں، وہی دوسری (قادیانی) میں بھی بعینہ موجود ہیں۔ اتنے بڑے دعوی اوراس کارگذاری کو دیکھ کر تو بیساختہ منہ سے نکل جاتا ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

پس اس (اصلاح قوم کے) نقطہ نگاہ سے تو ہم مرزا صاحب کو اپنے دعوی میں بالکل فیل پاتے ہیں اور جب اپنے دعوی کردہ مشن ہی میں فیل ہیں تو پھر نبی کیسے؟

احمدی دوستو! اگر مرزا صاحب واقعی سچے نبی تھے تو بتاؤ ان کے اتباع میں آپ نے کون سے مزیت حاصل کی جس سے دوسرے مسلمان محروم ہیں۔ کیا وہی معاملہ تو نہیں کہ: تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم جولائی ۱۹۲۷ء جلد ۲۴ نمبر ۳۵ ص ۵)

خدا کی قدرت کے نشان اور میرزائے قادیان

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

جب کبھی حضرت عیسی کی حیات (یعنی رفع جسمانی) وممات (یعنی رفع روحانی) کے مسئلہ پر علماء احمدیہ سے تحریراً یا تقریراً تبادلہ خیالات کا موقع ملتا ہے تو احمدی جماعت کی طرف سے ایک یہ بھی اعتراض پیش ہوا کرتا ہے کہ،

قانون قدرت بھی آسمان پر جانے سے قطعی مانع ہے۔، اور یہ کہ، آسمان پر جانا سنت اللہ کے خلاف ہے، (عسل مصفی۔ص ۵۰۵ طبع ۱۹۱۴ء وزیر ہند امرتسر)

اس پر عرض یہ ہے کہ جیسے حضرت عیسی کا بلا باپ پیدا ہونا امور نادرہ سے ہے (الحق ۶۔۱۳ نومبر ۱۹۱۴ء ص ۳)، ایسے ہی حضرت مسیح کا رفع جسمانی بھی امور نادرہ میں سے ہے واقعات نادرہ کا قانون قدرت کے برخلاف ہونا ان کے وجود اور وقوع کی نفی کی دلیل نہیں واقعات نادرہ بھی کسی قانون کے نیچے ہی آتے ہیں جیسے مسیح کا بلا باپ پیدا ہونا باوجود واقعات نادرہ سے ہونے کے کسی قانون کے ماتحت ہی ہوا ہے نہ خلاف قانون قدرت (الحق۔۶۔۱۳ نومبر ۱۹۱۴ء ص ۲)۔

جناب مرزا صاحب قادیانی نے حضرت مسیح کی پیدائش کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ

خدا کی سنت دو طرح پر ہوتی ہے ایک کثرت جیسے عموماً عورت سے دودھ نکلتا ہے مگر بعض اوقات نر سے بھی نکلا کرتا ہے ایسے واقعات دنیا میں ہوئے یہ قلیل الوقوع واقعات خارق عادت کہے جاتے ہیں (الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۵)

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ارشاد فرماتے ہیں:

عام قاعدے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اس میں کوئی استثنا نہیں ہم لوگ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ انسان کی پانچ انگلیاں ہوتی ہیں لیکن کئی لوگ ایسے بھی پیدا ہوتے ہیں جن کی چھ انگلیاں ہوتی ہیں یا سات۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم جھوٹ بولتے ہیں قرآن کریم میں انسان کے لئے اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ہر ایک انسان کو ہم نے دو آنکھیں دی ہیں۔، جیسا کہ بیان فرماتا ہے الم نجعل له عينين و لسانا و شفتين و هديناه النجد ين لیکن ہم دیکھتے ہیں بیسیوں آدمی اس قسم کے پیدا ہوتے ہیں جن کی ایک آنکھ ہوتی ہے کئی ایسی کمزور خلق کے بچے پیدا ہوتے ہیں جن کی زبان ہی نہیں ہوتی کئی ایسے پیدا ہوتے ہیں جن کے ہونٹ ہی الگ الگ نہیں ہوتے اور پیدا ہوتے ہی مر جاتے ہیں

چاروں قواعد جو یہاں بیان کئے گئے ان چاروں کے استثنا ہم کو دنیا میں نظر آتے ہیں تو جب قانون بیان کیا جاتا ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ استثنا نہیں جب تک کہ اللہ خود نہ بیان کر دے کہ اس میں استثناء نہیں ہے سنت کے خلاف قرار دیں انسان کو اختیار نہیں بلکہ خود خدا بتلاتا ہے کون سی بات سنت کے خلاف ہے اسی طرح اللہ تعالی فرماتا ہے

انا خلقنا ا لا نسا ن من نطفة امشا ج نبتليه فجعلناه سميعا بصيرا

حالانکہ کئی انسان ایسے پیدا ہوتے ہیں جو بہرے ہوتے ہیں اور گونگے ہوتے ہیں پس اگر خدا کی سنت سے ایک استثناء ثابت ہو جائے تو عام الفاظ

سے اس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ (ریویو آف ریلی جنز۔ج ۲۲ نمبر ۷ ص ۱۲۔۱۳)

یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کسی خاص حکم کے مقابل میں عام حکم سے استدلال نہیں ہو سکتا دیکھو اللہ فرماتا ہے

انا خلقنا کم من ذکر و انثی

خلقکم من نفس وا حدۃ و خلق منھا زو جھا و بث منھما رجالا کثیرا و نساء ا

اس قبیل کی اور بہت سی آیات ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ حضرت آدم اور حوا کے بعد جملہ انسان زوجین سے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ عقیدہ چلا آتا ہے جس کو حضرت مرزا صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بے پدر ہیں اور ان کے لئے بے باپ پیدا ہونے پر جن آیات سے استدلال کیا جاتا ہے وہ خاص ہیں اور ان کے مقابل میں ان عام آیات سے استدلال نہیں ہو سکتا یہ ایک عام اصول قرار دیا گیا ہے کہ ما من عام ا لا خص منه البعض ترجمہ: کوئی عام نہیں جو مخصوص البعض نہیں ہوتا ہے۔ (میر مدثر شاہ احمدی کی کتاب ختم نبوت ص ۲۰)

واقعات نادرہ:

۱۔ کتاب سرمہ چشم آریہ صفحہ ۳۹۔۴۰ پر جناب مرزا صاحب لکھتے ہیں:

کچھ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ مظفر گڈھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا جب اس کا شہر میں چرچا پھیلا تو میکالف صاحب ڈپٹی کمشنر مظفر گڈھ کو بھی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ایک عجیب امر قانون قدرت کے برخلاف سمجھ کر وہ بکرا اپنے روبرو منگوایا چنانچہ وہ بکرا جب ان کے روبرو دوہا گیا تو شائد قریب ڈیڑھ سیر دودھ اس نے دیا اور پھر وہ بکرا بحکم ڈپٹی کمشنر عجائب خانہ لاہور میں بھیجا گیا تب ایک شاعر نے اس پر ایک شعر بھی بنایا اور وہ شعر یوں ہے

مظفر گڈھ جہاں ہے مکالف صاحب عالی
یہاں تک فضل باری ہے کہ بکرا دودھ دیتا ہے

اس کے بعد تین معتبر ثقہ اور معزز آدمی نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے بچشم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے بلکہ ایک نے ان میں سے کہا کہ امیر علی نام ایک سید کالڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پاتا ہے کیوں کہ اس کی ماں مرگئی تھے۔

۲۔اخبار بدر ۱۲ مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۶ پر بحوالہ اخبار مشیر دکن حیدرآباد لکھا ہے:

صوبہ جات متحدہ امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں ولیم جیمس سیدین نامی نے لغت طب ہیئت فلسفہ اور ریاضی کی تکمیل کی ہے ایسی عمر میں کہ جب وہ صرف دس اور ایک گیارہ سال کا ہے اس نوعمر عالم کی مختصر سوانح عمری دل چسپی سے خالی نہ ہوگی دو سال کی عمر میں ہجے کر کے صحیح عبارت پڑھنے لگا تھا تین سال میں مضمون نگاری کرتا تھا چوتھے سال میں اس نے ایک قصیدہ لکھا پانچویں سال میں اس نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جس سے مہینہ کی تاریخ صرف ہفتہ کے دن سے معلوم ہو جاسکے۔ چھٹے برس ماہر علم تشریح ہو گیا ساتویں برس علم ریاضی کی تکمیل کی آٹھویں سال فرانسیسی جرمنی یونانی لاطینی اور انگریزی زبانوں میں اچھی طرح باتیں کرنے لگا نویں سال علم الافلاک میں ماہر ہوگیا گیارھویں سال یعنی ۱۹۰۹ء میں علم ہندسہ کے اندر بعض نئی باتیں ایجاد کیں۔

۳۔اخبار الفضل ۲۵ اپریل ۱۹۲۵ء صفحہ ۵ پر لکھا ہے:

اخبار سیاست مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۲۵ء میں حسب ذیل خبر شائع ہوئی ہے امرت سر میں ہاتھی دروازہ کے باہر چند روز سے ایک عجیب الخلقت انسان (میں نے خود اس تین ٹانگوں والے ہندو بچہ کو شہر لاہور بازار انار کلی کے قریب ماہ نومبر موسم سرما ۱۹۲۵ء میں دیکھا۔حبیب اللہ) کی نمائش کی جارہی ہے جس کی خلاف معمول تین ٹانگیں ہیں نصف حصہ جسم میں اندری ہے اور نصف حصہ میں عورت کی شرم گاہ ہے یعنی یہ مخلوق زنانہ اور مردانہ علامات کا مجموعہ ہے باقی ماندہ اعضائے انسانی بدستور حسب معمول ہیں۔

۴۔اخبار فاروق مورخہ ۶۔۱۳ جنوری ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ پر لکھا ہے:

لنڈن کے مانچسٹر گارڈین میں ایک عجیب وغریب بچہ کے حالات چھپے ہیں یہ ۱۹۲۲ء میں کرسمس کی رات کو مسٹر جوزف کا ہن سکنہ ۴۸ ہائی سٹریٹ گیٹ لندن کے ہاں پیدا ہوا تھا یہ پیدائش کے وقت سے ہی بوڑھا معلوم ہوتا تھا اس کے چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی تھیں یہ پیدائش کے دن سے لے کر اب تک کبھی رویا ہی نہیں اب اس نے دانت بھی نہیں نکالے ایک معمر آدمی کی طرح ہر وقت بستر میں خاموش پڑا رہتا ہے اس کا جسم برف کی طرح ٹھنڈا رہتا ہے۔

۵۔ الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۸ء صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے:

حضرت خبیب بن عدی کی باتوں کا عقبہ بن حارث کی بیوی پر خاص اثر ہوا کہتی تھی کہ میں نے خبیب سے بہتر کسی قیدی کو نہ دیکھا میں نے ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا حالانکہ اس زمانہ میں انگور کی فصل بھی نہ تھی اس کے علاوہ بندھے ہوئے تھے اس لئے وہ یقیناً خدا کا دیا ہوا رزق تھا جو خزانہ غیب سے ان کو ملتا تھا۔

۶۔ بدر ۲۳ مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۵ پر لکھا ہے:

ذیل میں ہم ایک مضمون عجیب الخلقت اشیاء پر سراج الاخبار سے نقل کرتے ہیں جو کہ معجزات کی فلسفی پر ایک گونہ روشنی ڈالتا ہے معجزات بھی قانون قدرت میں داخل ہیں مثلاً کسی شخص کا بے باپ پیدا ہو جانا جیسا کہ حضرت عیسی کا کوئی خلاف قانون الہی بات نہیں ہے ہاں یہ ایک معجزہ ہے تا کہ بنی اسرائیل اور ان کی اولاد کے واسطے مقام عبرت ہو کہ ان کا آخری نبی ان میں سے کسی مرد کا نطفہ نہ ہوا کیونکہ وہ اب اس لائق نہ تھے اور نبوت کا دور بنی اسماعیل میں تبدیل ہونے والا تھا

میرے اللہ کی قدرت سے تعجب کیا ہے
مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں

۱۸۸۵ء کو قصبہ تلیس علاقہ راج گڈھ میں مسمی نذر قلی کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا ایک ہاتھ مثل سانپ کے تھا

۱۹۰۵ء کو امرتسر میں ایک ایسا بکرا آیا جس کے دو خصیوں کے درمیان ایک پستان تھا جس میں سے دودھ نکلتا تھا۔

۱۹۰۵ء میں مدراس میں کہیں سے ایک سفید کوا آیا جس کو مبارک سمجھ کر اس کی پرستش شروع ہوئی۔

۱۹۰۶ء کو مغربی افریقہ میں ایک لڑکا دیکھا جس کی دو فٹ لمبی دم تھی یہ آدمیوں کی طرح نہیں بلکہ جانوروں کی طرح چلتا تھا اور یہ نئی بات ہے کہ وہ گوشت نہیں کھاتا تھا۔

۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک میونسپل کمشنر جالندھر کی بھینس کے ایک بچہ پیدا ہوا جو از خود پیدا نہیں ہوا بلکہ سلوتری ڈاکٹروں کی مدد سے پیٹ چاک کر کے نکالا گیا جس کے دو سر اور ایک دھڑ دو پونچھ اور چھ لاتیں تھیں اور ہر دو سروں اور ہر دو پونچھوں میں کوئی تفاوت نہ تھا بالکل یکساں تھے۔

اوٹکمنڈ میں ایک لڑکے کے دو دل ہیں ڈاکٹر اس کا معائنہ کر چکے ہیں اور اسے نہایت عجیب بات بتاتے ہیں لڑکے کو اس سے ذرہ تکلیف نہیں۔

۱۹۰۷ء کو شہر اوٹاوہ میں ایک عورت کے ہاں ایک عجیب قسم کا بچہ پیدا ہوا جس کے تمام دانت تھے اور آنکھیں ماتھے پر تھیں بچہ ایک ہفتی تک زندہ رہا کثرت سے لوگوں نے دیکھا اس کی آواز بیل کے مشابہ تھی۔

۱۹۰۸ء ہاڑ پور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ایک کمہار کے گھر دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جن کی پشت آپس میں ملی ہوئی تھی دو سر اور چار آنکھیں مگر ٹانگیں دو تھیں۔ لڑکیاں پیدا ہوتے ہی بولنے لگیں مگر ان کی زبان کچھ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ صرف کلمہ سمجھ میں پڑتا تھا لوگ جوق در جوق انہیں دیکھنے کے لئے آئے تو لڑکیوں نے انبوہ کو دیکھ کر رونا شروع کیا اور ٹھنڈی آہیں بھر کر کچھ کہتی تھیں مگر ایک حرف بھی سمجھ میں نہ آتا تھا اور ایک دن زندہ رہ کر مر گئی جس کی لاش غائب ہوگئی۔

۱۹۰۸ء کو نواب معین الدین خان بہادر جاگیردار حیدرآباد دکن نے حضور نظام الملک کو ایک مرغ نذر گذرانا جس کی تین ٹانگیں تھیں۔

۱۹۰۹ء کو حیدر آباد کے کوتوال نے حضور سرکار نظام کے سامنے ایک لڑکی پیش کی جس کے دو منہ چار ہاتھ چار پاؤں اور چار آنکھیں تھیں۔

۱۹۱۰ء میں دہلی کے ایک مسلمان سوداگر کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کی جائے براز ندارد تھی ڈاکٹروں نے شگاف دیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔

ضلع حصار کے موضع گنگا تھانہ ڈلوالی کے ایک چڑی مار نے ایک کوا پکڑا جس کی چار ٹانگیں تھیں اور چاروں ہی پنجے تھے۔

موضع کرم آباد تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ایک زمین دار کے ہاں ایک بکری نے چھ بچے دیئے۔

کالیفورنیا سے ایک شخص بریگیڈ روڈ میسور لکڑی لایا جس کا سر انسانی تھا اور حرکت کر سکتا تھا۔

نیو یارک امریکہ میں ایک شخص کے پاس ایک مرغی ہے جس کے منہ میں دانت ہیں اور اس کی بناوٹ بھی کسی قدر عجیب ہے اس کی چونچ چپٹی بلکہ بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے نیچے منہ کا سوراخ مثل دہن کے ہے جس کے اندر دو مسلسل لڑیاں دانتوں کی ہیں مرغی کی زبان بھی ہے دیگر چوپائے جانوروں کی طرح دانہ وغیرہ چبا کر کھاتی ہے اور پھر نگل جاتی ہے اس کی بدولت اس کے مالک نے نمائش سے خوب روپئہ کمایا ہے۔

۱۹۱۱ء کو الہ آباد میں ایک وکیل کی بکری نے ایسا بچہ دیا کہ جس کا سر انسان کی مانند اور دھڑ بکرے جیسا تھا۔ یہ بچہ تھوڑی دیر زندہ رہ کر مر گیا۔

(بدر قادیان ۲۳ مئی ۱۹۱۲ء ص ۵۔۶)

نتیجہ ان مندرجہ بالا تحریروں کو دیکھ کر میں وہی کہتا ہوں جو جناب مرزا غلام احمد نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا تعالی قدرتوں اور قوانین کا احاطہ اور اندازہ نہیں کیا جا سکتا اچھی طرح یاد رکھو کہ کبھی قانون قدرت پر بھروسہ نہ کر لو امام فخر الدین کا یہ قول بہت معقول ہے کہ جو شخص خدا تعالی کو عقل کے پیمانہ سے اندازہ کرنے کا ارادہ کرے گا وہ بیوقوف ہے (کتاب منظور الہی۔ص ۷۶)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جولائی ۱۹۲۷ء مطابق ۱۵ محرم ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۳۷ ص ۴۔۷)

الدر المکنون فی تفسیر آیۃ
بالآخرۃ ھم یوقنون

جناب بابو حبیب اللہؒ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

(قادیانیوں نے جہاں اور جدتیں کی ہیں، ایک جدت یہ بھی کی ہے کہ قادیانی مذہب کی بنیاد کا پہلا پتھر قرآن کی تحریف ہے۔ ان کی ایک ایک تحریف یہ ہے کہ قرآن مجید سے نبوت مرزا کا ثبوت دینے کو آیت بالآخرۃ کے معنی کرتے ہیں پچھلی وحی۔یعنی مرزا قادیانی کی وحی پر ایمان لاویں۔اسکے جواب میں مندرجہ ذیل مضمون قابل دید ہے۔ثناء اللہ امرتسری)

سورہ بقرہ رکوع اول میں اللہ تعالی فرماتا ہے

و الذین یومنون بما انزل الیك و ما انزل من قبلك و بالآخرۃ ھم یوقنون ۔ اولئك علی ھدی من ربھم و اولئك ھم المفلحون ۔ (اور جولوگ کہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو تجھ پر اتارا گیا اور اس پر جو تجھ سے پہلے اتارا گیا اور قیامت یعنی جزا وسزا کے دن پر یقین رکھتے ہیں، یہ لوگ اس ہدایت پر ہیں جو ان کے رب کی طرف سے ہے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں)

عاشق احمد مدنی: (احمدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے) یہ آیت قطعی فیصلہ کرتی ہے کہ کوئی جدید نبی بعد خاتم النبیین کے پیدا نہ ہوگا کیونکہ صاف صاف فرمادیا ہے کہ اے محمد ﷺ جو اس وحی پر جو تم پر اتری، اس پر ایمان لانے والے سیدھے راستے پر ہیں اور وہی لوگ آخرت میں من مانی مراد پائیں گے اگر کوئی جدید نبی بعد آنحضرت ﷺ کے پیدا ہونا ہوتا تو من قبلك کی قید نہ لگائی جاتی۔ پھر یوں فرمایا جاتا:

بما انزل الیك و ما انزل من قبلك و من بعدك

(یعنی جولوگ تیری وحی پر اور تجھ سے پہلے وحی پر اور تجھ سے بعد کی وحی پر ایمان لائیں گے وہی لوگ فلاح پانے والے اور سیدھے راستے پر ہیں)

مگر ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ الحمد سے والناس تک دیکھ جاؤ من بعدك کہیں نہیں پاؤ گے سب جگہ من قبلك ہی لکھا ہے۔ (مولوی پیر بخش کے الفاظ مندرجہ رسالہ تائید الاسلام بابت

ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۱۰)

جواب از خادم کرشن قدنی :(اپنے مخالف کی بات نہایت غور سے سننے کے بعد)
ظاہر ہے کہ ما انزل من قبلك کے بعد خدا نے و با لآ خرة کے فقرہ کو لا کر بتا دیا کہ جس طرح قبل والی وحی کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح آخری وحی کے ساتھ ایمان اور ایقان لانا ضروری ہے۔

اب غور کر کے دیکھ لیں کہ آیت والذین یومنو ن بما انزل الیك میں آنحضرت ﷺ کی وحی جو زمانہ حال کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور قبلك سے پہلے انبیاء کی وحی جو زمانہ ماضی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور با لآ خر ۃ سے مسیح موعود (مرزا) کی وحی جو زمانہ مستقبل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔اور یہ وہم (خیال) کہ با لآ خرة سے مراد قیامت ہے بلحاظ سیاق کلام درست کے درست نہیں،

(مولوی غلام رسول راجے کی کا رسالہ مباحثہ لاہور۔ص ۲۹، ۳۰۔قرآن کریم مع ترجمہ اردو فوائد تفسیر یہ پارہ اول صفحہ ۱۲۔۱۳۔مولوی فضل الدین احمدی کا رسالہ جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ ص ۵۹۔۶۲۔ریویو آف ریلی جنز، اپریل ۱۹۱۵ء ص ۱۶۰)۔

اقول :

الف: قرآن کی تفسیر یوں ہوتی ہے کہ پہلے قرآن کو قرآن ہی سے بیان کرے۔اسلئے کہ جو بات ایک جگہ قرآن میں مجمل آئی ہے وہ دوسری جگہ تفسیر سے بیان کی گئی ہے

۲۔اسی طرح جو تفسیر قرآن کی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو چکی ہے وہ ہر چیز پر مقدم ہے بلکہ وہی تفسیر ساری امت پر حجت ہے اس کے خلاف ہرگز کہنا یا کرنا نہ چاہیے اسی کی پیروی سب پر واجب ہے۔

ب۔تفسیر صحیح :

و الذین یو منون بما انزل الیك : اور جو یقین کرتے ہیں ساتھ اس کے جو کچھ اترا ہے تجھ پر۔مراد سارا قرآن شریعت اسلام ہے۔

مطلب قرآن کے اترنے کا یہ ہے کہ جبریل نے آسمان میں اللہ کا کلام سنا اس کو جوں کا توں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس کو اوپر سے نیچے اتار لائے۔ و ما انزل من قبلك اور جو اترا تجھ سے پہلے یعنی اور رسولوں

پر جیسے صحف ابراہیم، حضرت داؤد پر زبور، حضرت موسیٰ پر توریت، حضرت عیسیٰ پر انجیل وغیرھا، کہ ان سب پر ایمان لانا اجمالاً فرض عین اور قرآن پر تفصیلاً فرض کفایہ ہے و با لآخر ۃ هم یوقنون ۔اور آخرت کو وہ یقین جانتے ہیں یعنی جتنے کام اس دن ہوں گے جیسے بعث نشر وحشر وغیرہ کسی میں ان کو کچھ شک نہیں ہے ، سب کو سچے دل سے تصدیق کرتے ہیں ابن کثیر نے کہا ہے کہ مراد آخرت سے اس جگہ بعث و قیامت وجنت ونار وحساب و میزان ہے وہ دن بعد دنیا کے آوے گا اس لئے اس کو آخرت و یوم آخر بولتے ہیں ۔ (تفسیر ترجمان القرآن جلد اول صفحہ ۳۸۔۳۹)

آیات قرآنی:

سورہ نمل پارہ ۱۹ رکوع ۱۶ میں ہے ۔

طٰس ۔ تلك آيات القرآن و كتا ب مبين ۔ هدى و بشرى للمومنين۔ الذين يقيمو ن الصلوة و يؤ تو ن الز كوة و هم بالآخرة هم يو قنو ن ۔ ان الذين لا يؤمنون بالآخرة زيّنّا لهم اعما لهم فهم يعمهون ۔ اولئك الذين لهم سو ء العذا ب و هم فى الآخرة هم ا لاخسرون ۔(النمل :۱۔۵)

(ترجمہ: یہ آیتیں ہیں قرآن مجید کی اور کتاب روشن کی ۔ ہدایت ہے اور خوش خبری ایمان والوں کے واسطے ۔ جو لوگ جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ اور وہ ساتھ آخرت کے یقین رکھتے ہیں ۔ تحقیق جو لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ آخرت کے، زینت دی ہم نے واسطے ان کے عملوں ان کے کو پس وہ بھکتے ہیں ۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ واسطے ان کے ہے برا عذاب اور وہ بیچ آخرت کے وہ ہیں ٹوٹا پانے والے ۔)

۲۔سورہ انفطار پارہ ۳۰ ع ۷ میں اللہ فرماتا ہے:

انّ ا لا برار لفى نعيم ۔ و ان الفجّار لفى جحيم يصلو نها يوم الدّين وما هم عنها بغا ئبين و ما ادر ك ما يو م الدين ثم ما ادرك ما يو م الدين يو م لا تملك نفس لنفس شيئاً والا مر

یومئذ للہ ۔

(ترجمہ۔ تحقیق نیک لوگ البتہ بیچ نعمت کے ہیں اور تحقیق بدکار لوگ البتہ دوزخ میں ہیں۔ داخل ہوں گے دوزخ میں جزا کے دن، جس دن نہیں اختیار پاوے گا کوئی بھی کسی جی کا کچھ اور حکم اس دن کے واسطے خدا کے ہیں)۔

نوٹ: قرآن میں لفظ آخرت کا پچاس سے زیادہ دفعہ استعمال ہوا ہے اور اسی طرح دار الآخرۃ اور یوم الآخرۃ اور یوم الدین بھی کئی دفعہ فرقان حمید میں آئے ہیں اور ہر جگہ اس سے قیامت روز حشر جزا و سزا کا دن، ہی مراد ہے۔

حدیث رسول ربانی:

مسند احمد طبع مصر جلد ۵ صفحہ ۳۵۵ میں ہے:

عن بریدہ قال قال رسول اللہ ﷺ انی کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تذکرۃ الآخرۃ ۔

(ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو زیارت قبور سے منع کرتا تھا مگر اب تم کو اس بات کی اجازت ہے کی قبور کی زیارت کرو کیونکہ قبور آخرۃ کو یاد دلاتی ہیں)۔

نوٹ: اس حدیث میں آخرت سے مراد جزا و سزا کا دن یعنی قیامت کا دن ہی مراد ہے۔

تفسیر از ابن عباس:

جامع البیان یعنی تفسیر ابن جریر جلد ا صفحہ ۸۱ اور تفسیر در منثور جلد ا صفحہ ۲۷ میں ہے

عن ابن عباس وبالآخرۃ ھم یوقنون، ای بالبعث و القیامۃ و الجنۃ و النار و الحساب و المیزان،

یعنی حضرت عبداللہؓ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بعث و قیامت و جنت و دوزخ وحساب و میزان ہے۔

تفسیر از مرزا قادیانی:

الحکم قادیان ۱۰۔۱۷۔اکتوبر ۱۹۰۴ صفحہ ۹ کالم ۲ میں مرزا قادیانی کے الفاظ یوں ہیں:

والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك ۔
ترجمہ طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخرالزمان پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتابیں اور صحیفے سابقہ انبیاء اور رسولوں پر نازل ہوئے ان کو بھی مانے و بالآخرة هم يوقنون اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزاوسزا مانتا ہو۔ (نیز دیکھو تفسیر خزینۃ العرفان۔ج ا ص ۷۸)

تفسیر از مولوی نورالدین قادیانی:

ضمیمہ اخبار بدر ۴ فروری ۱۹۰۹ء صفحہ ۳ پر لکھا ہے:
پھر ان متقیوں کے لئے ہدایت ہے جو اس سے زیادہ ترقی کر کے اس وحی کو مانتے ہیں جو تیری طرف نازل ہوا اور جو تجھ سے پہلے نازل ہوتی رہی۔ اور آخر کی گھڑی پر بھی وہ یقین کرتے ہیں۔

فرقہ بابیہ کی تفسیر:

فرقہ بابیہ کی کتاب بحر العرفان صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہے:
برائے منکرین ظہور اعظم ہمیں یک آیت کافی است کہ والذين يومنون بما انزل اليك و ما انزل من قبلك و بالآخرة هم يوقنون یعنی کسانیکہ ایمان آوردہ اند بآنچہ فروفرستادہ شد قبل از تو وآنچہ نازل شود بعد از تو یعنی در آخر زمان موقن شوند۔ در حق چنیں اشخاص مے فرماید اولئك على هدى من ربهم و اوليك هم المفلحون وایں آیت را چوں بحساب ابجد بیرون آرے میشود ہزار و بست سی و پنج یا سنہ تولد حضرت باب۔ (از اخبار پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۲۰ء)

نتیجہ: مرزائی مولوی کا یہ لکھنا کہ:
یہ وہم کہ بالآخرة سے مراد قیامت ہے، بلحاظ سیاق کلام کے درست نہیں (اور یہ کہ) بالآخرة سے مراد مسیح موعود (مرزا) کی وحی ہے جو زمانہ مستقبل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے،،

سراسر غلط ہے اور مسلمانوں کو سیدھی راہ سے بھٹکانا ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ جولائی ۱۹۲۷ء مطابق ۲۲ محرم ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۳۸ ص ۵، ۶)

خاتم النبیین پر سوال

گذارش ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کی بابت ایک سوال ارسال خدمت کرتا ہوں تا کہ اخبار اہل حدیث میں جواب درج فرما کر جلدی شائع فرما دیں بندہ مشکور وممنون ہوگا۔ مزید تاکید ہے۔

اہل حدیث حضرات و دیگر مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر عالم میں مبعوث فرمایا ہے اور اتممت علیکم نعمتی کے الفاظ سے بھی ارشاد فرمایا ہے گویا کہ حضور پرنور سلسلہ نبوت کے ختم کرنے والے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

مگر احمدی لوگوں کا عقیدہ ہے کہ یہاں پر خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر کے ہیں۔ یعنی آپ کے زیر نبوت تابعداری کر کے نبی بن سکتا ہے۔ دیگر صدق المرسلین یعنی نبیوں کی تصدیق کرنے والے ہیں اور اتممت علیکم نعمتی سے کمالات کا کامل بلکہ اکمل ہونا مراد ہے مگر تکمیل شریعت کے باوجود نبی آ سکتے ہیں جیسے

آتینا موسی الکتاب تماما یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب پوری دی

لیکن پھر بھی و قفینا من بعده بالرسل

دیگر کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی

الغرض تکمیل شریعت نبی کے آنے کے لئے مانع نہیں ہے بلکہ یہ امکان نبوت کی دلیل ہے کیونکہ پہلے انٹرنس کا کورس تھا اب ایم اے کا ہو گیا تو اب پہلے کی نسبت زیادہ آسان ہے ایم اے پاس کرنا اگر مشکل ہے تو وہ پاس شدہ زیادہ وقعت رکھے گا۔

دیگر مرزائی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبوت نعمت ہے۔ نعوذ باللہ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین نہیں بلکہ لوگوں کے لئے منحوس ہیں کہ انعام کو بند کر دیا

لو عاش ابراهیم لكان صديقا نبيا۔ (ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۱۱۰)

حدیث مذکور سے بھی امکان نبوت ثابت ہے چنانچہ

قولوا انه خاتم الانبیاء لا تقولوا لا نبی بعده۔ (تکملہ مجمع البحار۔ص ۸۵)

مولانا اڈیٹر صاحب مدظلہ کو فرصت نہ ہو، تو منشی حبیب اللہ صاحب مہربانی فرماکر مدلل جواب از روئے قرآن کریم واحادیث رسول ﷺ تحریر فرمائیں مذکورہ بالا حدیثوں کا صحیح مفہوم و ضعف وغیرہ لکھیں تاکہ تسلی ہو۔

راقم: عبدالعزیز اہل حدیث خریدار اہل حدیث نمبر ۳۹۲۷۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ جولائی ۱۹۲۷ء مطابق ۲۲ محرم ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۳۸ ص ۷)

لاہوری احمدی توجہ کریں

مولانا محمد عبدالغفار الخیریؒ، دہلوی لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مجریہ ۷ جنوری ۱۹۲۷ء سے معلوم ہوا کہ لاہوری احمدی پارٹی نے اپنے جلسہ حال میں غیر احمدیوں کے پیچھے احمدیوں کے نماز پڑھنے کے مسئلہ کو پیش کیا جس میں کثرت رائے خلاف ہونے کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی۔

کامیابی ہو یا نہ ہو، یہ تو ان کے گھر کی باتیں ہیں، محتسب را درون خانہ چہ کار۔ سوال یہ ہے کہ جو پارٹی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تو نہیں کہتی، مگر مسیح موعود ضرور مانتی ہے اور ان کو صاحب الہام سمجھتی ہے، کیا اس کو یہ حق حاصل ہے کہ مرزا صاحب کا کھلا ہوا اعلان ہونے پر بھی کہ:

> خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔

(مولانا ثناء اللہ کہتے ہیں: یہ حوالہ کسی نے پیش کیا تھا۔ دوسرے نے جواب دیا کہ اس قول کو ہم قرآن و حدیث کے برابر نہیں سمجھتے)۔

مرزا صاحب قادیانی کے پیرو اس کو نظر ثانی کے لئے متبعین کی جماعت میں پیش کریں مرزا صاحب کے الفاظ مندرجہ بالا جو اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴ کے حاشیہ پر

موجود ہیں قابل غور ہیں۔آپ فرماتے ہیں: خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔

یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ ان سے آگے کے الفاظ وحی کئے گئے ہیں اور اگر اینچ تان کی جاوے تو الہام میں تو شک نہیں رہتا۔

آگے چلئے تو لوگوں میں کل تین جماعتیں ہوسکتی ہیں: مکفر یا مکذب یا متردد ۔ان ہرسہ کے پیچھے مرزا صاحب کے خدا کے حکم سے احمدی اصحاب کو کسی حالت میں نماز پڑھنی جائز نہیں ۔نہیں معلوم مرزا صاحب قادیانی کے الہامات اور وحی کس قسم کی ہیں کہ خاطی انسان کی مجالس میں ان کی ترمیم و تنسیخ پر بحثیں ہوتی ہیں۔

احمدی لاہوری پارٹی بتائے کہ وہ مرزا صاحب قادیانی کے الہامات کو منجانب خدا سمجھتی ہے یا منجانب...

اگر منجانب خدا سمجھتی ہے تو کیا نص صریح اجماع سے قابل تنسیخ ہو جاتی یا ٹھہر سکتی ہے۔

اور اگر من جانب خدا نہیں سمجھتی ،تو جو شخص خدا کی طرف منسوب کر کے کوئی حکم دے وہ اس قابل ہوسکتا ہے کہ اسکو مسیح موعود مانا جاوے اور وہ مجتہد قرار پاوے اور اس کی تاویلات کو صحیح مانا جاوے۔

اگر مرزا صاحب کے الہام یا وحی مندرجہ بالا کو صحیح مانتے ہو تو حق نہیں کہ اس کی تنسیخ تم سب ملکر کرسکو۔اور اگر غلط مانتے ہو تو لازم آئے گا کہ مرزا صاحب اللہ پر بہتان باندھا کرتے تھے۔لہذا میں اس وقت کہونگا اور تم کو ماننا پڑے گا کہ

قیاس کن زگلستان او بہار او

سچ ہے حبك الشيء يعمى و يصم مرزا صاحب قادیانی سے عقیدت نے غافل کر دیا، مجتہد قیاس میں غلطی کر جائے تو قابل معافی سمجھو یا نہ سمجھو مگر الہام اور وحی میں غلطی چہ معنی ۔ یہ تو دیدہ دلیری اور معمولی سے معمولی خدا ترس انسان کے امکان سے بھی باہر ہے۔

اصل تو یہ ہے کہ اصلی عقیدت تو لاہوری احمدیوں کو بھی مرزا صاحب سے نہیں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے سینکڑوں الہاموں اور وحیوں کی تکذیب رات دن کر رہے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۵۔اگست ۱۹۲۷ء مطابق ۶ صفر ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۴۰ ص ۸)

کیا مرزا صاحب کا اسم علم احمد تھا

(اس مضمون کا تھوڑا سا حصہ ۱۲۔ اگست ۱۹۲۷ء میں درج ہوا مگر وہ غلطی سے غیر مرتب ہو گیا اسلئے اسے کالعدم سمجھا جائے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

(۱۲۔ اگست ۱۹۲۷ء مطابق ۱۳ صفر ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۴۱ کے صفحہ ۵ تا ۷ پر یہ مضمون ہے۔ مجھے جو شمارہ دست یاب ہوا ہے اس میں سے صفحہ ۷ غائب ہے اس لئے مضمون نامکمل ہے۔ بہاء)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں: قرآن مجید میں ہے

و اذ قا ل عیسی ابن مر یم یا بنی اسرا ئیل انی رسو ل اللہ الیکم مصدقاً لما بین ید ی من التو راۃ و مبشراً برسول یا تی من بعدی اسمہ ا حمد فلما جا ء ھم با لبییا ت قا لوا ھذاسحر مبین

عقیدہ قادیانی:

جناب مرزا محمود احمد اسمہ ا حمد کے متعلق لکھتے ہیں:

میرے نزدیک وہ رسول جس کا اسم ذات احمد ہے حضرت مسیح موعود ہی ہیں ... جب اس آیت میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہو ذکر ہے، دو کا نہیں اور اس شخص کی تعیین ہم خود حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں اور جب ہم یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں۔ (الفضل قادیان ۳، ۵ دسمبر ۱۹۱۶ء۔ ص ۵)۔

اس آیت میں ایک ہی شخص احمد نام کی خبر دی گئی ہے نہ دو کی۔ جب اس پیشگوئی کا ایک مستحق مل گیا تو انتظار ختم ہو گیا اور پیش گوئی پوری ہو گئی۔ اسی طرح میں اگر یہ ثابت کر دوں کہ حضرت مسیح موعود اس کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ احمد نام والے رسول آپ ہی ہیں دوسرا کوئی اس میں شامل نہیں۔ کیونکہ احمد نام کے ایک ہی رسول کی اس جگہ خبر دی گئی ہے نہ

ایک سے زیادہ کی ...ہم تو ظلی طور پر حضرت مسیح موعود کو اسمہ احمد والی پیش گوئی کا مصداق نہیں مانتے بلکہ ہمارے نزدیک آپ اس کے حقیقی مصداق ہیں۔ (الفضل قادیان ۲۔۵ دسمبر ۱۹۱۶ء ص ۶)

میرا دعوی ہے کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے اصل مصداق ہیں اور آپ کا نام احمد تھا۔ (القول الفصل۔ص ۷)

حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اصل مصداق اس پیش گوئی کا میں ہی ہوں۔ (القول الفصل۔ص ۲۷)۔

اس پیش گوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود ہی ہو سکتے ہیں نہ اور کوئی۔

(انوار خلافت۔ص ۳۳)

حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا، آپ کا نام آپ کے والدین نے احمد رکھا۔

(انوار خلافت۔ص ۳۳)

اقول: میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کے عقیدہ بالا کا خلاصہ یہ ہے:

ا۔اس آیت میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہو، ذکر ہے۔

ب۔اس آیت میں ایک ہی شخص احمد نام کی خبر دی گئی ہے، نہ دو کی۔

ج۔مرزا صاحب قادیانی کا نام احمد تھا۔

د۔مرزا صاحب قادیانی ہی وہ رسول ہیں جن کا اسم ذات احمد ہے۔

ہ۔ مرزا صاحب قادیانی اس پیش گوئی کے اصل مصداق ہیں۔

و۔مرزا صاحب قادیانی اس کے حقیقی مصداق ہیں۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ

ا: اس آیت میں ایک رسول جس کا صفاتی نام احمد ہو، ذکر ہے دو کا نہیں۔ اور وہ رسول جس کا صفاتی نام احمد ہے حضرت محمد ﷺ ہی ہیں، پس اس بشارت عیسوی اسمہ احمد کے اصل و حقیقی مصداق آنحضرت ﷺ ہی ہیں اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس بشارت کے اصل و حقیقی مصداق مرزا صاحب ہیں وہ گمراہ اور کافر ہے۔

۲۔میاں محمود کا یہ لکھنا کہ آپ کا نام آپ کے والدین نے احمد رکھا، سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا اسم ذاتی غلام احمد تھا جیسا کہ ذیل کی

تحریروں سے ظاہر ہے:

۱: مرزا غلام مرتضیٰ نے ایک نہایت مبارک فال کو مدنظر رکھ کر آپ کا نام غلام احمد رکھا۔ (براہین احمدیہ طبع بدر پریس لاہور ۱۹۰۶ء ص ۶۲)

۲۔ حیاۃ النبی جلد اول صفحہ ۵۱ پر ہے:

مرزا صاحب کا نام غلام احمد رکھا گیا

۳۔ تحفہ شاہزادہ ویلز صفحہ ۲۹ پر ہے:

اور آپ کا نام آپ کے ماں باپ نے غلام احمد رکھا۔

۴۔ پیغام صلح ۲۹ شوال ۔۳ ذی قعد ۱۳۴۳ صفحہ ۹ پر ہے:

آپ کے والد ماجد نے ایک نہایت مبارک فال کو مدنظر رکھ کر آپ کا نام غلام احمد رکھا۔

۵۔ الفضل ۶ ستمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۶ پر ہے:

والدین نے اسکا نام غلام احمد رکھا۔

۶۔ الفضل ۱۵۔۱۹ مئی ۱۹۱۷ء صفحہ ۸ پر ہے:

مسیح موعود کا نام غلام احمد۔ یہی نام ان کا ان کے والدین نے رکھا۔

۷۔ الفضل ۲۷ نومبر یکم دسمبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۹ پر ہے:

حضرت مسیح موعود کے والدین نے آپ کا نام غلام احمد رکھا۔

۸۔ الحکم ۳۰، اپریل ۱۹۰۲ صفحہ ۸، پر مرزا نے فرمایا:

ہم جو کچھ کر رہے ہیں آنحضرت ﷺ کی عزت کیلئے کر رہے ہیں ہم تو اسلام کے مزدور ہیں۔ میرا نام جو غلام احمد رکھا میرے والدین کو کیا خبر تھی کہ اس میں کیا راز ہے۔

۹۔ الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲ پر ہے:

اور خود اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے ذریعہ سے غلام احمد نام رکھا۔

۱۰۔ الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۳ پر ہے:

اور اللہ تعالیٰ نے نام اس کا بذریعہ والدین کے غلام احمد رکھوایا ہے۔ باقی آئندہ

(ہفت روزہ اہل حدیث ۲۶۔ اگست ۱۹۲۷ء مطابق ۲۷ صفر ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۴۳ ص ۳۔۴)

بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت

دفاع از بہاء اللہ

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ بریلوی لکھتے ہیں:

قادیانی حضرات کی پالیسی جو مذہبی مناظرات کے متعلق انہوں نے اختیار کر رکھی ہے اس کی مثال اگر کہیں مل سکتی ہے، تو وہ غیر مسلم (آریہ وعیسائی) میں ملتی ہے جہاں تحقیق حق کا کچھ کام نہیں۔ یعنی خالی موقع محل دیکھ کر شور وغل مچاتے ہوئے اپنا مطلب نکالنے کی سعی کرنا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ لیکن اپنی ذاتی صداقت کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اہل اسلام کے مقابلہ پر مسئلہ وفات مسیح تجویز کیا۔ جس سے مطلب یہ تھا کہ ذاتی صداقت پر تو مخالف کو بحث کرنے کا موقع ملے یا نہ ملے، عوام کالانعام قادیان کو خوش کرنے کے لئے پہلے حیات وممات کے مسئلہ پر خوب قال اقول ہو جایا کرے، اور مریدین کو کہنے کا موقع مل جائے کہ ہمارے مولوی صاحب نے خوب قرآن وحدیث پڑھا اور حقائق ومعارف بیان فرمائے۔

اسی طرح جب کبھی غیر مسلم اقوام سے مناظرہ ہونے کو ہوتا ہے، تو قادیان سے شرط پیش ہوتی ہے کہ پہلی بحث آنحضرت ﷺ کی صداقت پر ہوگی۔ اگر کوئی غیر مسلم چاہے کہ پہلے جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت پر بحث ہو، تو قادیانی حضرات ہرگز اس پہلو پر نہ آئیں گے۔

چنانچہ ۱۹۲۴ء میں بمقام سیالکوٹ عیسائیوں نے قادیانی حضرات کی بے جا تعلیوں کو چیلنج کیا کہ احمدی صاحبان ہمارے ساتھ مرزا صاحب قادیانی کی نبوت پر بحث کر لیں۔ مگر قادیانی حضرات کی طرف سے (باوجود اصرار وتکرار کے) یہی جواب ملا کہ ہم تو پہلے آنحضرت ﷺ کی صداقت پر بحث کریں گے۔ مسیحی صاحبان نے یہاں تک لکھا کہ،

اگر مرزا صاحب کی مسیحیت پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے، تو وہ

صرف مسیحیوں کو ہے، کیونکہ مسیحی صرف ہم ہی کہلاتے ہیں، اور مرزا صاحب نے مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے۔

پس ہمیں حق ہے کہ ہم اس مسیح کو آزمائیں اور دیکھیں کہ کیا یہ فی الحقیقت وہی ہے جس کے لئے ہم چشم براہ ہیں۔

(مسیحی اشتہار، احمدیوں کا مباحثہ سے انکار اور مسیحیت کی عظیم الشان فتح ص۲ کالم۲)

اس معقول اور مدلل مطالبہ کے جواب میں بھی قادیانیوں نے یہی جواب دیا کہ،

نبوت مسیح موعود پر بحث کرنا موجودہ حالت میں ہم آپ سے مناسب نہیں سمجھتے۔ (ایضاً)

مطلب یہ کہ بہر حال مرزا غلام احمد صاحب کی ذات کو پوشیدہ رکھا جائے گا اور چونکہ آنحضرت ﷺ کی ذات ستودہ صفات صادق ومصدق ہے اس پر بحث کرنا بلکہ انبیاء علیہم السلام سے آنحضور کو افضل ثابت کر دینا آسان ہے اور پھر بعد اس کے، احمدیوں کی فتح، اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کے خالی اشتہارات اور اخبارات شائع کرنا تو قادیان کی روزمرہ کی پریکٹس ہے جو عوام مریدان قادیان کی خوش عقیدگی کو زیادہ کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

اہل اسلام اور غیر مسلم اقوام کے ساتھ تو قادیان والوں نے مذکورہ بالا طریقوں سے پیش آکر مرزا صاحب قادیانی کی صداقت کو پوشیدہ رکھا لیکن جب اپنے پرانے ، بہائی مذہب والوں کے ساتھ بذریعہ تحریرات گفتگو کرنا پڑی، تو ان کو پیچھے ہٹانے کے لئے ایک نرالا طریقہ اختیار کیا کہ بہاء اللہ نے تو خدا ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اس لئے اس کی کوئی بات قبول نہیں۔

گویا جس طرح ہر قوم سے مرزا غلام احمد صاحب کو بچانے کے لئے مختلف سدیں بنائی تھیں، اسی طرح بہائیوں کے مقابلے پر بھی محض اپنے عوام مریدوں کو قابو رکھنے کے لئے بہاء اللہ کے دعوی الوہیت کی سد تیار کر لی۔ اور یہ جان لیا کہ ہمارے مریدوں کو کہاں فرصت ہے کہ وہ غیروں کی تحریریں پڑھیں گے اس یہی حکمت عملی کافی ہے۔

لیکن کیا یہ حقیقت ہے کہ بہاء اللہ ایرانی نے دعوی الوہیت کیا ہے؟
میں کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔

بالخصوص کسی ایسے شخص کا کیا حق ہے کہ وہ بہاء اللہ کو مدعی الوہیت کہے جس کا ایمان مرزا صاحب قادیانی کی ۸۰۔۹۰ کتب پر ہو اور جس کا یہ بھی ایمان ہو کہ یوم یاتی ربك فی ظلل من الغمام (یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا) میں خدا سے مراد، مرزا صاحب قادیانی ہیں (حقیقۃ الوحی طبع دوم۔ص ۱۵۴)

میں نے بہائیوں اور مرزائیوں کی لگاتار تحریرات پڑھ کر گذشتہ سال پانچ سوالات بذریعہ اشتہار موسومہ: پنجہ صابری، قادیانی علماء کی خدمت میں پیش کئے تھے اور جن علماء کو میں جانتا ہوں خصوصیت کے ساتھ ان کی خدمت میں وہ اشتہار بھیج دیا تھا بلکہ سب سے اول جناب بشیر الدین محمود احمد امام قادیان کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری روانہ کیا تھا۔ جس کو صاحب موصوف نے بتاریخ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۶ء بمقام ڈلہوزی وصول فرمایا۔ لیکن افسوس کہ آج تک اس کا جواب نہیں ملا اور نہ آئندہ ملنے کی امید ہے اسی اشتہار میں چوتھا سوال یہ کیا گیا تھا کہ

> ایک شخص توحید کا قائل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں اکثر گڑگڑاتا ہے۔ اس کے بعض کلمات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دعوی خدائی ہے۔ وہ اپنے ایسے کلمات کی مدلل تاویل کرکے دعوی خدائی سے صاف منکر ہے۔ بلکہ جو لوگ اس پر دعوی خدائی کا الزام لگاتے ہیں ان کی خود تردید کرتا ہے۔ کیا ایسے شخص کو حقیقت میں مدعی الوہیت کہا جائے گا۔
>
> (اس سوال کا جواب دیتے وقت مرزا صاحب کی تحریریں اس طور پر زیر نظر رکھنی چاہییں کیونکہ یہی ٹھوکر کا مقام ہے)۔ (از اشتہار پنجہ صابری۔ص ۲)

اس سوال سے میرا یہی مقصد تھا کہ قادیانی حضرات اصولاً اہل بہاء سے فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور ایک غیر جانبدار کے مذکورہ بالا سوال کا اصولی جواب دے کر اپنے اس اعتراض کو کہ بہاء اللہ نے خدائی کا دعوی کیا ہے بہت وزن دار ثابت کریں۔ مگر افسوس کہ ان سے یہ نہ ہو سکا بلکہ الٹا خواہ مخواہ مجھ کو بہائی مشہور کرتے رہے جو ان کی انتہائی کمزوری کی دلیل ہے۔

اس کے بعد میں نے مولوی اللہ دتا جالندھری کے ایک مضمون مندرجہ اخبار الفضل کے جواب میں ایک مضمون ۲۹۔ اپریل ۱۹۲۷ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر

میں دیا جس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا:

> جب تک مرزا صاحب کی ۸۰ کتابیں دنیا میں موجود ہیں اوران میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ درست ہے توان پر اعتقاد رکھنے والے کسی شخص کا حق نہیں ہے کہ وہ بہاء اللہ کو مدعی الوہیت کہے یا ان کا مدعی الوہیت ہونا ثابت کر سکے۔ (اخبار مذکور۔ص ۹)

صرف اسی فقرہ کا جواب دینے کے لئے ایک صاحب حافظ سلیم احمد صاحب احمدی اٹاوی آگے بڑھے۔ چنانچہ انہوں نے اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۴ جون ۱۹۲۷ء میرے مذکورہ بالا الفاظ میں سے صرف ایک جملہ،

> کسی شخص کا حق نہیں کہ وہ بہاء اللہ کو مدعی الوہیت کہے،

لے کر اور اسے میرا دعوی بنا کر جواب دینا شروع کر دیا۔

خیر ایسی باتیں تو حضرات قادیان کے نزدیک معمولی سمجھی جاتی ہیں جس کے لئے مجھے افسوس نہ کرنا چاہیے۔ مجھے افسوس ہے تو صرف اس بات کا کہ نامہ نگار مذکور نے اپنے قلم سے بجز نقل نویسی کے کچھ نہیں کیا۔ اور انہوں نے خود کبھی تکلیف گوارا نہ فرمائی ہوگی کہ ایک آدھ بہاء اللہ کی لوح سالم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ بلکہ جو کچھ مولوی فضل الدین صاحب قادیانی نے بہاء اللہ کے دعوی الوہیت کے متعلق لکھا ہے اسی کو حرف بحرف ان کی کتاب سے لے کر اخبار اہل حدیث امرتسر میں نقل کر دیا اور نام اور حوالے بہاء اللہ کی کتابوں کے تحریر کر دیئے جو میرے نزدیک دیانت داری کا کام نہیں کیونکہ جس کتاب سے کوئی عبارت لی جاوے اسی کا حوالہ دینا ضروری ہے تاکہ سرقہ ثابت نہ ہو۔

خیر نامہ نگار مذکور سے جو کچھ ہو سکا اس کی کیفیت مختصر یہی ہے کہ انہوں نے محض ایک نقل نویسی کر کے بہائی کتب کے صفحات وغیرہ کا حوالہ دے کر ناظرین اہل حدیث امرتسر پر اپنے آپ کو یہ ثابت کرنا چاہا کہ گویا انہوں نے بہاء اللہ کی کتب خود دیکھی ہیں اور ان کو پڑھنے کے بعد بطور نتیجہ مضمون تحریر فرمایا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لئے میں با دب حافظ سلیم احمد صاحب احمدی اٹاوی کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اگر انہیں باوجود مرزا صاحب قادیانی کی مریدی کے بہاء اللہ کا دعوی الوہیت

ثابت کرنے کا شوق ہے، تو اصول طے کرنے کے لئے پہلے میرے سوال نمبر۴ کا جو اوپر درج ہو چکا ہے، جواب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریرات کی روشنی میں تحریر فرماویں تا کہ یہ بحث آسانی کے ساتھ طے ہو جائے۔ ورنہ بے انصافی کے ساتھ بے اصولی باتیں کرنا کچھ مفید نہیں ہوا کرتیں۔

ہاں میں قادیانی صاحبان کی خدمت میں اتنا اور گذارش کر دیتا ہوں کہ بہاء اللہ نے بھی اسی مقام کا دعوی کیا ہے جس کا دعوی جناب مرزا صاحب قادیانی کو تھا (بلکہ یوں کہیے کہ مرزا صاحب قادیانی نے وہی دعوی کیا ہے جو بہاء اللہ نے کیا۔ اڈیٹر اہل حدیث) یعنی مسیح موعود بلکہ موعود کل ملل وادیان۔ اور مرزا صاحب قادیانی کی اصطلاح میں مسیح موعود کو جیسا ہونا چاہیے تھا بہاء اللہ صاحب ٹھیک ویسے ہی تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی، مسیح موعود کے متعلق فرماتے ہیں کہ

(آخری زمانے میں) خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہوگا۔ (چشمہ معرفت۔ص ۳۱۸)

قرآن مجید میں جو نفخ صور کا لفظ ہے، اس سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں یعنی قرنا جن کے دلوں میں وہ اپنی آواز پھونکتا ہے یہی محاورہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے کہ خدا کے نبیوں کو خدا کا قرنا قرار دیا گیا ہے یعنی جس طرح قرنا بجانے والا قرنا میں اپنی آواز پھونکتا ہے اسی طرح خدا ان کے دلوں میں آواز پھونکتا ہے۔ (ایضاً ص ۷۸)

نفخ صور کے یہ معنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے پہلے بہاء اللہ کی کتب میں مذکور ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب ایقان میں اس کو تشریح کے ساتھ لکھا ہے اسی لئے ان کی الواحات میں جہاں جہاں اس قسم کے الفاظ ہیں کہ،

میں مخلوق کا خالق ہوں، یا،

عکہ کے جیل کانہ میں بولنے والا تمام اشیاء کا خالق ہے، یا

، میں قضا وقدر کا مالک ہوں،

وغیرہ ان کو قرنا میں آواز پھونکنے والے کی آواز سمجھنا چاہیے، نہ کہ قرنا کی۔

اتنی سی غلطی قادیان والوں کو لگ رہی ہے کہ وہ قرنا اور قرنا میں پھونکنے

والے میں تمیز نہیں کرتے، یا دانستہ تعصب اور ہٹ دھرمی سے غلط الزام کے مرتکب ہو رہے کیونکہ بہاء اللہ نے خود لکھا ہے کہ

ان الروح ما نطق عن الھوی بل بما غرد روح القدس فی صدرہ الممر والاصفیء ۔(یعنی بے شک روح (بہاء اللہ) ننے خواہش نفسانی سے کلام نہیں کیا بلکہ بدیں سبب کہ روح القدس اس کے بلوریں صاف اور شفاف سینہ میں گونجا ہے۔(بہائی اخبار کوکب ہند مورخہ ۱۷ جون ۱۹۲۵ء ص ۱۴)

علاوہ اسکے بہاء اللہ نے اپنے آپ کو بندہ ہی کہا ہے خدا نہیں کہا چنانچہ لکھا ہے کہ

ایں عبد (بہاء اللہ) از اہل علم نبودہ و مدرسہ نرفتہ و برحسب ظاہر در بیت یکے از رجال دولت متولد شدہ و باو منسوب ۔ (الواحات مبارکہ۔ص ۲۸۱)۔

(یعنی یہ بندہ (بہاء اللہ) علم والوں سے نہیں تھا اور نہ مدرسہ میں گیا اور ظاہری طور پر ایک دولت مند کے گھر پیدا ہو کر اس کی طرف منسوب ہوا)۔

میری مفصل تحریر اس موضوع (بہاء کے دعوی الوہیت) پر میرے چوتھے سوال کا جواب ملنے پر قادیانی حضرات کی خدمت میں پیش ہو سکے گی جو جگہ جگہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مسلمات اور تحریرات سے مزین ہو گی انشاء اللہ العزیز۔

پس قادیانی حضرات پنجہ صابری کا، بالخصوص میرے سوال نمبر ۴ کا، جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ ستمبر ۱۹۲۷ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۴۵ ص ۴۔۵)

کیا مرزا صاحب کا اسم علم احمد تھا

(۲۶۔اگست ۱۹۲۷ء سے آگے)

(اس کے متعلق لکھا گیا تھا کہ اسکا ایک ٹکرا، ۱۲۔اگست کے اہلحدیث میں غلطی سے درج ہوا۔اس ۱۲۔اگست والے ٹکڑے کی جگہ آج کا مضمون ہے۔لہذا اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔مدیر اہل حدیث امرتسر)

جناب بابو حبیب اللہ صاحبؒ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

میاں محمود احمد کے الفاظ انوار خلافت کے صفحہ ۱۸ پر یہ ہیں:

آیت یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا لفظ جو قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود کے متعلق ہی ہے۔

نیز مرزا صاحب قادیانی، ایام الصلح کے صفحہ ۱۵۱۔۱۵۲ پر لکھتے ہیں:

جس طرح بعض صفات کے لحاظ سے امام موعود کا نام احمد اور محمد رکھا گیا اسی طرح بعض دوسری صفات کے لحاظ سے عیسی اور مسیح ابن مریم رکھا گیا۔

اقول:

میاں محمود احمد کی ان تحریروں کی تردید کرنے سے پہلے میں چند باتیں ذیل میں درج کرتا ہوں۔

اول: اس آیت میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہو ذکر ہے ۔(الفضل قادیان۔۲۔۵ دسمبر ۱۹۰۶ء ص ۵)۔

حالانکہ مرزا غلام احمد نے یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ اس آیت میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہو، ذکر ہے۔

دوم: یہ کہ جناب محمود احمد قادیانی لکھتے ہیں:

میرے نزدیک وہ رسول جس کا اسم ذات احمد ہے حضرت مسیح موعود ہی ہیں ۔(الفضل ۲۔۵ دسمبر ۱۹۱۶ء)

حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ میرا اسم ذات احمد ہے۔

سوم۔ یہ کہ مرزا محمود احمد قادیانی لکھتے ہیں:

آپ کا نام آپ کے والدین نے احمد رکھا ہے۔ (انوار خلافت۔ص ۳۳)

حالانکہ خود جناب مرزا صاحب قادیانی نے یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ میرے والدین نے میرا نام احمد رکھا ہے۔

حق بات یہ ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے یہ تینوں باتیں مرزا غلام احمد کی

وفات کے بعد کہی ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یوں تو قادیانی لٹریچر کی ہر ایک بات ناقابل فہم ہے مگر مضمون ہذا یعنی مرزا کا اسم علم احمد ہونا عجیب ترین پہیلی ہے اس لئے کہ مرزا قادیانی ازالہ اوہام میں خود لکھتے ہیں کہ

قرآن میں میرا ذکر یوں ہے کہ سورۃ والعصر کے تیرہ سو عدد ہیں اور میرے نام غلام احمد قادیانی کے بھی تیرہ سو ہیں۔

یہ بیان آپ کا محل دلیل ہے جو قطعی ہوتی پھر نہیں معلوم اس تصریح کے ہوتے ہوئے بھی امت مرزائیہ منشی حبیب اللہ اور اہل حدیث کو ایسے مضامین پر قلم اٹھانے کی کیوں تکلیف دیتی ہے۔

ہاں یاد آیا کہ صرف یہی ایک مضمون محل افسوس نہیں بلکہ مرزائیوں کی ساری روش ہی محل افسوس ہے کیا مرزا صاحب نے اپنی نزاع اور اپنے منصب کے متعلق صاف اور صریح لفظوں میں نہیں لکھا تھا کہ ہم دونوں (مرزا قادیانی اور ثناء اللہ) میں سے جو جھوٹا ہے پہلے مرے گا۔ پھر کیا امت مرزائیہ نے مرزا صاحب کے اس ارشاد ہدایت بنیاد کو مان لیا؟ نہیں۔ کیوں؟

و ان یروا سبیل الرّشد لا یتّخذو ہ سبیلا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ ستمبر ۱۹۲۷ء۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۴۵ ص ۶۔۷)

مرزائی کس طرح تبلیغ اسلام کرتے ہیں

(۲۳ ستمبر ۱۹۲۷ء کے اہل حدیث میں لکھا تھا کہ مرزائی مبلغ بڑے دانا زمانہ شناس ہیں۔ وہ اس شور وشر کے زمانہ میں مسلمانوں کے پیش پیش ہو کر اپنے مذہب اور عقیدے کی اشاعت سے غافل نہیں ہوتے بلکہ موقع کی تاک میں رہتے ہیں۔ اس کی تصدیق میں مولوی محمود ابو مسعود بنارسی کا مراسلہ درج کیا جاتا ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

بگرامی خدمت مولانا ابوالوفا صاحب دام مجدکم۔ سلام علیکم:

مرزائیوں کے متعلق ۲۳ ستمبر ۱۹۲۷ء کے پرچہ میں جو کچھ جناب نے تحریر

فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ یہاں مولوی خلیل داس صاحب و پنڈت رام چندر جی آئے۔ دونوں کے قریب قریب ایک ماہ تک مذہبی لیکچر ہوتے رہے۔ آریوں نے اسلام کے خلاف لیکچر دیا جس سے مسلمانوں میں جوش پیدا ہوا۔ خلیل داس کے خوب لیکچر ہوئے۔ خلیل داس کے چلے جانے کے بعد لکھنؤ سے دھرم بھکشو صاحب آئے اور انہوں نے اسلام کے خلاف دریدہ ذہنی شروع کی اسی وقت سے یہاں کی فضا خراب ہونے لگی۔ یہاں صدر میں چند پنجابی قادیانی رہتے ہیں ان کو موقع ملا اور قادیان سے مبلغ بلائے۔ چنانچہ میر قاسم علی صاحب آئے۔ عوام قادیانی کے نام سے بھڑک گئے مگر ان چند قادیانیوں نے دوڑ دھوپ کر کے مخصوص مسلمانوں کو تیار کیا کہ مطلق اسلام کی تبلیغ میں میر صاحب سے لیکچر کرائے جائیں۔ چنانچہ بمشکل چند لیکچر ہوئے۔

لیکچر کے متعلق کیا عرض کروں، بعض جلسوں کی مجھے صدارت کرنی پڑی اور میں نے کس طرح سنبھالا۔ لیکچروں میں گو کھلے لفظوں میں تو اپنے فرقہ کی تبلیغ نہ کر سکے مگر عوام کو اس سے باخبر کر دیا کرتے تھے کہ قادیانی جماعت بھی کوئی جماعت ہے، اور ان کے خلیفۃ المسیح بھی ہیں۔ پرائیویٹ وقتوں میں اپنے مذہب کی کھلم کھلا تبلیغ کرتے تھے۔ چنانچہ انکے مذہب کے مداح چند تعلیم یافتہ حضرات نظر آئے اور میں نے سمجھا کہ لوگ پھنسے۔ میں نے بھی ان لوگوں سے ملنا اور اصلاح کرنا شروع کیا۔ پڑھے لکھے حضرات کو تو قادیانی مذہب کی پوری حقیقت بتلا دیتا مگر عوام کو لدھیانہ کا واقعہ بتلا دیتا اور کہہ دیتا کہ اتنا ہی جا کر پوچھو کہ مولانا امرتسری کو تین سو روپئے انعام میں کیوں دیئے۔ بحمد اللہ اس کا اثر اچھا رہا اور کوئی ان کے جال میں نہ پھنس سکا۔ اگر ۴ ستمبر سے یہاں فساد نہ شروع ہو جاتا تو یہ لوگ عرصہ رہتے اور ممکن تھا کہ کچھ لوگ بعد کو پھنس جاتے مگر اس فساد نے ان مبلغین کو یہاں سے روانہ ہو جانے پر مجبور کر دیا جس سے یہ وبا یہاں سے دور ہوئی اور مسلمان گمراہی سے بچ گئے۔ چنانچہ ان لوگوں کے جانے کے بعد ایک روز مسلم لائبریری میں چند مرزائیوں سے میری بحث ہوگئی اور حیات مسیح معجزہ مسیح و مرزا صاحب کے متعلق کافی بحث ہوئی اور خاص اس مضمون پر غیر مرزائی کو یہ لوگ کافر سمجھتے ہیں۔

بحمد اللہ اس بحث سے بقیہ مسلمانوں کو اطمینان ہو گیا اور سب کا ایمان محفوظ

رہا۔ یہ حضرات ایسے ہیں اور آج کل بڑی پالیسی سے کام لے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے بہت ہوشیار رہنا چاہیے اور ہرگز ان سے کام نہ لینا چاہیے۔

ابومسعود قمر بنارسی از ناگپور۔ صدر بازار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۵۰ ص ۸۔۹)

بہاء اللہ کے دعوی پر ایک نظر

(اس میں شک نہیں کہ ہمارے عقیدے کے مطابق شیخ بہاء اللہ ایرانی اور مرزا صاحب قادیانی ایک ہی رتبہ کے بزرگ ہیں۔ لا نفرق بینهما۔ تاہم ان میں سے کسی کی تائید یا تردید میں مضامین اہل حدیث میں اس غرض سے درج ہوتے ہیں کہ ناظرین کو ان دونوں مذاہب کے بارے میں معلومات پہنچ جائیں۔

قادیانی امت بہت زور دیتی ہے کہ شیخ بہاء اللہ نے خدائی کا دعوی کیا ہے۔ امت بہائیہ اس سے منکر ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل مضمون شیخ بہاء اللہ سے دفاع الوہیت کے متعلق ہے۔ آئندہ ہفتہ ایک ایسا مضمون درج ہوگا جس کی سرخی ہوگی: بہاء اللہ ایرانی از روئے لٹریچر قادیانی۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

جناب ایم اے لطیف صاحب برما سے لکھتے ہیں:

حضرت مولانا المکرّم السلام علیکم

آپ کا موقر پرچہ اہل حدیث مجریہ ۹ ستمبر ۱۹۲۷ء بندہ کی نظر سے اتفاقاً گذرا۔ احمدیوں کی طرف سے حضرت بہاء اللہ پر دعوی الوہیت کا اتہام بہت دنوں سے لگایا جارہا ہے، اس بارے میں بہائیوں نے مستقل رسالجات مثلاً البلاغ المبین وغیرہ لکھ کر اطراف ہند میں شائع کر دیئے ہیں۔ اور ان کے الاشراق واخبار کوکب ہند میں متعدد مرتبہ تردید بھی ہوچکی ہے۔

مگر افسوس ہے کہ احمدی دوستوں نے بہائیوں کے جوابات کی طرف پوری توجہ نہیں کی۔ اگرچہ یہ بھی معلوم ہے کہ بہت سے سمجھ دار احمدیوں نے ان جوابات کو پڑھ کر اپنے اعتراضات واپس بھی لے لئے ہیں لیکن ان کی حیثیت انفرادی ہے۔

صابری صاحب بریلوی کا جواب اس بارے میں بہت معقول و مدلل ہے اور امید ہے کہ احمدی صاحبان کے لئے وہ شمع ہدایت ہوگا۔ لیکن یہ اس وقت تک ممکن

نہیں جب تک کہ احمدی حضرات میزان عدل کا استعمال کرنا نہ سیکھ لیویں۔ میں خاص کر حافظ سلیم احمد صاحب احمدی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ بہائیوں پر اعتراض کرنے سے پہلے احمدی لٹریچر کو اچھی طرح پڑھیں۔اس وقت مرزا قادیانی کے ایک اشتہار کا خلاصہ درج کرتا ہوں جوانہوں نے ڈاکٹر ڈوئی کے مقابل شائع فرمایا تھا۔اورریویوجلد ۶ نمبر ۴۔اپریل ۱۹۰۷ء میں درج ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

انسان خدا تو نہیں ہوسکتا مگر بڑے بڑے تعلقات اس سے پیدا کر لیتا ہے جب وہ بالکل خدا کے لئے ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں صاف کرتا کرتا ایک مصفا آئینہ بن جاتا ہے تو اس آئینہ میں عکسی طور پر خدا کا چہرہ نمودار ہوتا ہے اس صورت میں وہ بشری اور خدائی صفات میں ایک مشترک چیز بن جاتا ہے اور کبھی اس سے صفات الہیہ صادر ہوتی ہیں کیونکہ اسکے آئینہ وجود میں خدا کا چہرہ منعکس ہے اور کبھی اس سے بشری صفات صادر ہوتی ہیں کیونکہ وہ بشر ہے۔،

پھر آگے چل کر اپنا اور مسیح ابن مریم کا مقابلہ کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

میرے آئینہ میں اس کا چہرہ اس سے زیادہ وسیع طور پر منعکس ہوا ہے جو اس (حضرت عیسی) کے آئینہ میں ہوا تھا۔،

حضرت (مرزا) صاحب کی یہ عبارت کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں۔اس کی روشنی میں حافظ سلیم احمد صاحب اپنے اعتراضات پر غور فرمائیں اور ذوق سلیم کا استعمال کریں۔ بہائیوں کا عقیدہ اس بارے میں یہ ہے

حضرت حسین علی نوری پر تجلی بہاء الہی فرمان ربانی

و ما کان لبشر ان یکلمه الله الّا و حیا او من وراء حجاب (الشوری) کے طریق پر تھی۔یعنی آئینہ ہیکل انسانی میں تجلی الہی کا ظہور تھا،

اسی لئے کلام ابہی سے کہیں ربوبیت کا اظہار ہوتا ہے کہیں رسالت کا مقام کا پتہ چلتا ہے اور کسی جگہ عبودیت کبری کی تشریح ہوتی ہے چنانچہ بہائی الواح و مکتوب میں دیگر احبا کو بھی علیکم بہاء اللہ فرمایا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سے جسم ظاہری مراد نہیں ہوسکتی بلکہ وہی تجلی الٰہی مراد ہے جو کوہ طور پر جلوہ فگن ہوئی تھی جس

نے اننی انا اللہ کا دعوی کیا تھا

روا باشد انا الحق از درختے
چرا نبود روا از نیک بختے

کتاب ایقان میں مشرح طور پر یہ بیانات درج ہیں۔مثلاً صفحہ ۸۰ پر یوں فرمایا ہے:
جواہر قدس نورانی را از عوالم روح روحانی بہیا کل غیر انسانی درمیان خلق ظاہر فرمود تا حکایت نمایند ازاں ذات ازلیہ وساذج قدمیہ وایں مرایائے قدسیہ ومطالع ہویّہ بتامھم ازاں شمس وجود وجوہر مقصود حکایت مے نمایند مثلاً علم ایشاں ازعلم او۔الخ ۔(یعنی پیغمبران الہی اسکی خلق کے اندروہ آئینے ہیں جو کامل ومکمل طور پر ذات الہی کی تجلی کی جلوہ گاہ ہیں یعنی ان کا علم خدائی علم ہے ان کی سلطنت وقدرت وجمال خدائی سلطنت وقدرت وجمال ہوتا ہے)۔

پس چاہیے کہ احمدی صاحبان اس بیان مبارک کو پڑھ کر حافظ سلیم احمد صاحب کو یوں مخاطب کریں

شادم کہ از رقیباں دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد گشتہ باشد

اپنے مضمون کے اخیر میں بازاری طریق پر چند ناگفتنی باتیں صاحب مضمون نے درج فرمائی ہیں۔ہم اس بارہ میں جنابہ نصرت جہاں بیگم یا امۃ الحفیظ پر کوئی حملہ نہیں کریں گے کیونکہ یہ ہمارے مسلک کے خلاف ہے ایسی حالت میں ہمارا وظیفہ صبر ہے اور صبر ہی رہے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱۔اکتوبر ۱۹۲۷ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ جلد ۲۴ نمبر ۵۱)

مسیح قادیان سے اسلام کو نقصان

مولوی نور محمد خانؒ صاحب مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور سے لکھتے ہیں:
دنیا میں انبیاء علماء صلحاء کی بعثت صرف اس غرض سے ہوتی ہے کہ جو لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے سرگشتہ وگمراہ ہوگئے ہیں ان کو ہدایت یاب اور منزل فلاح

تک پہنچاویں اور جو دنیاوی تنعّمات میں ایسے مشغول ہیں کہ اپنے منعم حقیقی سے بالکل غافل ہو گئے ہیں ان کو بیدار و متنبہ کریں اور اشاعت حق میں اپنی جان و مال قربان کر دیویں تاکہ اسلام کا بول بالا ہو کفر نیست و نابود توحید کی اشاعت شرک کا قلع قمع اور دنیاوی افتراقات اٹھ جاویں اور لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو جاویں۔

مگر موجودہ زمانہ میں ایک ایسے رسول (قادیانی مرزاجی) تشریف لائے جن کا زبانی دعوی حقیقتاً بہت ہی پر زور تھا کہ میں دنیا میں اشاعت اسلام و کسر صلیب واستیصال کفر کے لئے تشریف لایا ہوں چنانچہ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸۔۴۹۹)

یہ علامتیں حضرت مسیح علیہ السلام کی ہیں لیکن جب مرزا صاحب قادیانی خود اس عہدہ کے انچارج ہو کر تشریف لائے تو بلا کم و کاست اس کی یہ تشریح فرمائی:

چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور

ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے

هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

یعنی خداوہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اسکو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے یعنی ایک عالم گیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرتﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئیگا (چشمہ معرفت۔ص۸۲)

مگر آہ! افسوس! مسیح موعود اور رسول (مرزاجی) دنیا میں آیا اور چلا گیا پھر بھی اسلام خطرے میں ہے اور صدہا مصائب میں مبتلا ہے اور اسلام میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہو گئے ہیں۔ اور تمام عالم میں تثلیث و تکفیر و فسق و فجور کا بازار گرم ہے۔ غرض ہر حیثیت سے بجائے ترقی اسلام تنزل وانحطاط ہے۔

ورنہ مرزائیو! ایمان سے بتلاؤ کیا تمام آفاق میں اسلام پھیل گیا اور عالمگیر غلبہ کاملہ ہو گیا؟ تمام قومی افتراقات مٹ گئے اور مختلف الخیال قومیں متحد باسلام ہو گئیں؟ کیا یورپ مسلمان ہو گیا؟ امریکہ و تمام بلاد مغربی میں اشاعت اسلام موجود ہے؟ اور ہندوستان کی تمام قومیں اسلام کی قائل ہو گئیں۔ اور تمہارے اس دارالامان قادیان تخت گاہ رسول میں ہندو سکھ آریہ وغیرہ مسلمان ہو گئے۔ نہیں نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر مرزاجی کیسے مسیح موعود۔، دوستو!

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

ہاں یہ ضرور ہوا کہ قادیانی مرزاجی نے تمام دنیا کے مسلمانوں اور کلمہ گویان اور خادمان شریعت محمدیﷺ کو کافر و خارج از اسلام قرار دیا کیونکہ مرزاجی کا نہ ماننے

والا کافر ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

۱۔ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہت اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم۔ص ۶۲)

۲۔ کفر دو قسم پر ہے ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جسکے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول کے فرمان ہیں، وہ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۷۹)

۳۔ بہر حال جب کہ خدا تعالی نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ (منقول از تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۳۵)

۴۔ پس یاد رکھو کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ (تحفہ گولڑویہ۔ص ۱۸)

میاں محمود خلیفہ قادیان کے نزدیک بھی منکر نبوت مرزا کافر ہے

۱۔ جو حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔ (تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰)

۲۔ ہمارا ایمان ہے کہ جیسے اور انبیاء کے منکرین اللہ تعالی کی درگاہ سے بعید کئے جاتے ہیں آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منکرین کا بھی یہی حال ہے۔

(تشحیذ الاذہان۔ ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۳۱)

۳۔ آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔

(تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰ بابت اپریل ۱۹۱۱ء)

جب قادیانی مرزا جی نے اپنے مٹھی بھر سرگروہ کے سوا تمام دنیا کے مسلمانوں کی تکفیر وتفسیق کی اور اسلام کے اندر تین فرقے اور زائد کر گئے کہ کوئی لاہوری ہے، کوئی اروپی، کوئی قادیانی۔ تو کیا اسی کا نام اشاعت ونفع اسلام ہے اور نفع مسلمین۔ اور اسی کو وحدت قومی وملی کہتے ہیں۔ خوب

وہ اور شور عشق مرے جی میں بھر گئے
کیسے مسیح تھے کہ جو بیمار کر گئے

الغرض نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا غلام احمد صاحب کے وجود بے جود سے جس قدر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا اس سے دنیا لا جواب ہے، ورنہ مرزا کے مسیح اور نبی ماننے والے بتائیں کہ ان کے ذریعہ سے اسلام کہاں پھیلا اور کیا نفع ہوا۔ مرزائیو!

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ نومبر ۱۹۲۷ء مطابق ۱۵ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۲ ص ۹۔۱۰)

قادیانی تحریک سے فائدہ ضرور ہوا

ہمارے نامہ نگار مولوی نور محمد خان مذکور نے تو مرزا صاحب کے وجود کو بالکل بے جود اور بے فائدہ قرار دیا ہے مگر بحکم: عیب مے جملہ گفتی ہنرش نیز بگو
تصویر کا دوسرا رخ دکھاتے ہیں جس سے مرزا صاحب غلام احمد قادیانی کی تشریف آوری کا فائدہ معلوم ہو سکے۔

بڑا فائدہ مرزا صاحب قادیانی کے آنے سے یہ ہوا ہے کہ جو رتبہ کسی انسان کو بعد پیغمبر علیہ السلام کسی طرح نہیں مل سکتا تھا، وہ مرزا جی کے مرید بننے سے بآسانی مل جاتا ہے یعنی منصب نبوت ورسالت۔

آج تک مسلمان بھی یہی کہتے تھے کہ نبوۃ ختم ہو چکی ہے۔ اب کوئی شخص نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ نہ ہو سکے گا۔ لیکن مرزا صاحب قادیانی نے اس سد سکندری کو ایسا توڑا ہے کہ اب ان کے خاص ملنے والے کھلے لفظوں میں اعلان نبوت کرتے ہیں

ذرہ مندرجہ ذیل اشتہار پڑھیں

اعلان: اے اللہ تعالی کے ماننے والو! اور رسولوں کے ماننے والو۔ اے تمام آدم علیہ السلام کی اولاد میں اللہ تعالی کے حکم کے ماتحت خبر دیتا ہوں کہ میں اللہ کی طرف سے مامور ہو گیا ہوں۔ دنیا کے واسطے رسول اور نبی مامور من اللہ ہوں۔ میں اللہ تعالی کا ویسا ہی رسول ہوں جیسے کہ ابراہیم جیسے موسی جیسے عیسی جیسے محمد ﷺ جیسے مسیح علیہ السلام مرزا صاحب،

میری آمد تمام انبیاء کی آمد ہے۔ میں تمام انبیاء کا مظہر ہوں۔ میرے ساتھ وہ خدا جو تمام انبیاء کے ساتھ کلام کیا ہے کلام کرتا ہے۔ اس نے آرڈر دیا ہے کہ میری رضا کی خاطر خبر دو کہ اگر اللہ کی محبت کرتے ہو تو میری بات مان لو۔ میری تابعداری کرو اللہ تعالی تمہارے ساتھ محبت کرے گا۔ میں نے صرف اللہ تعالی کی رضا کے واسطے خبر دیا اور جو مانے گا وہ اللہ تعالی کے فضل کا وارث بنے گا باقی اللہ تعالی انعام جس کو وہی پسند کرتا ہے۔

اعلان کرنے والے اللہ تعالی کے رسول احمد نور کابلی احمدی، اللہ تعالی کے تمام نبیوں کے ماننے والے میں ایمان کا درخت ہوں جیسا کہ تمام انبیاء اور جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام اور جیسے موسی علیہ السلام جیسے کہ محمد ﷺ اور جیسا کہ مسیح علیہ السلام الغرض تمام انبیاء ایمان کے درخت ہیں سب کے ماننے سے ایمان کا پھل ملتا ہے اور جنت ملتی ہے میں بھی اسی طرح ایمان کا درخت ہوں میرا انکار اسی طرح زہر قاتل ہے جیسا کہ تمام انبیاء کا انکار زہر قاتل ہے۔ احمد نور کابلی احمدی۔ اللہ کا رسول۔ مقام قادیان پنجاب

مدیر اہل حدیث امرتسر لکھتے ہیں: جو لوگ قادیانی تحریکات کی برکات بتایا کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ یہ بڑی برکت بھی ان برکات میں شامل کیا کریں بلکہ اس کو اول نمبر پر رکھیں کیوں

ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ (جمعہ) بکن
تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی

ۡ(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ نومبر ۱۹۲۷ء مطابق ۱۵ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۲۔ ص ۱۰)

قادیانی قلعہ کی بنیادیں کھوکھلی ہوگئیں

قادیان میں نفاق وشقاق

حمایت حق میں اہل حدیث کی مسلسل کوششیں آخر رنگ لائے بغیر نہ رہ سکیں ضربات المومنین سے آج امت مرزائیہ جس قدر نالاں وگریاں ہے اس کا نقشہ ہم امام قادیان ہی کے الفاظ میں دکھاتے ہیں۔ چنانچہ میاں بشیرالدین خلیفہ قادیان اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء میں فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت میں:

کچھ تو منافق ہیں جو احمدی کہلاتے ہیں مگر ایسی باتیں پھیلانے میں لگے رہتے ہیں جن سے جماعت میں تفرقہ پیدا ہو (اور) جماعت کی قدر و وقعت دوسروں کی نظروں میں گر جائے۔ (الفضل ۲۱۔اکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۶)

ایسا کیوں ہے؟ یہ بات جس امر کا نتیجہ ہے وہ ظاہر ہے کہ حقیقتاً ان کے قلوب تاویلات قادیان سے مطمئن نہیں ہیں۔ اور بے چارے اندر ہی اندر گھلے چلے جارہے ہیں اور کسی کے اس شعر کا ورد کرتے ہیں

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے، بات الٹی، یار الٹا

اس کے بعد خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) نے مرزا غلام احمد آنجہانی کی صداقت کا ثبوت ران کی مہلت زندگی سے دیا کہ جھوٹے کو اتنی مہلت نہیں ملتی۔

میں کہتا ہوں مہلت کا راگ ایک ڈھکوسلا اور کذب صریح ہے۔ سنئے! آپ کے پیشوا (مرزا غلام احمد قادیانی): اولاً

۱۲ سال مہلت پانا دلیل صداقت بتاتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۔ شہادۃ القرآن صفحہ ۷۱)

پھر ۱۶ برس کی مہلت کو نشان صدق قرار دیا (ملاحظہ ہو ضیاء الحق۔ ص ۴۴)

بعد میں ۱۸ سال مدت کو معیار ٹھہرایا (ملاحظہ ہو ایام الصلح اردو۔ ص ۳۷)

ازیں بعد ۲۰ برس پر آٹھہرے۔ (دیکھو انجام آتھم ص ۴۹)

پھر ۲۵ سال تک پہنچ جاتے ہیں۔ (ایام صلح اردو۔ص ۳۷)
پھر تیس برس سے زیادہ کو مدت مہلت قرار دیتے ہیں۔ (انجام آتھم۔ص ۵۰)
اور کبھی تیس برس کے قریب مدت کو معیار ٹھہرایا ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ص ۲۰۶)

کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ جوں جوں عمر بڑھتی گئی معیار مہلت بڑھتا گیا آخر کار بمقابلہ شیر پنجاب (مولانا ثناء اللہ امرتسری) جھوٹا سچے کی زندگی میں مر کر سب ختم کر گیا۔

اور یہ بھی تو سوچو کہ کیا ایک شخص ۲۳ سال تک انتظار کرے کہ مدت ختم ہو اور میں ایمان لاؤں۔

احمدی دوستو! کیا معیار مہلت کی بتدریج ترقی اور اختلاف لوجدوا فيه اختلا فا کثیرا کا مصداق نہیں۔

نامہ نگار از بٹالہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ نومبر ۱۹۲۷ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۴ص ۲۔۳)

مرزائی سوال اور اس کا جواب

فدوی کی ایک احمدی کے ساتھ گفتگو ہوئی ہے، اس بارہ میں کہ وہ تصدیق نبوت مرزا کرتا تھا اور بندہ اس کی تکذیب میں گویا تھا۔ جو کہ دراثنائے بحث اس نے کہا کہ تو مجھ کو عیسائی تصور کر میں بجائے عیسائی آپ کے ساتھ زیادت مرتبہ حضرت عیسی برمرتبہ حضرت محمد رسول اللہ کے ثبوت میں مدعی ہوں۔ کیونکہ قرآن پاک اور احادیث نبویہ میں معجزات حضرت عیسی، معجزات حضرت محمد ﷺ پر زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے مرتبہ عیسیٰؑ کا حضرت محمد ﷺ کے مرتبہ سے زیادہ ہے۔

لہذا ملتمس ہوں کہ اہل حدیث کے پرچہ میں اس کے متعلق قرآن اور حدیث سے درافشانی فرمائیں۔

از جانب: حاجی عبدالقیوم خریدار اہل حدیث۔ نمبر ۸۱۸۵

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس احمدی نے غلط کہا۔ معجزات مسیحیہ کا شمار کر کے بتاوے کہ قرآن وحدیث میں کس طرح آنحضرت ﷺ کے معجزات سے زیادہ ہیں وہ پہلے اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرے

ہاں اس احمدی کے اس قول کے مطابق (کہ جس کے معجزات زیادہ ہوں وہ افضل ہے) مرزا صاحب قادیانی کل انبیاء سے افضل ہوں گے۔ غالبًا اسی فائدہ کے لئے اس احمدی نے آپ کو یہ دھوکہ دیا ہے۔ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں کہ:

میرے دس لاکھ سے بھی زیادہ نشان ہیں۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ص ۴۱)

اسی لئے مسلمانوں اور عیسائیوں کو للکارتے ہیں کہ حضرت مسیح کے معجزات میرے مقابلہ میں لاکر شمار کرو۔

واضح رہے کہ مرزا صاحب کے دس لاکھ معجزات ۱۹۰۳ء تک تھے اور آپ کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا ان پانچ سالوں کے معجزات ابھی ملانے ہوں گے بتاؤ اتنے معجزات کسی نبی کے ہوئے ہیں بلکہ سارے نبیوں کو ملا کر بھی نہ ہوئے ہوں گے۔ پھر اس میں کیا شک رہا کہ مرزا صاحب قادیانی سارے نبیوں سے افضل اور اعلیٰ ہوئے اسی لئے مرزا صاحب قادیانی کا قول ہے

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ نومبر ۱۹۲۷ء مطابق ۲۹ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۴ ص ۳)

قادیان میں فساد کا بم پھٹا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

وہ فساد جس کا عرصہ سے اندیشہ تھا آخر کار ظہور پذیر ہو گیا۔ مدت سے ہم سنتے تھے کہ قادیان میں مواد پک رہا ہے جس کا ذکر ہم نے شیخ یعقوب علی تراب سے بھی اشارۃً کیا تھا جب وہ دفتر اہل حدیث امرتسر میں آئے تھے۔

افسوس کہ قادیان جیسے مقام میں جس کو دارالامن والامان کہا جاتا ہے ایسے مقدمات ہوں۔ مزید افسوس یہ ہے کہ یہ فساد کسی ہندو یا آریہ یا سکھ یا کسی محمدی مسلمان سے نہیں بلکہ خاص احمدی افراد اور احمدی خلیفہ کی باہمی جنگ ہے جس کا نتیجہ یہاں تک پہنچا ہے کہ خلیفہ قادیان پر دفعہ ۱۰۷ کے تحت مقدمہ چلایا گیا ہے جس میں آخری

سزا نیک چلنی کی ضمانت ہے۔ اس کے بالمقابل خلیفہ قادیان نے ان لوگوں کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا ہے جنہوں نے یہ کارروائی کی ہے۔

ہمارے خیال میں خارج کرنے کی کارروائی ایک طرح رسمی تو ہے مگر اس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جو لوگ اس درجہ اپنے خلیفہ سے بے زار ہیں کہ اس کی ضمانت کرانے کے درپئے ہیں وہ اس کے ماتحت رہنا کب پسند کریں گے بلکہ وہ اس جماعت سے پہلے نکل چکے ہوں گے بعد ازاں انہوں نے کارروائی کی ہو گی۔

وجہ فساد کیا ہوئی۔ اگر گویم زبان سوزد۔ اس کی پوری تفصیل منشی عمر الدین احمدی گورنمنٹ سرونٹ (شملہ۔ دہلی) کو معلوم ہے جن کے پاس اس خصوص میں کافی مواد تحریری موجود ہے اور وہ پوری دیانت داری سے اس بارہ میں غیر جانبدارانہ رائے رکھتے ہیں۔ مقدمہ بٹالہ میں ۷ دسمبر کو ہے جس کی کارروائی آئندہ پرچہ میں درج ہو گی

نوٹ۔ جو الزام خلیفہ (مرزا محمود احمد) پر لگائے گئے ہیں وہ اگر غلط ہیں، تو ہمیں خلیفہ قادیان سے ہم دردی ہے، لہذا ہم بحکم شریعت دعا کرتے ہیں کہ خدا حق و باطل میں فیصلہ فرمائے۔ آمین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۶ ص ۶)

قادیان میں طاعون

جناب مولوی نور محمد مبلغ و مناظر مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور لکھتے ہیں:

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی صداقت کی بنیاد اپنی پیش گوئیوں پر رکھی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۲۸۸)

اس لئے مرزا قادیانی کی اس عظیم الشان پیش گوئی کی (جو حفاظت قادیان کیلئے کی گئی تھی اور جس پر آپ نے اپنی سچائی کا بہت کچھ مدار رکھا تھا اور دنیا کے ہر چھوٹے بڑے کو بہت ہی پرزور الفاظ میں للکارا کہ کون ہے جو ہمارے قصبہ قادیان کی طرح اپنے شہروں وقصبوں کا طاعون سے

حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے) ہم جانچ اور پڑتال کرتے ہیں کہ کیا واقعی قادیان طاعون سے محفوظ رہا؟ مگر افسوس:

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا

قادیانی الہام دربارہ حفاظت قادیان

مرزا صاحب قادیانی پر جو حفاظت قادیان سے متعلق وحی نازل ہوئی تھی اس کے اصل الفاظ ان کے رسالہ دافع البلاء صفحہ ۵ سے نقل کئے جاتے ہیں:

۱۔خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس کی یہ عبارت ہے

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم انه آوى القرية

یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہیں۔ یعنی جب تک وہ خدا کے ماموراور رسول کو نہ مان لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی۔ اور وہ قادرخدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ اب دیکھو تین برس سے ثابت ہورہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے۔ یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کے کہ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہورہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہوگیا کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا۔

۲۔تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ خدائے تعالی بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس کی خوف ناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ (دافع البلاء۔ص۱۰)

۳۔ خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو ان میں رہتا ہے۔ وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست برد سے اور اس کی تباہی سے بچا لے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا، اور تیرا اکرام مدنظر نہ ہوتا، تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔ (دافع البلاء۔ص ۷)

ناظرین! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مذکورہ بالا الہامات اپنے معنی (حفاظت قادیان) میں ایسے صاف وصریح ہیں جو کسی شرح وحاشیہ وتاویل کے محتاج نہیں۔ مگر مرزا صاحب قادیانی کی دوراندیش ذہنیت کب اس بات کو گوارا کرسکتی تھی کہ کوئی صاف عبارت وظاہر مطلب ان کی ملمع کاری وتاویل نگاری سے محفوظ رہ جائے۔ اس لئے آپ نے اس پر بھی اس قدر حواشی چڑھائے کہ بقول مولانا ثناء اللہ صاحب، داڑھی سے مونچھیں بڑی۔ اور یہ سب کچھ محض اس لئے کہ

بات وہ کہیے کہ جس بات کے ہوں سو پہلو
کوئی پہلو تو رہے بات بدلنے کے لئے

لیکن جس پر بھی قدرت نے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے مریدوں سے اس بات کو ظاہر کرا دیا کہ ہاں بے شک قادیان میں طاعون بڑے تزک واحتشام سے آیا۔ ملاحظہ کیجئے

قادیان میں طاعون اور مرزا جی کا اقرار

تکبر، غرور، نخوت، خودستائی وخودنمائی وغیرہ ایسی بری چیزیں ہیں جو بڑے سے بڑے انسان کو دنیا وآخرت میں رسوا وذلیل کر دیتی ہیں۔ جس کی ظاہر مثال مرزا صاحب قادیانی کی ذات ہے جن میں مذکورہ بالا اشیاء ایک نمایاں حیثیت میں پائی جاتی ہیں۔ بالخصوص حفاظت قادیان کی بابت تو قادیانی مرزا جی نے اپنی شیخیوں اور تعلیوں کی حد کر دی۔ الامان والحفیظ۔

لیکن جب قادیان میں طاعون ان کی شیخیوں وتعلیوں کو خاک آلود کرتا ہوا آدھمکا، تو نہایت دبی زبان سے ایک اقراری اعلان شائع کرتے ہیں

اور پھر طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا تو

میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی۔ص ۸۴)

ناظرین! مذکورہ بالا عبارت سے مرزا صاحب قادیانی کی صداقت کا پہلو خوب روشن ہو جاتا ہے کہ باوجود مرزا جی کے مکفرین ومنکرین کی کثرت کے پھر بھی طاعون وقت مقررہ مرزا پرنہیں آیا، اور نہ ہمیشہ رہا۔

اور کیا مرزا جی کے وجود سے پہلے دنیا میں طاعون نہیں آیا تھا؟ اور کیا مرزائی امت طاعون سے محفوظ رہتی ہے اور رہی؟ ہرگز نہیں۔

اس لئے مرزا ئیو! اس پیش گوئی کے کاذب ہونے پر مرزا صاحب قادیانی کی اس پیش گوئی کا نتیجہ سنیئے۔خود مرزا صاحب لکھتے ہیں:

میں سچ سچ کہتا ہو کہ اگر اس پیش گوئی (حفاظت قادیان) کے مطابق کہ دراصل بیس یا بائیس برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں (کشتی نوح۔ص ۴)

بے شک ہمارا بھی صاد ہے

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۹ دسمبر ۱۹۲۷ء مطابق ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۶ ص ۶۔۷)

کھلی چٹھی بنام منشی عمرالدین احمدی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آپ (یعنی منشی عمرالدین صاحب) اگرچہ پختہ احمدی بلکہ فنا فی المرزا ہیں مگر میرا خیال آپ کی نسبت ابھی تک یہی ہے کہ آپ دیانۃً راست گو ہیں۔اسی بنا پر قادیانی فساد کے متعلق آپ کو صحیح بیان دینے کی فرمائش کی تھی، جو آپ نے کسی مصلحت سے نہ دیا۔جس سے میرے حسن ظن کو کسی قدر صدمہ پہنچا۔تاہم اس کے متعلق میں نے اپنے دل میں آپ کی طرف سے کچھ تاویل کر لی۔

آج یہ دوسرا سوال آپ سے کرتا ہوں۔اب آپ کو اختیار ہے کہ میرے

بقیہ حسن ظن کو بالکل زائل کردیں، یا زائل کو بحال کردیں۔

آپ سچ سچ فرمائیں خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب نے آپ کو کبھی اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ :

گو ہماری جماعت پچاس ہزار ہے لیکن تم لوگ چھ لاکھ ہی کہا کرو۔

بہتر یہ ہے کہ جس خط سے ایسا سمجھا گیا ہے اس کے پورے الفاظ نقل کر کے پبلک کو مشکور فرمائیں۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔جنوری ۱۹۲۸ء مطابق ۱۹ رجب ۱۳۴۶ھ ص ۵)

میاں محمود احمد قادیانی کے عقائد۔ا

جناب بابو حبیب اللہ صاحب ؒ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

جماعت احمدیہ (قادیانی پارٹی) کے موجودہ خلیفہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔آپ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلیفہ قرار پائے میاں محمود احمد صاحب نے اپنی ایک تقریر میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ

میں خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں ۔آیت استخلاف کے ماتحت میری خلافت ہے۔میری بیعت سب احمدیوں پر واجب ہے۔میری بیعت نہ کرنے والا فاسق بلکہ ابلیس ہے میرے بعد کا خلیفہ بھی خدا بنائیگا (الفضل ۱۴۔اپریل ۱۹۱۴ء ص ۵)

ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء میں شملہ میں تشریف لے جا کر جناب میاں محمود احمد نے ارشاد فرمایا:

جس طرح مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے،اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔

میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔

میرا انکار شاہ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔

میرا انکار مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا انکار ہے جنہوں نے میرا نام محمود رکھا اور مجھے موعود بیٹا ٹھہرا کر میری تعیین کی۔ (الفضل قادیان ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء ص ۲)

اب ناظرین اخبار اہل حدیث کی دل چسپی کے لئے میاں محمود احمد قادیانی کے عقاید ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

عقیدہ نمبرا:

میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت (و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه ا حمد) مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ ﷺ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق ہی ہے ۔ (انوار خلافت ۔ص ۱۸)

اور سنئے:

اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آنحضرت ﷺ نہیں ہو سکتے ۔ (ایضاً ۔ص ۲۳)

اور دیکھئے:

اس پیش گوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود (مرزا) ہی ہو سکتے ہیں نہ اور کوئی ۔ (ایضاً ۔ص ۳۳)

اور سنئے:

جب اس آیت میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد ہو ذکر ہے دو کا نہیں اور اس شخص کی تعیین ہم حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں، تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں اور جب ہم ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) اس پیش گوئی کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں ۔ (الفضل ۲۔۵ دسمبر ۱۹۱۶ء ص ۵)

اور دیکھئے:

میرے نزدیک وہ رسول جسکا اسم ذات احمد ہے حضرت مسیح موعود (مرزا) ہی ہیں ۔ (الفضل قادیان ۲۔۵ دسمبر ۱۹۱۶ء ص ۵)

اور سنئے:

ہم تو ظلی طور پر آپ کو اسمه ا حمد والی پیش گوئی کا مصداق نہیں مانتے

بلکہ ہمارے نزدیک آپ اس کے حقیقی مصداق ہیں (الفضل ۲۔۵ دسمبر ۱۹۱۶ء ص ۶)

اور دیکھئے:

حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے اصل مصداق ہیں۔ (الفضل ایضاً ص ۷)

عقیدہ نمبر ۲:

و اللہ متم نور ہ و لو کرہ الکا فرو ن ، اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے چھوڑے گا گو کفار ناپسند ہی کریں۔

یہ آیت بھی احمد رسول (مرزا) کی ایک علامت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ احمد کا وقت اتمام نور کا وقت ہے اور گو قرآن کریم سے ہمیں یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ہاتھ پر شریعت کامل کر دی گئی مگر اتمام نور آپ کے وقت میں معلوم نہیں ہوتا بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا اور رسول کریم ﷺ کے وقت میں اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی... اتمام نور، مسیح موعود (مرزا) ہی کے وقت میں ہونا مقرر تھا (انوار خلافت۔ص ۴۲)

(مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: آریوں کی شدھی تحریک اور مسلمانوں خاص کر ملکانوں کا ارتداد اسی اتمام نور کی برکات ہیں)

عقیدہ نمبر ۳:

ایک متواتر حدیث جو صحاح میں پائی جاتی ہے بلکہ بخاری کی حدیث ہمیں بتلاتی ہے کہ تین یا چھ سال تک اپنی وحی کے معنی کرنے میں آنحضرت ﷺ کو تردد رہا ہے۔ (رسالہ حقیقۃ الامر۔ص ۱۲)

عقیدہ نمبر ۴:

چونکہ آنحضرت ﷺ کو گذشتہ انبیاء کے نام نہیں دیئے گئے تھے، اس لئے لوگ مسیح وغیرہ کے تو منتظر رہے اور اب بھی ہیں مگر آپ (ﷺ) کے منتظر نہیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ سب انبیاء کے موعود ہیں۔

اور سنئے :

حضرت یحیٰ کو صرف ایک نبی کا نام دیا گیا مگر حضرت مسیح موعود کو جن کے لئے حضرت یحیٰ ایک دلیل کے طور پر ہیں تمام گذشتہ انبیاء کے نام دیئے گئے ہیں۔ (الفضل قادیان ۱۶ جون ۱۹۱۷ء ص ۵ و ۶)

عقیدہ نمبر ۵:

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں (یعنی غیر مریدین مسلمانوں) کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ (انوار خلافت ۔ص ۹۰)

اور سنئے :

ہم چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے ۔اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے ۔غیر احمدی کافر ہیں۔ (الفضل قادیان ۲۶۔۲۹ جون ۱۹۲۲ء ص ۶)

(مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں: اسی طرح جھوٹے مدعی کو سچا جاننے والا کون؟)

میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔

دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیش گوئی مذکورہ قرآن مجید (سورہ صف) کے مصداق ہیں۔

سوم یہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقاید ہیں (آئینہ صداقت ص ۳۵)

(مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں: مرزا صاحب کے تکفیری عقائد کے یہ معنی ہوئے:

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں۔ تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں)

عقیدہ نمبر ۶:

ہم رسول اللہ کی یہ شان بیان کرتے ہیں کہ آپ کی غلامی میں نبی آئیں

گے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ دوسرے تمام نبی بادشاہ کی مانند ہیں اور آنحضرت ﷺ شہنشاہ۔ کیونکہ آپ کے فیض سے نبی ہو سکتے ہیں یہی تو آپ کی عزت ہے جو خدا تعالی نے خاتم النبیین میں بیان فرمائی ہے آپ انبیاء کی مہر ہیں جس پر آپ کی مہر لگی وہی نبی ہوگا۔ (انوار خلافت)

(حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں:

پھر کیا وجہ ہے کہ زمانہ رسالت محمد یہ کے بعد مرزا صاحب کی بعثت تک ایک مسلمان بھی درجہ نبوت پر فائز نہیں ہوا (حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا) کیا اتنے عرصہ میں کوئی ایک شخص بھی کامل متبع نہیں ہوا؟ ہوئے تو مرزا صاحب ہی ہوئے۔ شائد اسی لئے کہا گیا ہے:

؎ کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی۔ جو ہوئے کچھ تو یہی رند قدح باز ہوئے)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ جنوری ۱۹۲۸ء مطابق ۱۹ رجب ۱۳۴۶ھ ص ۵۔۶)

میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی کے عقائد۔۲

جناب بابو حبیب اللہ صاحب ؒ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

عقیدہ نمبر ۷:

ہم حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نبی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ کیا محدث اور مجدد! ہاں ہم بے شک یہ بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود محدث اور مجدد بھی تھے، لیکن محدث اور مجدد تو آنحضرت ﷺ بھی تھے۔

(القول الفصل۔ص ۲۵)

محدث ہونے سے انکار کے یہ معنی ہیں کہ آپ (مرزا قادیانی) نے اس سے بڑا درجہ پانے کا دعوی کیا، ورنہ ہر نبی محدث ہے۔ حتی کہ ہمارے آنحضرت ﷺ بھی محدث تھے۔ (حقیقۃ النبوت: ص ۱۲۸ کا حاشیہ)

نوٹ من جانب راقم نمبر ۱:

قرآن مجید میں یا کسی صحیح حدیث میں آنحضرت ﷺ کے لئے لفظ محدث نہیں

آیا ہے۔

نوٹ نمبر۲:

صحیح بخاری میں مناقب حضرت عمرؓ میں یہ حدیث لکھی ہے :

تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ گذرے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں سو ایسے لوگ اس امت میں ہیں تو عمرؓ ہے۔ (ازالہ اوہام۔ص ۹۱۴)

نوٹ نمبر۳:

اور حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات کی جلد ثانی صفحہ ۹۹ میں ایک مکتوب بنام محمد صدیق لکھتے ہیں: جس کی عبارت یہ ہے:

اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کیساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہم کلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں ۔ اور کبھی یہ ہم کلامی کا مرتبہ بعضے ایسے کامل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں ۔

(ازالہ اوہام۔ص ۹۱۵)۔

نوٹ نمبر۴:

محدث نبی نہیں ہوتا (حقیقۃ النبوۃ۔ص ۲۳۷)

(ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر ۲۰ جنوری ۱۹۲۸ء مطابق ۲۶ رجب ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۱۲ ص ۸)

محتسب را درون خانہ چہ کار

(خلیفہ قادیان کے متعلق قادیان کے بعض مریدوں کو جو شکایت ہے بما تحت حکم قرآن آج تک ہم نے اس کا اظہار نہیں تھا، مگر اب وہ مطبوعہ اشتہارات میں آچکی ہے جو بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجی گئی ہیں، اس لئے ان کو شائع کیا جاتا ہے۔ تاہم ہمارا یقین ہے کہ العلم عند اللہ ۔ قادیان سے آمدہ اشتہار درج ذیل

ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

جناب عبدالکریم احمدی جالندھری مولوی فاضل کارخانہ مشین سیویاں، قادیان لکھتے ہیں:

دل تو نہیں چاہتا کہ موجودہ تنازعہ کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ مگر اس وجہ سے کہ الفضل نے متعدد اشاعتوں میں خاکسار اور خاکسار کے متعلقین کی نسبت بعض امور کا ذکر کیا ہے جس سے مجھے یہ خیال ہوا کہ احمدی احباب ضرور فریق ثانی کا (ہمارا) بھی بیان سننے کے خواہش مند ہوں گے کہ وہ دونوں بیانات سے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائیں کیونکہ خدا کے فضل وکرم سے ہر ایک نے احمدیت کو دلائل سے مانا ہے نہ کسی جبر اور لالچ سے۔ اس لئے ہر ایک احمدی سچے اور حقیقی دلائل کی طرف توجہ کرے گا۔ خواہ ان دلائل کو بیان کرنے والا کوئی ہو۔ پس اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اصل امر کا ذکر کرونگا جو ان سب حالات کا باعث ہے۔ اس بات کو ہر ایک دوست تسلیم کرے گا کہ پیری مریدی کے تعلقات بہت نازک ہوتے ہیں جہاں انسان اپنے پیر و مرشد کی خاطر ہر قسم کی تکالیف میں راحت محسوس کرتا ہے اور حسن عقیدت میں دن بدن ترقی کرتا ہے وہاں بعض اوقات بعض امور حسن عقیدت میں کمی کا بھی باعث ہو جاتے ہیں۔ قریباً عرصہ ڈیڑھ سال کا ہوا کہ ہم کو بعض واقعات معلوم ہونے پر جناب میاں (محمود) صاحب سے عقیدت کم ہوگئی اور ہمیں ضرورت پیش آئی کہ کسی طریق سے ہم اپنی تسلی ضرور کریں تاکہ عقیدت بدستور قائم رہے اور کسی قسم کی کمی واقع نہ ہو۔ کیونکہ ہم دیکھتے تھے کہ اگر ہم اپنی تسلی نہ کریں گے تو یقیناً تمام عقیدت جاتی رہے گی۔ آخر ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ جناب کی خدمت میں یہ درخواست کریں اگر جناب (خلیفہ صاحب قادیان) اس امر پر مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ:

جو امور جناب کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں وہ غلط ہیں،

تو ہماری تسلی ہوسکتی ہے۔ مگر ہماری یہ درخواست منظور نہ ہوئی اور مدت تک ہماری یہی حالت رہی کہ ہم روزانہ سوچتے رہے کہ کس طرح تسلی کی جاوے۔ مگر سوائے حلف کے اور کوئی طریقہ نظر نہ آیا۔ بالآخر ہم سے بابو عبدالحمید احمدی کلرک آب و ہوا شملہ نے ماہ ستمبر ۱۹۲۷ء میں جب کہ جناب میاں صاحب شملہ ہی میں تشریف رکھتے تھے، جناب

سے اپنی تسلی چاہی اور متعدد خطوط ارسال کئے۔ ان میں بعض سوالات یہ تھے

۱۔ کیا خلیفہ زانی یا لوطی ہوسکتا ہے اور کیا اس کی بیعت جائز ہے ؟

۲۔ اگر خلیفہ کی ذات پر ایسے اعتراضات ہوں تو ان کو کیسے دور کیا جائے۔

۳۔ کیا حضرت مرزا صاحب نے اس کے متعلق کوئی طریق فیصلہ بیان فرمایا ہے۔

جناب (خلیفہ صاحب) کسی طریق سے ضرور تسلی فرمائیں،

جب جواب میں دیری ہوئی تو انہوں نے طریق فیصلہ مباہلہ قرار دے کر پھر متعدد خطوط لکھے۔ اس مباہلہ کی تائید انکو حضرت مسیح موعود کے مندرجہ صریح حوالہ سے بھی ہوگئی جس کو میں درج کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو کہ یہ طریق خود تراشیدہ نہ تھا، کسی غرض کے لئے یہ پیش نہ کیا گیا تھا بلکہ محض حسن نیت پر مبنی اور صفائی قلوب کیلئے تھا اور مقصود معاملہ کا صاف کرنا تھا۔ اس حوالہ کی عبارت بھی بالکل واضح ہے۔ لکھا ہے:

> واضح رہے کہ دو صورتوں میں مباہلہ جائز ہے۔ اول کافر کے ساتھ، دوم اس ظالم کے ساتھ جو ایک بے جا تہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے مثلاً ایک مستورہ کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ سو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں ہے بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رؤیت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانی چاہتا ہے اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی وغیرہ قرار دیتے ہیں۔ (اخبار الحکم قادیان ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

اس حوالہ کو ملاحظہ کرنے کے بعد یقیناً ہر ایک بھائی اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ بابو صاحب ہی نہیں بلکہ ہر ایک شخص ایسے حالات میں جب کہ تسلی کی ضرورت ہو اور کسی طریق فیصلہ کی تلاش بھی ہو اور حضرت مسیح موعود کی یہ عبارت بھی مل جائے تو وہ ضرور اس طریق فیصلہ کیلئے لکھے گا اور ایسا کرنا اس کا فرض ہوگا۔ مگر جناب میاں (محمود) صاحب نے اپنے مکتوب مورخہ ۲، اکتوبر ۱۹۲۷ء میں بدیں الفاظ اس طریق سے انکار فرما دیا:

> جو امور کہ معاملات سے تعلق رکھتے ہوں ان میں مباہلہ ہرگز نہیں ہوسکتا اور ایسا مباہلہ شریعت کے بالکل برخلاف ہوگا۔

اب ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی کہ نہ مؤکد بعذاب قسم سے فیصلہ ہوسکتا

ہے (خواجہ کمال الدین لاہوری احمدی نے بھی خلیفہ قادیان کو دفع الزامات پر حلف اٹھانے کا خط لکھا تھا۔ انکو بھی جواب نہ دیا گیا۔ ثناء اللہ) نہ مباہلہ ہوسکتا ہے، تو اور طریق کیا اختیار کیا جائے؟ اور ادھر حضرت مسیح موعود کی تحریر کو بار بار پڑھیں تو اس کی کوئی تاویل نہ ہو سکے۔ ابھی معاملہ یہیں تک پہنچا تھا کہ صورت حالات یکدم بدل گئی۔

اس جگہ میں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب کو اپنے نفس پر قیاس کر کے دوسرے پر فتوی لگانا چاہیے۔ اگر اس طریق سے ہر ایک صاحب غور فرمائیں گے تو یقیناً ہمیں اس امر میں حق بجانب خیال کریں گے اور اس امر کی تصدیق کریں گے کہ ہر ایک احمدی کا ان حالات میں تسلی چاہنا فرض ہے۔

آخر میں میں یہ بھی عرض کر دیتا ہوں کہ الفضل میں اب یہ شائع کیا گیا ہے کہ: خلیفہ ہونے کے متعلق مباہلہ کر لیا جائے۔،

سو اس کے متعلق ہم سب کی یہ عرض ہے کہ ہمارے لئے ما بہ النزاع خلافت کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان الزامات کے خلاف مباہلہ ہو جو جناب کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ یہ تو صاف بات ہے کہ جس ہستی کو ایک قوم نے خلیفہ بنایا ہو وہ خلیفہ تو ہے، اس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ اس پر مباہلہ کی ضرورت ہے۔ پس اگر ہماری تسلی ہوسکتی ہے تو اس طریق سے جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے بیان فرمایا ہے اور ہمیں معلوم نہیں کہ کیوں حضور کی تحریر کے ہوتے ہوئے اس صاف اور سادہ طریق کو اختیار نہیں کیا جاتا۔ امید ہے کہ اب بہت جلد اس طریق کو اختیار کیا جائے گا تا کہ لوگ شبہات سے نجات پائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ جنوری ۱۹۲۸ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۱۳ ص ۲-۳)

کھلی چٹھی کا جواب آ گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۳ جنوری (۱۹۲۸ء) میں ایک کھلی چٹھی بنام منشی عمر دین قادیانی ملازم گورنمنٹ دہلی شملہ درج ہوئی ہے جس میں موصوف سے سوال تھا

کہ آپ سچ بتا دیں کہ خلیفہ قادیان نے آپ کو لکھا تھا کہ :

گو ہماری جماعت پچاس ہزار ہے مگر آپ تبلیغ میں یہی کہا کریں کہ چھ لاکھ ہے۔

اس کا جواب منشی صاحب نے دیا ہے :

مجھے کبھی کوئی ایسا حکم تحریراً یا تقریراً حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے نہیں ملا۔

فتنہ قادیان کی بابت بھی آپ سے سوال ہوا تھا جس کے متعلق لکھتے ہیں :

میں نے اس فتنہ کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی تو اصل حقیقت یہ معلوم ہوئی کہ الزام لگانے والوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں بلکہ بعض بیانات سے حضرت میاں صاحب (خلیفہ قادیان) کی بریت ثابت ہوتی ہے۔

عنقریب تمام واقعات مع دلائل آپ کے سامنے آجائیں گے اور دنیا کہہ اٹھے گی کہ میاں صاحب، یوسف ہیں۔

عمر دین احمدی کلرک ڈی۔ بی۔ آئی۔ ایم آفس دہلی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں :

آپ نے اس سوالوں کا جواب تو دے دیا۔ صحیح دیا یا غلط، اس کا علم خدا کو ہے۔ مگر ابھی ایک دو سوال باقی ہیں۔ اس کی بابت بھی جواب دے دیں۔

۱۔ کیا آپ کے پاس کسی لڑکی کا خط ہے یا آپ نے دیکھا ہے جس میں اس نے اپنا حال و خیال متعلقہ برتاؤ خلیفہ قادیان لکھا ہے۔

۲۔ کیا کوئی خط ایسا بھی آپ کے پاس ہے یا آپ نے دیکھا ہے کہ کسی لڑکی نے کسی سہیلی کو لکھا ہے کہ بوقت ... کہتے تھے حمل کا اندیشہ نہیں۔

حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ جواب دیں، مثبت ہو منفی، مگر حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ ہو۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ فروری ۱۹۲۸ء۔ ۱۷ شعبان ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۱۵ ص ۳)

مرزا غلام احمد اور میاں محمود احمد

(اس مضمون میں فاضل مضمون نگار نے باپ بیٹے کے جھگڑے اور ان دونوں کے اختلافی اقوال پر روشنی ڈالی ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)۔

جناب بابو حبیب اللہ صاحبؒ کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

۞مرزا غلام احمد براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۵۔۵۵۶ پر لکھتے ہیں:

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

تیری بخششوں نے ہمیں گستاخ کر دیا

۞مرزا محمود احمد قادیانی لکھتے ہیں:

نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ۔ کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرمانبردار بناتے ہیں۔ (الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء ص ۱۳ کالم ۳)

۞مرزا غلام احمد نے ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۲ پر لکھا ہے:

صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ فرماتا ہے

و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله

یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع و تابعدار ہو۔

۞مرزا محمود احمد نے حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۱۵۵ پر لکھا ہے:

بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوسکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله

اور اس آیت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے حالات پر استدلال کرتے ہیں لیکن یہ سب بسبب قلت تدبر ہے۔

۞مرزا غلام احمد نے آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹ پر لکھا ہے:

انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرا دیں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام بجا لائیں۔

❁مرزا محمود احمد حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۱۳۳ پر لکھتے ہیں:

نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبوت پائے لیکن اللہ تعالی نے مسیح موعود (مرزا) کے ذریعہ اس غلطی کو دور کر دیا۔

❁مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے:

حضرت موسی کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔

(الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۵ کالم ۳)

❁مرزا محمود احمد قادیانی کا کہنا ہے:

آنحضرت ﷺ سے پہلے کوئی امتی نبی نہیں آ سکتا تھا اس لئے کہ آپ سے پہلے جس قدر انبیاء گذرے ہیں ان میں وہ قوت قدسیہ نہ تھی جس سے وہ کسی شخص کو نبوت کے درجے تک پہنچا سکے۔ اور صرف ہمارے آنحضرت ﷺ ہی ایسے انسان کامل گذرے ہیں جو نہ صرف کامل تھے بلکہ مکمل تھے یعنی دوسروں کو کامل بنا سکتے تھے (حقیقۃ النبوۃ ص ۴۰) (پس مرزا صاحب جھوٹے ٹھہرے جو امت موسی میں ہزاروں امتی نبی ہونے کے قائل ہیں)

❁مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے:

مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا یعنی خدا سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے۔ (ازالہ اوہام۔ ص ۷۱)

❁مرزا محمود احمد قادیانی کہتے ہیں:

دوسری دلیل حضرت مسیح موعود کے نبی ہونے پر یہ ہے کہ آپ کو آنحضرت ﷺ نے نبی کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ اور نواس رضی اللہ عنہ بن سمعان کی حدیث میں نبی اللہ کر کے آپ کو پکارا گیا ہے۔ حقیقۃ النبوۃ ص ۱۸۹۔ (یعنی باپ محدث کہتا ہے اور بیٹا نبی کہتا ہے)۔ (اخبار محمدی یکم دسمبر ۱۹۲۸ء۔ ص ۴)۔

(تقریباً یہی مضمون اہل حدیث امرتسر ۱۰ فروری ۱۹۲۸ صفحہ ۳-۴ پر بھی ہے۔ یہ اضافات ہیں:

مرزا غلام احمد: ایلی ایلی لما سبقتنی کرم ہائے تو مارا گستاخ کرد۔ ترجمہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔ البشریٰ ج ا ص ۴۳۔ محمود احمد: نادان ہے وہ شخص جس نے کہا کرم ہائے تو مارا گستاخ کرد کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرمان بردار بناتے ہیں الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء ص ۱۳)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰ فروری ۱۹۲۸ء مطابق ۱۷ شعبان ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۱۵ ص ۳)

کھلی چٹھی بخدمت منشی عمر الدین جالندھری

جناب منشی محمد حسین صابریؒ، بریلی، یوپی سے لکھتے ہیں

بعد ما وجب۔ آپ نے اخبار الفضل مجریہ ۱۰ فروری ۱۹۲۸ء صفحہ ۶ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

آپ سوچئے کہ آپ جیسے احمدیت کے مٹانے میں زور لگانے والوں کے ہوتے ہوئے کیوں یہ جماعت (قادیان) بڑھ رہی ہے۔ کیا آپ کسی مفتری علی اللہ کی مثال اس کے مقابلہ میں دے سکتے ہیں۔

آپ کی اس عبارت کے آخری جملہ کے متعلق عرض ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جماعت کا بڑھنا ان کے صادق ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ اس سے بہت زیادہ سوامی دیانند اپنی قوم میں کامیاب ہوگئے۔ جس طرح وہ ویدوں کے پرچار کے نام پر اپنی قوم ہنود میں کامیابی حاصل کر گئے۔ جناب مرزا صاحب تو باوجود قرآن واسلام کی اشاعت کا دعوی کرنے کے اپنی قوم مسلمان میں ان کے برابر کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ مسلمانوں کے علاوہ کسی دوسری قوم نے تو جناب مرزا صاحب قادیانی کو پوچھا بھی نہیں، کامیابی کا تو کیا ذکر ہے۔ حالانکہ آپ کا دعوی مسیح کی بعثت ثانی کا عیسائیوں کے لئے اور کرشن اوتار کا ہندوؤں کے لئے بھی تھا۔

چونکہ آپ لوگ عذر کیا کرتے ہیں کہ سوامی دیانند ویدوں کے بعد الہام کا منکر ہے اسلئے اس کی کامیابی کوئی چیز نہیں (دیکھو مباحثہ امرتسر ۱۹۱۶ء شائع کردہ انجمن احمدیہ۔ ص ۳۴) تو آپ لوگوں کے اس عذر کو قطع کرنے کیلئے میں ایک ایسے شخص کو پیش کرتا ہوں

جس کا عقیدہ ہے کہ وحی اور الہام کا سلسلہ جیسا ازل سے ہے ویسا ہی ابد تک رہے گا۔

اسی مطلب کے لئے میں نے قریب ڈیڑھ سال ہوا ایک اشتہار بنام، پنجہ صابری، شائع کیا تھا۔ چونکہ مجھے آپ سے ہم وطنی کا تعلق ہے، اس لئے اس کی ایک کاپی آپ کی خدمت میں بمقام شملہ ٹوٹی کنڈی کے پتہ پر انہی دنوں میں مع ایک مختصر عریضہ کے بھیج دی تھی۔ لیکن آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ میرا لفافہ ہی ڈاک میں تلف ہو گیا ہو یا کسی اور وجہ سے آپ تک نہ پہنچا ہو۔

اب میں بذریعہ عریضہ ہذا عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کے سامنے جن کو پیش کرنا چاہتا ہوں وہ مرزا صاحب سے بڑھ کر کامیاب مدعی مسیحیت بلکہ مدعی موعود کل ملل وادیان ہیں اور وہ مرزا صاحب کے ہم عصر بھی تھے اور مرزا صاحب ان کے دعوی مسیحیت کو جانتے تھے۔ ان کی جماعت اپنی کامیابی کا اظہار آپ جیسوں کو مخاطب کر کے یوں کیا کرتی ہے :

در ظل ایں لوائے الٰہی ز ہر فریق
حتی ز قادیان تو از مرد و زن رسید

میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں صرف آپکی منظوری کی ضرورت ہے ۔ پنجہ صابری کی ایک کاپی آپ کی طلب پر بھیجی جاسکتی ہے

۲۔ اسی اخبار میں آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ:

مجھے اللہ تعالی سچا اور پکا احمدی بنائے اور اگر فنا فی المرزا کا درجہ عطا کرے تو میں نے اپنی زندگی کا مقصد پالیا کیونکہ مرزا صاحب فنا فی المحمد ﷺ ہیں۔

اس عبارت کے بھی آخری جملے کے متعلق مجھے یہ دریافت کرنا ہے کہ جناب مرزا صاحب کو فنا فی المحمد کا درجہ کیونکر ملا ؟ کیا اتباع محمد ﷺ کی وجہ سے یا بغیر اتباع کے؟ اگر بغیر اتباع مل گیا ہے تو مرزا صاحب قادیانی کی گواہی پیش کیجئے ۔ اگر اتباع محمد ﷺ سے ملا ہے تو بتائیے کہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن حج کا تارک بھی کامل متبع محمد ہوسکتا ہے؟ اور فنا فی المحمد کے درجہ تک پہنچ جایا کرتا ہے؟ کیا جناب مرزا صاحب کی طرف سے آپ کوئی معقول عذر ترک حج کے متعلق پیش کر سکتے ہیں ؟ جو ایسا ہو کہ خود انہی (مرزا صاحب قادیانی) کے بیان سے اس کی تردید نہ ہوتی ہو ۔

اگر آپ کے پاس ایسا کوئی معقول عذر نہیں ہے، تو آپ کے فنا فی المرزا کے ذریعہ سے فنا فی المحمد کے درجے کی خواہش پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ:

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

میں نے یہ چند سطور آپ کی خدمت میں آپ کو محقق، غیر متعصب، بے لالچ اور اپنی زبان کی پچ نہ کرنے والا گمان کر کے لکھی ہیں۔ امید ہے کہ آپ بھی جلد از جلد علم و انصاف، دیانت اور امانت کے ساتھ جواب دے کر مشکور فرمائیں گے۔

و السلام علی من اتبع الھدی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ مارچ ۱۹۲۸ء مطابق ۹ رمضان ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۱۸ ص ۴)

احمدیت اور اسلام

مولوی عصمت اللہ کو جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

جماعت مرزائیہ (بہر دو نوع) کو پروپیگنڈہ کرنے میں بڑا کمال ہے۔ حقیقت میں جو قوم یا جو شخص دنیا میں اپنے غلط خیالات کی اشاعت کرنا چاہے، اس کیلئے پروپیگنڈے سے بہتر کوئی صورت نہیں۔ پروپیگنڈہ کیا ہے۔ اپنی بات کو شہرت دینے میں غلط یا صحیح الفاظ میں تمیز نہ کرنا بلکہ اس اصول پر کاربند رہنا کہ:

کہتے جاؤ جہان سننے والوں سے خالی نہیں

اس اصول سے احمدیہ جماعت (قادیانی ہو یا لاہوری) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی احمدیت پھیلاتی ہے۔ آج ہم اس کی ایک مثال سناتے ہیں جن میں اعلیٰ درجہ کا پروپیگنڈہ کیا گیا ہے۔

مولوی عصمت اللہ مبلغ احمدیہ لاہور نے ایک مضمون اپنی پارٹی کے اخبار پیغام صلح میں دیا ہے جو اس طرح ہے:

ناعاقبت اندیش مسلم علماء احمدیت پر اعتراض کرنے کو اپنا فخر خیال کرتے

ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ احمدیت درحقیقت سچے اور ٹھیٹھ اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ اس پر اعتراض کرنا اسلام پر اعتراض کرنا ہے۔ مسلم علماء تو شائد اس نتیجہ پر تعصب کی وجہ سے جلدی نہ پہنچ سکیں مگر آریوں نے اس نکتہ کو سمجھ لیا ہے۔ وہ انہی مولویوں کے اعتراضات کو لیکر اسلام کے منہ آتے ہیں۔ مولوی تو پھولے نہیں سماتے کہ ہم نے احمدیت پر دل کھول کر اعتراضات کر دیئے مگر آریہ خوش ہو جاتے ہیں کہ ہم نے اسلام پر اعتراضات کرنے سیکھ لئے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اسلام اور احمدیت دو جدا گانہ چیزیں نہیں۔ اس لئے مولویوں کی جدت طبع کے نتائج سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ مگر افسوس کہ مولوی نہیں سمجھتے کہ ہمارے یہ اعتراضات احمدیت کو نقصان پہنچانے کے بجائے آریہ سماج کو تقویت دے رہے ہیں۔ کاش مولوی اس حقیقت کو سمجھتے اور احمدیت کو مورد اعتراضات شنیعہ نہ بناتے۔

(پیغام صلح لاہور ۶ مارچ ص ۲)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہم اس منطق کو نہیں سمجھے اور نہ سمجھ سکتے ہیں کہ احمدیت اور اسلام ایک کیسے ہوئے۔ کیا ایسے ایک ہیں جس کو منطقی اصطلاح میں متساوی، یا مترادف کہتے ہیں جیسے اسد اور لیث (شیر) اگر یہ مراد ہے، تو ہر احمدی مسلم اور ہر مسلم احمدی ہوگا۔

تو کیا اس تعریف کے مطابق اڈیٹر اہل حدیث بھی بوجہ مسلم ہونے کے احمدی بھی ہے؟ سوچ کر کہنا۔ اور اگر کچھ اور مراد ہے تو وہ کیا ہے؟

آیئے ہم انصاف کی بات بتائیں۔ تمہارے مسلّمات پر بھی صحیح یہ ہے کہ اسلام اور احمدیت عام و خاص مطلق ہیں۔ احمدیت میں اسلام کے سوا ایک اور چیز ملی ہوئی ہے یعنی مرزا غلام احمد سے عقیدت (نبوت۔ اصلی کی ہو جیسے قادیانی گروہ میں، یا ظلی کی جیسے لاہوری جماعت میں) پس احمدیت مرکب ہے اسلام اور اس عقیدت سے جو مرزا غلام احمد کے ساتھ ہے۔ پس اس مرکب (احمدیت) کی تحقیق کرنے کو دو چیزوں کی تحقیق کرنی لازم ہے۔ یعنی اسلام کی اور مرزا قادیانی کے دعوی کی۔

غیر مسلم تو دونوں جزوں کی تحقیق کرے گا، مسلم معترض چونکہ اسلام کا قائل

ہے، وہ اسلام کی تحقیق کیوں کرنے لگا، وہ تو دوسرے حصہ کی کرے گا ۔یعنی مرزا صاحب کے دعوی کی ۔ اور یہ اس کا حق ہے کیونکہ مرکب میں جو جز و اس کو مسلم ہے اس کی تحقیق وہ کیوں کرے ۔ ہاں جو جز و غیر مسلّم ہے اس کی تحقیق کرنا اس کا حق ہی نہیں بلکہ فرض ہے۔

مسلم کے اسی ادائے فرض پر مولوی عصمت اللہ ناراض ہیں تو وہ خود ہی بتا دیں کہ ان کا ایسا کرنا انصاف ہے یا ظلم ۔

ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ مسلم محققین کی تحقیق متعلق احمدیت سے آریوں کو اسلام کی تکذیب کرنے میں کیا قوت ملتی ہے اور کیوں کر ملتی ہے مثلاً مسلم محقق احمدیت کو اس طرح تحقیق کرتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا تھا کہ :

مرزا سلطان محمد میری زندگی میں نہ مرے تو میں جھوٹا ۔(انجام آتھم ۔ص ۱۳)۔

مرزا سلطان محمد ساکن پٹی میری زندگی میں نہ مرے تو میں ہر ایک بد سے بد تر ہونگا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ۔ص ۵۵)

حالانکہ مرزا سلطان محمد صاحب آج تک (۱۹۲۸ء) بفضلہٖ تعالی زندہ ہیں، تو کیا اس سے احمدیت کو نقصان پہنچا، یا اسلام کو۔

ہاں چونکہ احمدیہ جماعت (مرزائیہ) کے نزدیک اسلام اور احمدیت ایک ہی ہے اس لئے وہ ایسا کہیں کہ احمدیت کے نقصان سے اسلام کو نقصان ہوتا ہے، تو ان کو چاہیے کہ یا تو احمدیت کو ایسے اعتراضوں سے پاک کریں یا اس کو چھوڑ کر ٹھیٹھ اسلام قبول کریں ۔

ہم سے پوچھو تو احمدیت ، اسلام سے بالکل ایک الگ مفہوم ہے جو دو امروں کا مجموعہ ہے ۔ خدا پر بہتان اور مخلوق کو دشنام ۔ثبوت کے لئے ہمارا رسالہ الہامات مرزا، اور دوریفارمر دیکھو۔

سچ ہے اور بالکل سچ ہے :

میرے محبوب کے دو ہی نشان ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مارچ ۱۹۲۸ء مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۲۱ ص ۲)

مرزائی مباحثہ

ہمارے گاؤں موضع گھریٹا ضلع امرتسر والوں کو مولوی عباس وغیرہ مرزائی ساکن بھڈیار مرزائی ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔ آخر کار بحث کا دن ۳ فروری ۱۹۲۸ء بروز اتوار مقرر ہوا۔ مضمون زیر بحث صداقت مرزا تھا۔ ہماری طرف سے مولوی محمد امین امرتسری تھے۔ اور فریق مخالف کی طرف سے مولوی قمرالدین صاحب احمدی تھے۔

مولوی محمد امین نے معیار صداقت پیش کر کے مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگم پیش کیا۔ دوسرے مولوی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔

الحمدللہ اثر بہت اچھا ہوا کامیابی ہوئی۔ متذبذب عقائد درست ہوئے۔ اللہ آپ کو اور مولوی صاحب کو سلامت رکھے۔

المشتہر مولوی فتح محمد امام مسجد، چودھری پھلا۔ روڑا۔ محمد دین۔ سراج دین

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ مارچ ۱۹۲۸ء مطابق ۳۰ رمضان ۱۳۴۶ھ جلد ۲۵ نمبر ۲۱ ص ۳)

حدیث کے منکر: حنفی اور مرزائی

(نامہ نگار اپنی رائے کے مختار ہیں)

جناب مولوی نور محمدؒ ممیانوی جہلمی لکھتے ہیں:

ناظرین اخبار اس عنوان بالا کو ترچھی نگاہ سے دیکھیں گے کیونکہ ان ہر دو فریق میں کون سی ایسی مطابقت ہے جس سے یہ مضمون لکھا گیا۔

میرے معزز بھائیو! آپ سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ مروجہ کتب فقہ کے خلاف اگر کوئی حدیث پیش کی جائے، تو رسمی حنفی اس حدیث کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے اور جواباً کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام صاحب نے نہیں لیا، اس لئے ہم اس پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم مقلد ہیں۔ پھر کیسے خلاف مذہب حدیث کو واجب العمل قرار دیویں خواہ وہ حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن حنفیہ کبھی اس پر عمل نہ کریں گے اور صریح طور پر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے امام نے اس کو نہیں پکڑا لہذا ہم اس کے ماننے پر تیار نہیں۔

اسی طرح مرزائی دوستوں کا شیوہ وطریقہ ہے کہ جب تک مرزا صاحب کسی حدث کو صحیح نہ کہدیں، مرزائی جماعت اس وقت تک اس حدیث کو ہرگز نہیں مانتی۔ اور مرزا کے قول کو رٹتے جائیں گے اور حدیث کا صاف انکار کر دیں گے۔ کیونکہ ان کے امام کے نزدیک وہ حدیث قابل عمل نہیں ہے خواہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کو ہزار ہا بار پیش کریں مگر وہ بالکل تسلیم نہیں کرتے۔

سو ان ہر دو جماعت میں ایک ہی طریق پر عمل ہو رہا ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ حنفیہ امام ابو حنیفہؒ کو مجتہد قرار دیتے ہیں اور واقعی ہیں بھی۔ اور مرزائی مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اعتقاداً تو ان میں سے بہت سا فرق ہے لیکن تقلیدی صورت میں ہر دو برابر ہیں ان ہر دو جماعت کے اقوال وافعال صاف ظاہر ہیں کہ آپس میں ان کا تقلیدی برادرانہ گہرا تعلق ہے جو کس پر مخفی نہیں۔

میرے حنفی بھائیو! آپ مہربانی فرما کر اس جماعت سے اپنا تعلق برادرانہ عملاً ہٹا لیں کیونکہ آپ کا یہ طریقہ کار شریعت محمدیہ میں مذموم ہے۔ امید ہے کہ آپ سوچ کر جواب دینے کی کوشش فرمائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اپریل ۱۹۲۸ء مطابق ۲۱ شوال ۱۳۴۶ھ نمبر ۲۳ جلد ۲۵ ص ۸)

الفضل جواب دے

پیغام صلح میں لکھا ہے، میاں (محمود) صاحب یا آپ کی جماعت کے افراد حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو فی الحقیقت نبی تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی آپ کے نہ ماننے والوں کو دل سے کافر جانتے ہیں۔ مگر بعض وجوہ سے جن کا نام مصلحت وقتی ہے ایسا اعتقاد ظاہر کرنا ضروری سمجھتے ہیں (پیغام صلح ۲۲ فروری ص ۶)

اگر یہ سچ ہے، تو یہ نفاق ہے یا ایمان؟

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳۔ اپریل ۱۹۲۸ء مطابق ۲۱ شوال ۱۳۴۶ھ نمبر ۲۳ جلد ۲۵ ص ۸)

شیخ بہاء اللہ ایرانی اور مرزا قادیانی

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

ہماری تحقیق یہ ہے کہ شیخ بہاء اللہ جنھوں نے مسیح موعود وغیرہ کا دعوی کیا تھا

ہمارے پنجابی نبی مرزا صاحب قادیانی کے لئے استاد نہیں، تو نقاش ضرور ہیں۔ اس کا ثبوت دونوں صاحبوں کی تصانیف سے ملتا ہے۔

مجمل بیان اس کا یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے جو دعاوی ان کی تصنیفات میں ملتے ہیں کہ الحمد سے لے کر والناس تک میرے (مرزا قادیانی) کے حق میں پیش گوئیاں ہیں (ثبوت کے لئے دیکھو ہمارا رسالہ نکات مرزا) اس قسم کے دعاوی دراصل مرزا صاحب قادیانی نے شیخ بہاء اللہ ایرانی سے حاصل کئے ہیں۔

شیخ بہاء اللہ ایرانی کا دعوی مرزا صاحب قادیانی سے بہت وسیع تھا۔ انہوں نے تو نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، نہ سیاق دیکھا نہ سباق، جو دل میں آیا لکھ مارا۔ ہم اس جگہ ان کے دعاوی کی چند مثالیں بتا کر اصل سوال کا جواب دیں گے۔ شیخ بہاء اللہ اپنے حق میں لکھتے ہیں:

هذا يو م لو ادركه محمد رسو ل الله لقا ل قد عر فنا ك يا مقصود المر سلين و لو ادر كه الخليل ليضع و جهه على التراب خا ضعاً لله ر بك و يقول قد اطمأن قلبى يا اله من فى ملكو ت السما وا ت و ا لار ضين و لواد ركه الكليم ليقو ل لك الهمد بما ار يتنى جما لك و جعلنى من الزا ئر ين

(مجموعہ الواح مبارکہ ص۹۴) یعنی اگر آج کا دن (شیخ بہاء اللہ کا زمانہ) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پاتے تو (بہاء اللہ کو مخاطب کر کے) کہتے اے مرسلین کے مقصود ہم نے آپ کو پہچان لیا اور اگر اس زمانہ کو حضرت ابراہیم پاتے تو اپنا ماتھا زمین پر رکھ کر اللہ کے سامنے عاجزی سے کہتے کہ اے آسمانوں اور زمینوں کے مالک میرا دل تسلی پا گیا۔ اگر اس زمانہ کو حضرت موسی کلیم پاتے تو کہتے اے اللہ تیری تعریف ہے کیونکہ تو نے مجھے اپنا جمال دکھایا اور مجھ کو زیارت کرائی

ایک جگہ فرماتے ہیں:

قل يا اهل الفر قا ن قد اتى الموعود الذى وعد تم به فى الكتاب اتقوا الله و لا تتبعوا كل مشر ك اثيم انه قد ظهر على شا ن لا ينكره ا لا من غشة ا حجا ب ا لاو ها م و كا ن من المدحضين (ص۴و۲۳۵) اے قرآن والو! موعود نبی تمہارے پاس آ گیا جس کے

آنے کی بابت تم کو کتاب میں وعدہ دیا گیا تھا۔تم اللہ سے ڈرو اور کسی مشرک اور بدکار کی پیروی نہ کرو۔تحقیق وہ موعود (بہاء اللہ) اپنی شان میں ایسا ظاہر ہوا ہے کہ سوائے وہم پرستوں کے اور مغلوب العقل لوگوں کے کسی نے انکار نہیں کیا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس دعوی میں بھی ہمارے پنجابی نبی (مرزا قادیانی) ایرانی مدعی سے کم نہیں رہے۔چنانچہ آپ نے فرمایا:

و یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم فھم لا یقبلون (مجھ (مرزا قادیانی) کو سب لوگ مانتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد (ولد الحرام) نہیں مانتی جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا رکھی ہے

الواح مبارکہ صفحہ ۱۲ پر سورہ و الشمس و ضحھا و القمر اذا تلاھا۔ ساری اپنے حق میں لگائی ہے۔شمس بھی آپ ہیں، قمر بھی آپ ہیں، نہار بھی آپ ہیں، لیل بھی آپ ہیں۔ غرض یہ شعر آپ کے حق میں ہے

حسین ہو مہ جبیں ہو دل نشین ہو
لقب جس کے ہیں اتنے وہ تمہیں ہو

عجیب نظریہ: مرزا قادیانی نے جو نبوت ظلیہ اور بروزیہ کی اصطلاح قائم کی ہے وہ بھی دراصل شیخ بہاء اللہ ایرانی سے اخذ کی ہے۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کئی ایک جگہ لکھا ہے کہ میں ابراہیم ہوں، میں نوح ہوں، میں موسی ہوں، میں عیسی ہوں۔یہاں تک کہ میں محمد (ﷺ) ہوں۔چنانچہ آپ کا ایک اردو شعر درثمین میں یوں ہے:

میں کبھی آدم کبھی موسی کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

یہ بھی آپ کا ایک فارسی شعر تریاق القلوب میں ہے:

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

شیخ بہاء اللہ نے ایک نظریہ (اصول) از خود مقرر کیا ہے کہ خدائی امر (نبوت رسالت وغیرہ) دراصل ایک ہے۔اور نبی جتنے آئے ہیں سب اسی ایک ہی امر کے مظہر

ہیں۔ اول اور آخر نبوت اور نبی ایک ہی ہیں۔ بس اول میں بھی محمد، آخر میں بھی محمد۔ چنانچہ کہتے ہیں:

و ما امرنا الا واحدۃ۔ (سورہ قمر)۔ و چوں امر واحد شد البتہ مظاہر امر ہم واحد... وہم چنیں آئمہ دین وسراجہائے یقین فرمودند اوّلنا محمد و آخر نا محمد و اوسطنا محمد بارے معلوم و محقق آنجناب بودہ کہ جمیع انبیاء ہیاکل امر اللہ ہستند کہ در قمایص مختلفہ ظاہر شدند و اگر بنظر لطیف ملاحظہ فرمائی ہمہ را در یک رضوان ساکن بینی و در یک ہوا طائر و بر یک بساط جالس و بر یک کلام ناطق و بر یک امر آمر اینست اتحاد آن جواہر وجود و شموس غیر محدود و معدود پس اگر یکے از ایں مظاہر قدسیہ بفرماید من رجوع کل انبیاء ہستم صادق است۔ (ایقان فارسی اردو۔ ص ۱۵۴)

اس کی مثال یہ ہے کہ انگریزی حکومت میں عہدہ وائسرائے ایک ہی ہے جس کی ابتداء اور انتہاء مساوی ہے۔ جیسا پہلا وائسرائے تھا پچھلا بھی ویسا ہی ہے۔ بلکہ فرق یہ ہے کہ انبیاء اور دیگر باکمال لوگوں میں سے اگر کوئی یہ کہے کہ میں مجموعہ کمالات رکھتا ہوں تو شیخ بہاء اللہ کے نزدیک وہ صحیح کہتا ہے اسی اصول سے شیخ بہاء اللہ اپنا نام محمد رکھ کر یوں الہام لکھتا ہے:

یا محمد بشر نی نفسک بما نزل علیك کتاب قدس کریم۔

(الواح مبارکہ ص ۳۰۱)۔ اے محمد (بہاء اللہ) جو پاک کتاب تیری طرف اتری ہے اس کے ساتھ دل میں خوش ہو۔

اسی اصول سے مرزا صاحب قادیانی نے اپنا نام بروزی یا ظلی محمد رکھا اور مجموعہ کمالات کا اپنے واسطے اعادہ کیا۔ چنانچہ آپ کا ایک شعر ہے

آنچہ دادہ ست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

غرض شیخ بہاء اللہ نے جو لائن اختیار کی تھی مرزا صاحب نے اس پر گاڑی چلائی اور جو نیو کھودی تھی مرزا صاحب قادیانی نے اس پر عالیشان عمارت بنائی یہاں تک کہ سیاسی اصول بھی جو مرزا صاحب نے اختیار کیا تھا جس کا خلاصہ ہے کہ:

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پروین

یہ بھی ایرانی شیخ سے حاصل کیا ہے لیکن ہم اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے۔ مختصر یہ ہے کہ شیخ بہاء اللہ نے بہت سی آیات کو اپنے اوپر چسپاں کیا ہے ان کی دیکھا دیکھی ہمارے پنجابی نبی (مرزا) نے بھی قرآن مجید کو اپنے پر لگایا۔ باقی آئندہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰۔ اپریل ۱۹۲۸ء جلد ۲۵ نمبر ۲۴ ص ۱-۲)

مرزائیت سے توبہ

عبدالعزیز احمدی کے دولڑکوں، عبدالحق، الطاف حسین نے مسجد اہل حدیث میں مرزائیت سے توبہ کی۔

محمد عبدالرزاق ساکن اوٹکور ضلع محبوب نگر دکن

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ جون ۱۹۲۸ء مطابق ۱۹ ذی الحج ۱۳۴۶ھ ص ۱۵)

شیخ بہاء اللہ ایرانی اور مرزا قادیانی

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ بریلی سے لکھتے ہیں:

حضرت مولانا اڈیٹر اہل حدیث نے اخبار اہل حدیث ۲۰۔ اپریل ۱۹۲۸ء میں زیر عنوان بالا یہ ثابت کیا تھا کہ ان ہر دو بزرگوں (قادیانی اور ایرانی) کے دلائل اور دعاوی میں مطابقت ہے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ خود اہل بہاء بھی بطور فخر اس کو پیش کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ بہائی رسالہ کوکب ہند جلد ۲ نمبر ۱۷ صفحہ ۸ پر خود اڈیٹر کوکب ہند نے قادیانی خلیفہ صاحب کے ساتھ دمشقی علماء کے مناظرہ کا حال لکھتے ہوئے لکھا تھا:

دمشقیوں نے صاف کہہ دیا کہ احمدیوں کا سرمایہ علمی واستدلالی بابیوں (بابی اور بہائی ایک ہی فرقہ کا نام ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر) کا سرقہ ہے...

عجیب توارد ہے کہ ہندوستان کے علماء نے بھی یہی رائے قائم فرمائی جیسا کہ ناظرین کوکب ہند کو معلوم ہے اور عرب وشام کے لوگ بھی یہی کہتے ہیں اور انہوں نے پہلی ہی ملاقات میں بھانپ لیا کہ قادیان کا دعوی اور استدلال بابیوں سے مستعار لیا گیا ہے۔

اسی امر کو ثابت کرنے کے لئے مولانا اڈیٹر صاحب اہل حدیث نے مضمون مذکور تحریر فرمایا جو ابھی (۲۰۔ اپریل) تک ابتدائی مراحل ہی میں تھا کہ بہائی رسالہ کوکب ہند دہلی کے اڈیٹر صاحب اسے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔

بہائی اڈیٹر نے مضمون مذکور پر پہلا اعتراض یہ کیا ہے کہ:

اہل حدیث نے جناب بہاء اللہ کو نبی کیوں لکھا جب کہ اہل بہاء ان کو نبی نہیں مانتے۔،

حالانکہ جناب بہاء اللہ کی تحریریں اور ان کے فرزند اعظم عبدالبہاء عباس آفندی کی تشریحات پڑھنے سے یہ امر صاف روشن ہے کہ اگرچہ جناب بہاء اللہ نے نبوت کے نام سے دعوی نہیں کیا لیکن وہ جس مقام کا بھی دعوی کرتے تھے وہ مقام نبوت ہی تھا، نام چاہے کچھ ہو۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

قل اتظنو ن انه اراد شيئا لنفسه لا و رب العا لمين (کتاب مبین ص ۲۶۹) (کہدے کیا تم گمان کرتے ہو کہ بہاء اللہ نے اپنے نفس کے لئے کچھ چاہا ہے۔ نہیں رب العالمین کی قسم ایسا نہیں)۔ (کوکب ہند ج ا نمبر ۷ ص ۴)

جناب بہاء اللہ کی مندرجہ بالا تحریر میں قل صیغہ مخاطب سے صاف ظاہر ہے کہ ان کو مقام نبوت کا دعوی تھا۔ چنانچہ عبدالبہاء عباس آفندی نبوت کی اقسام کا تذکرہ کرتے ہوئے واضح الفاظ میں فرماتے ہیں:

آں مظاہر نبوت کلیہ کہ بالاستقلال اشراق نمودہ اند مانند حضرت ابراہیم و حضرت موسی حضرت مسیح و حضرت محمد و حضرت اعلی (باب) و جمال مبارک (بہاء اللہ)۔ (مفاوضات عبدالبہاء۔ ص ۱۱۴)

جب خود بہاء اللہ کے فرزند رشید عبدالبہاء جناب بہاء اللہ کو صاف طور پر نبی صاحب شریعت کہتے ہیں تو اب اگر حضرت مولانا اڈیٹر اہل حدیث نے نبی لکھ دیا تو اڈیٹر کوکب ہند کا یہ کہنا کہ، اہل بہا حضرت بہاء اللہ کو نبی نہیں مانتے، نہ معلوم کہاں تک درست ہے۔ اور اڈیٹر صاحب کوکب ہند کے نزدیک مفاوضات کی عبارت مذکورہ کا کیا مطلب ہے۔

پھر اڈیٹر کوکب ہند کو اس پر بھی اعتراض ہے کہ جو اہل حدیث مذکور میں لکھا

گیا تھا کہ

والشمس و ضحا ھا والقمر اذا تلا ھا، بہاء اللہ نے ساری اپنے حق میں لگائی ہے۔

اس پر لکھتے ہیں:

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ فاضل مدیر (اہل حدیث) نے یہ خلاصہ کن آیات مبارکہ کا درج فرمایا ہے۔ (کوکب ہند مذکور۔ص ۲۷)

حالانکہ الواحات مبارکہ صفحہ ۱۲ پر یوں مرقوم ہے:

(والقمر اذا تلاھا) والقمر رتبة الولاية الذى تلا شمس النبوة اى يظهر بعده ليقو م على امر النبى بين العبا د و انا لو فذ كر مقا ما ت القمر لترى الكتا ب ذا حجم عظيم

(کہ القمر ولایت کے اس مرتبہ کا نام ہے جو نبوت کے سورج سے روشن ہوا یعنی نبی کے امر پر بندوں کے درمیان اس کے بعد ظاہر ہوتا ہے اور اگر ہم القمر کے مقامات کا ذکر کریں تو تو دیکھے کتاب کو بڑے حجم والی)

اس عبارت میں القمر کو ولایت کا مرتبہ کہا گیا ہے اور بہاء اللہ نے اپنا دعوی ولایت اللہ ہی کے نام سے پیش کیا ہے جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ القمر سے مراد جناب بہاء اللہ ہیں چنانچہ اس طرح ولایت کا دعوی کیا ہے

خبردار جو تم کو لفظ نبی کا ذکر اس بناء الاعظم سے روک دے یا ولایت کا خیال اس ولایت اللہ کے پہچاننے سے مانع ہو جو تمام عوالم پر محیط ہے۔

(بحوالہ اقدس از جواب لیکچر جناب قادیانی ص ۱)

یہی اہل بہا کا عقیدہ ہے کہ دورہ ء نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگیا اب مظہریت اور ولایت کا زمانہ ہے جسکے مدعی جناب بہاء اللہ ہیں (مناظرات الدینیہ ص ۸۸)

پھر اڈیٹر کوکب ہند فرماتے ہیں:

اسی طرح آیات ذیل کے سمجھنے میں مولانا (اڈیٹر اہل حدیث) نے غلطی کی ہے

یا محمد بشر فى نفسك بما نز ل عليك كتا ب قدس كر يم۔

(اے محمد! جو پاک کتاب تیری طرف اتری ہے اس سے اپنے دل میں خوش ہو)۔

جناب مولانا اس آیت مبارکہ کا یہ مطلب سمجھے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ عز اسمہ الاعلی نے اس آیت مبارکہ میں اپنے آپ کو بروزی طور پر محمد قرار دیا ہے حالانکہ یہ درست نہیں (کوکب ہند مذکور)

اس جگہ مجھ کو اڈیٹر کوکب ہند پر بہت ہی افسوس ہے کہ انہوں نے جناب مولانا (اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) کی نیک نیتی اور حسن ظنی کی ذرہ قدر نہ کی، کیونکہ اس عبارت کا مطلب بقول اڈیٹر کوکب ہند مولانا نہیں سمجھے اور نہ اڈیٹر کوکب ہند سمجھ سکے۔ یہ اسی قسم کی عبارت ہے جس کو قادیانی صاحبان بہاء اللہ کے دعوی الوہیت کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں اور یوں نتیجہ نکالا کرتے ہیں:

بہاء اللہ نے خود اپنے مرید محمد نام ایک شخص کو اپنے گھر واقع بغداد کے حج کرنے کا حکم دیتے ہوئے یا الہی کے ساتھ جو دعا مانگنے کی ہدایت کی ہے اس میں یا الہی سے سوائے بہاء اللہ کے کوئی دوسرا خدا مراد نہیں ہوسکتا

(بہائی مذہب کی حقیقت۔ص ۴۵)

لیکن حضرت مولانا ثناء اللہ نے ایسا کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ آنجناب کی تحقیق میں چونکہ بہاء اللہ مدعی الوہیت نہیں تھے (دیکھو اہل حدیث ۴ نومبر ۱۹۲۷ء ص ۸ کالم ۱ کا نوٹ از مدیر) اس لئے آپ نے یہی سمجھا کہ عبارت زیر بحث میں بہاء اللہ نے اپنا نام محمد رکھا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب بہاء اللہ رجعت اور بروز کے قائل تھے جب ہی تو وہ اپنے آپ کو مسیح کی آمد ثانی کہتے ہیں اسی کو مدنظر رکھ کر جناب مولانا نے عبارت زیر بحث سے مذکورہ بالا نتیجہ نکالا جو ان کی حسن نیت کا بین ثبوت ہے ورنہ اسی عبارت کا قادیانی مفہوم لکھ کر اعتراض کردینا تو بہت ہی آسان تھا

اس کے بعد جناب اڈیٹر کوکب ہند فرماتے ہیں:

حضرت بہاء اللہ کا دعوی وہ دعوی ہے جو کسی صادق یا غیر صادق نے آج تک نہیں کیا۔ کسی صادق نے تو اس لئے نہیں کیا کہ وہ سچائی اور بصیرت کے مقام پر یہ جانتے تھے کہ اس مقام یکتا کا مالک صرف وہ موعود مطلق بہاء اللہ ہے جس کے ذکر کو قرآن نے نباء عظیم اور جس کے ظہور کو ظہور رب العالمین کہا گیا ہے۔ اور کسی کاذب نے اس لئے نہیں کیا کہ اس کے ذہن کے لئے اس

مقام تک رسائی اور تصور بھی ناممکن ہے اس لئے قادیانی دعوے کو اس دعوی کے بالمقابل رکھنا سورج کے سامنے ایک جگنو کو پیش کرنا ہے۔ (ص ۲۸)

یہ اڈیٹر کوکب ہند کا اپنا اعتقاد ہے ہر شخص اپنے پیشوا کو بڑا اور دوسروں کے پیشوا کو کمتر درجہ سمجھا کرتا ہے جس سے کسی غیر جانبدار کو بحث نہیں ہوتی نفس دعوی (موعود کل ملل وادیان) مساوی ہیں ایک غیر جانبدار کی نظر اسی پر جا سکتی ہے، ورنہ ذہن کی رسائی کی اگر پوچھو تو جناب مرزا صاحب قادیانی نے ایسے بلند بانگ دعاوی کئے ہیں کہ اس سے اونچا ہونے کی کسی میں مجال ہی نہیں فرماتے ہیں

آسمان سے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا (مرزا غلام احمد کا) تخت بچھایا گیا۔ (قادیانی اربعین نمبر ۳۔ ص ۴۵)

یہ میرا قدم ایک ایسے بلند منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ (خطبہ الہامیہ۔ ص ۳۵)

پس اس اونچائی اور نچائی، بلندی اور پستی سے غیروں کو کچھ سروکار نہیں۔ آپ دونوں گروہ (بہائی اور قادیانی) باہمی فیصلہ کرلیں۔

اس کے بعد اڈیٹر کوکب ہند نے لکھا ہے:

پھر آیت مبارکہ و ماامرنا الا واحدة کی توضیح پر اعتراض کرتے ہوئے (مولانا اڈیٹر اہل حدیث نے) لکھا ہے کہ خدائی امر (نبوت ورسالت وغیرہ) دراصل ایک ہے، اور جتنے بھی آئے ہیں سب اسی ایک ہی امر کے مظہر ہیں اور بقول جناب مدیر (اہل حدیث) حضرت جمال مبارک (بہاء اللہ) نے یہ نظریہ (اصول) از خود مقرر کیا ہے غالبًا مولانا یہ عبارت لکھتے وقت بخاری کی یہ مشہور حدیث بھول گئے کہ فخر الرسل سیدنا خاتم التحیۃ والثناء نے فرمایا

الانبیاء اخوة علاتية امهاتهم شتى و دينهم واحدة،

کوکب ہند کے اڈیٹر صاحب نے غور نہیں کیا تمام نبیوں کا دین ایک ہونا اور بات ہے، اور یہ درست ہے۔ لیکن نبی ایک نہیں ہوتے۔ عیسی کو موسی اور آنحضرت ﷺ کو ابراہیم نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ایقان کی عبارت جو اخبار اہل حدیث ۲۰۔ اپریل میں درج ہوئی ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عیسی کو موسی اور ابراہیم کو نوح کہد و تو کچھ

ہرج نہیں ۔ بلکہ ایک ہی نبی اپنے سب نام رکھ لے تو رکھ سکتا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں صاحب ایقان کے اصل الفاظ یوں ہیں:

پس اگر یکے از ایں مظاہر قدسیہ بفرماید من رجوع کل انبیاء ہستم صادق است ۔ (ایقان ۔ص ۱۵۴)

یعنی نبیوں میں سے ایک نبی اگر فرمائے کہ میں کل انبیاء کی رجعت ہوں تو وہ سچا ہے اس اصول کو بخاری کی حدیث سے (جو ڈیٹر کوکب نے پیش کی ہے) کچھ بھی لگاؤ نہیں ۔ پس یہ ایک نیا اصول ہے جو جناب بہاء اللہ کا مقرر کردہ ہے اور جس پر اہل حدیث کا اعتراض ہے اور جسے دیکھ کر قادیان کے نقل نویسوں نے بھی یوں لکھنا شروع کر دیا ہے

آیت اذا الرسل اقتت سے ثابت ہے کہ آنے والا مسیح نبی ہوگا کیونکہ آیت میں مسیح موعود کی پیش گوئی کی گئی ہے اور اس زمانہ کی نسبت ان الفاظ میں خبر دی گئی ہے کہ جب رسول وقت مقررہ پر لائے جائیں گے یعنی ایک ہی وقت میں سب رسولوں کو جمع کر دیا جائے گا اور مسیح موعود کے وجود میں وہ ظاہر ہوں اس آیت کو بھی خود حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اپنے پر چسپاں کیا ہے ۔ (حقیقۃ النبوۃ ۔ص ۱۱۸)

حالانکہ ایسے عقائد کا اسلام میں کہیں ذکر نہیں

لطف یہ ہے کہ قیامت کے متعلق جو آیات قرآن مجید میں ہیں ان کو بہائی اپنے پیشواؤں پر، اور مرزائی ان کی دیکھا دیکھی مرزا صاحب پر چسپاں کرتے ہیں۔ چونکہ پہلے یہ کام بہاء اللہ نے کیا، ان کے بعد جناب مرزا صاحب نے بھی اسی راستہ پر قدم مارا، اس لئے علماء نے یک زبان ہوکر کہد یا کہ مرزائی مذہب بہائی مذہب کی نقل ہے اسی کو ثابت کرنے کے لئے حضرت مولانا (ثناءاللہ) مضمون زیر بحث لکھ رہے ہیں جس کی بقیہ اقساط کا ناظرین کو انتظار کرنا چاہیے۔

التماس ضروری:

حافظ سلیم احمد صاحب احمدی اوٹاوی نے میرے مقابلہ پر بہاء اللہ ایرانی کو مدعی الوہیت ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان کے اہل حدیث میں بہت سے مضمون نکلے۔ لیکن میرے پرچے ان کی نسبت کم ہوئے۔ وجہ یہ تھی میں اپنے مضامین میں

کوشش کرتا رہا کہ حافظ سلیم صاحب جناب مرزا صاحب قادیانی کے مسلمہ اصولوں کے اندر اندر رہیں۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ جب مرزائی صاحبان مرزا صاحب کے اصولوں کو لے کر بہاء اللہ کے مقابلہ پر کھڑے ہوں گے تو بجز بہائی مذہب کے راستہ کے ان کے لئے کوئی دوسری راہ نہ ہوگی۔

اسی لوٹ پھیر میں آخر کار اڈیٹر صاحب کی طرف سے الارم ہو گیا کہ اب فریقین ایک ایک پرچہ مکمل لکھ کر اس بحث کو ختم کر دیں۔ میرا پرچہ ۱۳ جنوری ۱۹۲۸ء کو آخری نکلا۔ اس کے بعد آج تک حافظ سلیم احمد صاحب خاموش ہیں۔ اس لئے بذریعہ سطور ہذا گذارش ہے کہ وہ خود یا ان کی طرف سے کوئی اور صاحب اپنے ایک پرچہ کا حق لے کر میرے آخری پرچہ کا حق مجھ کو دلوا دیں۔ ورنہ یہ بات تو اچھی نہیں کہ

یکے پیش خصم آمدن مرد دار
دوم جان بدر بردن از کار زار

مولانا ثناء اللہ امرتسری ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

حافظ سلیم احمد صاحب کا مضمون انہی دنوں آیا تھا جسے انہوں نے جلدی واپس طلب کر لیا تھا۔ جو بھیجا گیا۔ پھر نہیں آیا۔ اسلئے میدان آپ کے ہاتھ رہا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ جون ۱۹۲۸ء مطابق ۲۶ ذی الحج ۱۳۴۶ھ نمبر ۳۲ جلد ۲۵ ص ۵۔۷)

خلیفہ قادیان کی غلط بیانی

(الفضل مورخہ ۱۹ جون ۱۹۲۸ء میں)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارا اعتقاد ہے جسے ہم بارہا ثابت کر چکے ہیں اور اب بھی ثابت کرنے پر مستعد ہیں کہ قادیانی عمارت کی بنیاد جھوٹ اور افتراء علی اللہ پر ہے۔ اس لئے اس میں جتنا بھی جھوٹ اور افتراء ثابت ہو جائے وہ بحکم

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

اسی بنیادی کذب وافتراء کا نتیجہ ہوگا۔

ہماری یہ تحریر کوئی صاحب بدکلامی یا تیزی پر محمول نہ کریں۔ آج ہم جس کذب بیانی کے اظہار کرنے کو یہ نوٹ لکھتے ہیں ہم سچ کہتے ہیں کہ قادیانی تحریرات میں بڑے میاں (غلام احمد قادیانی) سے لے کر چھوٹے بھیوں تک جتنا کچھ جھوٹ اور افتراء ہم نے دیکھا ہے اس پر کبھی اتنا رنج نہیں ہوا جتنا اس کذب بیانی پر ہوا جس کا ذکر ہم آج کرنے کو ہیں۔

یہ بھی ہم سچ کہتے ہیں کہ ہمارے دل میں اتنا خوف پیدا ہوا کہ دل ڈرنے لگا کہ آسمان نہ گر پڑے، زمین نہ پھٹ جائے۔

جو صاحب اس خیال کو ہماری ضعیف الاعتقادی یا مبالغہ آفرینی کہیں وہ ذرہ صبر کر کے ہمارے منقولہ کذبات قادیانی پڑھ لیں۔

ناظرین کو یہ تو معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب آنجہانی نے ایک پیش گوئی کی تھی کہ ایک لڑکی بنت مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کا مجھ سے آسمان پر نکاح ہو چکا ہے۔ لہذا وہ میرے نکاح میں آئے گی اور ضرور آئے گی۔ گو اس کے لئے آپ نے مدت بھی مقرر کر دی تھی اور وہ مدت گذر بھی گئی۔ تاہم بحکم

جب تک سانس تب تک آس

زندگی میں دامن امید ہاتھ سے نہ دیا تھا، بلکہ ہمیشہ یہی کہتے رہے :

کبھی تو ہر جی پوچھیں گے کون کھڑے دربار

لیکن جب مرزا صاحب قادیانی (امیدوار نکاح) کا اس دنیا سے انتقال ہوا تو سوال پر سوال وارد ہوا کہ اب وہ آسمانی نکاح کہاں گیا؟ اس کا جواب ایک تو حکیم نور الدین اول خلیفہ قادیان نے دیا تھا کہ

مرزا جی کی نسل سے کسی لڑکے کا اس آسمانی منکوحہ کی نسل سے کسی لڑکی کے ساتھ آئندہ چل کر نکاح بھی ہو گیا تو پیش گوئی سچی رہے گی۔

یعنی یہ نکاح مرزا صاحب آنجہانی کی ذات خاص اور منکوحہ کی شخصیت کا نہیں تھا بلکہ نسل کا نسل سے ہے۔ بہت خوب۔

دوسرا جواب آج خلیفہ ثانی (مرزا محمود احمد) دیتے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں خلیفہ قادیان، امام جماعت قادیان، ہاں قمر الانبیاء، ہاں مصلح اعظم نے چار جھوٹ بولے ہیں۔ جھوٹ بھی کیا خدا پر، انبیاء پر، خاص کر سید الانبیاء پر افترا کر کے منکرین اسلام کو اسلام اور نبی علیہ السلام کی تکذیب کرنے کی جرأت دلائی۔

ناظرین بغور سنیں خلیفہ قادیان میاں محمود احمد پر سوال ہوا کہ

الہام دربارہ نکاح محمدی بیگم جو آسمان پر پڑھا گیا وہ پورا نہیں ہوا۔

جواب: ایسے آسمان پر نکاح پڑھے ہوئے کئی پورے نہیں ہوئے۔ حضرت نوح نے بھی آسمان سے ہی خبر پا کر کہا تھا کہ میرا بیٹا بچ رہے گا مگر وہ پوری نہ ہوئی۔ (الفضل قادیان ۱۹ جون ص ۵)۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ حکایت مشہور ہے کسی کبڑی کو کسی شخص نے پوچھا کہ بڑی بی تم چاہتی ہو کہ ساری عورتیں تمہاری طرح کبڑی ہو جائیں یا تم اچھی ہو جاؤ۔، بڑی بی نے نہایت صفائی سے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا کہ:

سب کبڑی ہو جائیں تو میں ان کو دیکھوں۔

یہی حال قادیانی کبار کا ہے جب کبھی ان کے ہیرو (نبی) پر ان کی زندگی میں اعتراض ہوتا تھا کہ فلاں بات پوری نہیں ہوئی، تو وہ فوراً کہہ دیتے کہ

چارسو نبیوں کی پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ (ازالہ اوہام۔ص ۶۲۹)

آج خلیفہ قادیان بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا ہوا کہتا ہے کہ میرے باپ کی کہی ہوئی بات اگر پوری نہیں ہوئی تو کیا ہوا۔ حضرت نوح کی بات بھی تو پوری نہیں ہوئی۔ اس کی بات پوری نہ ہونے سے اس کی نبوت پر اعتراض نہ آیا، تو ہمارے نبی کی نبوت پر اعتراض کیوں؟

نہ تنہا من دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شد مست

ہم کہتے ہیں قرآن میں خدا نے نوحؑ کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ اس میں تو یہ مضمون منقولہ خلیفہ قادیان ملتا نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ حضرت نوحؑ نے پانی دیکھ کر عرض کی

ان ابنی من اهلی وان وعدك الحق

اے خدا میرا بیٹا میرے اہل میں ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے

اس دعا سے معلوم ہوا کہ حضرت نوحؑ کو جو بتایا گیا تھا کہ تجھے اور تیرے اہل کو ہم بچالیں گے، حضرت نوحؑ نے بیٹے کو اہل موعود لہ سمجھا۔ مگر اس سمجھ کا کسی دوسرے کے سامنے اظہار یا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ صرف خدا کے سامنے اپنے فہم کو پیش کیا۔ جس کا جواب ملا

انّه لیس من اهلك. انه عمل غیر صالح

اے نوح تو اہل سے مراد نسلی اہل سمجھا ہے ہماری مراد نسلی نہیں بلکہ تابعدار ہیں اس لحاظ سے وہ تیرا بیٹا تیرے اہل سے نہیں (اسکی دلیل یہ بتائی کہ) وہ اچھے کام کرنے والا نہیں بلکہ بدکار ہے

بس بات ختم ہوگئی حضرت نوحؑ نے یہ کہیں نہیں کہا کہ: میرا بیٹا بچ جائے گا۔

خلیفہ قادیان یا علماء قادیان ہم کو اس مضمون کی کوئی آیت بتادیں تو لودھیانہ کی رقم تین سو میں سے ایک سو روپیہ ہم سے انعام لیں۔

اللہ اللہ! کس دلیری اور جرأت سے کہتے ہیں، پوری نہ ہوئی۔ الی الله المشتکی

دوسری غلط بیانی:

خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) نے آسمانی نکاح کے ٹل جانے پر دوسری شہادت کاذبہ یہ پیش کی ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے بھی آسمان سے ہی خبر پاکر یہ کہا تھا کہ تم کنعان میں داخل ہوجاؤ گے مگر وہ داخل نہ ہو سکے۔ (ص ۵)

مولانا امرتسریؒ لکھتے ہیں: یہ بھی جھوٹ بلکہ افتراء اور توہین انبیاء ہے۔

حضرت موسیٰؑ کا یہ اعلان کہیں نہیں، بلکہ یوں ہے

یا قوم ا دخلوا ا لار ض المقدسة التی کتب الله لکم

اے میرے بھائیو! اس زمین میں داخل ہوجاؤ جو خدا نے تمہارے لئے مقدر کی ہے

مگر جب بنی اسرائیل نے اس حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کیا تو ارشاد ہوا

فا نها محر مة علیهم ار بعین سنة یتیهو ن فی الا رض فلا تأس علی القو م الفاسقین

(کہ اس زمین کا داخلہ ان پر چالیس سال تک حرام ہے اس جنگل میں حیران پریشان گھومتے رہیں گے۔ پس اے موسی تو ان بدعمل لوگوں کے حال پر افسوس نہ کر)

اس مدت کے بعد بنی اسرائیل داخل ہوئے۔ بتایئے اس سے حضرت موسی کی غلط گوئی ثابت ہوئی یا قادیانی کذب بیانی۔

خلیفہ صاحب قادیان یہ حوالہ دکھائیں تو یک صد چہرہ دار انعام پائیں۔

قادیانی ممبرو!

تمہیں تقصیر اس بت کی جو ہے میری خطا لگتی
ارے لوگو! ذرہ انصاف سے کہیو خدا لگتی

تیسری شہادت کاذبہ:

آسمانی نکاح مرزا کی تنسیخ پر خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد نے تیسری شہادت کاذبہ یہ دی ہے

رسول کریم ﷺ کو بھی آسمان سے ہی خبر ملی تھی کہ مسیلمہ کذاب آپ ﷺ کی زندگی میں فنا ہو جائے گا۔ مگر وہ فنا نہ ہوا۔ (ص ۶)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ میں لکھتے ہیں: اس موقع پر تو ہم اس حدیث کے بیان کرنے پر مجبور ہیں جس میں ارشاد ہے

من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار

ارشاد ہے: جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

دن کی روشنی میں ڈاکہ مارنا آسان ہے، مگر ہندوستان جیسے ملک میں جہاں خدا کے فضل سے احادیث رسول کے جاننے والے، بلکہ یاد رکھنے والے بے شمار ہیں، کسی جھوٹی حدیث کو پیش کر کے دھوکہ دے جانا ڈاکہ زنی سے زیادہ مشکل ہے۔

احمدی دوستو! ہم تمہارے خلیفہ کا گلہ تو کیا کریں جن کا مبلغ علم وفضل ہمیں معلوم ہے۔ آخر وہ وہی تو ہیں، جن کو بھرے جلسہ امرتسر میں مولوی عطاء اللہ نے ایک حدیث پوچھی تھی، جو ان کے مضمون میں درج تھی۔ تو وہ علماء قادیان کی طرف دیکھنے لگ گئے تھے۔ اس لئے ان کی علمی نابالغی کو ہم کیا کہیں۔ کہنا تو آپ لوگوں سے ہے

جنہوں نے علم پڑھنے پر کچھ وقت لگایا، اور سمجھنا چاہیں تو سمجھ بھی سکتے ہیں۔ بتایئے یہ حدیث کس کتاب میں ہے جس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہو کہ مسیلمہ میری زندگی میں فنا ہو جائے گا۔

بتاؤ تو لودھیانہ کی رقم تین سو میں سے یک صد چہرہ دار انعام لے سکتے ہو نہ دکھا سکو تو ایمان کا تقاضا ہونا چاہیے کہ صاف صاف لفظوں میں اعلان کرو کہ میاں محمود احمد (امام جماعت احمدیہ قادیانیہ) نے جھوٹ بولا اور پیغمبر اسلام علیہ السلام پر افتراء کیا اور دشمنان اسلام کو تکذیب اسلام پر جرأت دلائی۔

چوتھی شہادت کا ذبہ:

اس شہادت میں تو جی کھول کر جھوٹ بولا گیا ہے خلیفہ صاحب کہتے ہیں:

قیصر و کسری کے خزانوں کی کنجیاں دیئے جانے کی خبر بھی آسمان ہی سے ملی تھی۔ مگر وہ کنجیاں آپ (ﷺ) کی زندگی میں نہ ملیں۔ (ص ۶)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں: اس کے متعلق روایت کے مشرحہ الفاظ ہم نقل کئے دیتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ قد مات کسری فلا کسری بعدہ و اذ ھلك قیصر فلا قیصر بعدہ والذء نفسی بیدہ لتمفقنّ کنوز ھما فی سبیل اللہ (یعنی حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم مسلمان ان کسری اور قیصر کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے)۔

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لتفتحنّ عصابة من المسلمین کنز آل کسری (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۶) (یعنی حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی ایک جماعت آل کسری کے خزانے کو فتح کرے گی)

احمدی دوستو! بتاؤ اس حدیث میں کیا غلطی ہے۔ کیا خلافت ثانیہ کے زمانہ میں مسلمانوں نے دونوں کے خزانے نہیں توڑے۔ پھر تم جو مرزا صاحب آنجہانی کی ایک غلط پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے کے لئے خدا کے سچے نبیوں کے واقعات ایسے

بتاتے ہو جن کی وجہ سے مخالفین اسلام ان سچے پیغمبروں کو بھی تختہ مشق بنائیں، تو تم ہی کہو کہ اس ظلم عظیم کا گناہ کس کی گردن پر ہوگا۔ پس

ذرہ انصاف تو کیجئے نکالا کس نے شر پہلے

قادیانی ممبرو! لودھیانہ کی رقم کل تین سو تھی جو پہلے تین سوالوں میں ختم ہو گئی۔اس چوتھے جواب کے لئے ہم اپنے پاس سے یک صد چہرہ دار دیں گے۔ پس ہمت کرو میدان میں آؤ۔اپنے خلیفہ کی لاج رکھ لو۔ دنیا کیا کہے گی کہ خلیفہ قادیانی کے مریدان کو سچا ثابت نہ کر سکے۔

ان سب شہادتوں کے بعد خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد نے ان سے بھی عجیب تر بات لکھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

صحیح بات یہ ہے کہ آسمان کی باتیں تو سچی ہوتی ہیں مگر بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوتیں وہ جب تعصب کے غبار کی عینک لگا کر دیکھنا چاہتے ہیں تو بجز غبار کے ان کی آنکھوں کے سامنے اور کچھ نہیں آتا۔ (ص ٦)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ تعصب بہت برا فعل ہے۔مگر افسوس ہے کہ خلیفہ صاحب یا تو تعصب کے معنی نہیں جانتے، یا اس فعل بد کو دوسروں کیلئے برا اور قادیانی گروہ کے لئے جائز بلکہ مستحسن جانتے ہیں۔

سنئے! تعصب کے معنی ہیں اپنی ہی بات کو چاہے غلط ہو مضبوط کرتے جانا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ وصف قادیانی نبی اور ان کی امت میں سب سے بڑھ کر ہے۔اگر نہ ہوتا تو آسمانی نکاح جیسی جھوٹی پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے کے لئے کوشش کرتے کرتے قبر شریف میں نہ چلے جاتے۔

سنیئے آپ کے والد صاحب (مرزا غلام احمد) فرماتے ہیں:

میں نہیں کہتا کہ یہ کام (نکاح کا) ختم ہو گیا بلکہ یہ کام ابھی باقی ہے اس کو کوئی بھی کسی حیلہ سے رد نہیں کر سکتا اور یہ تقدیر مبرم ہے (یقینی اور قطعی) ہے۔ اس کا وقت آئے گا قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ کو بھیجا ہے یہ بالکل سچ ہے تم دیکھ لوگے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور

میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے (رسالہ انجام آتھم)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں کہ بتایئے خلیفہ صاحب! اس سے بھی زیادہ کوئی کلام واضح ہوگا۔ کیسی صفائی سے فرماتے ہیں اور حلفیہ فرماتے ہیں وقوعہ نکاح کو تقدیر مبرم (قطعی) قرار دیتے ہیں باوجود اس کے وقوعہ نہیں ہوتا تاہم قادیانی خلیفہ مرزا جی کے ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے حضرات انبیاء بلکہ خود خدا پر افتراء کرنے سے باز نہیں آتے۔

احمدی دوستو! آؤ ہم اس مشکل سوال کا جواب تم کو بتائیں۔ مشہور شاعر متنبّی کا شعر پڑھ دیا کرو تمہاری طرف سے مخالفوں کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔ پس وہ شعر سنو

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها

و من عهدها الا يدوم لها عهد

(محبوبہ جب وعدہ خلافی کرے تو اس کو وعدہ خلافی نہ جانا کرو بلکہ وہ بھی وعدہ وفائی ہے کیونکہ اس کے وعدے میں یہ بھی داخل ہے کہ میں وعدہ پورا نہ کروں گی)

جتنی پیش گوئیاں مرزا جی کی جھوٹی ہوئیں وہ سب اس شعر کے ماتحت جھوٹی نہیں بلکہ بحکم

انت جميل الو جه مستحسن الكذ ب

صحیح اور مستحسن ہیں۔ اللہ اعلم

ناظرین ہم نے جو شروع مضمون میں اظہار غیظ وغضب کیا تھا کیا مضمون ہذا دیکھ کر بھی آپ لوگ ہمارے غیظ وغضب میں شریک نہ ہوں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء مطابق ۲۴ محرم ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۳۶ ص ۱-۴)

مرزا قادیانی کی سیرت پر لیکچر

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ، بریلی سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے گدی نشین میاں محمود احمد ہمیشہ اس بات کی کوشش فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان اور مرزائی آپس میں اتحاد نہ کریں۔ چنانچہ ایک

دفعہ تو صاف آپ نے لکھ دیا کہ

میں تو اس وقت چاہتا تھا کہ ... احمدی اور غیر احمدی آپس میں مل نہ سکیں۔

(الفضل قادیان ۲۷ ستمبر ۱۹۱۴ء ص ۷)۔

مگر اب پینتیس چھتیس برس کی مسلسل مخالفت اور مسلمانوں سے لڑنے کے بعد آپ اپنی پرانی اور موروثی خواہش کے برخلاف ہو کر مسلمانوں اور مرزائیوں کا اتحاد کرانا چاہتے ہیں بلکہ اس اتحاد کے پیشرو بننا چاہتے ہیں

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

آپ نے تحریک فرمائی تھی کہ ۱۷ جون گذشتہ کو آنحضرت ﷺ کی سیرت پر تمام ہندوستان میں جگہ جگہ لیکچر ہونا چاہیے۔ چنانچہ قادیانی اخبارات سے معلوم ہوا کہ تاریخ مقررہ پر بہت سے مقامات پر لیکچر ہوئے اور سیرت رسول بیان کی گئی۔

مرزا صاحب نے جو مسلم قوم پر سبّ و شتم فرمائی تھی بلکہ خود خلیفہ صاحب نے جو ترک موالات با مسلماناں کی تعلیم اپنے مریدوں کو دے رکھی ہے، اس پر خیال کرتے ہوئے خلیفہ صاحب کی موجودہ پالیسی بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے اور خلیفہ صاحب کو صبح کا بھولا ہوا شام کو واپس آیا سمجھ کر مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بھی مرزائیوں سے ملنے جلنے کے لئے بڑھیں۔ شائد وہ وقت بھی خدا کبھی لے آئے کہ خلیفہ صاحب مسلمانوں کو کافر کہنا اور ان کو مرزائی بیٹی دینا حرام سمجھنا، اور ان کی میت کا جنازہ پڑھنا حرام جاننا چھوڑ کر اپنے ایسے تمام فتوے منسوخ کر دیں۔

قادیان کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے سب سے پہلے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ جس طرح ۱۷ جون گذشتہ کو آنحضرت ﷺ کی سیرت پر جگہ جگہ لیکچر ہو چکے اسی طرح اب ایک تاریخ میں، جناب مرزا صاحب کی سیرت پر بھی لیکچر ہونا چاہیے۔

اور ہر شخص مرزائی ہو یا غیر مرزائی اپنے خیال کے مطابق اس میں حصہ لے۔ اس مبارک کام کیلئے آئندہ چھٹی ستمبر کی بہت موزوں ہو گی کیونکہ اس تاریخ میں ہندوستان کی تینوں بڑی قوموں (مسلمان ہندو عیسائی) کا تعلق ہے۔ مسلمانوں کا تو یہ تعلق ہے کہ یہ تاریخ ماہ مبارک ربیع الاول میں واقع ہے۔ اور ہندوؤں کے لئے اس لئے موزوں ہے کہ اس کی شب کرشنا جنم اشٹمی ہو گی اور خود مرزا صاحب کو بھی کرشن اوتار

ہونے کا دعوی تھا۔ باقی رہے عیسائی، سو ان کو تو یہ تاریخ حضرت مرزا صاحب قادیانی کے دم قدم کی برکت سے ہمیشہ یاد ہے اور یاد رہے گی۔ اس لئے موزوں تاریخ تو یہی ہے آئندہ کوئی تاریخ بھی مقرر ہو جائے تو بہتر ہے بہر حال سیرت مرزا پر لیکچر ضرور ہونا چاہیے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ادارتی نوٹ میں فرماتے ہیں؛

فاضل مضمون نگار کی تجویز بجائے خود مدلل ہے تاہم ہمارے نزدیک آپ کی تجویز کی دلیل یہ واضح ہے کہ جناب مرزا صاحب اپنی بروزی بعثت کے لحاظ سے محمد ثانی کہلاتے تھے اس لئے بہت ضروری ہے کہ محمد اول ﷺ کی سیرت کے بعد محمد ثانی (مرزا) کی سیرت بھی بتائی جائے تاکہ ناظرین اور سامعین کو دونوں میں مطابقت کا علم ہو سکے۔ خلیفہ قادیان میاں محمود احمد تو ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے کا ذریعہ محمد ثانی (مرزا) ہی ہیں اس وجہ سے بھی فاضل نامہ نگار کی تجویز قادیانی دربار میں قابل قبول ہی نہیں واجب التائید ہے۔ کیا دربار قادیانی سے اس تجویز کی منظوری ہوگی؟ اس کا فیصلہ آئندہ زمانہ کرے گا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۰ جولائی ۱۹۲۸ء مطابق ۲ صفر ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۳۷ ص ۷)

دجال کون ہے؟

مولانا محمد عبدالغفار خیریؒ، دہلی سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے تحفہ گولڑویہ کے حاشیہ پر ایک حدیث لکھی ہے جس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا وہ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے یعنی اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے اور ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی۔ اور دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔ خدا کہے گا کہ تم میرے علم کے ساتھ مغرور ہو گئے اور کیا تم میرے کلمات میں تحریف کرنے

لگے۔

اس حدیث میں بقول مرزا صاحب، دجال کی پہچان حسب ذیل بیان کی گئی ہے:

۱۔ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے۔

۲۔ اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے۔

۳۔ بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔

۴۔ زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی۔

ہم کو اس سے بحث نہیں کہ حدیث شریف میں لفظ دجال (بالدال) ہے یا رجال (بالراء)۔ ہمارا مقصد ہر صورت میں حاصل ہے۔ ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ آج کل یہ صفات کس گروہ میں ہیں تا کہ مسلمان معلوم کرسکیں۔ ہم حسب ذیل اقتباس اخبار زمین دار لاہور مجریہ ۲۳ مئی ۱۹۲۸ء سے پیش کئے دیتے ہیں۔ فکاہات کے کالم میں ہے کہ:

> میاں بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان ہر اس کلمہ گو کو جو حضور ختمی مرتبت ﷺ کو خاتم الانبیاء ماننے کی وجہ سے ان کے والد کی نبوت اور ان کی خلافت کا قائل نہ ہو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

اس کی دلیل میں زمین دار نے قادیانی مستند کتب سے تین حوالے بھی دیئے ہیں جن کو ہم اس وقت نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ قادیانی گروہ ہو یا لاہوری۔ یہ دونوں ہم مسلمانوں کے پیچھے نہ نماز پڑھتے ہیں نہ جنازے کی نماز میں شرکت کرتے ہیں۔

خیر آیئے آگے موضوع پر چلئے

۱۔ دنیا کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دیں گے۔،

باوجود اس کے کہ ہم سب مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں پھر بھی دین کے ساتھ فریب کی صورت بالفاظ زمین دار مذکور یہ ہے کہ:

> باوجود اس عقیدے کے مرزا بشیر الدین محمود نے تمام غیر احمدیوں کو دعوت دی ہے کہ ان کی طرف سے ۱۷ جون کو جو جلسے ہونے والے ہیں ان میں وہ حضور آقائے دو جہان کی سیرت پر تقریریں کریں گے اور یہ معلوم کر کے ہماری حیرت کی کچھ انتہاء نہ رہی کہ چھ سو سے زیادہ مسلمانوں نے (جو خلیفہ

قادیان کے عقیدہ کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں) اس دعوت پر لبیک کہی ہے جس کی وجہ یہ ہے قادیانی نہایت زور شور سے پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ ان جلسوں کے انعقاد کی اصلی غرض شارع اسلام ﷺ کی سیرت کو اصلی اور حقیقی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا اور حضور ﷺ کی ذات قدسی صفات پر اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات کا جواب دینا ہے۔ لیکن ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ان جلسوں کی اصلی وجہ اور ہی ہے اور یہ ہمرنگ زمین جال کسی اور ہی غرض سے بچھایا گیا ہے۔

حال ہی میں قادیان میں ایک جلسہ ہوا جس میں خلیفہ قادیان اور قادیانی جماعت کے تمام اکابر اور زعماء شریک ہوئے اور یہ قرار پایا کہ جو روپیہ قادیانی جماعت سے وصول ہوتا ہے وہ بصد مشکل خلیفہ صاحب کے ذاتی اخراجات کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اس لئے دوسری ضروریات کے لئے غیر احمدی مسلمانوں سے کم از کم ۲۵ لاکھ روپیہ وصول کیا جائے اور اس کے لئے ہر بات کو جائز سمجھا جائے۔ جلسہ میں ہر شخص نے ایک خاص رقم غیر احمدی مسلمانوں سے جمع کر کے خلیفہ صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ فراہمی زر کے لئے تبلیغ اسلام کی آڑ لی جائے اور یہ جلسے اسی کا پیش خیمہ ہیں،۔

۲۔ اپنے مذہب کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے۔،

قادیانی اور لاہوری دونوں گروہ یورپ میں کام کر رہے ہیں۔ چائے دعوتیں ڈنر اور مختلف اخراجات اس قدر ہیں کہ ان میں سے کوئی جماعت از خود برداشت نہیں کر سکتی۔ قادیانی گروہ ہم مسلمانوں سے ۲۵ لاکھ روپیہ بقول زمین دار وصول کرنے کی فکر میں ہے۔ اور لاہوری گروہ کبھی مسجد کے نام سے، کبھی جرمنی وغیرہ میں ترجمہ قرآن کے نام سے، کبھی تبلیغ کے نام سے غیر احمدی مسلمانوں سے وصولی چندہ کر رہی ہے جو اپنے مذہب کی اشاعت میں صرف کرتے ہیں اور ہمیشہ لاکھوں کا سوال ہے۔

۳۔ بھیڑوں کا لباس پہن کر آئیں گے دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔،

یہ دونوں گروہ عام مسلمانوں کے پیچھے نہ نماز پڑھیں، نہ جنازوں کی نماز میں شرکت کریں، مگر اتحاد اتحاد کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ علماء کو عامیوں کے سامنے برا کہتے رہتے ہیں اور بہت کچھ ہمدردی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو حنفی بھی کہہ دیتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی منافرت دور ہو کر ان کا رسوخ ہو جائے۔ پھر ایمان اور جیب ان کے رحم پر۔

۴۔ زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی۔

ہر جگہ اپنے کاموں کو سراہنا۔ اپنی مظلومیت کا اظہار، خدمت اسلامی کے دعوی بیان کرنے، ان گروہوں کا خاص شیوہ ہے۔ ایسی نرم زبان سے باتیں کریں کہ بموجب ارشاد باری و ان یقولوا تسمع لقولھم آدمی سنا ہی کرے۔

اگر ہمارا استدلال غلط ہے تو ہم اپنی غلطی کے اعتراف کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ بہر حال ناظرین کا کام ہے کہ وہ اس کی صحت و عدم صحت کو جانچ کر فیصلہ کریں کہ دجال کون ہے؟ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۷ جولائی ۱۹۲۸ء مطابق ۹ صفر جلد ۲۵ نمبر ۳۸ ص ۵۔۶)

اسلام اور احمدیت

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اس عنوان سے امت مرزائیہ کی لاہوری جماعت کے آرگن پیغام صلح میں کئی نمبر شائع ہوئے ہیں۔ ہم خوش ہیں کہ قابل مضمون نگار نے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا کر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا وجود اسلام کے حق میں مفید ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ کے سارے نمبروں کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مرزا صاحب قادیانی نے کوئی نیا اسلام پیش نہیں کیا بلکہ وہی اسلام پیش کیا ہے جو قرون اولی میں تھا جن لوگوں نے رسومات کو داخل اسلام سمجھ رکھا ہے ان کو وہ خالص اسلام نیا معلوم ہوا۔

چونکہ یہاں پہنچ کر مضمون نگار کو جماعت اہل حدیث کا تصور آنا ضروری تھا

کہ اس دعوی کے اصل مدعی تو اہل حدیث ہیں جو ثبوت بھی بین دیتے ہیں کہ کسی قول کو یا فعل کو جو بعد میں کہا یا کیا گیا ہے داخل اسلام نہیں مانتے، اس لئے بطور دفع دخل مقدر قابل اڈیٹر نے ان کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے کہ :

> گروہ اہل حدیث نے ان باتوں (رسومات بدعیہ) سے کنارہ کشی اختیار کی لیکن ان سطحی باتوں کو چھوڑنے کے علاوہ اسلام کی حقیقت کو سمجھنے اور قرآن کے مغز کو تلاش کرنے کی انہوں نے بھی کوشش نہ کی۔ وہی ناسخ ومنسوخ کے جھگڑے، عیسی کا دوبارہ نزول، اور تبلیغ دین کے لئے تلوار کی ضرورت ان کے دماغوں پر بھی مسلط رہی۔ (پیغام صلح لاہور۔۲۳ جون ۱۹۲۸ء)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبار پیغام صلح کے نزدیک یہ تو حقیقت مسلمہ ہے کہ اہل حدیث گروہ رسمی اسلام کو چھوڑ کر اصل اسلام پر ہے ہاں ان میں (بقول پیغام) چند عیب ہیں۔

۱۔قرآن کا مغز تلاش نہیں کرتے۔۲۔ناسخ ومنسوخ کے جھگڑے میں مشغول ہیں۔

۳۔نزول عیسی کے متعلق جھگڑا کرتے ہیں۔

۴۔اشاعت اسلام میں تلوار کی ضرورت جانتے ہیں۔

پس ان الزامات کے جواب دینا ہمارا فرض ہے۔اس کے بعد جو ہم پوچھیں گے اس کا جواب دینا پیغام اور دیگر امت مرزائیہ کا فرض ہوگا۔

نمبر ۱

مغز قرآن توحید ہے کون نہیں جانتا کہ جماعت اہل حدیث بفضلہٖ تعالی اسلامی فرقوں میں کہاں تک توحید کی محافظ ہے جہاں تک راستی کا تعلق ہے دیگر فرقے جماعت اہل حدیث سے مخالفت اسی بنا پر کرتے ہیں۔

نمبر ۲

ناسخ ومنسوخ کا جھگڑا اگر آیت ما ننسخ من آیة او ننسها کی حد تک زیر بحث رہے تو کیا اعتراض؟ آخر یہ آیت قرآن مجید میں ہے۔اس کی تفسیر کسی نہ کسی صورت میں کرنی ہوگی۔ رہی تعداد منسوخات، سو قدیم الایام سے اس میں اختلاف

چلا آیا ہے۔آخری رائے شاہ ولی اللہ کی ہے کہ پانچ آیتیں منسوخ ہیں۔ان میں بھی کوئی صاحب تطبیق دے لے تو شاہ صاحب خوش ہیں۔ہم نہیں سمجھتے کہ یہ علمی بحث کہاں تک قابل عتاب ہے۔

نمبر۳

نزول عیسی کی بحث پر تو اتنا وقت خرچ نہیں ہوتا نہ کوئی طویل الذیل بحث ہے۔ہاں مصنوعی عیسی کی تائید کرنے والوں کی تردید میں بے شک وقت لگا ہے، اور آج تک لگ رہا ہے۔سو یہ ایک عارضی کام ہے جیسے شیوع طاعون میں حکومت کو اس کے دفع کرنے کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اگر مصنوعی عیسی کی تائید کرنے والے سوال ختم کر دیں تو بے چارے اہل حدیث بھی اور کام میں لگ جائیں۔

نمبر۴

پیغام صلح لاہور کو اپنے معاصرین کا گلہ ہے کہ وہ احمدیت پر جھوٹے اعتراض کرتے ہیں۔بے شک کسی فرد یا فرقہ پر افتراء کرنا بدترین فعل ہے۔کیا پیغام صلح، اہل حدیث کی کسی تحریر سے ثابت کرسکتا ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے تلوار کی ضرورت کہتے ہیں۔ہرگز نہیں۔ہاں وہ چونکہ قرآن اور حدیث دونوں کو مانتے ہیں، اس لئے ان کا عقیدہ ہے

الجهاد ماضٍ الى يوم القيامة جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

ہاں اہل حدیث لوگ اس حدیث کو بھی ظاہر کرتے اور مانتے ہیں جس میں ارشاد ہے:

ذروة سنامه الجهاد۔اسلام کی بلندی جہاد میں ہے۔

ہاں اہل حدیث لوگ، قرآن مجید کی اس آیت پر بھی ایمان رکھتے ہیں جس میں ارشاد ہے:

فليقاتل فى سبيل الله الذين يشترون الحيوة الدنيا بالآخرة۔جو لوگ دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا کریں۔

مگر وہ اس جہاد کے لئے ضروری جانتے ہیں کہ کسی امام وقت (امیر) کے

ماتحت ہو، جیسا کہ ارشاد ہے :

الا مام جنة یقا تل من ورا ئه (امیر وقت کے حکم کے ماتحت جہاد کیا جائے)۔

چونکہ مسئلہ جہاد کے متعلق آیات اور احادیث بکثرت وارد ہیں اس لئے جو آج کل کاریفارمر اس مقدس فعل کو منسوخ قرار دیتا ہے، اہل حدیث اس کو خود غرض اور خوش آمدی جانتے ہیں۔ بس یہی ان پر خفگی کی وجہ ہے جس کے جواب میں اہل حدیث کہتے ہیں :

مکش بہ تیغ ستم والہان سنت را
نہ کردہ اند بجز پاس حق گناہ دگر

مقطع کلام :

کہتے ہیں زلیخا جو عشق یوسف میں متوالی ہو رہی تھی ، وہ جب کبھی شہروں کا ذکر کرتی تو چند شہروں کا نام لے کر حضرت یوسفؑ کے کنعان کا نام لینے کو کہتی تھی ، کنعان سب سے اچھا ہے۔

یہی کیفیت امت مرزائیہ کی ہے۔ دنیا کی بات ہو، یا دین کی ،اس سب میں ان کا یہی مقصود ہوتا ہے کہ، مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے۔

پیغام صلح نے صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود بھی ہیں اور مہدی مسعود بھی۔ ان دو عہدوں کی وجہ یہ بتائی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی عیسائیوں کی اصلاح کی حیثیت سے مسیح ہیں اور مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کی حیثیت میں مہدی ہیں۔ مسیح موعود ہونے کی حیثیت سے مرزا صاحب کا جو فرض تھا پیغام صلح ان لفظوں میں بیان کرتا ہے :

> حضرت مسیح موعود (مرزا) قادیانی کی بعثت کی اغراض میں سے ایک بہت بڑی غرض اس دجالیت (عیسویت) کا قلع قمع کرنا تھا جو صلیبی (عیسائی) مذہب نے اس زمانہ میں پھیلا رکھی ہے حدیث میں مسیح موعود کے جو کام بیان کئے گئے ہیں ان میں صاف طور پر جو کام بیان کئے گئے ہیں ان میں صاف طور پر یکسر الصلیب کا لفظ موجود ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح

موعود کا کام صلیبی مذہب کو توڑنا اور مسیحی قوموں کو اسلام کے نور کی طرف لانا ہے پس اس لحاظ سے کہ آپ کے مشن کا بہت بڑا تعلق مسیحی قوم سے تھا آپ کا نام مسیح ابن مریم رکھ دیا گیا۔ (پیغام صلح لاہور ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء ص ۱۔۲)۔

میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں۔ اور آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت اور شان دنیا پر ظاہر کردوں۔

بس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ بس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا، تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

(اخبار بدر قادیان۔ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مضمون بالکل صاف ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب جو بحیثیت مسیح موعود دنیا میں آئے اور آخر کار کام کر کے تشریف لے گئے۔ کیا (بقول ان کے) عیسویت کا دجالی فتنہ صلیب اور عیسی پرستی دنیا سے اٹھ گئی؟

اس سوال کا جواب دینے کے لئے ہم پیغام صلح کے شکر گذار ہیں کہ اس نے ہمیں اس تکلیف سے سبک دوش کر دیا۔ پس دجالی عیسوی فتنہ کے مٹنے یا ترقی پانے کے متعلق خود اسی کا قول ہم پیش کرتے ہیں فاضل اڈیٹر پیغام صلح لاہور لکھتے ہیں:

آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہ تھی آج پچاس لاکھ کے قریب ہے (پیغام صلح ۶ مارچ ۱۹۲۸ء ص ۵)

جانے دیجئے یورپ کو، جانے دیجئے افریقہ کو، جانے دیجئے ایشیا کے دوسرے ملکوں کو، خود ہندوستان ہاں وہ ملک جہاں خصوصیت سے مسیح موعود آئے تھے اس کی یہ حالت ہے کہ دہ سالہ مردم شماری میں کوئی قوم فی سینکڑہ پانچ، کوئی دس فی صدی ترقی کرتی ہے عیسائی فیصدی سو ترقی کرتے ہیں (بقول پیغام صلح) دجالی مذہب کی

اشاعت کا یہ حال ہے کہ :

۱۹۲۷ء میں عیسائیوں نے ۱۹ لاکھ ۸ ہزار نسخے ہندوستان کی مختلف زبانوں میں بائیبل کے شائع کیے ۔ (پیغام صلح لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۲۸ء)

ناظرین! خدارا انصاف کریں ۔ یہ زندگی کی علامت ہے یا موت کی؟

یہ تو ہے مرزا صاحب کی مسیحیت موعودہ کا نتیجہ ۔ رہی مہدویت معہودہ، سو اس کی بابت کیا کہنا ہے کہ اسلامی دنیا خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں شہری اور دیہاتیوں کو دیکھئے کہ ان میں اسلامی احکام کی پابندی کیا کلمہ شریف تک پڑھنا نہیں آتا ۔ شرک، کفر، بدعت، قبر پرستی، پیر پرستی، درخت پرستی، تعزیہ پرستی، غرض ہر قسم کی پرستی، اور ہر قسم کی جہالت نے انہیں گھیر رکھا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تباہ کر رکھا ہے ۔ عیسائیوں کی وہ ترقی اور مسلمانوں کی یہ حالت ۔ اس پر بھی ہمیں کہا جائے کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود آئے اور چلے گئے تو ہمارے منہ سے یہی نکلے گا :

تیلی بھی کیا اور روکھا کھایا

احمدی دوستو! واللہ تمہارے حال پر رحم آتا ہے تم کن بھول بھلیوں میں پڑے ہو ۔ تم لوگ تو اچھے بھلے پڑھے لکھے ہو ۔ تمہیں یہ کیوں نہیں سوجھتا کہ سیدھے ہو کر اسلامی خدمت کرو ۔ ایک ایسے شخص کا توسط چھوڑو جو اتنا بڑا دعوی لے کر آیا اور بری طرح تفرقہ ڈال کر اپنے مقصد میں فیل ہو کر چلا گیا ۔

واللہ باللہ! سچ کہتا ہوں کہ یورپ کا پہلوان زبسکو پٹیالہ میں پنجابی پہلوان گاماں سے میں جیسا صاف ناکام رہا تھا، تمہارا مسیح موعود، ہاں مہدی معہود، ہاں کرشن گوپال، اس سے بھی زیادہ چاروں شانے چت پڑا ۔ مگر تم ہو کہ اس کے پیچھے ڈھول پیٹتے ہوئے اس کو فتح مند ظاہر کر رہے ہو ۔ کچھ تو خدا کا خوف اور مخلوق سے شرم کرو الیس منکم رجل رشید ۔

پیارے احمدی دوستو! میں کن لفظوں میں اپنا اخلاص تمہیں بتاؤں ۔ واللہ سچ کہتا ہوں مرزا صاحب قادیانی اگر کم سے کم اتنا ہی کر جاتے کہ مسلمانوں کو عقائد صحیحہ سکھا کر سلف صالحین کے نمونہ پر جمع کر جاتے، تو میں ان کے اتنے کام پر ان کو مہدی مان لیتا ۔ مگر میں کن لفظوں میں بیان کروں بحیثیت عقائد صحیحہ کے وہ ہندوستان کے

آخری مصلح مولانا اسماعیل قدس سرہ کے برابر کیا، ان کے عشر عشیر کو بھی نہیں پہنچے۔ حالانکہ شہید مرحوم نہ مسیح موعود تھے، نہ مہدی، نہ نبی نہ نبی کے بیٹے۔ برخلاف اس کے تمہارے مسیح موعود وہ شخصیت رکھتے تھے کہ آج ان کے دارالحکومت سے آواز اٹھتی ہے کہ انبیاء عظام، حضرت مسیح (مرزا قادیانی) کے خادموں میں پیدا ہوں گے۔(اخبار الفضل کا خاتم النبیین نمبر ۱۲ جون۔ص ۱۵)

اللہ اکبر! یہ تعلّی اور یہ تکبر اور یہ درجہ کہ مرزا صاحب کی پیروی کرنے سے ان کے مرید انبیاء عظام بن جائیں گے۔ بتایئے اس کو اسلام کا عقیدہ کہیں یا جنون مرزا اس کا نام رکھیں۔ مرزائی دوستو!

تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

قادیانی جواب:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء میں جو ایک مضمون بعنوان خلیفہ قادیانی کی غلط بیانی، درج ہوا تھا جس میں خلیفہ مذکور کی چار غلطیاں دکھا کر فی غلطی کے جواب پر ایک سو روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا، اس کے جواب میں قادیانی اخبار الفضل ۲۰ جولائی میں ایک مضمون نکلا ہے جس میں انعامی رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ ہم آئندہ بتادیں گے کہ مجیب نے ہمارے اعتراضات کو اٹھایا ہے یا پختہ کیا ہے۔ اس کے بعد انعام کا فیصلہ ہو سکے گا۔ فانتظر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔۳۔اگست ۱۹۲۸ء مطابق ۱۶ صفر ۱۳۴۷ھ ص ۱۔۳)

خلیفہ قادیان کی غلط بیانی کا جواب الجواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء کے اخبار اہل حدیث امرتسر میں ایک مضمون شائع ہوا جس میں خلیفہ قادیان میاں محمود کے چار غلط دعاوی کی تردید کی گئی تھی اور چاروں کے ثبوت دینے پر چار سو روپیہ انعام کا اعلان تھا۔

اس کے جواب میں قادیانی اخبار الفضل میں ایک مضمون نکلا ہے جو ہماری

تردید نہیں بلکہ تائید ہے بایں ہمہ انعام کا تقاضا کیا گیا (حیرت انگیز جلدی یہ کی کہ کوئی کاغذ چارسوروپئہ کا ویلو کر کے بھیج دیا۔ سچ ہے خلق الانسان من عجل)۔

کیا کسی جواب کی صحت کا فیصلہ راقم مضمون کی رائے سے ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ کسی مسلمہ منصف کی رائے سے۔ اس لئے حسب قاعدہ ان کو چاہیے تھا کہ انعام کا تقاضا کرنے سے پہلے تقرر ثالث کا سوال کرتے،۔

مگر وہ کیوں کرتے وہ جانتے ہیں کہ ثالث کا فیصلہ ان کے حق میں نہ ہوگا۔ بھلا کون دانا مان لے گا کہ اہل حدیث کی گرفت سے قادیانی کسی طرح نکل سکتے ہیں اب مختصر بتاتے ہیں کہ ہمارے مواخذہ سے قادیانی کیمپ میں کہاں تک بے چینی پیدا ہوئی ہے اور اس بے چینی میں وہ بجائے تردید کرنے کے کہاں تک تائید کر گئے ہیں۔

ناظرین! انصاف سے دیکھئے اور سنیے:

خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) پر اعتراض ہوا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کہا تھا کہ ایک عورت سے میرا نکاح آسمان پر ہوا۔ وہ کیوں پورا نہ ہوا؟

اس کے جواب میں خلیفہ (مرزا محمود) نے کہا کہ:

> حضرت نوحؑ نے آسمان سے خبر پا کر کہا تھا میرا بیٹا بچ رہے۔ مگر وہ پوری نہ ہوئی۔

اس کا ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ خلیفہ قادیانی ہم کو اس مضمون کی کوئی آیت بتا دے تو ایک سوروپئہ انعام لے۔ اس کے جواب میں مجیب نے چند آیات لکھ کر نتیجہ بتایا ہے کہ ان آیات سے ظاہر ہے کہ:

۱۔ حضرت نوح کو دشمنوں کی غرقابی کا وعدہ دے گیا تھا (بے شک)

۲۔ اپنے ساتھیوں کی نجات کی بشارت دی گئی (بے شک)

۳۔ ساتھیوں میں تمام مومن اور اہل میں سے بجز من سبق علیه القول شامل ہیں (بے شک)۔

ان تین جملوں سے خود ساختہ نتیجہ نکالا ہے کہ:

> کیا حضرت نوحؑ نے ان پیشگوئیوں کو محض راز سربستہ کی طرح رکھا تھا یا ان کا اعلان بھی کیا تھا۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ان بشارات کے بعد انہوں

نے اپنی قوم سے کہا۔تم جان لوگے کس پر عذاب آئے گا جو اسے رسوا کرے گا۔ (الفضل قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۲۸ء)۔

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ کلام بتا رہا ہے کہ مجیب نے بڑی بے چینی میں جواب دیا ہے۔اسے مطلق احساس نہیں کہ میں تردید کر رہا ہوں یا تائید۔

کیوں صاحب! یہ فقرے جن کا حضرت نوحؑ نے اعلان کیا ہے ان میں کوئی ایسا لفظ ہے جس کے وہ معنی ہوں جو خلیفہ قادیان کا دعوی ہے کہ:

میرا بیٹا بچ رہے گا،

ہے تو، اس پر نشان لگائیے۔

سنئے! ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ حضرت نوحؑ نے بیٹے کی نجات کا اعلان نہیں کیا۔کیونکہ اگر کیا ہوتا تو چونکہ وہ منشاء الٰہی کے خلاف تھا،فوراً اسی وقت حضرت نوحؑ کو اس غلطی پر متنبہ کر کے دوسرا اعلان کر دیا جاتا، جیسا کہ حضرت نوح کو اس وقت متنبہ کیا گیا جب انہوں نے کہا تھا:

میرا بیٹا میرے اہل سے ہے،۔

فوراً الٰہی جواب ملا:

لیس من اھلك (وہ تیرے اہل سے نہیں)۔

اگر حضرت نوحؑ اس خبر کا اعلان کر دیتے کہ میرا بیٹا نجات پائے گا،تو قطعاً اس کی تردید خدا کی طرف سے کرائی جاتی۔ ہمارا مطالبہ خلیفہ کے ادعائے الفاظ سے ہے جو مجیب کی خاطر مکرر سہ کرر ہم سامنے رکھتے ہیں کہ:

حضرت نوح نے آسمان سے خبر پا کر کہا تھا کہ میرا بیٹا بچ رہے گا۔،

انعام لینے کا شوق ہے تو یہ الفاظ دکھاؤ۔

دوسری غلط بیانی:

خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) نے دوسرا غلط دعوی یہ کیا تھا کہ:

حضرت موسیٰ نے بھی آسمان ہی سے خبر پا کر یہ کہا تھا کہ تم کنعان میں داخل

ہو جاؤ گے۔مگر وہ داخل نہ ہو سکے۔

اس دعوی کا ثبوت دیتے وقت تو مجیب کی بے چینی پر ہمیں بھی رحم آتا ہے مجیب کی ساری کوشش کا ملخص یہ ہے کہ :

ارض شام دینے کا وعدہ تھا اسی لئے اس کو ارض المواعید کہتے ہیں

حالانکہ سوال ارض شام کے وعدہ سے نہیں تھا بلکہ خلیفہ قادیان کے الفاظ سے تھا جو جملہ خبریہ کی صورت میں ہیں کہ :

تم کنعان میں داخل ہو جاؤ گے ۔،

اس جملہ خبریہ کا ثبوت مطلوب ہے۔اگر انعام کا شوق ہے تو دکھاؤ۔

ورنہ خاموش کہ ایں شور و فغاں چیزے نیست

تیسرا دعوی:

خلیفہ قادیان نے تیسرا دعوی سراپا افتراء یہ کیا تھا کہ :

رسول کریم ﷺ کو بھی آسمان سے خبر ملی تھی کہ مسیلمہ کذاب آپ کی زندگی میں فنا ہو جائے گا۔مگر وہ فنا نہیں ہوا۔

جس دل میں نبوت محمدیہ ﷺ کا کمزور سا اعتقاد بھی ہے وہ بھی یہ دعوی سن کر کانپ جائے گا اور یقین کر لے گا کہ جس شخص نے یہ دعوی کیا اور جن لوگوں نے اس سراپا بہتان کو شائع کیا اور جو اس کی تائید کرتے ہیں ان لوگوں کے دلوں میں نبوت محمدیہ کا وقار جیسا چاہیے نہیں ہے۔بلکہ فی قلوبھم مرض فزادہ اللہ مرضاً ۔

غور کیجئے یہ فقرہ مخالفین اسلام کو کتنی جرأت دلاتا ہے۔وہ تکذیب نبوت محمدیہ میں کہاں تک دلیر ہو کر کہہ سکتے ہیں کہ :

جس شخص کی کہی ہوئی بات سچی نہ ہو وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے۔

اس لئے ہم نے اس دعوی مکذوبہ کا ثبوت پوچھا تھا جس کے جواب میں مجیب نے اپنی پریشانی کا پورا ثبوت دیا۔

صحیح بخاری باب علامات النبوت سے روایت نقل کرتا ہے جس میں یہ لفظ ہیں :

فا ولتهما كذا بين يخر جا ن بعدى فكا ن ا حد هما العنسى و الآ خرة مسيلمة الكذا ب

(یعنی حضور ﷺ نے فرمایا مجھے خواب میں میں جن کی ہلاکت بتائی گئی وہ دوکس ہیں جو میرے بعد ظہور کریں گے۔

ابن عباس (راوی حدیث) کہتے ہیں اپنے بعد جن دو کے ظہور اور ہلاکت کی خبر دی تھی ایک ان میں سے اسود عنسی ہوا دوسرا مسیلمہ کذاب۔

ناظرین! مجیب کی جرأت دیکھئے کہ اس روایت کو جس میں بعد کا لفظ بھی ہے اپنے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔

پھر لطف یہ ہے کہ یخر جا ن بعدی کا ترجمہ کرتا ہے:

میرے برخلاف کھڑے ہوں گے۔

باوجود ترجمہ کی غلطی کے صیغہ مستقبل ہی رہا مسیلمہ کا دعوی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں تھا، مگر خروج جس کے معنی ہیں مقابلہ پر آنا یہ آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت صدیقیہ میں ہوا تھا اور اسی خلافت میں وہ مارا گیا۔ بس جیسا اس کا خروج (بمعنی مقابلہ) بعد آنحضرت ﷺ کے ہوا اس کی موت بھی بعد ہوئی۔ اور یہی فرمایا تھا۔

مقام حیرت ہے کہ امت مرزائیہ کے دلوں میں مرزا کی بے جا محبت یا بالفاظ دیگر پیغمبر اسلام سے بے پروا ہی کیوں ایسی پیدا ہوگئی ہے کہ کھلے منہ اور جلی قلم سے ایسے مضامین لکھتے ہیں جو مخالفین اسلام کو تکذیب کا موقع دیں۔ اس طرفہ پر طرہ یہ کہ اشاعت اسلام کرنے کا دعوی ہے:

کیئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا نخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

چوتھی غلط بیانی:

قیصر وکسری کے خزانوں کی کنجیاں دیئے جانے کی خبر بھی آسمان ہی سے ملی تھی، مگر وہ کنجیاں آپ (ﷺ) کی زندگی میں نہ ملیں۔

اس دعوی کا ثبوت مانگا گیا تھا جس میں قیصر وکسری کے خزانوں کی کنجیاں ملنے کا ذکر ہو اور نہ ملی ہوں۔ ہم نے اس کی تشریح میں دو روایات لکھی تھیں جن میں

حضور ﷺ نے قیصر وکسریٰ کے خزانوں کا فاتح مسلمانوں کی ایک جماعت کو قرار دے کر فرمایا تھا کہ تم ان کو فتح کرو گے اور تم ہی خرچ کرو گے۔ اس کے جواب میں کیا چاہیے تھا؟ تقاضاء ایمان تو یہ تھا کہ خلیفہ کو مرید مجبور کرتے کہ آپ اپنی غلطی کا اعلان کریں تاکہ مخالفین اسلام کو طعن کرنے کا موقع نہ ملے لیکن ایسا تو وہ کرے جس کو محمدی اسلام سے محبت ہو۔ جس کو قادیانی نبوے وخلافت سے دل بستگی ہو وہ ایسا کیونکر کرے۔ اس کا تو قول ہے:

پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے
بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

اس لئے انہوں نے اس غلطی کو بھی صحیح کرنے کی کوشش کی۔ اور اس کوشش میں مندرجہ ذیل روایت لکھی ہے جس میں آنحضرت ﷺ اپنے ایک خواب کا ذکر سنانے کو فرماتے ہیں

بینما انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (بخاری۔ باب نصرت بالرعب)

اس حدیث میں قیصر وکسریٰ کا نام نہیں اور خلیفہ قادیان نے خاص کر قیصر و کسریٰ کا نام لیا تھا۔

مجیب کا مطلب اگر یہ ہے کہ قیصر وکسریٰ کی کنجیوں کو یہ روایت شامل ہے، بیشک ہم مانتے ہیں کہ اس روایت کا سب کو شمول ہے اور قیصر وکسریٰ کا اس میں دخول ہے لیکن ہم نے جو دو روایتیں نقل کی تھیں جن کے لفظ اور مفہوم یہ تھا کہ:

تم مسلمان قیصر وکسریٰ کے خزانے فتح کرو گے،

یہ دو روایتیں بالتصریح فتح کی تفصیل مسلمانوں کو فاعل اور زمانہ مستقبل بتا رہی ہیں تو پھر آج کسی غیر محتاط شخص کا دلیری سے یہ کہنا کہ:

قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں دیئے جانے کی خبر آسمان سے ملی تھی مگر آنحضرت کی زندگی میں نہ ملیں۔

کیسے صحیح ہوسکتا ہے جبکہ خود متکلم (ﷺ) بتا رہے ہیں کہ یہ کنجیاں دراصل مسلمانوں کو ملیں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر اس واقعہ کو تمہارے اصل واقعہ (نکاح آسمانی) کے ساتھ کیا

تعلق؟ اسی لئے قادیانی ہشیار مجیب نے ہماری پیش کردہ دونوں روایتوں کو چھوا بھی نہیں۔

سنو! تمہارا واقعہ تو صاف ہے اس میں نہ کسی خلیفہ کی خلافت جائز ہے، نہ کسی نائب کی نیابت، نہ مرزا صاحب کی مرضی۔ سنئے وہ واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی زندگی میں سب کے سامنے مسماۃ مذکورہ کا خود بدولت مرزا صاحب کے ساتھ نکاح ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے اس پیش گوئی (متعلقہ نکاح آسمانی) کے جو اجزاء بتائے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ مرزا احمد بیگ تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ پھر داماد اس (منکوحہ آسمانی کا خاوند مرزا سلطان محمد) کا اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (مرزا سلطان محمد کے نکاح کی تاریخ ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء ہے۔ اس نکاح سے اڑھائی سال تک مرزا سلطان محمد کو اکتوبر ۱۸۹۴ء تک مر جانا چاہیے تھا۔ مگر وہ آج تک، ۱۹۲۸ء، زندہ ہے۔ ثناء اللہ امرتسری)

۳۔ پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر فوت نہ ہو۔

۴۔ پھر یہ کہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔ پھر یہ کہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) بھی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔ پھر یہ کہ اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) سے نکاح ہو جائے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔

(شہادۃ القرآن، از مرزا قادیانی۔ ص ۸۱)

احمدی دوستو! ہمیں تمہارے حال پر رحم آتا ہے خدا جانے تم کس بلا میں پھنسے ہو اور کس گناہ کی تم کو یہ سزا ملی ہے۔ تم سوچتے نہیں کہ کوئی وکیل اپنے موکل کے بیان اور اقرار کے خلاف نہیں کہہ سکتا۔ مگر تم ہو کہ تمہیں نہ کسی قانونی عدالت کی پرواہ ہے نہ قانون شریعت تم کو خلاف کہنے سے روک سکتا ہے۔

للہ فی اللہ تم کسی غیر کے حال پر نہیں اپنے حال پر تو رحم کرو۔ سب مخلوق کو دھوکہ دے سکتے ہو، چرب لسانی سے مخالف کی زبان بند کر سکتے ہو، مگر خدا کو دھوکہ نہیں

دے سکتے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس بگڑی ہوئی بات کو بنانے کی کوشش کرتے ہو جو ایسی بگڑی ہے کہ بنانے سے نہ بن سکے

تروح الی العطار تبغی شبابھا
و لن یصلح العطار ما افسد الدھر

ناظرین! غور کیجئے اس مقدس جماعت قادیانی کی یہ ساری کوشش (انبیاء پر بہتان، خدا پر افتراء وغیرہ) محض اس لئے ہے کہ مرزا صاحب کی غلط پیش گوئی کسی طرح صحیح ہو سکے الی اللہ المشتکی

حقیقت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ہر ایک پیش گوئی خصوصاً نکاح آسمانی والی پیش گوئی امت مرزائیہ کے لئے سوہان روح بن رہی ہے۔ اس لئے ناظرین سے ہم درخواست کریں گے کہ ان لوگوں کو عشق مرزا میں مجنون سمجھ کر ایسی بہتان طرازیوں اور افترا پردازیوں میں معذور سمجھا کریں

یا عاذل العاشقین دع فئة
اضلھا اللہ کیف ترشدھا

آخری فیصلہ۔ ہم نے ازالہ اوہام سے ایک حوالہ دیا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے چار سو نبیوں کی پیش گوئیاں جھوٹی ہوئیں۔ اس کے جواب میں مجیب نے لکھا ہے:

اگر مولوی صاحب (یہ حوالہ) نکال دیں تو ہم انہیں راست باز تسلیم کر لیں گے

اگرچہ راست بازی کا سرٹیفکیٹ ان لوگوں یا اس شخص سے لینا مفید ہوتا ہے جو خود بھی راست باز ہوں۔ اور جو خود ہی غلط گو ہوں ان کا سرٹیفکیٹ کیا اور ان کی سند کیا۔ بلکہ وہ تو اس مصرعہ کے مصداق ہیں:

پہلے خود حضرت اقدس تو مسلمان ہو لیں

تاہم قطع نزاع کے لئے ہم فیصلہ کرانے کو تیار ہیں۔ قادیانی صدر انجمن احمدیہ کے صدر اور ناظم اعلی اس بارے میں ہمارے ساتھ تقرر منصف منظور کریں۔ مسلمہ منصف ہماری تحریر مندرجہ اہل حدیث ۱۳ جولائی کو مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام کے خلاف پائیں تو وہ اپنی غلطی کے قائل ہو جائیں گے۔ ہماری طرف سے دو

اصحاب کے نام پیش ہیں جو دونوں معزز اور غیر جانبدار دیانتدار ہیں۔
۱۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو امرتسر۔
۲۔ چودھری فضل الدین ڈپٹی کلکٹر پنشنر امرت سر۔
احمدیو! مردمیدان بن کر باہر آ ؤ۔ انعامی مضمون کا فیصلہ بھی منصفوں سے کرالو:
تا سیاہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰۔ اگست ۱۹۲۸ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۴۰ ص ۱۔۴)

خلیفہ قادیانی اور وزیر ہند

اہل حدیث میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا کہ قادیانی خلیفہ نے اپنے سفر یورپ میں ۸۰ ہزار روپیہ قومی چندہ کا خرچ کیا محض اسلئے کہ وزیر ہند کے پاس درخواست کی کہ کونسلوں اور اسمبلی میں ہماری نمائندگی جدا ہو جائے۔ اس کے جواب میں وزیر ہند نے کہا جب تک تم محمدی ذیل میں اپنا نام لکھواتے ہو، یہ نہ ہوگا۔ اس کے جواب میں الفضل قادیان مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۸ء میں نوٹ نکلا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔
ہمارے پاس اس دعوی کا ثبوت سرکاری ہے مگر ہم اسے پیش کرنا نہیں چاہتے۔ البتہ فیصلہ کی صورت آسان یہ ہے کہ:
خلیفہ قادیان مؤکد بعذاب حلف اٹھا کر کہے کہ میں نے لندن کے سرکاری حلقوں میں یہ تحریک نہیں کی۔ اگر وہ حلف اٹھا کر کہدے تو ہم اپنے بیان کو غیر ثابت مان لیں گے۔
(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰۔ اگست ۱۹۲۸ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۴۰ ص ۴)

احمدی مشن افترا پردازی نہیں ہے

(مولوی عبداللہ تیماپوری رئیس جماعت ثالثہ احمدیہ کے قلم سے)
بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب۔
از طرف محمد عبداللہ تیماپور حال وارد ٹمکور علاقہ میسور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کا اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ دیکھا بعنوان: غلط بیانی خلیفہ قادیان، کے تحت میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ قادیانی عمارت کی بنیاد جھوٹ اور افتراء علی اللہ پر ہے۔ پھر آگے تحریر ہے کہ اس تحریر کو کوئی صاحب بدکلامی یا تیزی پر محمول نہ کریں

کیا آپ کے نزدیک کسی شخص کی اجتہادی غلطی کو افتراء علی اللہ اور کذب کے ساتھ مشابہت دینا بدکلامی نہیں ہے (قائل اگر اجتہاد کو الہام کہے اور غلط نکلے تو اسکو افتراء کہنا درست ہے اور اجتہاد کہنا غلط۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)۔ یوں تو اکثر امامان دین سے بھی اجتہادی غلطیاں ہوا ہی کرتی ہیں میاں (محمود احمد) صاحب (قادیانی) کے جواب میں نوح کا بیٹا بچ رہے گا۔ اور حضرت موسیٰ کا ارض مقدس کا داخلہ، اور مسیلمہ کذاب کا قصہ بر بنائے ان بزرگوں کے بیان کے استنباط کیا گیا ہے جس کو آنجناب صریحاً کذب کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ یہ زیادتی ہے (ایسی سختی سے محض اس لئے جواب دیا ہے کہ دشمنان اسلام کو تکذیب کی سند نہ مل جائے۔ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر)

آخر مضمون میں اطلاعاً لکھا ہے کہ اس مضمون کو دوبارہ اشتہار کی صورت میں بھی چھاپنا ہے اس کے قبل احمدی احباب کو ایک ہفتہ کی مہلت کے ساتھ نوٹس دیا گیا ہے کہ وہ اسکا جواب دیں، اس لئے یہ عرض ہے۔

سوال یہ ہے کہ محمدی بیگم کی نسبت حضرت (مرزا) صاحب کا الہام در بارہ نکاح پورا ہوا یا نہیں؟

اس کے جواب میں آپ نے دو جواب نقل کئے ہیں۔ ایک مولوی نورالدین صاحب کا دوسرا میاں محمود صاحب کا۔ اب یہ تیسرا جواب بھی اس اشتہار کے ساتھ شامل کر دیں تو حق ظاہر ہو رہے گا جو یہ ہے:

محمدی بیگم کی نسبت جو پیش گوئی تھی وہ مشروط تھی (بالکل غلط ہے۔ احمدی ایک دوسرے کی تقلید میں مشروط کہے جاتے ہیں حالانکہ جس کو شرط کہتے ہیں وہ شرط ہی نہیں۔ اڈیٹر اہل حدیث) پہلی شرط پوری ہونے پر پیش گوئی کا پورا ہونا ظاہر ہے۔

رہا دوبارہ بیوہ بن کر نشان پورا ہونے کی خوش خبری کا الہام،

یہ سراسر قرآن مجید کے احکام کے خلاف ہے، اس لئے وہ پورا نہ ہوا۔

چنانچہ قرآن پاک میں ہے ایک مطلقہ عورت جو عدت کے دنوں میں ہو، اس سے علانیہ نکاح کا اظہار نہ کیا جائے۔ اس کے خلاف ایک خاوند والی عورت کی نسبت یہ اعلان کرنا کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی کیوں کر جائز ہوسکتا ہے۔

رہا یہ شبہ کہ پھر خدا نے مرزا صاحب کو ایسا الہام کیوں کیا، اس کا جواب یہ ہے۔ جن الہامات کا تعلق نفس انسانی سے ہوتا ہے، وہ اس کی ذات کے لئے مبشرات ہوتے ہیں۔ مبشرات کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک ظاہر کرنے کے قابل ہوتے ہیں دوسرے صیغہ راز میں رکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ ان کو صیغہ راز ہی میں رکھنا چاہیے۔ مرزا صاحب سے اس امر میں ضرور اجتہادی غلطی ہوئی۔ یہ کوئی ان کی کسر شان نہیں ہے جب کہ وہ خود ہی اس امر کے قائل ہیں کہ مجھ سے بھی اجتہادی غلطیاں ہوتی ہیں اور ہوئی بھی ہیں۔ ایسی اجتہادی غلطیوں سے مجددوں کی ماموریت پر کوئی برا اثر نہیں پڑ سکتا (اچھا اجتہادی غلطی سے صیغہ راز کو انہوں نے ظاہر کر دیا مان لو غلطی ہوئی مگر اس سے حقیقت کیوں بدل گئی یعنی نکاح کیوں نہ ہوا حالانکہ اس نکاح کو اپنے لئے نشان صدق بتا چکے تھے۔ اڈیٹر اہل حدیث) ہمارا اپنا فرض ہے کہ ہر ایک مامور من اللہ کے الہاموں کو بذریعہ مرافعہ قرآن سے مطابقت کرلیں۔ اگر موافق ہے، مان لیں وگرنہ خیر سلا۔

کسی مامور کا الہام قرآن پاک کو منسوخ نہیں کرسکتا۔ ممکن ہے کہ مامور سے اجتہادی غلطی ہو (مامور اور ملہم جس کلام کو کلام خدا کہہ کر بیان کرے ہم اسے اس کا اجتہاد کہیں تو اس کا نام تصدیق یا ہے یا تکذیب۔ اذا قلتم فاعدلوا و لو کان ذا قربی۔ اڈیٹر اہل حدیث) اللہ پاک کو یہ خوب معلوم تھا حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا) کو حقیقی نبی مان کر غلو کیا جائے گا اس لئے اللہ پاک کی اس میں یہی مصلحت تھی کہ ان سے اجتہادی غلطیاں صادر ہوں تاکہ ان کے مرید اپنے مرتبہ کی حد سے باہر قدم نہ رکھیں۔ ایسی اجتہادی غلطیوں پر ان کی خدمت اسلام کی بہت ساری خوبیوں پر پانی پھیرنا اور مفتری علی اللہ قرار دینا سراسر ظلم ہے (ان کی اسلامی خدمت کا لب لباب اتنا ہی تھا کہ اسلام ایسا پاک مذہب ہے جس کے اتباع سے میرے جیسے باکمال افراد پیدا ہوسکتے ہیں۔ چونکہ اپنے کمال کو اسلام کی صداقت میں پیش کرتے تھے اس لئے دشمنان اسلام کو موقع تھا کہ وہ آپ (مرزا) کے کمالات کو اسلام کی تکذیب میں پیش کریں لہذا علماء اسلام کو

ضرورت ہوئی کہ مرزا صاحب کی خدمات کی جانچ کر کے ان کو مفتری قرار دیا جائے تاکہ ان کی وجہ سے اسلام پر حملہ نہ ہو۔اڈیٹر اہل حدیث)

اللہ پاک نے حضرت اقدس کو مسیح موعود کے خطاب سے سرفراز فرما کے مبعوث کیا تو وفات عیسی کا اظہار ان سے بخوبی کرایا (حضرت عیسی کی وفات سے درحقیقت عیسائی مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ عیسائی مذہب کا مدار مسیح کی موت پر ہے ان کی زندگی ماننے سے عیسائی مذہب کا بنیادی اصول، کفارہ، جڑ سے اکھڑتا ہے۔آپ خیال کریں کہ مسیح کی موت کا اظہار اسلام کی خدمت ہے یا عیسائیت کی۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) ہر دو امور کا مرافعہ کرنے پر قرآن پاک سے ان کی صداقت ظاہر ہوئی۔اللہ پاک اس امت مرحومہ میں پہلے کے انبیاء کی طرح خلیفہ بنائے گا اور حدیث میں وارد ہے العلماء امتی کا نبیاء بنی اسرا ئیل (ھکذا کان مرقوماً۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) جب کہ قرآن اور احادیث دونوں اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ آنے والے مسیح ومہدی اسی امت سے ہوں گے پھر اس کے وقت پر آ بھی گئے تو اس کا انکار کرنا صریحاً نابینائی ہے۔

اس میں شک نہیں حضرت میاں محمود احمد صاحب نے مرزا صاحب کے مرتبہ کی نسبت بہت غلو کیا ہے حالانکہ خود مرزا صاحب کا الہام ہے:

تیرے بعد ایک مامور تجھ سے افضل آنے والا ہے۔جب کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی قرار دیں تو جو ان سے بڑھ کر آنے والے کو (جو آ گیا ہے۔یعنی ذات عبداللہ تیماپوری۔اڈیٹر اہل حدیث) کیا مرتبہ دینا ہوگا۔اور اس کے انکار سے منکروں پر کیا فتوی لگایا جائے۔

یہ عاجز بذریعہ الہام (کہیں آپ کا الہام بھی اجتہادی غلطی تو نہیں سمجھ کر کہیے گا کہیں بعد میں رائے تبدیل نہ کرنی پڑے۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) اس امر کی گواہی دیتا کہ بے شک مرزا غلام احمد مجدد تھے اور خدا کی طرف سے خدمت اسلام کے لئے مامور تھے ان کا انکار انسان کو ولایت کے مرتبہ سے گراتا ہے مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کراتا۔والسلام

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۰۔اگست ۱۹۲۸ء مطابق ۲۳ صفر ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۴۰ ص ۴۔۶)

آخری فیصلہ

(مرزا قادیانی اور مولانا مرتضیٰ حسن کی طرف سے خاکسار کے ساتھ)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے پنجابی نبی نے اہل حدیث کے تعاقبات سے تنگ آ کر ایک اعلان شائع کیا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ

ثناء اللہ نے مجھے بہت تنگ کیا ہے۔ میرے قلعہ کو گرانا چاہتا ہے، لہذا میں اس کے ساتھ آخری فیصلہ کرنے کو دعا کرتا ہوں کہ اے میرے بھیجنے والے خدا مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ جس کی صورت یہ ہے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں موت سے اٹھا لے۔

اس کا نتیجہ جو ہوا، دنیا نے دیکھ لیا کہ آج دنیا کا ہر باشندہ مرزا صاحب کے حق میں صاف گوئی سے کہہ رہا ہے کہ

خدا نے خاص نظر عنایت سے مرزا صاحب کی یہ دعا قبول فرما لی۔

اس کے بعد جناب علامہ ابن شیر خدا مولا مرتضیٰ نے مسئلہ تقلید اخبار العدل گوجرانوالہ پنجاب میں شروع کر کے اس کا آخری فیصلہ العدل مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۸ء میں شائع فرمایا۔ موصوف نے اس آخری فیصلہ میں مضمون کی پچھلی اقساط پر ریویو کر کے ناظرین کو اخبار العدل کے قائم رکھنے پر توجہ دلائی ہے جس کی ہم بھی تائید کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر العدل جاری نہ ہوا ہوتا تو اہل حدیث اور احناف وغیرھم تقلید کے متعلق ایسے معلومات کیسے حاصل کرتے جو آج تک ان کو حاصل نہ ہوئے۔

ہم دل سے شکر گزار ہیں مولانا مرتضیٰ حسن اور عدلی پارٹی کے جنہوں نے مسئلہ تقلید کی نسبت فریقین کی غلط فہمی دور فرما دی۔ وہ کس طرح؟ یوں کہ:

آج تک تو فریقین مسئلہ تقلید میں اس بنا پر لڑ رہے تھے کہ اس کے معنی علماء اصول کی اصطلاح کے موافق وہ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ و رسول کے سوا کسی امام کی بات کو واجب القبول جاننا تقلید ہے مگر علماء دیوبندی نے فرمایا تم دونوں غلطی پر ہو بقول:

چوں ندا ند حقیقت رہ افسانہ روند

تم لوگ ادھر اودھر کو بھٹک رہے ہو۔ تقلید کے معنی ہیں:

اللہ و رسول کی اطاعت۔

اور عدم تقلید ہے ان دونوں کی یا ان میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی۔ چنانچہ اسی تعریف کی بنا پر جناب موصوف نے فرمایا کہ

شیطان غیر مقلدین میں سب سے پہلا غیر مقلد ہے۔ (العدل ۷ مارچ ۱۹۲۷ء ص ۸)

اسی نتیجہ میں آپ نے یہ بھی صاف فرمایا تھا کہ

نام کے حنفی (کسی ظاہر بین کو یہ خیال گذرے کہ مولانا دیو بندی اس قول میں نام کے حنفیوں کو غیر مقلد کہہ کر حنفیوں سے الگ کرتے ہیں اور العدل ۲۹ جولائی ۱۹۲۸ء میں اخبار العدل کی تائید کے لئے لکھتے ہیں:

جو واقعی حنفی ہیں یا نام کے دونوں جماعتوں کو العدل کی ترقی کی فکر کرنی چاہیے ص ۵ کالم ۲۔

سو یہ ایک معمولی لغزش ہے جو عمر کے لحاظ سے قابل معافی ہے۔ اڈیٹر اہل حدیث) گور پرست، تعزیہ پرست، کنکر شاہ، روڑے شاہ، بر بادشاہ وغیرہ کے ماننے والے، ہم ان کو بھی غیر مقلد ہی جانتے ہیں (العدل مذکور)

ان دونوں عبارتوں پر نظر غائر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علامہ دیو بندی نے مسئلہ تقلید کو یوں صاف کیا کہ

جو کوئی اللہ و رسول کا تابع ہے وہ مقلد ہے اور جو برخلاف چلتا ہے وہ غیر مقلد ہے۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ آپ کے نزدیک مطیع الرسول مقلد ہے اور غیر مطیع غیر مقلد ہے۔ مولانا مرتضیٰ کے اتباع بھی اسی تان کے ماتحت راگ گانے لگے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں

سب سے پہلے تقلید ملائکہ نے کی اور بلا حیلہ و حجت حق تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کیا (العدل ۲۹ جولائی ۱۹۲۸ء ص ۸)

پس فرشتے بوجہ اطاعت حکم خدا مقلد ہوئے یعنی مطیع۔ اس کے مقابلہ میں غیر مقلد کون ہوئے؟ اس کی بابت بھی یہی صاحب فرماتے ہیں

در حقیقت غیر مقلدین کا وجود آئمہ اربعہ اور ان کے مقلدین سے کئی ہزار سال پہلے سے ہے ۔(العدل مذکور)

بہت خوب! الحمد للہ مولانا مرتضی حسن کے طفیل مسئلہ تقلید صاف ہو گیا کہ:

تقلید عدم تقلید کو آئمہ اربعہ سے تعلق نہیں بلکہ خدا کی ذات اور رسول کی رسالت سے تعلق ہے۔

نزاع لفظی:

آج تک مقلدین اور غیر مقلدین ناحق لڑتے رہے غیر مقلدین کا دماغ یہ کہتے کہتے پچی ہو گیا کہ آئمہ اربعہ تو آنحضرت ﷺ کے بعد ہوئے پھر ان کا اتباع دین اسلام میں کیوں داخل سمجھا جائے ۔اس کے جواب میں بے چارے مقلدین کو دماغ سوزی کرنی پڑی جس کا لب لباب یہ ہے کہ، ہم مقلدین بے علم یا کم علم ہیں ۔، اس لئے ہم کو مثل اندھے کے کسی مجتہد کا سہارا لینا چاہیے وغیرہ

مولانا مرتضی حسن اور اخبار العدل نے ان دونوں فرقوں کو بتایا کہ تم ناحق لڑتے ہو۔تقلید کوئی بری چیز نہیں اس کے معنی وہی ہیں جن کو تم اہل حدیث، اتباع سنت ، کہتے ہو۔اس میں نظر صرف قرآن و حدیث پر ہے کسی امام پر نہیں ۔

رہا لفظ تقلید یا مقلد غیر مقلد، صبر کرو گے تو مولانا دیوبندی کی طفیل یہ لفظ بھی اٹھ جائے گا سردست یہی کافی سمجھو کہ :

تقلیدی مذہب میں کسی امام یا مجتہد کا تصور داخل نہیں بلکہ محض خدا ورسول کی اطاعت کا دوسرا نام تقلید ہے اور بس

پس مولانا دیوبندی کا آخری فیصلہ سنو اور باہمی نزاع ترک کرو۔

ہاں اس کا اثر یہ ہونا چاہیے کہ آئندہ کو جس مسئلہ کی تحقیق کرو،اس میں بطور دلیل اللہ و رسول ہی کے ارشادات کو پیش کیا کرو۔کسی عالم یا مجتہد کا قول سند نہ مانا کرو۔در حقیقت یہ تحقیق مولانا ذوالفقار علی مرحوم (والد مولانا محمود حسن مرحوم دیوبندی) کے اس شعر پر مبنی ہے

العلم ما کان فیه قال حدثنا
وما سوی ذاك وسواس الشیاطین

(علم دینی وہی ہے جس میں حدیث کی سند کا ذکر ہو اس کے سوا شیطانی وسواس ہیں)

یہ شعر در حقیقت حضرت استاذ الہند شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے شعر سے ماخوذ ہے

علمے کہ ماخوذ ز مشکوۃ نبی ست
و اللہ کہ سیرابی ازاں تشنہ لبی ست

(جو علم نبی کے مشکوۃ سے حاصل نہ ہو اسکا حاصل کرنا بے فائدہ ہے)

مولا مرتضی ! میں نے آپ کا مطلب بیان کرنے میں بڑی صفائی سے کام لیا ہے۔ امید ہے آپ بھی میری صفائی کی داد دیں گے۔ یار زندہ صحبت باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷۔ اگست ۱۹۲۸ء مطابق ۳۰ صفر ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۴۱ ص ۱۔۳)

لاہوری جماعت احمدیہ سے چند مطالبات

جناب مخلص خان کابلی مجلس اتحاد۔ سرائے نورنگ بنوں لکھتے ہیں:

میں نے تقریباً جماعت لاہور اور قادیانی کتب کا تین سال متواتر مطالعہ کیا ہے جس سے مجھے یہی معلوم ہوا کہ دونوں جماعتوں کا مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی کے متعلق ایک ہی خیال ہے۔ اگر جماعت قادیانیہ مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرتی ہے تو لاہوری جماعت بھی ویسا ہی عقیدہ مرزا صاحب کی نبوت کے متعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہوا کہ پیغام صلح لاہور میں مرزا صاحب کے اس شعر کو مرزا صاحب کی نبوت میں پیش کیا تھا جس کو اہل حدیث امرتسر نے پیغام صلح سے نقل کیا تھا

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

ظاہر ہے کہ ابن مریم، خدا کا ایک نبی تھا اور جب مرزا صاحب ابن مریم سے اپنے کو بہتر کہتے ہیں تو ثابت ہوا کہ نہ صرف نبی ہی، بلکہ حضرت عیسی سے افضل نبی تھے۔ کیا جماعت لاہور مرزا صاحب کے اس شعر سے منکر ہے؟ اگر نہیں تو پھر مرزا کی نبوت کے باب میں کیا جواب ہے۔

۲۔ لاہوری جماعت ادھر اپنے آپ کو یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ ہم مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں اور ادھر کہتی ہے کہ ہم کو مسلمانوں سے علیحدہ کہا جائے۔

۳۔ لاہوری جماعت مرزا صاحب کو علاوہ مجدد کے مسیح موعود بھی مانتی ہے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ جو مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتا، اسے آپ کیا خیال کرتے ہیں؟ کیا مسیح موعود کو نہ ماننے والے پر کفر کا اطلاق آسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

راقم الحروف دونوں جماعتوں کی کتب کے پڑھنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ان کا آپس میں عقائد کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر ہے تو کوئی ذاتی یا انتظامی اختلاف ہے۔ ورنہ عام مسلمانوں کو جس طرح قادیانی جماعت کافر خیال کرتی ہے ویسے ہی یہ لاہوری جماعت بھی عام مسلمانوں کو مسلمان نہیں جانتی۔ اسی لئے ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتی۔

مگر فرق یہ ہے کہ قادیانی جماعت اپنے خیال کو ظاہر کرتی رہتی ہے اور یہ لوگ اپنے خیال کو سینہ میں چھپائے ہوئے ہیں صرف مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے۔

اگر میں اس خیال میں جھوٹا ہوں تو کیا پیغام صلح یا امیر صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۷۔ اگست ۱۹۲۸ء مطابق ۳۰ صفر ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۴۱ ص ۹)

مرزا قادیانی کی خدمت گذاری

اخبار اہل حدیث امرتسر ۳۔ اگست میں ایک مضمون اسلام اور احمدیت شائع ہوا ہے اس میں مرزا صاحب قادیانی کی ایک پرانی تحریر نقل کی ہے کہ:

میں اس غرض سے آیا ہوں کہ عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور تثلیث کی بجائے توحید کو پھیلاؤں اور آنخضرت ﷺ کی عظمت وشان دنیا پر ظاہر کروں

اس کے بعد بتایا تھا کہ مرزا صاحب قادیانی آئے اور چلے گئے مگر عیسی پرستی کا ستون تا حال نہیں گرا، بلکہ دن بدن مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔ اور اس کا ثبوت بھی مرزائیوں کی تحریرات سے دیا تھا۔

اس پر معاصر زمین دار لاہور ۱۴۔ اگست کے فکاہات میں ایک نوٹ دیکھنے میں آیا جس میں معاصر موصوف نے مرزا صاحب کی خدمات کا اہل حدیث کی روایت

کی بنا پر انکار کیا۔ اس لئے ہم آج معاصر موصوف کی تسلی کے لئے مرزا صاحب کی وہ خدمات بتاتے ہیں جو انہوں نے عیسائیت کی بیخ کنی کے لئے کی ہیں ان خدمات کی خاص کر معاصر زمین دار ہی قدر کر سکتا ہے دوسرا کوئی کیا کرے گا۔

حضرت مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں اور صحیح فرماتے ہیں:

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔ (تریاق القلوب۔ص ۱۵)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں:

یہ تو ہے والد ماجد حضرت مرزا صاحب کلاں کی خدمات کا ذکر اب سنئے مرزا خرد میاں محمود خلیفہ قادیان کے اظہار عقیدہ کا ذکر۔

۱۹۲۲ء میں شہزادہ ویلز کی آمد پر میاں محمود احمد نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے، تحفہ شہزادہ ویلز۔ اس میں مرزا صاحب کلاں کی پیش گوئی متعلقہ زلزلہ عظیمہ ذکر کی ہے اور اس زلزلہ سے مراد جنگ عظیم بتائی ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے:

یہ سب کچھ مطابق پیش گوئی (مرزا غلام احمد) سولہ سال کے اندر ہوا۔ اور پھر اے شہزادے! کس طرح اللہ تعالیٰ نے عین مایوسی اور ناامیدی کے وقت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی دعا کو سن کر برطانیہ کی فتح کا سامان پیدا کر دیا۔ اور زار روس کے متعلق جو کہا گیا تھا وہ کس طرح حرف بحرف پورا ہوا (ص ۸۳)

واضح رہے کہ مرزا قادیانی کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا ہے اور جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں شروع ہو کر ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی۔ یعنی مرزا صاحب کی موت کے بعد دس سال۔

مگر انگریزوں کی فتح مرزا صاحب کی دعا سے ہوئی کیونکہ مرزا صاحب مرنے کے بعد بھی انگریزوں کی فتح کے لئے دعا کرتے رہے اور اب بھی کرتے ہوں گے۔ کیوں؟ عیسائیت کا بت گرانے کو۔

غالباً معاصر زمین دار کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ انگریزی حکومت تو خود عیسائی حکومت ہے چنانچہ بادشاہ انگلستان جب تخت نشین ہوتا ہے تو عیسائی فرقہ تثلیث، پروٹسٹنٹ کی حفاظت کا عہد کرتا ہے۔ پھر اس میں کیا شک رہا کہ انگریزی حکومت کی تائید اور خدمت کرنا گویا عیسی پرستی کو مضبوط کرنا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

مرزا صاحب قادیانی نے جو انگریزی حکومت کی اتنی خدمت کی وہ اس نیت سے کی تھی کہ گورنمنٹ میرے احسان میں دب کر مسلمان ہو جائے تاکہ عیسائیت کا بت خود بخود گر جائے۔ ہاں یہ انگریزوں کی سخت دلی ہے کہ وہ مرزا صاحب کے احسان کے اتنے ممنون نہیں ہوئے کہ حسب منشاء ان کے مسلمان ہو جائیں۔ کیوں؟

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

احمدی دوستو! ایک بات تو للہ سچ بتاؤ، خدا کے لئے سچ بتاؤ کہ پچاس الماریاں تو مرزا صاحب نے گورنمنٹ کی خدمت سے بھریں، خالص اسلام کی خدمت کے لئے پچاس بھریں یا زیادہ؟ جواب دیتے ہوئے سوچ لینا کہ پوچھنے والا کون ہے

ستعلم لیلی ایّ دینٍ تداینت
و ایّ غریمٍ فی التقاضی غریمها

(اور حاشیہ میں لکھا ہے: الماریوں کا شمار بتایا مگر ان کا طول عرض نہیں بتایا۔ لیکن عام طور پر عمارتی اصطلاح میں الماری ۵ فٹ لمبی اور تین فٹ چوڑی سمجھی جاتی ہے حالانکہ مرزا صاحب قادیانی کی تصنیفات مع اشتہارات اور ضروری اخبارات کے ہماری ایک ہی الماری میں رکھی ہوئی ہیں۔ جس کی بہت سی جگہ ابھی خالی ہے۔ معلوم نہیں گورنمنٹ کی خدمت کی تصنیفات سے ۵۰۔ الماریاں کس طرح بھر سکتی ہیں۔

ہاں مرزائی طریق پر اس کلام کی تصحیح ہوسکتی ہے کہ جس جس کتاب میں گورنمنٹ کی خدمت ہو،

اس کتاب کے سارے مطبوعہ نسخے اگر الماریوں میں رکھے جائیں، تو ۵۰۔ الماریاں بھر جائیں۔ مثلاً اسی کتاب تریاق القلوب کے سارے نسخے اگر ہزار ہوں، تو سب کو ایک جگہ رکھا جائے۔ اسی طرح کتاب ،آئینہ کمالات اسلام، اس کے بھی سارے نسخے یکجا رکھے جائیں، تو بے شک پچاس نہیں سو الماریاں بھر جائیں۔ کیا معاصر زمین دار ہماری تاویل کی تصدیق کرے گا۔ دیدہ باید۔ ثناء اللہ امرتسری)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۴۔ اگست ۱۹۲۸ء مطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۴۲ ص ۱۔۲)

ایک غلطی کا ازالہ

(اس مضمون میں اس امر کی تحقیق کی گئی ہے کہ حدیث لو کان موسی حیاً، میں عیسی کا لفظ صحیح نہیں ہے ۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

جناب منشی حبیب اللہ صاحب رحمہ اللہ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

الف: سید مصطفیٰ البہائی: اپنی کتاب المعیار الصحیح لمعرفة ظهور الهمدی و المسیح (مطبوعہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء مطبع انوار محمدی کلکتہ) کے صفحہ ۹۱ پر لکھتا ہے:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لو کان عیسی حیاً لما وسعه خلا فی ۔ ترجمہ: اگر عیسی مسیح جیتے رہتے اور میرے زمانہ (بعثت) میں موجود ہوتے تو ان کو ضرور میری شریعت اور دین کی پیروی کرنی پڑتی

ب: مرزا غلام احمد قادیانی، اپنی کتاب اتمام الحجة صفحہ ٦ حمامة البشری صفحہ ۱۲۷ حاشیہ، اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۷ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۹۵ اور کتاب ایام الصلح کے صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں:

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر موسی اور عیسی زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔

ج: حکیم خدا بخش احمدی اپنی کتاب عسل مصفی حصہ اول کے صفحہ ۲۶۸۔۲۶۹ پر (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ترجمان القرآن۔ فصل الخطاب۔ الیواقیت والجواہر، مدارج السالکین، زرقانی شرح مواہب، رسالہ بشارات احمدیہ و رسالہ براہین محمدیہ کے حوالہ سے) یہ الفاظ لکھتے ہیں:

لو کان موسی و عیسی حیین لما وسعهما الا اتباعی (ترجمہ)

(اگر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو بجز ہماری اطاعت کے اور کچھ چارہ نہ ہوتا)۔

نیز دیکھو رسالہ ریویو بابت مارچ ۱۹۲۲ء ص ۷۸ تا ۸۳)

د: مباحثہ میانی: مطبوعہ ۱۹۲۴ء مطبع وزیر ہند امرتسر کے صفحہ ۵۳ پر مولوی جلال الدین احمدی سیکھوانی کے الفاظ یوں درج ہیں:

فقہ اکبر مطبوعہ مصر اڈیشن اول صفحہ ۱۰۰ پر حدیث لکھی ہوئی ہے

و يقتدى به ليظهر متا بعته لنبينا ﷺ كما اشار الى هذا المعنى ﷺ لو كان عيسى حياً لما وسعه ا لا اتباعى۔

یعنی مسیح موعود، مہدی کی اقتداء کریں گے تا یہ ظاہر کریں کہ آپ آنحضرت ﷺ کے پیرو ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی حدیث میں اس مدعا کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر عیسیٰ زندہ ہوتا تو اسے میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

اقول:

۱۔ واضح ہو کہ حدیث کی کسی مسند یا مخرج کتاب میں کوئی ایسی صحیح مرفوع متصل روایت نہیں ہے جس میں الفاظ لو کا ن عيسى حيا لما وسعه ا لا اتباعى ہوں اور نہ کسی صحیح روایت مرفوع متصل میں الفاظ لو کا ن مو سى و عيسى حيين لما وسعهما ا لا اتباعى ہیں جن کتابوں کے نام حکیم خدا بخش صاحب احمدی نے عسل مصفی حصہ اول صفحہ ۲۶۸ تا ۲۷۰ پر لکھے ہیں وہ کتابیں حدیث کی کتابیں نہیں ہیں اور نہ ان کتابوں میں ان الفاظ کے متعلق حدیث کی کسی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے۔

مجھے مرزا صاحب قادیانی پر تعجب ہوتا ہے کہ حیات و ممات مسیح کی بحث کرتے ہوئے اپنے مخالفوں کو کہا کرتے ہیں کہ، کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا (حقیقۃ الوحی۔ص ۴۵ کا حاشیہ) گویا حدیث کے ساتھ، صحیح مرفوع متصل، کی قید لگاتے ہیں اور خود ایسے الفاظ پیش کرتے ہیں جو کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں۔

۲۔ مسند احمد شریف جلد ۳ صفحہ ۳۸۷، مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۰، مرقاۃ المفاتیح جلد اول صفحہ ۲۰۶۔۲۰۷، اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۱۵۵ اور مظاہر حق جلد اول صفحہ ۸۹ پر ہے

عن جا بر عن النبى ﷺ حين اتا ه عمر فقا ل انا نسمع

احادیث من یهود تعجبنا افتری ان نکتب بعضها فقا ل اتهوّکو ن انتم کما تهو کت الیهود و النصاری لقد جئتکم بها بیضاء نقیة ولو کان مو سی حیا ما وسعه ا لا اتباعی ۔

یعنی روایت ہے حضرت جابرؓ سے انہوں نے نقل کی حضرت رسول خداﷺ سے اس وقت کہ آئے آپ کے پاس حضرت عمرؓ پس کہا تحقیق ہم سنتے ہیں حدیثیں یہود کی اچھی لگتی ہیں ہم کو پس کیا دیکھتے ہو کہ لکھیں بعضی ان میں سے ۔پس فرمایا رسول خداﷺ نے کیا حیران ہو تم جیسے ہیں یہود اور نصاری ۔تحقیق میں لایا ہوں تمہارے پاس شریعت روشن صاف اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا،

(اس کو امام بیہقی نے بھی کتاب شعب الایمان میں روایت کیا)۔

۳۔سنن دارمی صفحہ ۶۲ ،مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۲ ،مرقاہ المفاتیح جلد اول صفحہ ۲۱۴۔۲۱۵۔، اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۶۱، اور مظاہر حق جلد اول صفحہ ۹۴ پر ہے:

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب حضرت رسول اکرم ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لے کر آئے اور عرض کی یا رسول اللہ یہ تورات کا نسخہ ہے پس آنحضرتﷺ چپ رہے حضرت عمرؓ تو رات پڑھنے لگے اور رسول خداﷺ کا چہرہ انور متغیر ہوا۔حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا اے عمرؓ رونے والیاں تجھے روویں۔کیا تو آنحضرتﷺ کے چہرہ مبارک کو نہیں دیکھتا۔حضرت عمرؓ نے آنحضرتﷺ کی طرف دیکھا اور عرض کیا میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں اللہ کے غصے سے اور اللہ کے رسول کے غصے سے ۔ راضی ہوئے ہم ساتھ اللہ کے جو رب ہے اور ساتھ اسلام کے جو دین ہے اور ساتھ حضرت محمدﷺ کے کہ نبی ہے۔آنحضرتﷺ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد کی جان ہے اگر تمہارے واسطے موسی ظاہر ہو جاویں پس تم اس کی پیروی کرنے لگ جاؤ تو گمراہ ہو جاؤ سیدھے راستے سے (و لو کان موسی حیا و اد ر ك نبو تی لا تبعنی) اور اگر حضرت موسی زندہ ہوتا اور میری نبوت کو پاتا تو ضرور میری اتباع کرتا۔

۴۔سید بدرالدین محمود عینی کی کتاب عمدہ القاری شرح صحیح بخاری کی جلد ۱۱ کے صفحہ

۵۰۷ پر ہے

اخر ج ا حمد و ابن شیبة و البزا ز من حد یث جا بر ان عمرؓ اتی بکتا ب ا صا به من بعض اهل الکتا ب فقرأ علیه فغضب فقا ل لقد جئتکم بها بیضا ء نقیة لا تسألوهم عن شیء فیخبرو نکم بحق فتکذبوا به او بباطل فتصدقوا به و الذی نفسی بیده لو ان موسی کا ن حیا ما وسعه ا لا ان یتبعنی

۵۔ دلائل النبوت جلد اول صفحہ ۱۸ اور خصائص الکبری جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ پر ہے

عن عمر بن الخطا ب قا ل اتیت النبی ﷺ و معی کتا ب اصبته من بعض اهل الکتاب فقا ل و الذی نفس محمد بیده لو ان موسی کا ن حیا ما وسعه ا لا ان یتبعنی

۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ اور ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۶۱ پر ہے

ابو یعلی موصلی حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اہل کتاب سے کچھ مت پوچھو۔ وہ تم کو کیا خاک ہدایت دیں گے جب کہ وہ خود گمراہ ہو گئے۔ تم یا تو باطل کی تصدیق کرو گے یا سچ کو جھٹلاؤ گے واللہ حال یہ ہے کہ اگر موسیٰ تمہارے درمیان زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کرنے کے سوا کچھ چارہ نہ ہوتا

نوٹ نمبر ۱۔ حدیث کی کتابوں مثلاً مسند احمد، بیہقی، دلائل النبوۃ، ابو یعلی موصلی، ابن ابی شیبہ، بزاز، دارمی اور مشکوۃ، مرقاۃ، اشعۃ اللمعات، مظاہر حق، خصائص الکبری اور عمدۃ القاری میں حدیث شریف کے الفاظ لو کا ن موسی حیا ما وسعه ا لا اتباعی آئے ہیں۔

نوٹ نمبر ۲: حدیث کی کسی مسند یا مخرج کتاب میں الفاظ لو کان عیسی حیا لما وسعه ا لا اتباعی نہیں آئے۔ بہائی عالم اور مرزائی مولوی نے تحقیق سے کام نہیں لیا۔

نوٹ نمبر ۳۔ جن کتابوں میں الفاظ لوکا ن موسی و عیسی حیین لما وسعهما ا لا اتباعی آئے ہیں ان کتابوں میں حدیث کی مسند کتابوں کا حوالہ نہیں دیا گیا اس لئے ہم ان الفاظ کو صحیح نہیں مان سکتے۔

نوٹ نمبر۴: الیواقیت و الجواھر فی بیان عقاید الاکابر طبع میمنیہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۹۔۲۰ پر لکھا ہے:

و قال فی الباب العاشر من الفتوحات فی قوله ﷺ انا سید ولد آدم و لا فخر انما کان ﷺ سیدولد آدم لان جمیع الانبیاء نوّاب له ﷺ من لدن آدم الی آخر الرسل و هو عیسی کما ابان عن ذالك حدیث لو کان موسی و عیسی حیین ما وسعهما الااتباعی و صدق رسول الله ﷺ فی ذلك فانه لو کان موجوداً بجسمه من لدن آدم الی زمان وجوده لکان جمیع بنی آدم تحت شریعته حسّاً و لهذا لم یبعث نبی الی الناس عامة الا و هو خاصةً فجمیع شرائع الانبیاء هی بالحقیقة شرعه ﷺ۔

حکیم خدا بخش احمدی کی خیانت ملاحظہ ہو آپ نے اپنی کتاب عسل مصفی حصہ اول صفحہ ۲۶۹ پر یہ عبارت درج کرتے ہوئے شروع کے الفاظ و قال فی الباب العاشر من الفتوحات نقل نہیں کئے تاکہ پول نہ کھل جائے اب ہم دیکھتے ہیں کہ فتوحات مکیہ کے باب ۱۰ جلد اول صفحہ ۱۳۵ پر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ یوں لکھتے ہیں

اعلم ایدك الله انه قد ورد فی الخبر ان النبی ﷺ قال انا سید ولد آدم و لا فخر و فی صحیح مسلم انا سید الناس یوم القیامة فثبت له السیادة و الشرف علی ابناء جنسه ... فکانت الانبیاء فی العالم نوّابه ﷺ من آدم الی آخر الرسل و هو عیسی علیه السلام و قد ابان ﷺ عن هذا المقام بامور منها قوله ﷺ و الله لو کان موسی حیا ما وسعه الا ان یتبعنی و قوله فی نزول عیسی ابن مریم فی آخر الزمان انه یؤمنا ای یحکم فینا بسنة نبینا ﷺ و یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و لو کان محمد بعث فی زمان آدم

لکا نت الانبیاء و جمیع الناس تحت حکم شر یعته الی یو م القیا مة حسّاً

اب د یکھئے کہ فتو حات مکیہ کے با ب ۱۰ میں حد یث شر یف کے الفا ظ یوں آ ئے ہیں

لو کا ن موسی حیا ما وسعه ا لا ان یتبعنی

اور حد یث کی کتا بوں میں بھی یہی الفا ظ آ ئے ہیں کہ

لو کا ن موسی حیا ما وسعه ا لا اتباعی ۔

(اہل حد یث امر تسر ۳۱ ۔ اگست ۱۹۲۸ء مطا بق ۱۵ ر بیع الا ول ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۴۳ ص ۵ ۔ ۷)

محمد علی کے تر جمہ قر آ ن کی نسبت المنار کی را ئے

جنا ب مو لا نا محمد عثما ن فا ر قلیط د ہلو ی دفتر جمعیۃ علماء ہند د ہلی سے لکھتے ہیں :

کل المنا ر (مصر) کا تا ز ہ پر چہ و لا ئتی ڈا ک سے مو صو ل ہو ا جس میں مو لو ی محمد علی امیر جما عت ا حمد یہ لا ہو ر کے تر جمۃ القر آ ن انگر یز ی پر مد یر المنا ر نے ایک سا ئل کے جو ا ب میں ا پنے خیا لا ت کا ا ظہا ر فر ما یا ہے اور مختصر الفا ظ میں اس کی حقیقت ایسی وا ضح کی ہے کہ جسے پڑ ھ کر لا ہو ر ی احمد ی ا پنے بلند با نگ مگر بے معنی شو ر و شر پر ضر و ر نا دم ہو ں گے اور انہیں معلو م ہو جا ئے گا کہ ایک انگر یز ی دا ن ہند ی کی تفسیر اہل ز با ن اور عر بی ادب و انشاء کے اسا طین کے نز د یک کیا وقعت ر کھتی ہے ۔

ہمیں تفسیر کی صحت و عد م صحت سے فی الحا ل بحث نہیں ہے بلکہ اس وقت جما عت احمد یہ کے ذ مہ دا ر ارا کین کی اس با نگ بے ہنگا م کا انکشا ف مقصو د ہے جو وہ ہند و ستا ن میں انگر یز ی تفسیر کے متعلق شا ئع فر ما تے ر ہتے ہیں اور تحسین و آ فر ین کے نما ئشی پھو ل بر سا کر ا پنی علا لت ذ و ق اور علمی بے ما ئیگی کا ثبو ت بہم پہنچا تے ر ہتے ہیں تفسیر مذ کو ر کی نسبت یہ کہنا کہ اس کو د نیا میں جیسی مر جعیت اور مقبو لیت حا صل ہو ئی ہے وہ کسی دو سر ی تفسیر کو آ ج تک نصیب نہیں ہو ئی ہے ، انتہاء در جہ کی نا وا قفیت اور عد م احتیا ط کی غیر ذ مہ دا را نہ حر کت ہے جسے کو ئی ہو ش مند اور با لغ نظر تسلیم کر نے کے لئے

تیارنہیں ۔ اس سے مطلب ہندوستان کے عام مسلمانوں میں اعتبار اور اعتماد پیدا کرنا اور اپنے تقدم و ترقی کی جانب تیز پا اقدام اور اپنی نظر فریب خدمات کی تشہیر ہے ۔ بہر حال ہم المنار کے اس حصہ کا ترجمہ درج ذیل کرتے ہیں تاکہ دیار اسلامیہ میں جو وقعت وعزت اس تفسیر کو حاصل ہے وہ معلوم ہو جائے ۔

سوال : مولوی محمد علی ہندی نے جو انگریزی تفسیر لکھ کر شائع کی ہے اس پر اعتماد و عمل کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اس تفسیر کا ترجمہ انگریزی سے ملاوی زبان میں حاجی عثمان جو کروامینوٹو نے کیا ہے جس کی وجہ سے علماء جاوہ میں سخت نزاع پیدا ہو گیا ہے اور اکثر علماء نے اس تفسیر پر نہایت مدلل اور معقول اعتراض کئے ہیں لیکن جاوی قرآن کے مترجم حاجی عثمان کہتے ہیں کہ مجھے اس تفسیر میں کوئی غلطی معلوم نہیں ہوتی ۔ پس آپ کا فرض ہے کہ اس کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کریں

جواب : یہ بات مشہور ہے کہ مولوی محمد علی جو اس تفسیر کے مصنف ہیں قادیانی عقائد کے مبلغ ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ تفسیر مذکور میں بعض آیات میں مضحکہ خیز معنوی تحریف کی گئی ہے ۔ وہ آیات جن کا تعلق حضرت مسیح علیہ السلام سے ہے یا وہ آیات جن کو زبردستی مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیح موعود پر چسپاں کیا گیا ہے، ہمارے دعوی کا کھلا ثبوت ہیں ۔ انہی وجوہات کی بنا پر جامع ازھر کے شیوخ اور بیروت کے مفتی نے اس انگریزی ترجمہ کی مصر اور شام میں داخلہ کی ممانعت کر دی ہے تاکہ لوگ تحریف وتسویل سے گمراہ نہ ہوں اور ان کے سلفی عقاید پر زد نہ پڑے ۔ قادیانی بے شک دائرہ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ وہ مسیح الدجال کے حق میں وحی اور رسالت کے مجوز ہیں ان کو قرآن کریم کی معنوی تحریف میں وہ ملکہ حاصل ہے جن کے مقابلہ میں باطنی عقاید کے پیرو اور فارس کے زندیق کوئی حقیقت نہیں رکھتے ۔ انکے نزدیک سورہ فاتحہ میں استمرار وحی الی آخر الزمان منجملہ نکات و معارف قرآن سے ہے ۔ قادیانی مدعی کے فاسد عقاید اور جاہلانہ غلط نویسی کی تردید ہم نے اس کی زندگی میں بھی کی ہے اور اس کی

موت کے بعد بھی ہم اس امر سے غافل نہیں ہیں اور انشاء اللہ ہم باطل کا مقابلہ حق وانصاف کے ساتھ تا مقدور کرتے رہیں گے۔

میری تحقیق میں اس ترجمہ پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہیے اور نہ فہم کا کا کوئی خاکہ اور عمل وسعی کا کوئی نقشہ اس کج اور ناہموار سطح پر تیار ہوسکتا ہے۔ رہا یہ امر کہ یہ تفسیر غیر اقوام میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں بہت مفید ہے، سو حقیقت میں یہ وہی کہہ سکتا ہے جس کو مطالب قرآن پر عبور نہ ہو اور نہ وہ لغت عرب اور اسالیب قرآن پر کوئی ادنی سی بھی واقفیت رکھتا ہو۔ سلف کی تفسیر سے واقف انسان کبھی اس لغو گوئی کا مرتکب نہیں ہوسکتا۔

(المنار۔ صفر ۱۳۴۷ھ ص ۲۸ مطبوعہ مصر)

مندرجہ بالا تحریر کسی حاشیہ کی محتاج نہیں اور نہ اپنے اظہار و بیان میں کسی اضافہ کی حاجت مند۔ امید ہے کہ مولانا محمد علی اسے پڑھ کر اپنی، لاثانی تفسیر۔ پر نظر ثانی کی تکلیف ضرور گوارا فرمائیں گے ورنہ ان کی یہ حرکتیں مسلمانوں کی روحانی اذیت کا موجب بنی رہیں گی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء۔ مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ ج ۲۵ نمبر ۴۴ ص ۱۰۔۱۱)

قادیانی کو اختیار کن فیکون بلکہ احیا اور افنا

معزز معاصر زمین دار کی طرف سے ادائے قرضہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

معاصر زمین دار لاہور نے کسی پرچہ میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دو دعوی لکھے تھے:

ا۔ مجھے کن فیکون کے اختیارات ملے ہیں۔ ۲۔ میں سب انبیاء سے افضل ہوں۔

اس پر قادیانی پریس زمین دار پر ٹوٹ پڑا کہ تم ایسے ہو، ویسے ہو۔ جھوٹ کہتے ہو۔ مفتری ہو۔ چند شیریں کلمات کا نمونہ درج ذیل ہے۔ اخبار فاروق قادیان لکھتا ہے

رئیس الاشرار زمین دار کا سگ دیوانہ

۲۲۔ اگست ۱۹۲۸ء کے زمین دار کو ایک دوست نے مجھے دکھا کر کہا کہ اس کی مزخرفات کو دیکھو جو اس نے اپنے ناظرین کے ناشتہ کے لئے تودہ سرگیں کی طرح زمیندار کے کھیت کے ایک کنارے جمع کیا ہے۔

میں نے جب اس کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ ایک کیڑا ہے جو لاہور کی تنگ و تاریک گلیوں کی عفونت سے پیدا ہوا اور زمین دار کی بدرو میں گر کر رینگنے لگا ہے۔ اس برساتی کیڑے کی کچلیوں نے طبعاً وہی زہر اگلا ہے جو اس قسم کے حشرات الارض کی فطرت کے اندر موجود ہوتا ہے۔

تعجب ہے کہ اس سنڈا اس کے کرم کو جو گندگی سے باہر نکلتے ہی مرجاتا ہے جس کی فرحت و آسائش وہ ڈھیر ہی میں مقدر ہے کیوں اس ڈھیر سے باہر نکلنے کی تمنا ہوتی ہے۔

حیرت پر حیرت ہے کہ جس کا آقائے نامدار حرص و آز کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو جس کا حضرت مولانا (ظفر علی) خاک ذلت و ادبار میں ہزاروں حسرتوں اور نامرادیوں کو سینہ میں لے کر اپنی سفلی زندگی کے دن گزار رہا ہو، اس کے نمک خوار کو دوسروں سے دست و گریبان ہونا کیسے سوجھتا ہے۔

اور تعجب پر تعجب آتا ہے کہ ہار کھایا ہوا تباہ حال نامراد بزدل دہقان کیوں آئے دن پاکھنڈ مچاتا اور اپنی ہنسی کراتا ہے اور کیوں غصہ اور جوش میں آکر کاغذی گھوڑے کی ٹاپ سے اپنے فاتح حریف کو روندتا اور سرکنڈے کے تیروں سے ہیجڑے کی بہادری.... کا ثبوت دیتا اور اس پر ناز کرتا ہے۔

ہنوز باقی۔ (اخبار فاروق ۲۷۔ اگست ۱۹۲۸ء)۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں: سچ تو یہ ہے کہ ان کلمات لذیدہ پر اہل حدیث کو رشک ہے۔ کیوں:

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تیری غیرت کو کیا ہوا

معاصر زمین دار لاہور نے لکھا تھا

۱۔مرزا صاحب نے محض اپنی نبوت کی داغ بیل ڈالنے کے لئے بعض اولوالعزم انبیاء کا مضحکہ اڑایا ہے۔

۲۔اپنی شان رسول اللہ ﷺ کی شان سے بڑھا کر دکھانا چاہتے ہیں۔مثالے طور پر آپ (مرزا قادیانی) کا یہ ادعا پیش کر دینا کافی ہو گا کہ خدا نے مجھے کن فیکون کے اختیارات دے دئے۔

قادیان کا الفضل اس پر خفگی کے لہجہ میں دو کالم لکھ کر کہتا ہے:

اڈیٹر صاحب زمین دار نے اس عبارت میں تین خوفناک جھوٹ بولے ہیں

اول: حضرت مسیح موعود کا دعوی تھا کہ خدا نے مجھے کن فیکون کے اختیارات دے دئے۔

دوم۔ حضرت مسیح موعود اپنی شان رسول اللہ ﷺ بڑھا کر دکھانا چاہتے تھے۔

سوم۔ مرزا صاحب نے محض اپنی نبوت کی داغ بیل ڈالنے کیلئے بعض اولو العزم انبیاء کا مضحکہ اڑایا ہے۔

ہم (احمدی) زمین دار کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان باتوں کا ثبوت دے۔ ورنہ آئندہ کے لئے اس قسم کی دروغ بافیوں سے اجتناب کرے۔ حضرت مسیح موعود نے کہیں نہیں فرمایا کہ خدا نے مجھے کن فیکون کے اختیارات دے دئے۔(الفضل قادیان ۱۷۔اگست ۱۹۲۸ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

زمین میں اس کا جواب ہماری نظر سے نہیں گذرا تو خیال آیا کہ بوجہ تعلق معاصرانہ اور بوجہ وحدت اسلامیہ اہل حدیث ہی زمین دار کی طرف سے یہ قرض ادا کر دے تو دوگنا ثواب ہے۔ایک ذمہ دار برادر کی حمایت،دوم قرض خواہ ظالم کی منہ بندی۔اور اصل بات بھی یہ ہے کہ اہل حدیث اسی لائق ہے کہ یہ دونوں کام کرے

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے
بلا یہ کون لے گا جان پر لیں گے تو ہم لیں گے

پس سنئے !کن فیکون کے اختیار والا الہام مرزا صاحب کو ۲۰ فروری

۱۹۰۵ء کو ہوا تھا جس روز پیرمنٹ کا الہام ہوا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں

انما امر ك اذا ار دت شيئاً ان تقو ل له كن فيكو ن۔

(ریویو آف ریلی جنز مارچ ۱۹۰۵ء)

(یعنی اے مرزا تیرا اختیار یہ ہے کہ جب تو کسی کام کو ہو جا کہے، تو ہو جا تا ہے)

اس الہام پر مخالفوں کی طرف سے جب اعتراض ہوئے کہ مرزا صاحب نے خدائی کا دعوی کر دیا تو آپ ان معترضین پر خفا ہوئے اور اس خفگی میں آپ نے اس الہام کے معنی کی ایسی عمدہ تشریح فرمائی جس سے مضمون بالکل صاف ہو گیا۔اور آئندہ کو شبہات سب دور ہو گئے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

افسوس بعض نادانوں نے عبودیت کے ساتھ اس تعلق کو جو ربوبیت کے ساتھ ہے جس سے ظلی طور پر صفات الہیہ بندہ میں پیدا ہوتی ہیں نہ سمجھ کر میری اس وحی من اللہ پر اعتراض کیا کہ

انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقو ل له كن فيكو ن۔

یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو ایک بات کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے، یہ خدا تعالی کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا یہ میری طرف سے نہیں ہے۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم۔ص ۹۵)

اس تشریح سے دو امر ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ اس الہام کے مخاطب خاص مرزا صاحب قادیانی ہیں، نہ کہ اللہ جل شانہ۔

دوم اس الہام کے معنی میں حقیقی اختیار مراد نہیں بلکہ ظلی مراد ہے۔

یاد رہے کہ مرزا صاحب کی نبوت بھی ظلی ہے۔یعنی نبوت محمدیہ کا ظل آپ پر پڑا ہے، اس لئے آپ ظلی نبی ہیں۔اور ظلی نبی ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کا منکر بھی اصل نبیوں کے منکر کی طرح کافر ہے۔

اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک ظلی کا درجہ اصل درجہ سے کم نہیں۔پس جس طرح مرزا صاحب ظلی نبی ہیں، اسی طرح آپ مالک مختار کن فیکون بھی ظلی ہیں جو ان کی اصطلاح میں اصل کے برابر ہے۔

علاوہ اس کے زمین دار کا دعوی صرف اتنا تھا کہ مرزا صاحب نے کن فیکون کا

اختیار اپنے لئے ظاہر کیا تھا۔ ظلی ہو یا اصلی اس کا اسنے ذکر نہیں کیا پس زمین دار کا دعوی ثابت ہوا۔

مزید تشریح مرزا صاحب کی اور عبارت سے بھی ہوتی ہے ۔ آپ خطبہ الہامیہ میں ایک بہت بڑا دعوی کرتے ہیں جس کے متعلق آپ کے اصل الفاظ عربی اور اردو یہ ہیں :

و اعطیت صفة الافناء و الاحیاء من الرب الفعّال

(مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے)(ص ۲۳)

بس یہ ہے (بقول الفضل) زمین دار کا پہلا دعوی جو مرزا صاحب قادیانی کے صاف صاف الفاظ سے ثابت ہے۔

دوسرا دعوی مرزا قادیانی کی افضلیت کا ہے۔ مرزا صاحب خطبہ الہامیہ میں لکھتے ہیں

ان قدمی هذه علی منارة ختم علیها کل رفعة

(یہ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے)(ص ۳۵)۔

ظاہر ہے کہ یہ منارہ اینٹوں اور چونہ کا مراد نہیں کیونکہ مرزا صاحب قادیانی دہلی میں قطب کی لاٹ پر نہ رہتے تھے بلکہ آپ کی روحانی بلندی ہے چنانچہ آپ کا ایک شعر ہے جو درثمین سے نقل کیا جاتا ہے:

آنچہ دادہ ست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بتمام

یعنی اور نبیوں کو جو معرفت الہیہ کی ایک ایک پیالی ملی ان سب کا مجموعہ بڑا پیالہ مجھ کو ملا ہے۔

مزید ثبوت یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کا الہام ہے

لولاك لما خلقت الافلاك

اے مرزا تو اگر نہ ہوتا تو میں (خدا) آسمان پیدا نہ کرتا۔

اس کی مزید تشریح مرزا صاحب کے اس الہام سے ہوتی ہے

اتانی ما لم یؤت احداً من العالمین (حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۰۷)۔

(خدا نے مجھے وہ چیز دی ہے جو جہان کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی)۔

گویا یہ شعر آپ کے حق میں ہے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تیسرا دعویٰ تو بالکل مشہور ہے کہ مرزا صاحب قادیانی حضرت عیسیٰ کے حق میں ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ یسوع کا نام لے کر لکھا کہ :

آپ کی تین دادیاں اور تین نانیاں بدکار تھیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم)۔

جب اعتراض ہوا کہ یہ ایک رسول کی ہتک ہے، تو آپ نے اس کا جواب دیا کہ میں نے یسوع کو کہا ہے، یسوع قرآن مجید میں کوئی نبی نہیں۔

مگر خدا کی شان خدا نے مرزا صاحب کے اس جواب کی قلعی اتروانے کو ان کے قلم پر تصرف کیا تو مرزا صاحب قادیانی نے لکھ مارا :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے (کشتی نوح)

اس عبارت کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی کیونکہ اس میں تین لفظ لکھے ہیں حضرت ،۔عیسیٰ ۔، علیہ السلام ۔ان تینوں کا صدق اس اولوالعزم رسول پر ہوتا ہے جس کی شان میں ارشاد ہے

وجیھاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین ۔

احمدی دوستو ! بتاؤ اور ایمان سے سچ بتاؤ کہ مرزا صاحب کے ان حوالوں میں سے کسی حوالہ میں تم کو شک ہے۔

آہ! تم لوگ اہل حدیث کے ہوتے ہوئے اصلیت نہیں چھپا سکتے ۔ سنئے اہل حدیث جناب مرزا صاحب قادیانی کا ایک آنریری (مفت کا) مبلغ ہے۔ کلمات مرزا کے اصل معنی میں تبلیغ اور اشاعت کرتا ہے۔

آخر میں سنو، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں :

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

الحمد اللہ ہمارے ایک مقروض برادر (زمین دار) کا قرضہ ادا ہوا ورنہ خطرہ تھا کہ قادیانی بنیئے سال ہا سال تک سود در سود مانگتے رہتے ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۴۵ ص ۱۔۳)

خنازیر زندہ ہیں، بلکہ غراتے ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کہا کرتے تھے کہ میں مسیح موعود بحکم حدیث شریف خنزیروں کو قتل کرنے آیا ہوں۔اور خنازیر سے پادری لوگ مراد بتاتے تھے۔اور بتاتے تھے کہ مسیح موعود کے سانس سے خنزیر مرنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ میرے مضامین سے پادری لوگ مردہ ہو جائیں گے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ (بقول مرزا قادیانی) خنزیر ابھی مرے نہیں بلکہ غراتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے:

۱۰۔ اگست ۱۹۲۸ء کے عیسائی اخبار نور افشاں لاہور میں پادری عبدالحق نے مرزائیوں کو عجیب دلیری سے چیلنج کیا ہے کہ ہمارے ساتھ باقاعدہ مباحثہ کرلو۔لکھا ہے کہ:

> آپ جس مسیحی عقیدہ کو کمزور سمجھیں اور جس پر گفتگو کرکے بآسانی کامیابی حاصل کرلینا ممکن سمجھیں اسی کو چن لیں اس میں ہم مدعی ہوں گے اور آپ معترض۔
>
> اسی طرح ہمیں بھی یہ حق حاصل ہوگا کہ قادیانی مسلمات میں سے جس کو چاہیں بحث کے لئے منتخب کریں۔اور ہماری پوزیشن بعینہ وہی ہوگی جو آپ کی۔
>
> ۲۔ دعوی اور اس کے دلائل فریقین اپنی مسلمہ کتب سماویہ سے پیش کریں گے اس کے علاوہ معقول دلائل تائیدی رنگ میں بیان کرسکیں گے۔
>
> (نور افشان۔ ۱۰۔ اگست ۱۹۲۸ء ص ۵)۔

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں۔آج (۸ستمبر) تک اس چیلنج کی منظوری یا تردید قادیانی اخباروں میں نہیں دیکھی۔دیکھئے کیا جواب دیتے ہیں۔

ہم اپنی ناچیز خدمت پیش کرتے ہیں کہ مباحثہ اگر امرتسر میں تو ہم دونوں

فریقوں کی خدمت کریں گے۔

پادری عبدالحق کی دلیری پر ہمیں جس قدر حیرت ہے، قادیانیوں کی خاموشی پر اس سے زیادہ حیرت ہے۔

خموشی معنیء دارد کہ در گفتن نمے آید۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ جلد ۲۵ نمبر ۴۵ ص ۳-۴)

شکار اور شکاری

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی بحیثیت مسیح موعود عیسائیوں کو عموماً اور پادریوں کو خصوصاً اپنا شکار کہا کرتے تھے ان کا دعویٰ تھا کہ میں انہی کے قتل کرنے کو آیا ہوں۔ اسی بنا پر اہل حدیث امرتسر ۳۔ اگست ۱۹۲۸ء میں لکھا گیا تھا کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تھا کہ میں عیسائیت کا ستون توڑنے آیا ہوں۔ اگر نہ توڑوں تو میں جھوٹا۔ حالانکہ ہندوستان اور پنجاب میں عیسائیت دگنی ترقی کر رہی ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی بقول خود اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوئے۔

اس کا جواب مرزائی امت کی لاہوری پارٹی کے آرگن اخبار پیغام صلح نے دیا تھا جس کا جواب عیسائی اخبار نور افشان نے دیا ہے۔ ہم ناظرین کی معلومات کے لئے دونوں نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم کرسکیں کہ مرزا جن شکاروں کو مارنے آئے تھے وہ ابھی مرے نہیں بلکہ شکاری کو گھورتے ہیں۔ پیغام صلح میں لکھا ہے:

حضرت مسیح موعود کا کام

۳۔ اگست ۱۹۲۸ء کے اہل حدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہمارے اس مضمون کا جواب دینے کی کوشش کی ہے جو اسلام اور احمدیت کے عنوان سے پیغام صلح کی متعدد اشاعتوں میں درج ہو چکا ہے۔ سب سے بڑا اعتراض مولوی ثناء اللہ کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے وجود سے عیسائیت کا قلع قمع اور مسلمانوں کی اصلاح ہونے کے بجائے الٹا عیسائیت ترقی کر

رہی ہے اور مسلمان گر رہے ہیں۔

ہم اس کا جواب متعدد مرتبہ دے چکے ہیں کہ کسی مامور کے سپرد جو کام کیا جاتا ہے ضروری نہیں کہ وہ اس کی زندگی ہی میں پورا ہو جائے بلکہ مامور کے آنے کا منشاء صرف ایسی جماعت تیار کرنا ہوتا ہے جو اس کام کو متحد کوشش کے ساتھ سرانجام دے۔ خود آنحضرت ﷺ کو دیکھئے دنیا جہان کی طرف آپ نبی ہو کر آئے لیکن آپ کی زندگی میں عرب کے سوا باقی ممالک اسلام کے نور سے منور نہیں ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد صحابہ کی کوششوں سے اور مساعی جمیلہ نے اس نور کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا۔ حضرت مسیح موعود بھی اپنے پیچھے ایک جماعت تیار کر کے چھوڑ گئے جو آپ کے بتائے ہوئے اصولوں سے کام لے کر دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے اور خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ کر رہی ہے۔

مولوی ثناء اللہ کو عیسائیت کی جو ترقی نظر آ رہی ہے وہ محض چند روزہ سراب کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ جہاں تک اصل عیسوی معتقدات کا تعلق ہے محقق عیسائی ان سے کنارہ کش ہو چکے ہیں اور کلیسائے انگلستان سے ایسی آوازیں آئے دن پیدا ہوتی ہیں جن میں کفارہ اور الوہیت مسیح کی علانیہ تردید ہوتی ہے۔ یہ لہر دنیا میں پھیلتی جاتی ہے اور دجالیت دنیا میں ہر جگہ نمک کی طرح پگھل رہی ہے اور اس کی جگہ اسلام دنیائے مسیحیت میں پھیلتا جا رہا ہے جو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک کھلا نشان ہے یہ ایک دن کا کام نہیں ایک سال کا کام نہیں بلکہ سالہا سال کا کام ہے اور خدا نے چاہا تو وہ دن آنے والا ہے جب مسیحیت کی بجائے اسلام دنیا پر غالب ہوگا۔

(پیغام صلح لاہور۔ ۱۰۔ اگست ۱۹۲۸ء)

اخبار نور افشاں لاہور لکھتا ہے:

کاسر الصلیب کی مبرہن ناکامی: اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

احمدیوں نے کیا جواب دیا؟

اخبار اہل حدیث کے جواب میں اخبار پیغام صلح ۱۰۔ اگست بعنوان حضرت مسیح موعود کا کام لکھتا ہے :

ہم اس کا جواب متعدد مرتبہ دے چکے ہیں کہ کسی مامور کے سپرد جو کام کیا جاتا ہے ضروری نہیں کہ وہ اس کی زندگی ہی میں پورا ہو جائے بلکہ مامور کے آنے کا منشاء صرف ایسی جماعت تیار کرنا ہوتا ہے جو اس کام کو متحد کوشش کے ساتھ سرانجام دے ۔ خود آنحضرت ﷺ کو دیکھئے دنیا جہان کی طرف آپ نبی ہو کر آئے لیکن آپ کی زندگی میں عرب کے سوا باقی ممالک اسلام کے نور سے منور نہیں ہوئے آپ کی وفات کے بعد صحابہ کی کوششوں سے اور مساعی جمیلہ نے اس نور کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا۔ حضرت مسیح موعود بھی اپنے پیچھے ایک جماعت تیار کر کے چھوڑ گئے جو آپ کے بتائے ہوئے اصولوں سے کام لے کر دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے اور خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ کر رہی ہے۔

ہم اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ نے لاکھ مرتبہ بھی اس کا جواب دیا ہو مگر آپ کا جواب سرے ہی سے غلط ہے۔ اگر آپ مرزا صاحب کے دعوی پر ایک سرسری نگاہ بھی ڈال لیتے تو ایسا بے معنی اور غلط جواب نہ دیتے ۔ مرزا صاحب کا یہ دعوی ہرگز نہیں ہے کہ عیسی پرستی کے ستون کو میری امت توڑے گی اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلائے گی بلکہ ان کا دعوی یہ ہے کہ :

میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسی پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں ۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں ۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں ۔،

اب فرمایئے کہ ان فقرات میں امت کا ذکر کہاں ہے؟ یہاں تو مرزا یہ

دعوی کر رہے ہیں کہ :

یہ کام (عیسی پرستی کے ستون کو توڑنا اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلانا) میری زندگی ہی میں انجام پذیر ہوگا اگر نہ ہوا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں

چونکہ یہ کام ان کی زندگی میں ہرگز ہرگز پورا نہیں ہوا جس کے معترف آپ خود بھی ہیں اس لئے اب آپ ہی خدالگتی کہیں اور ساتھ ہی سب احمدی بھی مل کر شہادت دیں کہ آیا وہ اپنے قول کے مطابق جھوٹے ہیں یا نہیں ؟ ہم نے شہادت دے دی کہ واقعی وہ اپنے دعوی میں جھوٹے نکلے اب آپ بھی شہادت دے دیں ۔ یہاں آپ کی من مانی تاویلوں سے کام نہیں چلے گا ہم تو مرزا صاحب کے الفاظ ہی کو دیکھیں گے اور ان کے مطابق فیصلہ کریں گے فیصلہ یہی ہے کہ مرزا اپنے اس قسم کے تمام دعووں میں جھوٹے نکلے

پھر آپ کس عبارت سے اور سجاکھوں کو اندھا بنانے کی غرض سے لکھتے ہیں:

مولوی ثناء اللہ صاحب کو عیسائیت کی جو ترقی (ترقی کا ثبوت تو آپ کے اخبار اور آپ ہی کی تحریر سے دیا گیا تھا اب اس کو آپ مولوی ثناء اللہ صاحب سے کس منطق کی رو سے منسوب کرتے ہیں؟) نظر آرہی ہے وہ محض چند روزہ سراب کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ جہاں تک اصل عیسوی معتقدات کا تعلق ہے محقق عیسائی ان سے کنارہ کش ہو چکے ہیں اور کلیسائے انگلستان سے ایسی آوازیں آئے دن پیدا ہوتی ہیں جن میں کفارہ اور الوہیت مسیح کی علانیہ تردید ہوتی ہے ۔ یہ لہر دنیا میں پھیلتی جاتی ہے اور دجالیت دنیا میں ہر جگہ نمک کی طرح پگھل رہی ہے اور اس کی جگہ اسلام دنیائے مسیحیت میں پھیلتا جارہا ہے جو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک کھلا نشان ہے یہ ایک دن کا کام نہیں ایک سال کا کام نہیں بلکہ سالہا سال کا کام ہے اور خدا نے چاہا تو وہ دن آنے والا ہے جب مسیحیت کی بجائے اسلام دنیا پر غالب ہوگا۔

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے اس امر کا کہیں بھی دعوی نہیں کیا کہ میری موجودگی اور میرے مرنے کے بعد جو ترقی مسیحیت کی ہوگی وہ محض چند روزہ سراب کی سی ہوگی ۔ جب کہ آپ اس

بات کے خود مقر ہیں کہ مسیحیت کی ترقی (آپ کے قول کے مطابق سراب ہی سہی) ہو رہی ہے تو پھر اس میں آپ تنزل کس منطقی قاعدے سے ثابت کر سکتے ہیں؟ کیا ترقی کو کبھی تنزل کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کا بھیجنے والا اللہ دونوں مسیحیت کی ترقی روکنے کے بارے میں شکست فاش کھا گئے اور ناکام نکلے بلکہ (بقول مولانا ثناء اللہ امرتسری) چاروں شانے چت گر گئے۔ بولو مسیح یسوع ناصری کی جے

پھر آپ کا یہ فرمانا کہ:

جہاں تک اصل عیسوی معتقدات کا تعلق ہے محقق عیسائی ان سے کنارہ کش ہو چکے ہیں اور کلیسائے انگلستان سے ایسی آوازیں آئے دن پیدا ہوتی ہیں جن میں کفارہ اور الوہیت مسیح کی علانیہ تردید ہوتی ہے۔ یہ لہر دنیا میں پھیلتی جاتی ہے۔

محض ایک طفلانہ تسلی ہے یا عالم بیداری کا خواب یا محض ایک تاویل رکیکہ و بعیدہ کیونکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ کلیسائے انگلستان آج تک کفارہ اور الوہیت مسیح کی علانیہ مقر ہے آپ یورپ کے دہریوں کے اقوال مسیحیوں کے گلے نہ منڈھا کریں اور نیز آپ ان مسلم رپورٹوں پر بھی ہرگز اعتبار نہ کر لیا کریں جو انگلستان یا برلن سے موصول ہوا کرتی ہیں ۔ یہ تو صرف ہندوستان کے مسلمانوں کو سبز باغ دکھا کر چندہ بٹورنے اور خود عیش وعشرت کرنے کے حیلے ہیں۔ مسلم اور آریہ اور مسیحی اخبارات میں اس پر کافی سے زیادہ روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ انگلستانی اور برلنی مبلغان اسلام ہی نے سارا بھانڈا پھوڑ دیا ہے اور بالکل صاف طور سے بتا دیا ہے کہ انگلستان اور برلن میں احمدیوں کی طرف سے کوئی کام نہیں ہو رہا ہے صرف دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ یہ تصویر انگلستان و برلن میں اسلام یا احمدیت کے پھیلنے کی ہے برعکس اس کے مسیحیت ہر ملک ہر جزیرہ میں اور ہر ایک جگہ روز بروز اپنا محکم قدم جماتی چلی جاتی ہے (عیاں را چہ بیاں) حتی کہ ایک وقت آ جائے گا کہ تمام دنیا میں صرف اسی کا جھنڈا لہرائے گا۔ (نور افشاں لاہور ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مرزا کی زبان حال سے لکھتے ہیں:

سنو جی! میں بحیثیت مسیح موعود تم دونوں (قائلوں اور منکروں) کو سچ کہتا ہوں میرے دعوی اور کلام میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں نہ میں کسی اپنے پیرو کو تاویل کی اجازت دیتا ہوں۔ میرے الفاظ صاف ہیں۔ پس تم دونوں فریق کان کول کر سنو اور کوئی فریق محض میری خاطر تاویل یا تحریف نہ کرے میں خدا کے پاس ایسی تاویلوں اور تحریفوں سے بےزار ہونگا۔ پس سنو!

میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کے لئے یہ وہ اصل تقوی اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالی نے چاہا ہے۔ اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا (یسوع مسیح) نظر نہ آوے دنیا اس کو بھول جائے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔ (الحکم قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۰۵ء ص ۱۰ کالم ۴۔)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ ستمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ ص ۵۔۷)

خلیفہ قادیانی کی غلط بیانیاں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں؛

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء میں ہم نے اس عنوان کے تحت بتایا تھا کہ خلیفہ قادیان نے چار غلط بیانیاں کی ہیں وہ غلط بیانیاں کچھ معمولی نہیں بلکہ خدا پر، انبیاء پر افتراء ہیں۔ مثلاً

۱۔ حضرت نوح نے آسمان سے خبر پا کر کہا تھا میرا بیٹا بچ رہے گا، مگر وہ پوری نہ ہوئی۔

۲۔ حضرت موسی نے آسمان سے خبر پا کر کہا تھا کہ تم کنعان میں داخل ہو جاؤ گے مگر داخل نہ ہوئے۔

۳۔ رسول کریم کو بھی آسمان سے خبر ملی تھی کہ مسیلمہ کذاب آپ کی زندگی میں فنا ہو جائے گا، مگر وہ فنا نہ ہوا۔

۴۔ قیصر و کسری کے خزانوں کی کنجیاں دیئے جانے کی خبر بھی آسمان ہی سے ملی تھی مگر

وہ کنجیاں آپ کی زندگی میں نہ ملیں۔(الفضل قادیان ۱۹ جون ۱۹۲۸ء)۔

ان الزامات کے جواب میں الفضل قادیان میں مضمون نکلا جس کا جواب اہل حدیث مورخہ ۱۰۔ اگست میں دیا گیا۔ اس پر الفضل پھر بولا۔ ناظرین جانتے ہوں گے کہ جھوٹ کو سچ کر دکھانے کی کوشش کرنا تو قادیانی مشن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے مرزا صاحب ساری عمر اپنی تردید سنتے رہے بدیہی سے بدیہی اعتراضات آپ پر ہوئے مگر وہ خاموش نہ ہوئے اس لئے ہم اپنا آخری جواب محفوظ رکھتے ہیں اور الفضل کو کہتے ہیں کہ وہ خلیفہ کو کہے کہ وہ اگر کسی منصف کا تقرر مانتا ہے تو یہ اقرار شائع کرے کہ اگر میری بیان کردہ چاروں باتیں منصف نے غلط قرار دے دیں تو میں اقرار کرونگا کہ میں نے خدا اور رسول پر افتراء کیا۔ اس کے بعد ہم تقرر منصف پر گفتگو کرینگے اور اپنا جواب الجواب لکھ کر مطبوعہ پرچے منصفوں کے پاس بھیج دیں گے انشاء اللہ

۔(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۲۸ء۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ ص ۷)

مسیح کی آمد ثانی اور مرزا قادیانی

جناب منشی محمد حسین صابری عقب کوتوالی بریلی سے لکھتے ہیں:

جب سے جناب مرزا صاحب قادیانی نے خروج کیا ہے اور مسئلہ ختم نبوت کے متعلق قرآن پاک میں اور حدیث شریف میں من مانی تاویل بلکہ تحریف کرنا شروع کی ہے تب سے مرزائی مولویوں کے ہاتھوں سے عجیب عجیب حرکات سرزد ہو رہی ہیں بلکہ بعض وقت تو ان کے ہاتھ سے ایسی ایسی تحریریں نکل جاتی ہیں کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ آج ناظرین کو منشی عمر الدین جالندھری مرزائی کی ایک تحریر سے (سارے مضمون کا جواب الفضل کے چھوٹے برادر پیغام صلح میں فوراً نکل گیا اس لئے اس پر توجہ کی ضرورت نہیں۔ ثناء اللہ) جو انہوں نے اخبار الفضل میں شائع کرائی ہے ایک لطیفہ اخذ کر کے سناتا ہوں آپ مسلمانوں کی موجودہ حالت میں بارگاہ رسالت میں فریاد کرنے کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:

اس فریاد کو سن کر حضرت نبی اکرم ﷺ کے فیض سے درجہ کمال کو پانے والا تو کوئی ایسا نہیں جو اس بیڑے کو بحیثیت وارث محمد ﷺ پار کر کے اپنے

روحانی باپ رسول اللہ ﷺ کی عزت کو قائم کر دے مگر اس وقت ایک خدا کا نبی جو بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا وہ آئے گا اور وہی اپنے کمال ذاتی سے امت محمدیہ کی پریشان حال فریاد کناں بھیڑوں کو بھیڑیوں سے بچائے گا اگر چہ وہ اپنے اس احسان کو نہ جتلائے لیکن دجال زبان حال سے کہہ اٹھے گا کہ اے مسلمانو! الحق فی آل عیسی دیکھو تمہیں جس نے بچایا وہ عیسی ہی ہے۔ آج نور احمد تمہارے لئے چارہ گر نہ ہوا نہ وہ علماء تمہارے کام آئے جن کے متعلق تم اپنے نبی کی فضیلت جتانے کے لئے کہا کرتے تھے کہ امت محمدیہ کے علماء ہی بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں اور نہ تمہارے اولیاء عظام ہی تمہارے کام آئے ۔اگر کام آیا تو خدا کا خداوند یسوع مسیح ہی کام آیا۔

مگر احمدیہ جماعت جو ظاہرین علی الحق ہے صاف کہدے گی کہ الحق فی آل محمد، آل محمد ہی حق پر ہے وہ کسی ایسے شخص کے فیضان کے محتاج نہیں جو فیضان محمدی سے پرورش پانے والا نہیں۔ ایک مسیح ناصری کیا، محمد رسول اللہ ﷺ وہ کامل نبی ہے جس کے فیضان سے لاکھوں مسیح پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے (ان لاکھوں میں سے آپ کتنوں کو مانتے ہیں۔ ثناء اللہ) جس کا زمانہ شاہد ہے۔ (الفضل ۲۵ ستمبر ۱۹۲۸ء ص ۷)

کیسا مزیدار لطیفہ ہے کہ حضرت عیسی کے آجانے پر بھی منشی عمر الدین جیسے پکے مرزائی ان کو نہیں مانیں گے بلکہ مقابلہ پر سینہ ٹھوکینگے ۔معلوم ہوتا ہے کہ علم و عقل سے اس وقت بھی کچھ کام نہ کیا جائے گا۔ مرزا صاحب آنجہانی کا تو بنیادی مسئلہ ہی یہ ہے کہ حضرت عیسی فوت ہو گئے تو پھر جب وہ آسمان سے آجائیں گے تو مقابلہ کے نکلنے والا کوئی شرم دار احمدی تو ہو نہیں سکتا۔ البتہ تنخواہ دار مرزائی مولوی صاحبان اس وقت بھی تنخواہوں کے مارے چاہے شور مچاتے پھریں کہ الحق فی آل محمد، مگر پھر ان تنخواہ داروں کی کون سنے گا۔

اصل یہ ہے کہ حضرت عیسی جب دوبارہ آئیں گے تو مرزائیوں کے آقاؤں (انگریزوں) کی قوم (عیسائی) دجال کے منہ سے بھی اگر کہیں نکل گیا کہ الحق فی

آل عیسی تو خود حضرت عیسی ہی ان کو منہ توڑ دے دیں گے کہ نہیں الحق فی آل محمد۔ چنانچہ احادیث میں اس کا قرینہ موجود ہے جہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسی سے حضرت امام مہدی کہیں گے کہ آپ نماز کی امامت کرائیے۔ حضرت عیسی جواب دیں گے کہ نہیں آپ ہی آپس میں ایک دوسرے کے سردار ہو اور یہ بزرگی، سرداری کی خدا نے اسی امت کو دی ہے گویا صاف اقرار کریں گے کہ الحق فی آل محمد۔

منشی عمر الدین نے مذکورہ بالا تحریر میں آگے چل کر فرمایا ہے کہ یہ مضمون میں نے ارادۃً نہیں لکھا بلکہ زندہ نبی کی صحبت میں میری قلم سے نکل گیا اور فرماتے ہیں کہ:
مجھے دنیا کا دکھ منظور ہے پر محمد رسول اللہ ﷺ پر مسیح کا احسان منظور نہیں۔

ہاں صاحب محبت ہو تو ایسی ہی ہو۔ مگر اس بے جا محبت کا نتیجہ آپ کے حق میں یہ ہوا ہے کہ آپ اپنے محبوب سے بھی مخالفت کرنے لگ گئے اس لئے ایسی محبت سے خدا ہر مومن کو بچائے۔ ہماری تو دعا یہ ہے کہ دنیا میں چاہے کچھ بھی ہوتا پھرے پر محمد رسول اللہ ﷺ کی ہم سے بھول کر بھی مخالفت نہ ہو۔ آمین ثم آمین

لیکن آپ تسلی رکھئے کیونکہ حضرت عیسی دوبارہ آکر آنحضرت ﷺ کے اتباع کا دم بھریں گے اس لئے ان کا احسان کچھ نہ ہوگا بلکہ ان کا اس حیثیت سے آنا تمام دنیا کی عیسائی قوموں کے لئے ہدایت کا باعث ہو جائے گا اور عیسائی خود بخود خیال کریں گے کہ دیکھو جس کو ہم اپنا خداوند بنائے بیٹھے تھے وہ تو محمد ﷺ کا متبع ہے۔ برعکس اس کے موضع قادیان کا ایک غیر معلوم شخص لاکھ دفعہ آپ کی غلامی کا دوی کرے تو عیسائیوں پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ ان کی توجہ ہوئی تو یہ کہیں گے کہ:
ایک بے وقوف محمدی مسیح، (حقیقۃ الوحی تتمہ ص ۷۳) (فافہم و لا تعجل)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

آج کل فرقہ وارانہ ماوشما کثرت سے مروج ہے مثلاً قادیانی کوئی کام کرتے ہیں تو اپنی شیخی بھگارتے ہیں۔ لاہوری مرزائی کچھ کرتے ہیں تو اپنی پتنگ اڑاتے ہیں۔ ان لوگوں نے اسی طرح انبیاء کرام کو سمجھا ہے کہ محمدی کارگذاری الگ ہے تو عیسائی خدمات الگ۔ عیسائی فخر کریں گے تو ہم یوں کہیں گے۔ ان لوگوں کو خبر نہیں کہ حضرات انبیاء کرام کے نفس تمہاری طرح موٹے نہیں ہوتے ان کو تو حکم ہے

لما آتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به و لتنصر نه ۔

ارشاد خداوندی ہے:

اے رسولوں! تمہاری موجودگی میں کوئی اور رسول آجائے تو تم اس کو مان کر اس کے ہمراہ ہو جانا۔ ،

ایسے ماوشما کے خیالات ان تنگ دلوں کے ہیں جو اپنی کاروائی دکھا کر چندے جمع کر کے پیٹ پالتے ہیں حضرات انبیاء کرام سب ایک جماعت ہیں ۔فرمان نبوی غور سے پڑھو الانبیاء اخوة علاتیة ... الحدیث

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۲۸ء مطابق ۱۸ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ ص ۷۔۸)

<u>قادیان سے قادیانی مذہب کے خلاف اخبار</u>

قادیان سے اخبار پیغام حق نکلنا شروع ہوا ہے اس کی نسبت مرزائیوں نے مشہور کیا تھا کہ یہ اخبار احمدی ہے اس کے جواب میں اخبار کے بانیوں کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ یہ اخبار مرزا قادیانی کے دعاوی کی تردید کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ پیغام حق ۲۴۔اکتوبر ۱۹۲۸ء

(ہفت روزہ اہل حدیث ۹ نومبر ۱۹۲۸ء مطابق ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۲ ص ۱۱)

<u>آریوں اور مرزائیوں کا مباحثہ</u>

اس ہفتہ امرتسر میں آریوں اور قادیانیوں کا مباحثہ ہوا مباحثہ وید اور قرآن پر تھا مگر احمدی مباحث نے بطور شہادت مرزا صاحب کے کمالات کا ذکر کرتے ہوئے پنڈت لیکھرام کو مرزا صاحب کی پیش گوئی کا نشانہ بتایا۔ اس کے جواب میں آریہ مناظر نے کہا تمہارے مرزا صاحب ایسے ہی سچے الہامی تھے تو انکی دعا اور الہام کے موافق مولوی ثناء اللہ جو اسی شہر میں رہتے ہیں نہیں مرے حالانکہ مرزا صاحب بیس سال ہوئے مر گئے ۔اس کے جواب میں احمدی مناظر نے کہا مباحثہ قرآن اور وید پر ہے مرزا صاحب کا ذکر کیوں لاتے ہو۔آریہ مناظر نے کہا تم نے خود ذکر کیا

یہ ہے احمدیت کا اصلی قلعہ جو ریت کی دیوار سے بھی زیادہ کمزور ہے باقی مباحثہ میں وہی گفتگو تھی جو ہوا کرتی ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث ۹ نومبر ۱۹۲۸ء مطابق ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۲ ص ۱۱)

مباحثہ مرزائیاں

موضع ماڑی بوچیاں ضلع گورداسپور میں بحث ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ موضع مذکور میں کچھ عرصہ سے فتح محمد خان نمبر دار مرزائی ہوگیا اور ذی اثر ہونے کی وجہ سے اپنا اثر اپنے ہم نشینوں پر مخفی طور پر ڈالتا تھا۔ کبھی کبھی اپنے دیوان خانہ ہی میں قادیانی علماء کو بلا کر وعظ بھی کرواتا۔ چند روز کہ میاں محمود خلیفہ قادیانی بھی ظاہری زیبائش کے ساتھ بڑے کروفر سے موٹر پر سوار ہوکر معہ چند ہمراہیوں کے شکار کھیلنے کے بہانے سے اپنا اثر لوگوں پر ڈالنے کے لئے نمبر دار مذکور کے مکان پر آٹھہرے (نمبر دار ان کی تعریف اور آمد کا نقارہ جابجا پھیرتا تھا) شام کو خلیفہ واپس چلا گیا۔

خدائے تعالی نے اپنی رحمت کاملہ سے مولوی محمد امین امرتسری کو دوسرے روز ہمارے گاؤں بھیج دیا انہوں نے شام کو وعظ کیا جس میں حضرت مریم کی پاک دامنی قرآن شریف سے بیان کی، اور بتایا کہ مرزا صاحب کی کتابوں (کشتی نوح، ایام الصلح وغیرہ) میں اس کے خلاف تحریر ہے۔ اس پر نمبر دار صاحب بول اٹھے کہ آپ کا حوالہ درست نہیں ہم سے مناظرہ کر لیجئے۔ مولوی صاحب نے مناظرہ منظور کیا مورخہ ۷ نومبر ۱۹۲۸ء کو ۱۲ بجے سے ۲ بجے تک مناظرہ کیا جاوے جو وقت پر نہ پہنچے وہ جھوٹا ہوگا۔ آخر قادیانی علماء ۷ نومبر کو ۲ بجے پہنچے بموجب شرائط نامہ چونکہ وہ جھوٹے تھے اس لئے اسلامی مناظر نے کہا پہلے آپ اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کیجئے۔ خاموش ہوئے لوگوں نے کہا جھوٹے ہوئے۔ پھر دو گھنٹے وقت شیخ یعقوب علی تراب اور دوسرے لوگوں کے کہنے سے دیا گیا۔

اسلامی مناظر نے اپنا دعوی کشتی نوح صفحہ ۱۶ سے ثبوت دیا کہ:

بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تورات عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا.. الخ۔

اس حمل کی تشریح ایام الصلح صفحہ ۶۵ سے بیان کی گئی:

افاغنہ مثل یہود فرقے میان نسبت و نکاح نہ کردہ دختران از ملاقات و

مخالطت با منسوب خود مضائقت نہ گیرند کا ختلا ط مریم صدیقہ با منسوب خودش یوسف و بمعیت وے خارج بیت گردش نمودن شہادۃ حقہ براین رسم است (یعنی افغان یہودیوں کی مانند نکاح اور منگنی میں فرق نہیں کرتے یکساں جانتے ہیں لڑکیوں کو جن سے ان کی منگنی ہوتی ہے ملاقات اور مخالطت (مجامعت) سے پرہیز نہیں کرتے جیسا کہ مریم صدیقہ جس (یسف) سے ان کی منگنی ہوئی تھی منگنی کی حالت میں اس (یوسف) سے گھر سے باہر جا کر چکر لگایا کرتی اور مجامعت بھی نعوذ باللہ)

اس کو مفصل بیان کیا کہ مرزا صاحب قادیانی کی ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم صدیقہ کو حمل یوسف کا بحالت منگنی ہو گیا تھا۔

اس کی تردید میں مواہب الرحمٰن کا حوالہ (خلق عیسی من غراب بالقدرة المجردة) پیش کیا جس کو دعوی سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر دعوی کا اعادہ کیا گیا۔ مزید توضیح کے لئے تین دادیاں، (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷) اسلامی مناظر نے پڑھنا شروع کیا تو جھٹ مولوی ظہور حسین صدر احمدیاں بول اٹھے کہ اسلامی مناظر موضوع سے باہر جا رہا ہے اور شور ڈالنا شروع کیا۔

اسلامی مناظر نے کہا میں موضوع کے اندر ہوں اس کی تشریح سناتا ہوں۔ بھلا سنے کون؟ وہ تو پہلے ہی وقت گذار کر آئے تھے کہ ہم سے یہ پیالہ ٹل جائے۔ اب ان کو بھاگنے کا بہانہ مل گیا۔ اسلامی صدر نے روکا بھی آخر کار لوگوں نے کہا ہم سمجھ گئے مرزائی جھوٹے ہیں۔ لاجواب ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کہا۔ اسلامی نمایاں فتح ہوئی مذہب عقائد درست ہوئے ہمارے لئے مولوی محمد امین نے سد سکندری کا کام دیا۔ جزاهم الله۔

دستخط حاضرین جلسہ ۔ چراغ دین ولد مودے شاہ سکرٹری انجمن اسلامیہ ماڑی۔ منصب داد خان سفید پوش۔ نبی بخش۔ دولو خان۔ نعمت خان۔ سردار خان۔ دولت خان۔ دولے خان۔ فتح محمد، غلام ولد فوجا۔ برکت علی۔ مہندے خان۔ چراغ خان۔ سلطان خان۔ غلام احمد حصہ داران جوہڑ علی بخش، دئیو ہا قاضی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۴ ص ۶)

شیر پنجاب اور قادیان

شیر پنجاب کے لقب پر قادیانی اخبار الفضل لکھتا ہے اور کیا خوب لکھتا ہے :

پنجاب میں شیر پنجاب کا خطاب عرصہ سے متنازعہ فیہ چلا آرہا ہے جس پر کبھی ہندو قبضہ جما کر لالہ لاجپت رائے کو واحد مستحق قرار دیتے ہیں کبھی مسلمانوں میں سے مولوی ثناء اللہ صاحب اس کے مدعی نظر آتے ہیں اور کبھی سکھ اس پر اپنا دیرینہ حق جتاتے ہیں۔ ان کا ایک اخبار بھی اسی نام سے شائع ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت ان میں سے کسی نے اتنی جرأت نہ دکھائی تھی کہ اپنے ، نام کے شیر ، کو ، حقیقی شیر ، کی شکل وصورت میں تبدیل کر دیں اس کی چار ٹانگیں بنالیں اور پیچھے دم بھی لگا دیں ۔ (الفضل قادیان ۱۳ نومبر ۱۹۲۸ء ص ۴)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں : خاکسار کی نسبت جو مدعی نے لکھا ہے یہ تو قادیانی الہام کی طرح غلط ہے۔ البتہ جب سے قادیانی شکار کو مارا ہے لوگ شیر پنجاب کہنے لگ گئے ۔ خیر زبان خلق کو نقارہ خدا لوگ کہتے ہیں ۔

رہا اس لقب میں تنازعہ ہونا ، سو یہ بھی غلط ۔ آج ہم دیکھتے ہیں ایک لفظ (خان بہادر ، رائے بہادر وغیرہ) سے بیسیوں اشخاص ملقب ہوتے ہیں حتی کہ مسیح اور مہدی کے ملقب بھی بہت ہیں ۔ ہاں دم اور چار ٹانگیں لگانے کی بابت ہم کیا کہیں جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب میں ایسے لوگ بھی گذرے ہیں جو کہتے تھے کہ میں مہدی ہوں مسیح ہوں شیر ہوں ہوں الا اننی اسد و انك ثعلب (کرامات الصادقین ۔ ص ۵۴) انہوں نے چار ٹانگیں اور دم نہ لگوائیں ، حالانکہ وہ مریدوں کے چندے سے چاندی سونے کی دم اور ٹانگیں بھی لگوا سکتے تھے آج کوئی شیر پنجاب دم اور چار پیر نہ لگائے تو کیا اعتراض ۔ احمدیو!

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۴ ص ۴)

بہاء اللہ ایرانی کا دعوی نبوت

مرزائیوں اور بہائیوں کا مشترکہ شوروغل

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ بریلی سے لکھتے ہیں:

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مرزائی نے اخبار الفضل مورخہ ۹ نومبر ۱۹۲۸ء میں ایک مضمون بعنوان ، بانی بہائیت اور دعوے نبوت ،لکھا ہے آپ ہمیشہ تصویر کا ایک رخ جو اپنے مفید مطلب ہو دکھایا کرتے ہیں، جناب مرزا صاحب کی طرح کیا مجال کہ مخالف کی اصلی بات صحیح صحیح بتا دیں۔

حضرت مولانا اڈیٹر اہل حدیث نے اخبار کی گذشتہ جلد میں ایک سلسلہ مضمون شروع کیا تھا جو مشترک طور پر ایرانی اور قادیانی مدعیان مسیحیت کے مذاہب کی تنقید تھی۔

اسی سلسلہ میں شیخ بہاء اللہ کی ایک تحریر کا ترجمہ کرتے ہوئے بہاء اللہ نبی لکھ دیا تھا جو اس مقام کے لئے نہایت موزوں تھا اس پر بہائی رسالہ ،کوکب ہند، دہلی کے اڈیٹر صاحب خفا ہو گئے۔اور بلا سوچے سمجھے لکھ گئے کہ ہمارے پیشوا (بہاء اللہ) نبی نہیں تھے ۔اور نہ ہم اہل بہاء انہیں نبی مانتے ہیں۔

اس کو دیکھ کر ایک مضمون میں نے لکھا کہ جس میں مدعی (بہاء اللہ) کے فرزند اعظم عبد البہا عباس آفندی کی خاص تحریر سے ثابت کر دیا کہ خود اہل بہاء کا سب سے بڑا بزرگ ہی بہاء اللہ کو نہ صرف نبی صاحب شریعت تسلیم کرتا ہے بلکہ لفظ نبی کو بھی ان کی طرف منسوب کرتا ہے تو پھر کسی اور بہائی کا کیا حق ہے کہ لفظ نبی سے انکار کرے چنانچہ اس تحریر کو دیکھ کر بہائی رسالہ مذکور آج تک خاموش ہے اور یقین ہے کہ اس حوالہ کی تردید کرنے کی کبھی اسے جرأت نہ ہوگی۔

یہ تو اصل واقعہ تھا مگر مرزائی مولوی مذکور نے اپنی ملازمت کے فرائض ادا کرنے کے لئے بجائے اس کے کہ اڈیٹر کوکب ہند سے مطالبہ کرتے کہ وہ اہل حدیث

کی صریح دلیل کی یا تو تردید کرے یا اپنی غلطی کا اعتراف کر کے ایمان داری کا ثبوت دے الٹا اہل حدیث کے منہ آنے لگے اور بہت خوشی میں بغلیں بجانے لگے کہ:

ہم نے بار ہا (اہل حدیث کو) سمجھایا کہ بہائی لٹریچر میں اس بات کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں کہ وہ (بہاء اللہ) نبوت کے مدعی تھے ...افسوس آپ (اہل حدیث) نے احمدی محققین کی تحقیق سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔(الفضل مذکور۔ص ۹)

احمدی کیسے محقق ہیں؟ اس کو سارا ملک جانتا ہے کہ تصویر کا اپنے مفید مطلب رخ دکھایا کرتے ہیں۔

اور پھر اڈیٹر صاحب اہل حدیث جس قدر ان محققین سے واقف ہیں اور کون ہوسکتا ہے۔لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ اگر کوئی مرزائی کہے کہ، بہائی لٹریچر میں بہاء اللہ کے دعوی نبوت کا قطعاً ثبوت نہیں ،تو وہ کسی طرح قابل یقین نہیں ہوسکتا،

اول اس لئے کہ مرزائی صاحبان کے دل میں چونکہ بہائیت کی طرف سے رقابت کا رنج ہے اس لئے اس کے متعلق ان کی کوئی بات قابل یقین نہیں ہوگی۔

دوم اس لئے کہ جب یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ بہاء اللہ مقام نبوت ہی کے مدعی تھے تو مرزا صاحب آنجہانی کا دعوی خود بخود پا در ہوا ہو جاتا ہے تو بھلا کوئی مرزائی بہاء اللہ کے مقام نبوت کے ادعا کا کیونکر اقرار کرسکتا ہے اور پھر

سوم اس لئے بھی کہ مرزائی صاحبان ہمیشہ سے انکار کر رہے ہیں کہ ہمارے پاس ، بہائی کتب ،موجود نہیں تو پھر وہ کس منہ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں بات کا بہائی لٹریچر میں قطعاً ثبوت نہیں۔

چنانچہ انہی وجوہات سے اہل حدیث نے مرزائیوں کے شور وغل کی پرواہ نہ کی اور اپنی تحقیق پر ثابت قدم رہا تا آنکہ جناب عبدالبہاء کی صریح تحریر پیش کر کے اہل بہاء کے ساتھ اہل قادیان پر بھی حجت پوری کر دی۔

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ جناب بہاء اللہ نے کیا دعوی کیا ان کی کتب مجموعہ الواحات ،کتاب الشیخ وغیرہ دیکھ کر صاف پتہ چلتا ہے کہ اگر چہ اپنے نام کے ساتھ بہاء اللہ نے لفظ نبی نہیں لکھا (جناب بہاء اللہ کی تحریرات میں گو اپنے نام کے ساتھ انہوں نے لفظ نبی نہیں لکھا تاہم اپنے لئے کہیں مقام نبوت سے کبھی انکار نہیں کیا صاحب الفرائد جو ایک بہائی عالم ہیں

انہوں نے بے شک اپنی کتاب میں بہاء اللہ کے متعلق اس لفظ سے انکار کیا ہے جسے اڈیٹر کوکب ہند نے اتنی ترقی دی کہ وہ مقام نبوت سے بھی منکر ہو گئے مگر ہمیں کیا فکر ہے ہمارے ساتھ بہائیوں کا سب سے بڑا پیشوا عبدالبہاء عباس آفندی متفق ہے۔ منہ) تاہم آپ کو وہ گذشتہ نبیوں ہی کے زمرے میں شمار کرتے تھے چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے

اگر یہی (تجدید دین) میرا جرم ہے تو اس میں حضرت محمد رسول اللہ نے مجھ سے پہلے سبقت کی ہے اور ان سے پہلے روح اللہ نے اور ان سے پہلے کلیم اللہ نے اور اگر اعلاء کلمۃ اللہ اور اظہار امر الہی میرا گناہ ہے تو میں سب سے اول گنہگار ہوں اس گناہ کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت سے بھی نہیں بھول سکتا۔ (ترجمہ از کتاب الشیخ ۔ص ۳۹)

ظاہر ہے کہ یہ دعوی صریحاً صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے چنانچہ اسی وجہ سے جناب عبدالبہاء عباس آفندی نے جو اہل بہا کے نزدیک مہبط الہام الہی ، مفسر ومبین کتاب اقدس ہیں ایک سوال کے جواب میں کہ ، انبیاء کی کتنی قسمیں ہیں ، یوں جواب دیا ہے:

انبیاء دو قسم کے ہیں ایک بالاستقلال ومتبوع دوسرے غیر مستقل اور تابع۔ انبیاء مستقلہ صاحب شریعت اور دور جدید کے موسس ہوتے ہیں ان کے ظہور سے دنیا ایک نیا چولہ بدلتی ہے اور ایک نئے دین کی بنیاد پرتی ہے اور ایک نئی کتاب نازل ہوتی ہے .... دوسری قسم کے نبی تابع اور مروج ہیں کیونکہ فرع ہیں مستقل نہیں ۔.... مظاہر نبوت کلیہ جو بالاستقلال اس دنیا میں ظاہر ہوئے ان میں سے حضرت ابراہیم ، حضرت موسی ، حضرت مسیح ، حضرت محمد ، حضرت اعلی (یعنی باب) اور حضرت جمال مبارک (یعنی بہاء اللہ) ہیں۔

(ترجمہ مفاوضات عبدالبہاء ۔ص ۱۱۴۔ کوکب ہند جلد ۳ نمبر ۱۵ ص ۲)

ایسی صاف اور واضح عبارتوں کے ہوتے ہوئے کسی مرزائی کا خوشی سے بغلیں بجانا کہ بہاء اللہ کا دعوی نبوت نہ تھا یا کسی بہائی کا انکار کرنا کہ بہائی لٹریچر میں جناب بہاء اللہ کو نبی نہیں کہا گیا ، کیا حقیقت رکھتا ہے ۔ اور اہل حدیث کو اس کی کیا پرواہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اہل حدیث ان دونوں مذاہب (مرزائی اور بہائی) کے درمیان ایک بحیثیت ایک جج کے کام کر رہا تھا اور نہایت انصاف کے ساتھ غیر جانبدارانہ نظر سے اصل حقیقت کو نہ صرف مذکورہ بالا دونوں مذاہب کے سامنے بلکہ تمام ملک کے آگے پیش کر رہا تھا کہ وکلاء بہائیہ نے کوتہ اندیشی سے شور مچا دیا جو خود ان کے حق میں بھی مضر ہوا، اور جس سے اہلحدیث کی تحقیق میں ذرہ فرق نہیں آیا اسی لئے اہل حدیث نے لکھ دیا کہ جاؤ اگر تم خود ہی بہاء اللہ کو نبوت ورسالت سے کوئی بلند مرتبہ دینا چاہتے ہو تو دیتے پھر وکسی کو کیا ضرورت کہ تمہارے معاملہ میں پڑے۔ یہ تھی اصلیت جسے مرزائی مولوی نے اپنے مطلب کے مطابق بنا کر ظاہر کیا۔

اب میں ناظرین کو مرزائی مولوی صاحب کی صریح ایمان داری کا نمونہ دکھاتا ہوں آپ بہائیوں کی کتاب الفرائد کی عبارت کا ایک فقرہ لکھتے ہیں اول تو اس کا سیاق وسباق درج نہیں اور جو کچھ لکھا ہے اس کے ترجمہ میں بھی اپنے دین وایمان کا پورا ثبوت دیتے ہیں لکھتے ہیں:

مقام اومقام نیانت وخلافت وامامت نیست بل ظہور کل الہی است

(ص ۲۸۲)

ان (بہاء اللہ) کا مقام خلافت امامت یا نبوت کا مقام نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالی کے ظہور کلی کے مقام پر ہیں یعنی پورے طور پر خدا ہیں۔ الفضل مذکور

ناظرین غور فرماویں کہ ترجمے ج میں الفاظ ، نبوت ، اور ، پورے طور پر خدا ، اصل عبارت کے کون سے لفظ کا ترجمہ ہے۔

یہ ہے مرزائیوں کی تحقیق کا ادنی نمونہ جو انہیں اپنے نبی صاحب سے ورثہ میں ملا ہے جس کے ذریعہ سے وہ تمام دنیا پر فتح حاصل کیا کرتے ہیں۔ افسوس صد افسوس

میں دعوی سے کہتا ہوں اور تمام مرزائیوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ صاحب الفرائد نے بہاء اللہ کے متعلق صرف لفظ نبی سے انکار کیا ہے مقام نبوت سے ہرگز انکار نہیں کیا اگر کسی مرزائی میں طاقت ہے تو وہ میرے مقابلہ پر نکل کر مجھ سے ثبوت لے لے۔

مدیر اہل حدیث لکھتے ہیں: اس مسئلہ کا فیصلہ ایک طرح سے بالکل آسان ہے ہمارے قابل نامہ نگار صابری صاحب تو جو معلومات پیش کریں گے وہ تو بر وقت

ضرور مفید ہوں گی ہم ایک اصولی بات پیش کرتے ہیں جس سے نبوت بہاء اللہ پر کافی روشنی پڑسکتی ہے وہ یہ ہے کہ شیخ بہاء اللہ کتاب اقدس وغیرہ میں بار ہا خدا کی طرف سے بصیغہ قل اپنا مخاطب ہونا ظاہر کرتا ہے اور قل صیغہ مخاطب بتا رہا ہے کہ متکلم خدا ہے اور مخاطب بہاء اللہ۔ یہ متکلم اور مخاطب کی نسبت خدا اور رسول میں ہوتی ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۴ ص ۴۔۶)

دجال کا گدھا قادیان میں

اور بڑی شان وشوکت سے اس کا استقبال

جناب مرزا غلام احمد قادیانی ایک عجیب دل و دماغ کے بزرگ تھے۔ آپ جو بات منہ سے نکالتے یا قلم سے لکھتے تھے اس کو منوانے کی از حد کوشش فرماتے تھے بلکہ کئی ایک سادہ لوحوں سے منوا بھی لیتے تھے۔ آپ نے جب مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا تو اعتراضات کی بھرمار ہوئی کہ مسیح موعود کے وقت دجال ہوگا جو بہت بڑے گدھے پر سوار ہوا کرے گا، وہ کون ہے اس کے جواب میں مرزا صاحب نے نہایت صفائی سے فرمایا، میاں یہ سوال تو کچھ مشکل نہیں۔ دجال پادری لوگ ہیں اور خر دجال ریل ہے جو بہت لمبی ہے (ازالہ اوہام)

اس پر کسی ظریف طبع شاعر کو کیا سوجھی جو ایک شعر کہہ دیا:

یہ کیسا ہے خرِ دجال کہ عیسی بعز و شاں
بصد منت بصد خواہش کرایہ دے کے چڑھتا ہے

آج ہم خوش خبری سنتے ہیں کہ یہ دجال کا گدھا جو آج تک مسیح موعود کو اٹھائے پھرتا تھا یہاں تک کہ موصوف کی نعش مبارک کو لاہور سے بٹالہ تک بھی یہی (خر دجال) لے گیا اور ظالم نے بڑی بے وفائی سے بٹالہ کے اسٹیشن پر ممدوح کو اتار پھینکا تھا۔ آج وہی گدھا قادیان میں بھی جا پہنچا جس کی خوشی میں قادیان کی انجمن نے شیرینی بانٹی اور صاحبزادگان مع حوارین اس کی زیارت کرنے کو طویلہ خر (اسٹیشن) تک گئے چنانچہ اس خر دجال کے دخول قادیان اور اس کی زیارت اور تقسیم شیرینی کی

کیفیت الفضل قادیان بڑی خوشی سے لکھتا ہے :

ہفتہ زیر رپورٹ اس وجہ سے قادیان کی تاریخ میں یادگار رہے گا کہ ۱۴ نومبر ریل کی پٹڑی قادیان کی حد تک پہنچ گئی اس دن سکولوں اور تمام دفاتر میں تعطیل کی گئی اور لوگ جوق در جوق ریلوے لائن دیکھنے کے لئے جاتے رہے .... ۱۶ نومبر کو ریلوے لائن قادیان کے اسٹیشن تک عین اس وقت پہنچی جب کہ جمعہ کی نماز ہو رہی تھی۔ نماز کے بعد مرد عورتیں اور بچے سٹیشن پر جمع ہونے شروع ہوئے اور قریباً دو اڑھائی ہزار کا مجمع ہو گیا۔ ریلوے کے مزدوروں اور ملازمین کے کام ختم کرنے پر ان میں مٹھائی تقسیم کی گئی جس کا انتظام مقامی چندے سے کیا گیا تھا اور جب گاڑی بٹالہ کی طرف واپس روانہ ہوئی تو اس کے نیچے گولے رکھ کر چلائے گئے۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور حضرت میاں شریف احمد صاحب (صاحبزادگان مسیح موعود) بذات خود تشریف رکھتے اور بہت دلچسپی لیتے رہے۔ (الفضل ۱۶۔۲۰ نومبر ۱۹۲۸ء ص ۱)۔

اہل حدیث اپنے ناظرین کی طرف سے جماعت مرزائیہ قادیانیہ کو خر دجال کے دخول اور زیارت پر مبارکباد دیتا ہے

اے ذوق کسی ہم دم دیرینہ کا ملنا
اچھا ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۳۰ نومبر ۱۹۲۸ء مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۵ ص ۳۔۴)

مسیح موعود کی علامت حج ہے

اخبار پیغام صلح (لاہور) میں ایک سوال چھپا ہے سوال کا ملخص یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے باوجود وسعت اور مال کے فریضہ حج ادا نہ کیا لہذا وہ مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

مجیب نے مرزا صاحب کی کتاب ایام صلح سے اخذ کر کے جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مرزا صاحب قادیانی بیمار رہتے تھے آپ کی بیماری کی یہ حالت تھی کہ ابھی اچھے ہیں تو گھڑی میں سخت بیمار۔ نیز آپ کو دشمنوں سے قتل جان کا اندیشہ تھا۔ (پیغام صلح ۲۳۔نومبر ۱۹۲۸ء ص۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم اس عذر کو مانتے ہیں کہ واقعی مرزا صاحب حج کو نہیں جا سکتے تھے بلکہ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا ہی نے ان کو معذور رکھا تھا کیوں؟ تا کہ وہ حسب فرمان نبوی، مسیح موعود، نہ ہوسکیں۔ سنئے ارشاد نبوی ہے

و الذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم من فج الروحاء (صحیح مسلم)

یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں قسم ہے اللہ کی ابن مریم فج الروحاء سے حج کا احرام باندھیں گے

فج الروحاء کی بابت شرح نووی میں لکھا ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے

اس حدیث کے مطابق ہمارا یقین ہے کہ خدا نے ان کو حج سے معذور کر دیا تا کہ دین دار طبقے میں باتباع حدیث ان کی مسیحیت موعودہ کا دعوی غلط ہو۔

ایک بزرگ کی پیش گوئی

ہماری جماعت اہل حدیث کے ایک بزرگ عالم قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی نے بھی اسی حدیث سے استنباط کر کے پیش گوئی کر دی تھی کہ مرزا صاحب کو حج نصیب نہ ہوگا۔ (اصل عبارت قاضی صاحب: میں نہایت جزم کے ساتھ بآواز بلند کہتا ہوں کہ حج بیت اللہ مرزا صاحب کے نصیب میں نہیں۔ میری اس پیش گوئی کو سب صاحب یاد رکھیں۔ تائید الاسلام۔ طبع دوم۔ ص۱۱۶)

کیا احمدی دوست مرزا صاحب کی پیش گوئیوں میں ایسی سچی پیش گوئی دکھا سکتے ہیں جس میں ان کی صنعت و حرفت کو دخل نہ ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر ۶ جلد ۲۶ ص۴)

قادیانی چیلنج منظور

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء میں چیلنج دیا گیا کہ ہم مرزا صاحب قادیانی کے اشتہار آخری فیصلہ کے مضمون پر امرتسر میں بحث کر لیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم اس چیلنج کو منظور کرتے ہیں..

پہلے مباحثہ میں جو شروط تھیں وہ تو بحال رہیں گی، تقرر منصف بھی بدستور ہوگا ،غرض سب بحال۔ مزید شرط ہماری طرف سے دو ہوں گی۔

۱۔ خلیفہ قادیان میاں محمود کے حکم سے یہ مباحثہ ہوگا۔ وہ خود کریں یا ان کی اجازت سے کوئی وکیل کرے۔ کیونکہ آخری فیصلہ لکھنے والے باپ کے قائم مقام وہی ہیں۔

۲۔ انعامی رقم قادیانیوں کی طرف سے پہلے تین سو تھی، اب پانچ سو ہونی چاہیے۔

لدھیانہ کی طرح امرتسر کی مجلس مباحثہ میں بھی پچاس پچاس آدمی شریک ہوں۔ ایسے وسیع اور آرام دہ مکان کا انتظام اگر قادیانی نہ کر سکیں تو ہم کر دیں گے۔ انشاء اللہ

قادیانیو! تم اس کام میں لاہوری قادیانی کی تمیز اٹھا کر سب اکھٹے ہو کر مقابلے پر آجاؤ۔ سب کام چھوڑ کر جلدی کرو سر پر رمضان آتا ہے۔ دیر نہ کرو۔ ہاں اتنا یاد رکھو

انا صخرة الوادی اذا ما زوحمت
و اذا نطقت فاننی الجوزاء

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ۔ ص ۴۔۵)

مرزا صاحب کا پاؤں چار کشتیوں میں

جناب بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری لکھتے ہیں:

کشتی نمبر ۱: مرزا صاحب مدعی رسالت:

جناب میاں بشیر الدین محمود احمد (جو جماعت قادیانیہ کے موجودہ خلیفہ ہیں) اپنی

کتاب القول الفصل کے صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنے آپ کو احمد لکھا ہے اور لکھا ہے کہ صل مصداق اس پیش گوئی (مسیح کی بشارت و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد) کا میں ہی ہوں کیونکہ یہاں صرف احمد کی پیش گوئی ہے اور آنحضرت ﷺ احمد اور محمد دونوں تھے چنانچہ آپ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں:

اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسی اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے

و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد

مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال، لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا (ازالہ اوہام۔ ص ۶۷۳)

نوٹ: کتاب ازالہ اوہام ۱۹۰۸ء یعنی ۱۸۹۱ء میں لکھی گئی تھی اس کتاب کے صفحہ ۶۷۳ میں جناب مرزا صاحب قادیانی کا حضرت عیسی کی بشارت کو اپنے اوپر چسپاں کرنا اور اپنے آپ کو اس کا مصداق قرار دینا، ثابت کر رہا ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۳۰۸ھ یعنی ۱۸۹۱ء میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۷۳ پر رسالت کا دعوی کیا تھا کیونکہ حضرت مسیح نے الفاظ و مبشرا بر سول یاتی من بعدی اسمه احمد کہہ کر اپنے بعد ایک نبی و رسول کے آنے کی خبر دی تھی۔

لاہوری کشتی نمبر ۲

مرزا صاحب کا دعوی نبوت و رسالت سے انکار

ایک لاہوری مرزائی نے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب انقطاع نبوت اور مسدودی نبوت پر اپنے ایمان کو بنی؟ کیا ہے اور صاف صاف لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا بلکہ جو نبوت کا دعوی کرے وہ کافر اور بے دین ہے حضرت مرزا صاحب نے نبوت و رسالت کا دعوی ہرگز نہیں کیا (میر مدثر شاہ پشاوری کی

کتاب ختم نبوت۔ص ٦٧)

اسی لاہوری مرزائی نے اپنی اسی کتاب کے صفحہ ٦ ، ٧ ، ٨ ، ٩، ١٠، ٦٧ تا ٨٠ پر جو اقوال جناب مرزا صاحب قادیانی کے ان کی کتابوں سے لکھے ہیں ان کو مختصراً ذیل میں لکھتا ہوں:

ا۔سوال: رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوی کیا ہے۔

جواب: نبوت کا دعوی نہیں کیا بلکہ محدثیت کا دعوی ہے جو خدا تعالی کے حکم سے کیا گیا ہے۔(ازالہ اوہام۔ص ۴۲۱)

۲۔مسیح کیوں کر آ سکتا تھا وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار...اس کو آنے سے روکتی ہے،سواس کا ہم رنگ آ گیا وہ رسول نہیں مگر رسولوں کے مشابہ اور مثل ہے (ازالہ اوہام۔ص۵۲۲)

۳۔حسب تصریح قرآن کریم رسول اس کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبریل کے ذریعے سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے (ازالہ اوہام۔ص۵۳۴)

۴۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالی صادق الوعد ہے تو جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبریل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کیلئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔

(ازالہ اوہام۔ص ۵۷۸)

۵۔ لست بنبی و لکن محدث اللہ و کلیم اللہ لا جدد دین المصطفی۔

(ترجمہ: میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث ہوں اور کلیم اللہ ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید دین کروں (آئینہ کمالات اسلام۔ص ۴۹)

٦: مجھے دعوی نبوت وخروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں محدث آئیں گے جو اللہ

جل شانہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے میں ایک ہوں (نشان آسمانی۔ص ۲۹)

۷۔ اور ان لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے (حمامۃ البشریٰ۔ص ۸)

۸۔ میرا نبوت کا کوئی دعوی نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعوی کرے وہ نبی بھی ہو جائے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامت ہے جو اللہ ورسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔ (جنگ مقدس۔ص ٦٧)

۹۔ افتراء کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ ہم نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔

(کتاب البریہ۔ص ۱۸۲ کا حاشیہ)

۱۰۔ اور قرآن کی رو سے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا ممنوع ہے (ایام الصلح۔ص ۱٦۴)

۱۱۔ (مولوی غلام دستگیر) پر واضح رہے کہ ہم (مرزا) نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب ﷺ اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے قائل ہیں ...غرض جب کہ نبوت کا دعوی اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعوی ہے (مجموعہ اشتہارات۔حصہ ۳۔ص ۲۲۳)

ناظرین! ان سب حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب دعوی نبوت کو غلط اور اپنے حق میں بہتان کہتے ہیں۔

قادیانی کشتی نمبر۳۔ مرزا، نبوت ورسالت کے مدعی

مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود (مرزا) نبی تھے۔ (حقیقۃ النبوت۔ص ۲۰۵)۔

اور اس پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے خود اپنے آپ کو

نبی کے لفظ سے پکارا ہے اگر آپ نبی نہ ہوتے تو کیوں اپنے آپ کو نبی اور رسول کر کے پکارتے (حقیقۃ النبوت۔ص ۲۰۹)

۱۔صریح طور نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۵۰)

۲۔ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۹۱)

۳۔ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔(نزول المسیح۔ص ۴۸)

۴۔خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑ دے (دافع البلاء۔ص ۸)

قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔(ایضا۔ص ۶۰)

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (ایضاً۔ص ۱۱)

۵۔میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔

(آخری خط حضرت اقدس مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

۶۔ ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں ،۔(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۷ اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں۔ (چشمہ معرفت۔ص ۷۷)

۸۔ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ۔ص ۱)

۹۔ و ما کنا معذبین حتی نبعث رسو لا

پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۶۵)

۱۰۔ یہ آیت (یعنی و آخرین منھم لما یلحقوا بھم) آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت پیش گوئی ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۶۷)

۱۱۔ ایسا ہی خدا تعالی نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول کیا ہے۔ (نزول المسیح ۔ص ۴۸)

۱۲۔ میرا نام مریم اور عیسی رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵۔ص ۱۸۹)

۱۳: میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ۔ص ۶۸)

ناظرین! مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تیسری کشتی ملاحظہ کریں کیسی تصریح سے نبوت کا دعوی کر رہے ہیں۔

کشتی نمبر۴۔ مرزا، تشریعی نبوت کے مدعی

۱۔ اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری، تو اول تو یہ دعوی بے دلیل ہے خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: قل للمؤمنین یغضوا من ابصار هم و یحفظوا فرو جهم ذ لك ازکی۔

یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ (قادیانی اربعین نمبر۴۔ص ۶۔۷)

نوٹ: جناب مرزا صاحب کی وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی پس مرزا صاحب، اربعین میں (جو ۱۹۰۰ء میں لکھی گئی تھی) صاحب شریعت ہونے کے مدعی تھے۔

۲۔ قاضی محمد یوسف احمدی پشاوری لکھتا ہے:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اربعین نمبر صفحہ ۶۰ پر فرماتے ہیں

ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کی خاتم ہے تاہم خدا تعالی نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو جھوٹی گواہی نہ دو، زنا نہ کرو خون نہ کرو اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤ کورد ہوگئی کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو وہ مدعی نبوت ۲۳ برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔

دیکھو حضرت مسیح موعود نے تجدید کے طور پر نزول احکام شریعت کو ممکن مانا ہے پھر اپنی وحی میں ان کو تسلیم کیا ہے اور اس طرح سے اپنے آپ کو صاحب شریعت نبی بھی مانا ہے۔ (النبوۃ فی القرآن۔ص ۴۷ کا حاشیہ)

۳۔ حضرت احمد علیہ السلام (یعنی مرزا صاحب) انہی معنوں میں صاحب شریعت نبی اور رسول ہیں جن میں جمیع انبیاء بنی اسرائیل حضرت موسی کے بعد صاحب شریعت نبی ہوئے پس وہ صاحب شریعت نبی ہیں اس کی تشریح وہی ہے جو حضرت احمد علیہ السلام نے اربعین میں کر دی ہے۔

فقط۔ ۱۴ جولائی ۱۹۲۴ء خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی۔

(از پیغام صلح لاہور ۲۶ ذی الحج ۱۳۴۲ھ ص ۳)۔

۴۔ سو غور کر کے دیکھنا چاہیے کہ اگر شریعت سے مراد اوامر و نواہی ہیں بغیر اس کے کہ وہ پہلی شریعت کے ناسخ ہوں تو ان معنوں کی رو سے ہمارے حضرت مسیح موعود بھی صاحب شریعت نبی تھے چنانچہ اربعین میں آپ فرماتے ہیں (اربعین نمبر ۴ ص ۶ والی عبارت درج ہے) الفضل ۱۹ جولائی ۱۹۱۴ء ص ۴۔

باقی دارد (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ۔ ص ۹۔۱۰)

برما سے ایک اطلاعی خط

مولانا ابو عبدالجبار محمد محی الدین صدیقی خطیب مسجد توحید و ناظم انجمن عامل بالقرآن والحدیث کینٹ کوبن ضلع ٹانگو ملک برما سے لکھتے ہیں:

برادران اسلام ناظرین اہل حدیث السلام علیکم:
ملک برما ایک زرخیز قطعہ ہے اور اس میں ہر قسم کے اقوام و مذاہب کے لوگ پائے جاتے ہیں اور ہر ایک قوم و مذہب والے اپنے اپنے قوم و مذہب کی ترقی اور تبلیغ میں مشغول ہیں۔ حتی کہ قادیانی بہائی وغیرہ تبلیغ میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ مگر یہاں کے برادران اہل حدیث خاموشی کی نیند میں پڑے ہوئے ہیں۔

ناظرین چند برسوں سے رنگون اور اس کی اطراف میں قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرتے ہوئے دھوکہ بازی سے قادیانی احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ مرض ہمارے گاؤں کینٹ کوبن میں چند ماہ قبل سے وارد ہوا۔ اور اس وقت خاکسار جنگل میں تھا۔ عبدالرحیم احمدی قادیانی کنٹریکٹر ندی کے پل بنانے کو آیا، تو وہ حاجی عبد الجلیل زمین دار موضع مذکور کے مکان میں آتا جاتا رہا۔ ایک روز اتفاقاً خاکسار جنگل سے آیا ہوا تھا، اس روز وہ بھی آیا، تو اپنی چالاکی سے باتیں کرنے لگا۔ میں نے اس کی چوری چالاکی کی بات کو سمجھ کر امتحاناً اس سے پوچھا کہ

مرزا غلام احمد کے آسمانی نکاح محمدی بیگم کا حال آپ کو کچھ معلوم ہے۔

اس پر وہ غضب ناک ہوکر کہنے لگا کیا مسیح موعود کو برا کتے ہو۔

میں نے پھر کہا کہ: آپ کے نبی کو حیض آتا تھا۔ وغیرہ۔

اس نے مجھ کو لاحول پڑھنے کو کہا۔

اس کے بعد جو لوگ وہاں تھے پوچھنے لگے مولوی صاحب یہ کیا بات ہے؟
اس وقت میں نے کھڑے ہوکر جو کچھ معلوم تھا ان لوگوں کو سنایا۔

پھر اس شخص قادیانی نے مجھ کو دیوانہ وغیرہ کہنے کے بعد اپنا راستہ لیا۔ اس روز سے لوگوں کو معلوم ہوا یہ قادیانی ہے۔

خیر میں نے جہاں تک ہوسکا اخبار اہل حدیث، رسالہ شہادات مرزا، اور الہامات مرزا وغیرہ پڑھ کر سنائے۔ ہر جمعہ کو مسجد میں توحید کا وعظ بھی سنایا کرتا ہوں

آخر کار اس سے ہم سے بذریعہ حاجی عبد الجلیل خط و کتابت ہوئی وہ لاجواب ہوکر آئینہ کمالات وغیرہ سے انکار کر بیٹھا۔

تب خاکسار نے مناظرہ کے لئے بلایا تو حیلہ بہانہ کر کے کبھی ٹانگو کبھی رنگون

جاتا رہتا ہے۔

ایک اور شخص مسمی نور محمد مولوی بن کر آیا وہ بھی سامنے نہیں آتا، اور لوگوں کو حدیث وقرآن کے الٹے ترجمے سنا کر گمراہ کرتا ہے۔ ایک روز بذریعہ حاجی صاحب موصوف خط کے ذریعہ سے ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو مباحثہ کے لئے بلایا، وہ نہیں آیا۔ آخری فیصلہ ہمراہ مولانا سردار اہل حدیث لوگوں کو سنایا۔ لوگ اصل بات سمجھ گئے۔

عبدالرحیم قادیانی نے دھوکہ سے چندہ وصول کر کے اپنی انجمن کو لکھ مارا کہ ہم نے ۱۵ آدمیوں کو قادیانی بنا دیا ہے حالانکہ یہاں پر کوئی بھی قادیانی نہیں۔ یہاں لوگ جانتے ہی نہیں کہ قادیانی کیا چیز ہیں۔ یہاں اللہ کے فضل سے کوئی بھی قادیانی نہیں ہوا۔ ہاں ایک فائدہ یہ ہوا کہ مقلد لوگ اہل حدیث کو اور مولانا شیر پنجاب (ثناء اللہ امرتسری) کو سراہنے لگے اور دعائیں دینے کو تیار ہو گئے اور خاکسار کو بھی عزت سے دیکھنے لگے اور طریقہ سلف صالحین سمجھنے لگے۔ جس طرح رنگون وغیرہ میں قبرستان وغیرہ قادیانیوں کے واسطے بند کر دیا اسی طرح یہاں بھی ہوگا انشاء اللہ۔ باقی آئندہ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ دسمبر ۱۹۲۸ء مطابق یکم رجب ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۷ ص ۳۔۴)

مرزا صاحب کا پاؤں چار کشتیوں میں

(گذشتہ پرچہ اہل حدیث میں درج ہوا ہے کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ایک، دو، تین کشتیوں پر نہیں، بلکہ چار کشتیوں پر سوار تھے، یعنی چار مختلف قسم کے ان کے دعاوی تھے۔ ان میں سے چوتھی کشتی مضمون تھا، تشریعی نبوت، یعنی با شرع نبی۔ اس قسم کی نبوت کا ادعا امت مرزائیہ بھی کفر کہتی ہے۔ قابل مضمون نگار نے اس دعوی کے متعلق کئی ایک حوالے نقل کئے ہیں جن میں سے چار پرچہ اہل حدیث مورخہ ۷ دسمبر میں درج ہو چکے آج اس سے آگے پڑھیئے۔ مدیر اخبار اہل حدیث امرتسر)

جناب بابو حبیب اللہ صاحب رحمہ اللہ کلرک دفتر نہر امرتسر لکھتے ہیں:

۵۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آپ کوئی نئی ہدایت یا نئی شریعت نہ لائے تھے لیکن مطلق ہدایت اور شریعت کا اگر سوال ہو تو آپ یقیناً ہدایت بھی لائے اور شریعت بھی لائے شریعت کے متعلق اگر سوال ہو تو دیکھو حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں (یہاں اربعین جلد ۴ صفحہ ۶ والی

عبارت درج ہے جو اہل حدیث ۷ دسمبر کے س ۱۱ کالم ۲ میں درج ہو چکی) (اخبار الفضل ۲۷۔اپریل و ۴ مئی ۱۹۱۶ء ص ۵)

۶۔مولوی سعدی احمدی لاہوری کتاب اربعین کی مندرجہ بالا عبارت درج کرنے کے بعد لکھتا ہے:

اس حوالہ میں مسیح موعود نے اپنے آپ کو صاحب شریعت نبی کر کے پیش کیا ہے لیکن آپ نے صاحب شریعت جدید نبی ہونے سے انکار کیا ہے اور مانا ہے کہ قرآن کے بعد قیامت تک کوئی نئی شریعت نازل نہیں ہوگی۔

(دیکھو چشمہ معرفت۔ص ۷۲)۔(رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۱۰ نمبر ۲ ص ۲۳ و ۵۵)

۷۔جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

پس یاد رکھو کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے او پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ (اربعین نمبر ۳۔ص ۳۴ کا حاشیہ)

نوٹ: مرزا صاحب کی اس وحی میں نیا امر اور نہی ہے یعنی مخالفوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو بلکہ مرید مرزا کے پیچھے پڑھو۔پس مرزا قادیانی،صاحب الشریعت نبی ہونے کے مدعی بھی تھے۔

۸۔الف: جناب مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گذر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی تھی۔(اربعین نمبر ۴ ص ۱۳ کا حاشیہ)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے مخالف و منکر کو دین اسلام سے خارج یعنی کافر سمجھتے تھے۔

ب: اگر میاں شمس الدین کہیں کہ پھر ان کے مناسب حال کون سی آیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے کہ

ما دعاء الكا فرين ا لا في ضلال (دافع البلاء۔ص ۱۱)

دیکھئے مرزا صاحب قادیانی اپنے منکر و مخالف کو کافر سمجھتے ہیں۔

ج: حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳، ۱۷۶ پر بھی مرزا صاحب قادیانی نے اپنے

منکر ومخالف کو کافر قرار دیا ہے۔

د۔تریاق القلوب کے صفحہ ۱۳۰ کے حاشیہ پر ہے:

اپنے دعوی کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالی کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔

ان سب تحریروں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی، صاحب شریعت نبی ہونے کے مدعی تھے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی میں سخت اختلاف ہے کہیں دعوی رسالت ہے کہیں رسالت ونبوت سے انکار ہے۔کہیں تشریعی نبوت سے انکار ہے اور کہیں صاحبِ شریعت نبی ہونے پر اصرار ہے حالانکہ خود مرزا صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ:

کسی عقل منداور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔

(ست بچن۔ص ۳۰)

ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ (ست بچن۔ص ۳۱)

اسی طرح ایک احمدی عالم لکھتا ہے:

یہ تمام اہل اسلام اور قانون دان دنیا پر روشن ہے کہ مدعی جس کے دعوی میں اضطراب اور تناقض ہو وہ عدالت شرعی اور قانونی میں کبھی بھی قابل سماعت وقبولیت نہیں ہوسکتا۔ (پیغام صلح لاہور ۳۔اکتوبر ۱۹۲۰ء ص ۴)

جناب مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا ہے کہ مجھے مراق ہے۔

(اخبار بدر قادیان ۷ جون ۱۹۰۶ء ص ۵)

اس مرض میں مریض کو اپنے جذبات وخیالات پر قابو نہیں رہتا۔

(ریویو آف ریلی جنز۔جلد ۲۵ نمبر ۸ ص ۶)

پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اپنے دعووں میں سچے نہ تھے۔صدق اللہ

لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیراً۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ دسمبر ۱۹۲۸ء مطابق یکم رجب ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۷ ص ۴۔۵)

مرزا صاحب کا علم کلام

(آریوں اور عیسائیوں سے مرزائی مناظر بحث نہیں کر سکتے)

مولوی ادریس خان بدایونی کے امرتسر آنے پر جو آریوں سے مباحثات کی تحریک ہوئی جس کا ذکر گزشتہ پرچہ اہل حدیث میں ہوا تھا اس پر احمدی (مرزائی) بھی اس میں حصہ لینے کو امرتسر میں آئے۔ چنانچہ ۱۵ دسمبر کو بوقت شب مولوی شب عصمت اللہ کا بمعیت مولوی عبدالحق احمدی مباحثہ پنڈت دھرم بھکشو آریہ سے ہوا۔ یہ وہ وقت تھا کہ ہم دینا نگر میں تھے۔ ۱۶ نومبر کو عام شہادتوں سے جو سنا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مضمون مباحثہ تھا وید اور قرآن۔ احمدی مناظر نے وید میں تحریف ہونے کا دعوی کیا۔ اس کے ثبوت میں سام وید کے مختلف نسخے دکھائے جن میں منتروں میں کمی بیشی تھی۔ آریہ مناظر نے اس کا جواب دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ تم احمدی لوگ وید پر اعتراض نہیں کر سکتے کیونکہ تمہارے پیر ومرشد مرزا صاحب نے ویدوں کو الہامی مانا ہوا ہے۔ اس دعوی کے ثبوت میں کتاب پیغام صلح کا حوالہ دیا۔ احمدی مناظر نے کہا کہ مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ وید میں ودیا (علم معرفت) نہیں ہے۔

آج کے اس مضمون میں ہم اس امر پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی نے ویدوں کے متعلق کیا رائے دی ہے اور کیا عقیدہ ظاہر فرمایا ہے۔

مرزا صاحب قادیانی کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا۔ بعد انتقال ان کے کاغذات میں کچھ مسودہ ملا جس کو کتاب پیغام صلح کی صورت میں بحکم خلیفہ نور الدین خواجہ کمال الدین نے مرتب کر کے ۲۱ جون ۱۹۰۸ء کو شائع کیا۔ اس کتاب پیغام صلح میں مندرجہ ذیل مرزا صاحب کے اعترافات ہمیں ملتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

۱۔ ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔ (پیغام صلح۔ص ۲۳)

۲۔ وید انسان کا افتراء نہیں۔ (پیغام صلح۔ص ۲۳)

۳۔ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے

ہیں اور جو کچھ اس کی تعلیم میں غلطیاں ہیں وہ وید کے بھاشکاروں (مترجموں اور شارحوں) کی غلطیاں سمجھتے ہیں۔ (پیغام صلح۔ص ۲۵)۔

یہ حوالہ جات تو تسلیم وید کے متعلق ہیں۔ان کے علاوہ کمال تو یہ کیا کہ کرشن جی کو نبی بلکہ خدا کا اوتار بھی مان لیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

۴۔ اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا۔ (پیغام صلح۔ص ۱۱)

ناظرین ان کھلے اعترافات کے ہوتے ہوئے کسی احمدی (مرزائی) کو حق پہنچتا ہے کہ وہ آریوں ہندؤوں کے ساتھ وید کی حقیقت یا حقیت پر بحث کرے؟

واضح رہے کہ یہ کتاب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی آخری تحریر ہے اس کے خلاف اگر کوئی تحریر ہوگی تو وہ اس آخری تحریر سے منسوخ یا مرجوح سمجھی جائے گی اس کے بعد کی ہو نہیں سکتی کیونکہ یہ کتاب بعد انتقال چھپی ہے۔

نتیجہ: مرزا صاحب نے کرشن جی کو نبی اور اوتار مان لیا۔ اوتار اس کو کہتے ہیں جس میں خدا نے نزول جلال خاص کیا ہو۔ اس کی زبان پر خدا بولتا ہو۔ یہی اعتقاد عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ بن مریم کے حق میں ہے اس لئے کرشن جی اوتار مان کر مرزا صاحب نے مسیح کی اوتاریت یا بالفاظ دیگر الوہیت کا راستہ صاف کر دیا۔

احمدی دوستو! ایمان سے سچ سچ بتاؤ یہی وہ علم کلام ہے جس کی بنیاد بڑی مضبوط چٹان پر پنجابی مسیح موعود نے رکھی تھی جس پر تم فخر کیا کرتے ہو کہ ہمارے مسیح نے تمام کافروں کے منہ بند کر دیئے قلم توڑ دیئے۔ واقعی آپ سے کسی مسلمان مناظر بلکہ امام الکلام کو یہ جرأت نہ ہوئی تھی کہ وہ کسی مخلوق خدا کو خدا کا اوتار مانے یہ خصوصیت صرف مرزا صاحب قادیانی کو حاصل ہے۔ سچ ہے

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
یہ تیرے زمانے میں دستور نکلا

بس اب تم لوگ ناحق دردسری نہ کیا کرو۔ آریوں اور عیسائیوں سے مباحثہ چھوڑ دو۔ ناحق ایک ایسی کتاب پر جدال وقتال کرتے ہو جسے بحکم اپنے مسیح موعود کے تم خود بھی مانتے ہو چنانچہ خواجہ کمال الدین لاہوری مرتب کتاب پیغام صلح، دیباچے

میں لکھتے ہیں:

احمدی مسلمان تو ہر وقت اپنے مرشد و مولا کی اس آخری وصیت کو اپنے لئے ایک واجب التعمیل فرمان سمجھتے ہیں۔ (دیباچہ۔ص۲)

اللہ اکبر! یہ ہیں وہ مسیح موعود جو دنیا میں شرک و کفر کو مٹا کر توحید اسلامی پھیلانے آئے تھے جو تلوار سے نہیں بلکہ دلیل اور حجت سے اسلام کو کفر پر غالب کرنے کے مدعی تھے۔ انہی کو ہم دیکھتے ہیں کہ عقاید غیر اسلامیہ کو کھلے لفظوں میں تسلیم کرتے ہیں اس پر بھی دعوی ہے کہ ہم اسلام پر قربان ہیں۔ آہ!

کئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا ناخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

اس اعتقاد پر یہ دعوی کیسا زیبا ہے کہ:

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے مسئلہ توحید ایسے رنگ میں اور اس وضاحت سے بیان کیا ہے کہ دوسری امتوں کے انبیاء نے اس طرح بیان نہیں کیا۔ (خطبہ میاں محمود احمد۔ درالفضل قادیان ۲۵ فروری ۱۹۲۶ء)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: ایک معنی سے تو ہم بھی اس دعوی کی تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی اس قسم کی توحید کسی نے بیان نہیں کی کہ مخلوق خدا کو خدا کا اوتار مانا ہو بلکہ ایسا ماننے والوں کو کافر کہا ہے۔ غور سے پڑھئے۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم

(جو لوگ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ ہی ہے وہ کافر ہیں)

مقطع کلام یہ ہے کہ احمدیوں کو عیسائیوں اور ہندو آریوں سے الوہیت مسیح اور صداقت وید پر بحث کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ہاں یہ حق ہے کہ آریوں سے یوں کہیں کہ ویدوں میں نیوگ کی تعلیم نہیں۔ یہ نہ کہیں کہ ویدوں میں چونکہ نیوگ کی تعلیم ہے اس لئے وید کلام الہی نہیں چنانچہ مرزا صاحب قادیانی خود فرماتے ہیں:

ایسا ہی جو نیوگ کی تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے یہ بھی وہ امر ہے جو انسانی غیرت اور شرافت اس کو قبول نہیں کرتی لیکن جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے ہم قبول نہیں کر سکتے کہ درحقیقت یہ وید ہی کی تعلیم ہے (اس ہی

کے لفظ کو ہم نہیں سمجھ سکتے ۔ثناء اللہ امرتسری) بلکہ ہماری نیک نیتی بڑے زور سے ہمیں اس بات کی طرف مائل کرتی ہے کہ ایسی تعلیمیں کسی نفسانی غرض سے بعد میں وید کی طرف منسوب کی گئی ہیں ۔(کتاب پیغام صلح ۔ص ۲۴)

بس اب احمدیوں کی حیثیت نیوگ کے بارے میں بالکل وہی ہوئی جو ہندؤوں کی آریوں کے سامنے ہے ۔اور بت پرستی کے متعلق احمدیوں کی حیثیت وہ ہوگی جو آریوں کی سناتن ہندؤوں کے سامنے ہے ۔یعنی ہندؤوں آریوں اور احمدیوں کا مباحثہ کسی ویدک مضمون پر فروعی ہوگا اصولی نہ ہوگا

احمدی دوستو! مصاحبت اور یگانگت تم کو مبارک ہو

میرے پہلو سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

مباحثہ آریہ میں احمدی مناظر کے سامنے آریہ نے کہا کہ تم لوگ وید میں تحریف کہتے ہو قرآن میں بھی ایسی تحریف ہوئی ہے ۔مثال کے طور اس نے یہ آیت و ما او تیتم من العلم ا لا قلیلا پیش کی ،اور کہا اس آیت کی بابت صحیح بخاری میں بجائے او تیتم کے او توا آیا ہے۔

اس کے جواب میں مولوی عصمت اللہ احمدی مناظر نے کہا اگر یہ بخاری میں دکھا دو،تو میں پانچ سو روپیہ انعام دوں گا اور اسلام چھوڑ دونگا ۔

چنانچہ بخاری منگائی گئی اور آریہ مناظر نے یہ روایت دکھا دی ۔اس موقع پر غیر مسلموں نے تالی بجائی اور مجلس میں شور بپا ہو گیا اور لوگوں کے کھڑے ہو جانے سے نقض امن کا خطرہ ہوا ۔اسی پر جلسہ بر خاست ہو گیا۔

حالانکہ یہ روایت صحیح بخاری میں بروایت اعمش تابعی کتاب العلم میں ہے اور اس کا جواب بھی آسان ہے کہ جن لوگوں نے ما او توا پڑھا تھا وہ اپنے فہم سے پڑھا تھا کیونکہ سیاق آیت میں یسئلو نك غائب کا صیغہ ہے اس لئے انہوں نے دوسرا صیغہ بھی غائب سمجھا ۔لیکن آنحضرت ﷺ کے دہان مبارک سے او تیتم نکلا تھا اس لئے وہی قرآن میں لکھا گیا اور وہی حافظوں کے سینوں میں محفوظ ہوا ۔اس قسم کی قرأت شاذہ قرآن نہیں ہوتیں اس لئے کہ قرآن کی تعریف میں داخل ہے ما نقل

بین الدفتین بالتواتر (جو متواتر روایت سے پہنچا ہو) مگر احمدی مناظر کی اس بے خبری اور جلد بازی سے شہر میں الٹا اثر ہوا جس کا ہمیں بھی افسوس ہے۔

مختصر یہ ہے کہ اس مباحثہ میں جو انکشاف ہوا اس سے معلوم ہوا کہ احمدی جماعت کا حق نہیں کہ وہ آریوں سے صداقت وید پر بحث کرے بلکہ وہ آریوں کو مخاطب کر کے کہے

کون کہتا ہے کہ تم ہم میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء۔ مطابق ۱۵ رجب ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۹ ص ۱۔۳)

خلیفہ قادیان اور قادیانی خرِ دجال کو لینے آئے

(ایک مطبوعہ اشتہار از انجمن اہل حدیث امرتسر)

مرزا صاحب قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو ریل کو خرِ دجال اور اس کے جاری کرنے والوں کو دجال قرار دیا۔ (ازالہ اوہام)

آج تک تو یہ خر دجال یعنی (ریل) دجال کا گدھا قادیان میں نہ گیا۔ اب گورنمنٹ نے امرتسر سے بوٹاری تک جاری کرنے کا حکم دیا جس کا ایک ٹکڑا قادیان تک ۱۹ دسمبر ۱۹۲۸ء کو جاری ہوگا۔ اس لئے خلیفہ صاحب قادیان اور قادیانی اس خر دجال کا استقبال کرنے کو امرتسر اسٹیشن پر آئے ہیں۔

ہم پبلک کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ خلیفہ قادیان کا استقبال کریں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ وہ خرِ دجال پر بیٹھ کر اپنے گھر قادیان تک کس طرح جاتے ہیں۔ المشتہر: ناظم انجمن اہل حدیث امرتسر

۱۹۔ دسمبر کو ٹھیک ۳ بج کر ۴۰ منٹ پر خرِ دجال قادیان کو گیا جسکو قادیانیوں نے پھولوں کے ہاروں سے خوب سجایا ہوا تھا، اور خلیفہ قادیان اور مریدان باصفا اس پر سوار تھے۔ بڑی نمائش اور شان سے جا رہے تھے اور دیکھنے والے بزبان حال کہہ رہے تھے:

مرا دجال لیکن ہے ابھی اس کا گدھا باقی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۱۵ رجب ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۹ ص ۳)

حرام زادے کی رسی دراز ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب خدائی تحریک سے میرے ساتھ آخری فیصلہ کا اعلان شائع کیا جسکا خلاصہ مطلب بطور دعا کے یہ تھا کہ ہم دونوں (مرزا اور ثناء اللہ) میں سے خدا جھوٹے کو سچے کی زندگی میں موت دے اور اس دعا کی قبولیت کا وعدہ بھی خدا کی طرف سے آپ نے شائع کر دیا اور جب حسب وعدہ خداوندی یہ دعا قبول بھی ہوگئی تو مرزائی جماعت نے پروپاگنڈے کے طور پر یہ مشہور کیا کہ مولوی ثناء اللہ نے لکھا تھا کہ:

حرام زادے کی رسی دراز ہوتی ہے، اسلئے اسی کے قول سے اس کو موت سے مہلت ملی۔

اس کے جواب میں میری اور میرے احباب کی طرف سے بار ہا تقاضا ہوا کہ یہ تحریر دکھاؤ۔ مگر وہ نہ دکھا سکے، اس لئے کہ وہ بازاری محاورے کا فقرہ نہ کبھی ہم نے لکھا، نہ کبھی بولا۔

باوجود اس کے در نجف سیالکوٹ مورخہ یکم جنوری ۱۹۲۹ء میں اس مضمون سے متعلق سوال کیا گیا ہے کہ

مولوی ثناء اللہ یا ان کے کسی دوست نے ایسا لکھا تھا یا بہتان ہے؟

اس کے جواب میں ہماری طرف سے ہمیشہ یہی اعلان ہوا کہ یہ سراسر بہتان ہے۔ اسی اعلان کا اثر ہے کہ قادیانی پروپاگنڈہ اتنا کمزور ہوگیا کہ دسمبر ۱۹۲۰ء کے جلسہ احمدیہ قادیان میں اعلان کیا گیا کہ،

حرام زادہ کی رسی دراز، والا اشتہار مولوی ثناء اللہ کا نہ تھا۔

(دیکھو اخبار الفضل قادیان ٦ جنوری ۱۹۲۱ء)

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء مطابق ۲۹ رجب ۱۳۴۷ھ جلد ۲٦ نمبر ۱۱۔ ص ۱۔۲)

تثلیث قادیانی

یعنی مرزا قادیانی اور مولوی محمد علی لاہوری کے اقوال متخالفہ

جناب مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری کلرک نہر امرتسر لکھتے ہیں:

عرصہ تقریباً پندرہ سال سے مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت قادیانیہ اور لاہوری مریدوں میں مسئلہ ختم نبوت پر اختلاف ہو کر دو فریق ہو گئے ہیں۔ ایک فریق نے اپنا صدر مقام قادیان میں، دوسرے نے لاہور میں قائم کر لیا ہے۔

قادیانی احمدیوں کے موجودہ خلیفہ میاں محمود احمد ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود، مہدی مسعود، ملہم، نبی اللہ، رسول اللہ ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔ اور آیت خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے نہیں، بلکہ اس کے معنی:

> آنحضرت ﷺ، نبیوں کی مہر، ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کا جو امتی آپ کا کامل اتباع کرے گا، وہ غیر تشریعی نبی بن جاوے گا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہے، نہ کہ غیر تشریعی کا۔

ساتھ ہی اس کے قادیانی مرزائی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن باپ پیدا ہوئے تھے۔

برخلاف اس کے لاہوری مرزائیوں کے امیر مولوی محمد علی ایم اے کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نبی اللہ و رسول اللہ نہیں، مسیح موعود مہدی مسعود ملہم اور مجدد ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا منکر کافر نہیں ہے۔ اور حضرت عیسیٰ بن مریم بن باپ پیدا نہ ہوئے تھے۔

اب میں ذیل میں اس بات کو ثابت کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی لاہوری ایم اے، مارچ ۱۹۱۴ء سے بیشتر (یعنی میاں محمود کے خلیفہ ہونے سے پہلے) کچھ اور عقیدہ رکھتے تھے۔ میں نے ذیل میں مرزا غلام احمد صاحب کا مذہب ان کی تحریروں سے لکھا ہے، پھر مولوی محمد علی لاہوری کا سابقہ مذہب لکھا ہے، اور پھر ان کا حال کا مذہب لکھا ہے۔

مرزائی تحریک سے مذاق رکھنے والوں، خاص کر دونوں پارٹیوں کے اختلاف سے تعلق رکھنے والوں، کے لئے یہ مضمون بڑا دلچسپ ہے۔ امید ناظرین بغور پڑھیں گے۔

ا۔ مرزا صاحب قادیانی کا مذہب:

ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۷، ۶۶۹، مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۰، ۷۲، اور ۷۶ پر ہے کہ:

حضرت عیسی بن مریم بن باپ پیدا ہوئے تھے۔

مولوی محمد علی لاہوری کا سابقہ عقیدہ:

ا۔ مسیح کی پیدائش ایک ایسے اعجازی رنگ میں ہوئی تھی جس میں باپ کا دخل نہ ہوا اور اس لئے مسیح کو کلمہ کہا گیا کیونکہ وہ معمولی طرز پر باپ کے نطفہ سے ماں کے شکم میں نہ آیا بلکہ خدا کے کلمہ کن سے حاملہ ہوئی اس لئے اسے کلمۃ اللہ کہا گیا۔ (ریویو آف ریلی جنز جنوری ۱۹۰۸ء ص ۱۴۔۱۵)

مولوی محمد علی لاہوری کا موجودہ عقیدہ:

ان ایام میں کرسچن بک سٹور لدھیانہ کی طرف سے ایک رسالہ بنام حقائق قرآن شائع ہوا ہے جس میں یہ دعوی کیا گیا ہے کہ اگر غیر معتبر روایات و حکایات کو چھوڑ کر فقط قرآنی بیانات کو دیکھیں تو مسیح ابن مریم حضرت محمد ﷺ سے افضل ہیں اور اس میں امور ذیل کو بیان کیا گیا ہے جن کا جواب اصل الفاظ معترض کو نقل کر کے ساتھ ساتھ دیا گیا گیا ہے۔

اول: الف: مسیح کی پیدائش کا معجزہ نہ ہونا قرآن سے ثابت ہے

جواب: قرآن کریم کی کوئی آیت پیش نہیں کی نہ یہ بتلایا کہ معجزانہ سے کیا مراد ہے۔ اس کے برخلاف حضرت مسیح کا معمولی انسانوں کی طرح پیدا ہونا قرآن کریم میں صاف مذکور ہے۔

(از رسالہ حقیقۃ المسیح از روئے قرآن و بائیبل ص ۷) (مرزا اور خود اپنے خلاف)

۲۔ مرزا صاحب قادیانی کا مذہب:

ازالہ اوہام صفحہ ۳۹۳، ایام الصلح صفحہ ۱۱۳ کا خلاصہ یہ ہے:

خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا۔

مولوی محمد علی لاہوری کا سابقہ عقیدہ:

ترجمہ قرآن: اور ہم نے ذوالنون کو بھی اشد؟ عطا فرمایا جب کہ وہ غضب کی حالت میں چلا گیا اور اس نے خیال کیا کہ ہم اس پر تنگی نہیں کریں گے یا اس پر مصیبت نہیں ڈالیں گے (لیکن وہ مصیبت میں گرفتار ہوگیا) تو پھر اس نے اس تاریکی میں (جس کے اندر وہ مچھلی کے پیٹ کے اندر پڑا ہوا تھا) ہمیں پکارا اور دعا کی کہ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات ہر ایک عیب اور نقص سے پاک ہے اور میں کمزور اور مصیبتوں میں پھنسا ہوا ہوں۔ (مرزا صاحب کے مطابق ہے)

مولوی محمد علی لاہوری کا موجودہ عقیدہ:

قرآن میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا کیونکہ لفظ التقم جو یہاں مذکور ہے بالضرور لقمہ کے نگل جانے کا مفہوم نہیں ہوتا بلکہ صرف منہ میں اخذ کرنے کا۔ لین صاحب اپنی لغات میں التقم فا ھا فی التقبیل کی نظیر لکھ کر اس کے معنی کرتا ہے:

اس کا بوسہ لینے کے وقت اس نے اس کا منہ اپنے ہونٹوں میں لیا۔

اس بارے میں ایک حدیث نبوی بھی موجود ہے کہ مچھلی نے حضرت (یونسؑ) کی صرف ایڑی کو منہ میں لیا تھا اس میں بھی قرآن بائیبل کی تردید کرتا ہے یعنی بائیبل یونس کا مچھلی سے نگلا جانا اور اس کے پیٹ میں داخل ہونا بیان کرتی ہے جو قرآن کے برخلاف ہے (ترجمہ قرآن بزبان انگریزی نوٹ نمبر ۲۱۲۳ از مولوی محمد علی)۔ (مرزا صاحب بلکہ خود اپنے بھی خلاف)

۳: مرزا صاحب قادیانی کا عقیدہ:

علماء کو ختم نبوت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے قرآن کریم میں خاتم النبیین جو آیا ہے اور جس پر الف لام بھی پڑے ہیں اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانے والی نبوت سب ختم ہو چکی ہے پس اب اگر نئی شریعت کا مدعی ہو وہ کافر ہے۔ (قول مرزا قادیانی، در اخبار الحکم ۷ فروری ۱۹۰۳ء ص ۱۴)

مولوی محمد علی لاہوری کا سابقہ عقیدہ:

آنحضرت ﷺ خاتم النبیین یعنی انبیاء کے لئے مہر ہیں ۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں ہوسکتا جو آنحضرت ﷺ کی غلامی کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو ... اب کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آ سکتا ۔ کیونکہ شریعت قرآن مجید کے ذریعہ کامل ہو چکی ہے اور نہ اب کوئی ایسا نبی پیدا ہوسکتا ہے جو خاتم النبیین کی اتباع کا سرٹیفکیٹ اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو ۔

(ریویو ۔ مئی ۱۹۰۶ء ص ۱۸۶ ۔ اور جولائی ۱۹۱۰ء ص ۲۷۱) (مرزا صاحب کے موافق)

مولوی محمد علی لاہوری موجودہ عقیدہ :

میرے نزدیک خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی ۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ کے معنی بتائے ہوں تو ہر ایک مسلمان کی گردن ان کے سامنے جھک جانی چاہیے (رسالہ آخری نبی ۔ ص ۱۰)

ان نو حدیثوں میں جو اعلی پایہ کی کتابوں سے ہیں مختلف پہلوؤں سے آنحضرت ﷺ کا آخری نبی ہونا بیان کیا گیا ہے (رسالہ آخری نبی ۔ ص ۱۲)

نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں (النبوت فی الاسلام ص ۱۱۵ مصنفہ محمد علی)

۴ : مرزا صاحب قادیانی کا عقیدہ

ہمارا دعوی ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ۔ (قول مرزا قادیانی ، درحقیقۃ الوحی ۔ ص ۳۹۱)

مولوی محمد علی لاہوری کا سابقہ عقیدہ :

آپ (خواجہ غلام الثقلین) ایک مدعی نبوت (مرزا) کے خلاف میدان میں نکلے تھے (ریویو آف ریلی جنز قادیان ۔ نومبر ۱۹۰۶ء ص ۴۳۱) (یعنی مرزا صاحب قادیانی کو محمد علی لاہوری نے مدعی نبوت مانا ہے)

مولوی محمد علی لاہوری موجودہ عقیدہ :

جو شخص اس امت میں سے دعوی نبوت کرے وہ کذاب ہے ۔

(النبوۃ فی الاسلام ۔ ص ۱۱۵)

دوسری حدیث میں اپنے بعد دعوی نبوت کرنے والے کو کذاب دجال قرار

دیا ہے۔ (رسالہ آخری نبی۔ص ۱۲)

مدیر اہل حدیث امرتسر ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

ہمارا بھی صاد ہے مگر آپ کے پیر و مرشد مہدی مسعود اور مسیح موعود بلکہ آپ خود پہلے اس دجالیت کو صحیح جانتے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ دن کا بھولا رات کو آیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء مطابق ۲۹ رجب ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۱ ص ۲۔۴)

قادیانی خدمت اسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیانی مشن میں خدائی غیرت کے عنوان سے مضمون شائع ہوا جس میں بتایا گیا ہے کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے محلے کی ایک عورت عیسائی ہوگئی تو مرزائیوں نے جلسہ جہلم میں جب کہ وہ حیات مسیح پر تقریر کر رہے تھے، یہ طعنہ دیا۔ لیکن مفتی صادق قادیانی جسے وہ ڈاکٹر اور فاتح امریکہ لکھتے تھے، کا بیٹا مفتی منظور احمد بھی عیسائی ہوگیا۔ اور عیسائی اخبار کوکب ہند لکھنو نے لکھا:

قادیانی گروہ کے ایک رکن اعظم، معمر اور مشہور و معروف شخص کا فرزند دل بند اصطباغ حاصل کر کے خدا کے فرزندوں کی جماعت میں شامل ہوگیا۔ ہم نے اس خبر کو الشاہد میں درج کرایا اور جس روز وہ پرچہ شائع ہوا اس سے اگلے ہی دن ایوان قادیان میں تزلزل پڑ گیا۔ متعدد خطوط موصولہ سے ہمیں قادیانی جماعت کی بے چینی اور اضطراب کا علم ہوا اور لوگ متعجب ہو کر ہر طرف دریافت کرنے کو چل پڑے کہ مفتی محمد صادق صاحب قادیانی کا فرزند مفتی منظور احمد کیوں مسیحی ہوگیا؟ ...مرزا جی کے یار غار کا فرزند اس گروہ میں جا شامل ہوگا جسے آپ دجالی گروہ یا دریاں کہا کرتے تھے.... جس کی آنکھیں ہیں وہ دیکھے کہ اصلی مسیح نقلی مسیح پر کس طرح غالب آ رہا ہے...اب ایک عرصہ سے قادیانی گروہ اس کوشش میں ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح مفتی محمد صادق کے بیٹے کو پھر قادیانی بنالیں۔ تفصیلی باتوں کو ترک کر کے ہم خود

مفتی صاحب کے ایک خط کی نقل شائع کرتے ہیں تا کہ ایوان قادیان کے تزلزل کی معمولی سی حقیقت کا کچھ علم آپ کو بھی ہو جائے ....

(کوکب ہند۔۴ جنوری ۱۹۲۹ء ص ۴۔۶)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

عیسائی مذہب کا بنیادی اصول بلکہ سارا مذہب صرف یہ ہے کہ مسیح نے ہمارے لئے جان دی اور مر کر کفارہ ہوا۔

اہل اسلام بتعلیم قرآن مجید سرے سے مسیح کی موت ہی کے منکر ہیں۔ جس دل میں یہ یقین ہو کہ مسیح مرے ہی نہیں وہ عیسائیوں کا کفارہ کیسے مان سکتا ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنے سارے علم کلام کا مدار اس پر رکھا کہ مسیح فوت ہو گئے۔ اس کو نہ صرف ایک مسئلہ کی شکل میں لکھا، بلکہ سارا مدار بحث اسی کو قرار دیا۔ چونکہ مفتی صادق کا لڑکا (بحیثیت قادیانی) وفات مسیح کا قائل تھا اسلئے عیسائی مذہب نے اس کو صرف اتنی بات سمجھائی کہ جس مسیح کی موت کے تم قائل ہو اس کی موت سے غرض یہ تھی کہ وہ مر کر دنیا کا کفارہ ہو جائے۔ چونکہ وفات مسیح اس کے دل میں جم چکی تھی اسلئے وہ عیسائی ہو گیا

دوستو! غور کرو مرزا صاحب اور ان کے اتباع عیسائی مذہب کو کہاں تک قوت پہنچا رہے ہیں۔ چنانچہ مسیحی رسالہ تجلی میں ایک دفعہ مضمون نکلا تھا کہ ہم مرزا صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے مسیح کی وفات ثابت کر کے ہمیں قوت پہنچائی۔

قرآن مجید مسیح کی موت اسی لئے انکار کرتا ہے تا کہ مسیحی مذہب کا بنیادی پتھر (کفارہ) ٹوٹ جائے۔ کون نہیں جانتا کہ مسیح کا مرنا عیسائیوں کی زندگی ہے۔ مسیح کی موت ثابت کرنے سے ان کے کفارہ کو قوت پہنچنے کے علاوہ ان کی انجیلی روایت کی تصدیق ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

یسوع نے چلّا کر جان دی۔ (انجیل متی۔ باب ۲۷)۔

احمدی دوستو! اللہ کے لئے نہیں تو مخلوق کے لئے غور کرو کہ تم دنیا کو ایسا احمق کیوں سمجھتے ہو کہ تمہاری اس چال سے واقف نہ ہو گی کہ قوت تو پہنچاؤ مسیحی مذہب کو مسیح کی موت سے، بناء پختہ کرو کفارہ مسیح کی اور نام رکھو کہ ہم خدمت اسلام کر رہے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر۔ ۱۸ جنوری ۱۹۲۹ء۔ ۶ شعبان ۱۳۴۷ھ ص ۱۔۳)

کیا مرزا قادیانی مسیح موعود تھے

جناب ابوالمسعود محمود دریاوی آزادسورتی، رنگون سے لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تمام عمر اسی فکر میں سرگرداں رہے کہ کسی طریق پر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت عیسی فوت ہو گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب کی اکثر تصانیف ایسی ہیں جن میں مرزا صاحب نے حضرت عیسی کی وفات پر ایڑی سے چوٹی تک کا زور صرف کر دیا۔

بخیال مرزا صاحب قادیانی جب ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسی فوت ہو گئے تو جھٹ آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث عیسی کی تشریف آوری کی خبر دیتے ہیں، لیکن چونکہ اصلی عیسی بن مریم ناصری انتقال کر گئے ہیں اس لئے خداوند کریم نے بذریعہ الہام مجھ کو بتلایا کہ آنے والا مسیح تو ہی ہے۔

جب مرزا صاحب قادیانی کا دعوی لوگوں کو معلوم ہوا تو لوگوں نے وہ نشانیاں دریافت کیں جو حضرت عیسی میں ہوں گی۔ اب مرزا صاحب نے ازالہ اوہام وغیرہ اپنی تصانیف میں تمام پیش گوئیوں اور علامتوں کو ایک ایک کر کے من گھڑت تاویلوں سے اپنے اوپر چسپاں کرنا شروع کر دیا۔

ناظرین کرام! میں قرآن وحدیث کی تمام علامات کو چھوڑ کر صرف مرزا صاحب کی تسلیم کردہ اور مصدقہ حدیث کی بعض علامات پیش کرتا ہوں جو مرزا صاحب اپنی تمام عمر میں اپنے اوپر چسپاں نہیں کر سکے اور بعد از مرگ امت مرزائیہ بھی قاصر رہی۔ سنئے وہ حدیث مصدقہ یہ ہے

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج و یولد له و یمکث خمسا و اربعین سنة ثم یموت فیدفن معنی فی قبری فاقوم انا و عیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر رواه ابن الجوزی۔ (مشکوۃ۔ص۴۷۲)

اس حدیث میں اول علامت مسیح موعود کی سرور عالمﷺ نے یہ بتلائی کہ

حضرت عیسیٰؑ شادی کریں گے

خدا آپ کے ہاں اولاد عنایت کرے گا۔

اس حدیث کو مدنظر رکھ کر مرزا صاحب قادیانی نے یہ کہا کہ بیشک درست ہے۔ میں نے جو خدا کے الہام سے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ مرزا احمد بیگ کی صاجزادی محمدی بیگم سے میری شادی ہوگی، یہ حدیث اس کی مزید تائید کرتی ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کے الفاظ یہ ہیں:

اس (میری) پیش گوئی (نکاح) کی تصدیق کے لئے رسول اللہﷺ نے بھی پہلے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہو (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

اس حدیث میں حضرت نبی اکرمﷺ نے مسیح موعود کی علامت یہ بھی بتلائی ہے کہ وہ

بعد صاحب اولاد ہونے کے مرے گا۔

اور میرے مقبرے میں میرے ساتھ مدفون ہوگا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ یہی ہمارا مدعا ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۲۹ء مطابق ۱۳ شعبان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۳ ص ۵-۶)

قادیانی خلق

برادران اسلام! آج میں ایک ایسا مضمون تحریر میں لا رہا ہوں جس کو پڑھ کر آپ کو بہت تعجب اور دماغ پریشان ہوگا۔ مگر میں مجبور ہوں کہ جلسہ اہل حدیث جہلم کی تقریر حضرت مولانا ثناء اللہ سردار اہل حدیث نے میرے دل پر کیا کیفیت طاری کی۔ اس لئے میں ناظرین اہل حدیث کی خدمت میں نہایت مودبانہ گذارش کروں گا کہ ان کو جب کبھی مرزائیوں سے تبادلہ خیالات کا موقعہ ہوتو یہی معیار قائم کرلیا کریں کہ نبی کے لئے خلق کی ضرورت ہے وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی میں موجود نہ تھا۔

بنا بر آں میں نہایت سنجیدگی کے ساتھ یہ رائے قائم کرنے کے بعد عرض گذار ہوں کہ اے خداوند تعالی تو سمیع و بصیر ہے، ان مرزائیوں کو سمجھ عطا کر کہ یہ اپنے نبی کی ایسی باتوں کو پڑھیں اور اس معیار پر فیصلہ کریں کہ آیا مرزا صاحب کا خلق کس قدر وسیع تھا۔ ہائے افسوس کہ انہوں نے نہ کسی نبی کو چھوڑا نہ علماء اسلام کو چھوڑا۔

میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اسوہ نبوی ہمارے سامنے ہے۔ کوئی ایک واقعہ پیش کیا جائے کہ نبی ﷺ نے اپنے کسی حریف یا مد مقابل کو زبانی یا تحریر میں برے الفاظ سے یاد کیا ہو، یا باوجود ہر ایک قسم کی تکالیف اور مصائب دینے کے آپ نے کسی دشمن سے بدلہ لیا ہو۔ اور دشمنان دین پر قابو پانے کے بعد بھی نہ زبان ہی سے برا کہا ، نہ بدلہ لیا، بلکہ معاف فرما دیا۔

یہ تو سچے نبی ﷺ کی شان تھی۔ اب ذرا مرزا صاحب آنجہانی کی تحریرات سے اس کا مقابلہ کریں اور لطف اٹھائیں۔

عیسائیوں کے لئے لکھتے ہیں:

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ (نقل کفر کفر نباشد) عیسی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شائد کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح۔ ص ۶۵)

حضرت امام حسین کی بابت درثمین فارسی کے صفحہ ۸۷ پر لکھتے ہیں:

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

علماء کرام کے برخلاف لکھتے ہیں:

اے بدذات فرقہ مولویان۔ (انجام آتھم۔ ص ۲۱)

کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ ص ۲۵)

حضرت میاں صاحب مرحوم محدث دہلوی کی تاریخ وفات پر لکھتے ہیں:

مات ضالا ھائما (مواہب الرحمٰن۔ ص ۱۲۷)

غرض کہ اس قسم کے کئی حوالجات موجود ہیں جو کتاب، ہندوستان کے دو رفارمر، مصنفہ فاتح قادیان میں درج ہیں۔ ان کو پڑھ کر ایک غیرت مند کا دل کانپ اٹھتا ہے کہ

خدایا! نبیوں کی یہی شان ہونی چاہیے؟

نہیں نہیں! نبیوں کی شان ان باتوں سے پاک اور منزہ ہوتی ہے۔ وہ اپنی امت کے لئے اسوہ حسنہ ہوتے ہیں۔

اے غیرت مند اور ایمان رکھنے والے اور اسلام کے دعویدارو! سوچو! اور غور کرو کہ اس قسم کے فحش اور ہذلیات لکھنے والا انسان نبی ہوسکتا ہے، یا مسلمان رہ سکتا ہے؟

آؤ خدا سے ڈرو۔ ایک دن اس رب العزت احکم الحاکمین کے دربار میں پیش ہونا ہے۔ اس دن کی شرمندگی سے آج کی ندامت جس کو تم ندامت سمجھتے ہو، بہت اچھی ہے۔ توبہ کرو اور اپنے سچے نبی حضرت محمد ﷺ کے تابعدار بن جاؤ اور خلیق و شفیع نبی ﷺ کے قدموں میں آ کر نجات حاصل کرو۔

خداوند کریم گمراہ مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

راقم: ایک شریک جلسہ جہلم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ جنوری ۱۹۲۹ء مطابق ۱۳ شعبان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۳ ص ۶)

ڈاکٹر بشارت احمد اور سہ صدی دوست

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے ناظرین ہمارے سہ صدی دوست کو خوب جانتے ہوں جنہوں نے مباحثہ لدھیانہ میں (نہ از راہ غنیمت، بلکہ) از راہ انعام ہم کو مبلغ سہ صد روپئہ عنایت فرمایا، جس مباحثہ میں انہوں نے نہیں، مگر پنچوں نے ان کو (غلطی سے؟) شکست خوردہ قرار دیا تھا، یعنی منشی قاسم علی صاحب اڈیٹر اخبار فاروق قادیان۔

دوسرے صاحب جہلم میں ڈاکٹر ہیں۔ ایک معزز عہدہ پر مامور ہیں۔ لاہوری جماعت کے احمدی ہیں۔ ان دونوں صاحبوں کے باہمی (مثل بھیڑ اور بھیڑیئے کے) اچھے خوش گوار تعلقات ہیں۔ مگر میرے حق میں اس وقت دونوں ایک محاذ پر جمع

ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا وہ اشتہار جسکا نام تھا:

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ،

چونکہ بانی فرقہ کے قلم اور منہ سے نکلا ہوا تھا، اس لئے اس کی تسلیم دونوں فریقوں پر واجب تھی۔ مگر چونکہ دونوں فرقے اس کی تسلیم سے انکاری ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے ٹھان رکھی ہے

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جائے
قدن سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

(قدن مخفف ہے: قادیان۔ کا)

اشتہار آخری فیصلہ کا مضمون یہ تھا کہ:

ہم دونوں (مرزا قادیانی اور مولوی ثناء اللہ) میں سے جو اللہ کے نزدیک جھوٹا ہے وہ سچے سے پہلے مرے گا۔

چونکہ مرنے والا مر گیا، اس لئے دونوں پارٹیوں کو باوجود اختلاف شدید کے اس مشترک الجھن کے سلجھانے کی فکر رہتی ہے۔ کیونکہ یہ کانٹا کوئی معمولی کانٹا نہیں بلکہ جگر دوز کانٹا ہے جو سینہ میں بند نہیں رہتا بلکہ جگر کے پار جاتا ہے۔ اس لئے دونوں پارٹیاں (قادیانی اور لاہوری) اس تیر کے نکالنے کے درپئے رہتی ہیں جو ایک قابل تعریف کام ہے گو کامیابی نہ ہو

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

قادیانی پارٹی نے اپریل ۱۹۱۲ء میں بمقام لدھیانہ اس مضمون پر انعامی مقابلہ کیا اور (بخت خود) شکست کھائی اور اپنے دست مبارک سے سہ صد روپیہ انعام دیا۔ باوجود اس کے پھر بولتے ہیں۔ خاص کر وہی صاحب پیش آتے ہیں جو مباحثہ لودہانہ کے محرک اور مناظرہ میں خود مناظر تھے۔ باوجود شکست کھانے اور سہ صد دینے کے آج بھی میدان میں وہی سینہ سپر ہیں۔ کیوں نہ ہو، بہادروں کی یہی شان ہے۔ ایک دفعہ شکست کھا کر پھر اٹھیں گے۔ شکست کھائیں گے پھر اٹھیں گے، پھر اٹھیں گے۔

اب کے ہمارے سہ صدی دوست نے نیا رنگ روپ بدلا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

مولوی ثناء اللہ ہمارے پیش کردہ فقرات (کاذبہ) پر قسم کھائے تو ہم اس کو مبلغ پچیس روپیہ انعام دیں گے۔(اخبار فاروق قادیان ۲۱ جنوری ۱۹۲۹ء)

اس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص سے پہلے سہ صد انعام لیا ہو، اس سے ۲۵ روپئے لینے پر آمادہ ہونا، لینے والے کی ہتک ہے اور دینے والے کی بھی ذلت۔اس لئے ۲۵ روپیہ انعام لینا ہم پسند نہیں کرتے، ہاں ایک تجویز بتاتے ہیں کہ آپ اس رقم کے ساتھ ایک اضافہ کرا دیں تو ہم اسی رقم پر کفایت کر لیں گے وہ یہ کہ

اپنے خلیفہ قادیان کو میدان گفتگو میں لائیں۔وہ خود نہ آئیں، تو آپ کو (آپ پر اعتماد نہ ہو، تو کسی اور کو) اپنا وکیل بنا کر ہمارے سامنے پیش کریں۔اس کا ساختہ پرداختہ منظور کرنے کا اعلان کریں۔

اتنا کریں گے، تو ہم انعام میں ترقی نہیں چاہیں گے بلکہ بادل نخواستہ مبلغ ۲۵ روپیہ ہی قبول کر لیں گے۔ پھر ہم اس فیصلہ والے مضمون پر مفصل بحث کرنا بھی منظور کر لیں گے۔اور اگر قسم پر ہی آپ فیصلہ چاہیں گے تو پنچوں کے سامنے جائز حلف بھی اٹھائیں گے۔

سہ صدی دوست تو مشہور (شکرخار) ہیں، جن کی زبان قلم سے بجز لچھے دار گالیوں کے کچھ نکلتا ہی نہیں، جو (بقول لاہوری احمدیہ جماعت کے) سخت سے سخت دشمن کو دشنام دہی سے نرم کرنے پر ہیڈ ملازم ہیں۔جس کی بابت ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ہر سوسائٹی اپنے فرض کی اشاعت جس طرح چاہے کرے، مگر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کی نسبت ہمارا گمان تھا کہ آپ دشنام دہی پر نوکر نہیں۔آپ کو قادیانی امنت بننے سے کوئی دنیاوی فائدہ نہیں محض غلط فہمی ہے جو ان کو اس طرف لے جا رہی ہے، اسی لئے ہم نے ہمیشہ ان کی پوزیشن کا وقار ملحوظ رکھا۔مگر اب چند ہفتوں سے جو مضامین ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ہمارے برخلاف نکلے ہیں، ان سے ہمارے گمان میں تغیر پیدا ہو گیا ہے۔اب ہم مجبور ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کو بھی اسی اخلاق کا نائب سمجھیں جس اخلاق کے مالک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تھے جن کے اخلاق کا ادنیٰ ثبوت یہ شعر ہے

ان العدا صاروا خنازیر الفتا
ازواجھم من دونھن الاکلب

(ہمارے مخالف جنگلوں کے سور ہیں۔ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں)

ڈاکٹر بشارت صاحب نے بھی اپنے پیر ومرشد مرزا صاحب قادیانی کے آخری فیصلہ کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے جس کی بابت ہمیں افسوس ہے کہ ہم اسے بازاری لہجے میں پاتے ہیں۔نہایت غیر ذمہ دارانہ طرز کا مضمون ہے جس کی بابت ہم بہت کچھ کہتے، مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ جواب ایک ایسے شخص کی طرف سے ایک ایسے شخص کی حمایت میں لکھا گیا ہے جس کے مذہب کی بنا جس کے دعوے کی بنیاد محض جھوٹ اور افتراء علی اللہ پر تھی تو ہمیں اس بازاری مضمون سے کوئی رنج نہیں ہوتا۔

یہ اس قسم کا غیر ذمہ دارانہ بازاری مضمون ہے کہ ہم اس کے جواب پر توجہ نہ کرتے، لیکن ہمیں یہ دکھانا مقصود ہے کہ یہ لوگ جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے حواری اور جدید الاسلام ہیں، جن کا دعوی ہے کہ ساری دنیا میں ایک ہم ہی اسلام کا سچا نمونہ ہیں، ان کی حالت یہ ہے کہ اخلاقی حیثیت میں اتنے گرے ہوئے ہیں کہ افریقہ کے دور دراز جنگلات میں رہنے والے حبشی بھی ایسے نہ ہوں گے۔تفصیل اس کی یہ ہے:

لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی نے آخری فیصلہ کے متعلق ایک ٹریکٹ لکھا جسکا نام رکھا آیت اللہ۔اس کا خلاصہ مضمون یہ ہے:

> مرزا صاحب قادیانی نے مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ کی دعوت دی تھی۔یہ اشتہار آخری فیصلہ والا اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔مولوی صاحب نے دعوت مباہلہ منظور نہ کی، لہذا آخری فیصلہ نہ ہوسکا۔

اس رسالہ کی تردید اسی زمانہ میں ہم نے کردی تھی جس کا نام تھا آفۃ اللہ بجواب آیۃ اللہ جو رسالہ الہامات مرزا کے ساتھ ملحق ہے۔اس میں ثابت کیا تھا کہ دعوت مباہلہ کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد یہ آخری فیصلہ والی دعا تھی۔

خیر یہ ایک عنوان تھا جس پر فریقین نے طبع آزمائی کی۔اب ڈاکٹر صاحب کو کیا سوجھی کہ اپنی جماعت کو آیت اللہ پڑھنے کا شوق دلاتے ہیں (دلائیں۔آریہ ستیارتھ پرکاش کی اور عیسائی انجیل کی ترغیب دیں، کسی کو برا منانے کا کیا حق۔ثناء اللہ) مگر غضب تو یہ

کرتے ہیں کہ اس ترغیب میں ایک افسانہ داخل کرتے ہیں جو افک عائشہ سے کم نہیں ۔ ناظرین خصوصاً پشاوری ناظرین غور سے سنیں اور ان حواریان مسیح کے اخلاق راستی اور صداقت کی داد دیں۔ ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن جہلم فرماتے ہیں:

حضرت مجدد (مرزا قادیانی) نے اپنی وفات سے قبل مولوی ثناء اللہ صاحب کو مباہلہ کے لئے بلایا۔ مگر مولوی صاحب نے انکار کر دیا اور مباہلہ سے صاف جان بچالی۔ بلکہ اس وقت ان کے اخبار میں مسیلمہ کذاب کی مثال چھپتی رہی کہ جھوٹا لمبی عمر پاتا ہے اور سچا جھوٹے کی زندگی میں مرا کرتا ہے۔ جب خدا نے ان کے ساتھ ان کے ہی پیش کردہ معیار کے مطابق معاملہ کیا اور ان کو مہلت دی تو مولوی صاحب فوراً پلٹ گئے اور بجائے توبہ کرنے کے نہایت دیدہ دلیری سے ہر جگہ اپنے آپ کو پیش کر کے دکھانے لگے کہ دیکھو میں زندہ ہوں اور مرزا مر گیا۔ اور ایسا ظاہر کرنے لگے گویا مولوی صاحب موصوف نے واقعی مباہلہ قبول کر لیا تھا اور جو کچھ ہوا مباہلہ کا نتیجہ ہے۔ اور نہایت چالاکی سے اپنا پیش کردہ معیار مخفی رکھنے کی کوشش کرتے رہے جو انہوں نے قرآن سے پیش کیا تھا کہ انما نملی لھم لیز دا دوا اثما۔ کہ ہم ڈھیل دیتے ہیں تاکہ گناہوں میں بڑھیں۔ اور مسیلمہ کذاب کی مثال بھی پی گئے اس چالاکی کو طشت از بام کرنے کے لئے اور اصل معاملہ کے اظہار کے لئے حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام آیت اللہ ہے۔ اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی چالاکی کو ایسا طشت از بام کیا ہے اور حضرت مجدد کی پوزیشن کو ایسا صاف کیا ہے کہ انسان کا قلب ایمان کی لذت سے بھر جاتا ہے۔

مگر افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے اکثر افراد کو اس کا علم نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے دوست جو اس موجود تھے ذاتی طور پر تمام معاملات کا علم رکھتے ہیں، انہیں مولوی ثناء اللہ صاحب کی شیخی بازی اور غلط بیانی کی حقیقت معلوم ہے۔ مگر اکثر دوست جو سلسلہ میں نئے شامل ہیں انہیں اصلیت کا علم نہیں، اور غیر از جماعت لوگ بھی اصل معاملہ نہیں

جانتے، اس لئے ضرور ہے کہ آیت اللہ کتاب ہر ایک دوست کے ہاتھ میں ہو۔ اور جہاں کہیں بھی مولوی ثناء اللہ صاحب کی اپنی یا ان کے اخبار کی رسائی ہو، وہاں اس کتاب کی بھی رسائی ہو تا کہ ان کی چالا کی طشت از بام ہوتی رہے۔

گو ابھی حال میں سنا ہے کہ پشاور میں انہوں نے بہت منہ کی کھائی۔ اپنی حسب عادت مولوی ثناء اللہ صاحب لگے اپنے آپ کو پیش کرنے کہ میں زندہ ہوں اور مرزا مر گیا۔ اور پھر لگے اترانے اور پھول پھول کر چاروں طرف دیکھنے کہ اتنے میں ایک دانا پٹھان بولا:

مولوی صاحب! ہم سمجھتا ہے کہ تم مر گیا ہے اور مرزا زندہ ہے۔ مرزا کی تعلیم اور اس کا لٹریچر اس کے تجدید کردہ اصول اسلامی دنیا کے ہر گوشہ میں مقبول ہو رہے ہیں اور ان کی عظمت کے سامنے عقل مندوں کے دل جھک رہے ہیں۔ مگر تم کو تو ہمارا رن (بیوی) بھی نہیں جانتا۔ حقیقت میں تم مر چکا ہے کہ، کس نمے پرسد کہ بھیا کون ہو۔، کا مصداق بنے ہوئے ہو، اور مرزا کی زندگی پر خدائی مہر لگی ہوئی ہے وہ قیامت تک زندہ ہے۔

سنا ہے کہ مولوی (ثناء اللہ) صاحب دانت نکال کر رہ گئے۔

بہر حال میں نے ایسا سنا ہے۔ اس واقعہ کے متعلق پشاور کے دوست تحقیق کر کے لکھ سکتے ہیں۔

مگر پٹھان کی بات بڑی سچی ہے۔ ہر ایک عقل مند یہی سمجھتا ہے جو اس پٹھان نے سمجھا۔ لیکن ہماری جماعت کا فرض ہے کہ اس کتاب آیت اللہ کی خوب اشاعت کرے۔ ہر ایک آدمی کئی کئی جلدیں خرید کر غیر از جماعت لوگوں میں تقسیم کرے۔ بلکہ انجمن کو کہہ کر اس کی مزید کاپیاں چھپوا کر تقسیم کی جائیں، تا کہ حق کا بول بالا ہو اور باطل کو مکمل شکست ہو۔ اور اس شعر کو لوگ پڑھیں اور عبرت حاصل کریں

زبان تیز ان کی استرے سے بھی زیادہ ہے
مجھے ڈر ہے کہ جڑ سے یہ اڑا دیں نہ مسلمانی

ڈاکٹر بشارت احمد۔ جہلم ۔(پیغام صلح ۱۸ جنوری ۱۹۲۹ء ص ۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ ایک مرزا قادیانی کی دعا، دعاء مباہلہ تھی، اس کا جواب اخبار اہل حدیث امرتسر میں بارہا دیا گیا۔ تازہ پرچہ اہل حدیث مورخہ ۴ جنوری میں لکھا گیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی زندگی ہی میں قادیان سے اعلان ہو گیا تھا کہ:

آخری فیصلہ محض دعا سے تھا، نہ کہ مباہلہ سے ۔(بدر قادیان ۲۲۔ اگست ۱۹۰۷ء)

دوسرا حصہ پٹھان کا واقعہ ہے۔ جس کی بابت ہم وہی کہنا کافی جانتے ہیں جو خدا نے فرمایا ہے :انما یفتری الکذ ب الذین لا یو منو ن بآ یات اللہ او لئك هم الکاذبو ن (جولوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے وہی جھوٹ افتراء کیا کرتے ہیں وہی جھوٹے ہیں)

ڈاکٹر بشارت احمد سچے ہیں تو اس کا ثبوت دیں ورنہ آیت مرقومہ بالا کے ساتھ اس حدیث نبوی کو بھی یاد کریں جس میں جھوٹ بولنا منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو اطلاع دوں کہ میرا سب سے پچھلا سفر پشاور غالباً مارچ ۱۹۲۶ء کو ہوا تھا تا کہ آپ کو شہادت مہیا کرنے میں آسانی ہو۔

واضح رہے کہ ہم اس پٹھانی بیان کی اس حیثیت سے تکذیب کرتے ہیں کہ اس نے جلسہ میں ایسا نہیں کہا، اور اگر اس نے علیحدگی میں اپنی رن (بیوی) کے پاس کہا ہو، تو نہ اسکا ہمیں علم ہے نہ تکذیب کی ضرورت۔

فرمائیں تو جہلم ہی میں یہ شہادت سننے کے لئے جلسہ کیا جائے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم فروری ۱۹۲۹ء مطابق ۲۰ شعبان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۴ ص ۲۔۴)

احمدیوں سے بات چیت

جناب عبدالمجید حسین صاحب رنگون سے لکھتے ہیں:

ناظرین اہل حدیث! قادیانی تحریک پر کافی سے زیادہ بحث ہو چکی ہے اور خاص کر جناب مولانا ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان اور جناب منشی حبیب اللہ صاحب

کلرک دفتر نہر امرتسر اور دیگر حضرات نے کافی حصہ لیا ہے، اور قادیانی جماعت کے سینہ پر ہمیشہ مونگ دلتے رہتے ہیں۔ ان حضرات کی موجودگی میں تو ضرورت نہ تھی کہ میرے جیسا بھی اس میں دخل دے، چونکہ یہ لوگ عوام کو بہکاتے رہتے ہیں اس لئے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے جہاں تک قادیانیوں کے عقاید اور خیالات معلوم ہیں بذریعہ اخبار اہل حدیث مسلمانان رنگون تک پہنچایا کروں۔ اس لئے چند سطریں مولانا صاحب مدیر اہل حدیث کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں اگر میرا مضمون مولوی صاحب کی بارگاہ میں مقبول ہوا تو آپ تک پہنچ جائے گا، ورنہ خیر۔

بانی مذہب اور جناب مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے عقائد اور اقوال سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نبوت کا دروازہ تا قیامت کھلا رہے گا۔ ملاحظہ ہو قادیانی رسالہ ریویو آف ریلی جنز نمبر ۱۱ نومبر ۱۹۲۷ء جلد ۲۶ صفحہ ۳ مضمون بعنوان: بعض سوالات کے جوابات از ڈاکٹر محمد رمضان صاحب۔

ڈاکٹر محمد رمضان صاحب یوں لکھتے ہیں:

ایک اور شخص نے سوال کیا کہ خاتم النبیین و خاتم الاولیاء سے کیا مراد ہے؟

حضرت (خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد قادیانی) نے فرمایا اس سے درجہ مراد نہیں بلکہ یہ مراد ہے

اب جس طرح کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا جب تک وہ رسول کریم کا کامل اتباع نہ کرے۔ اسی طرح اب کوئی ولی نہیں ہوسکتا جب تک وہ مرزا صاحب کا کامل اتباع نہ کرے۔

دوسرے لفظوں میں اب ولی ہماری جماعت سے ہی ہوں گے اس کے بعد اگر کوئی زیادہ مجاہدہ کرے تو پھر اس پر نبوت کے لئے نبی کریم کے فیض کا پرتو پڑے گا۔

خاکسار عبدالمجید حسین کہتا ہے: اچھی بات ہے۔ نبی ﷺ کے فیض کا پرتو پڑے گا تو نبیوں کی بھرمار ہو جائے گی اور گھر گھر نبی پیدا ہو جائیں گے۔ پھر اپنی اپنی ایک دوسرے پر فضیلت ظاہر کرنے کے لئے اخباری کاغذات میں جنگ جاری ہو جائے گی، جیسا کہ جناب مرزا قادیانی، حضرت مسیح پر اپنی فضیلت ظاہر کیا کرتے تھے۔

اور سنئے: سوال: خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں؟
جواب: خاتم النبیین دو لفظوں سے مرکب ہے ایک خاتم اور دوسرا نبیین۔ خاتم النبیین خود مرکب ہے چونکہ یہ نحوی بات ہے، اس لئے اس کا آپ کے ساتھ تعلق نہیں، اس لئے میں اس کو مفرد ہی قرار دیتا ہوں۔ خاتم کے معنی مہر اور النبیین کے معنی ہیں تمام نبی۔ پس خاتم النبیین کے معنی یہ ہوئے کہ تمام نبیوں کی مہر۔ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے کہ جب کسی کے اندر تمام کمالات کو جمع سمجھا جائے تو اس کے متعلق یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

(ریویو آف ریلی جنز نمبر۴۔ بابت اپریل ۱۹۲۸ء جلد ۲۷ ص ۳۳)

اوپر جو دو حوالے میں نے لکھے ہیں، ان سے یہ بات معلوم ہو چکی کہ قادیانی مذہب میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ جو چاہے اپنے سر پر نبوت کی پگڑی باندھ لے۔ گناچور ضلع جالندھر میں ایک بزرگ رہتے ہیں (اب تو قادیان ہی میں رہتے ہیں۔ مدیر اہل حدیث امرتسر) جن کا نام نامی مولوی عبداللطیف خان ہے۔ آپ مرزا صاحب مسیح موعود کرشن قادیانی کے پکے مرید ہیں۔ اور مرزا صاحب کے اتباع سے نبوت کے درجے تک پہنچ گئے ہیں۔ اور چند سال سے پیغمبری کا دعوی شروع کر دیا ہے۔

رنگون کے میرے احمدی دوست کبھی کبھی فرمایا کرتے ہیں کہ ایک نبی کا انکار کرنا گویا تمام نبیوں کا انکار کرنا ہے۔

پھر خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت اور رنگون کے قادیانی حضرات ایک نبی (مولوی عبداللطیف مدعی نبوت و رسالت) کا انکار کر کے کیوں نبیوں کا انکار کر رہے ہیں۔

کیا حامیان خلیفہ قادیان اس بات کا کوئی جواب دے سکتے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم فروری ۱۹۲۹ء مطابق ۲۰ شعبان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۴ ص ۴۔۵)

مرزا اور بہاء

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ لکھتے ہیں:
اہل حدیث کو جو تعلق مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہے، وہی تعلق شیخ

بہاء اللہ ایرانی سے ۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم دونوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ قادیانی مشن کا ذکر تو ہر پرچہ اہل حدیث میں ہوتا ہے مگر بہائی مذہب کا ذکر بہت کم ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قادیانی تحریک ہندوستانی تحریک ہونے کی وجہ سے بہ نسبت بہائی تحریک زیادہ اشاعت پذیر ہے، اس لئے بحکم الا هم فا لا هم اس کا تدارک کرنا ہم مقدم جانتے ہیں۔ ورنہ رتبے میں ہم دونوں کو برابر سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہماری تحقیق یہ ہے کہ مرزا صاحب پنجابی نبی نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں یہ سب بہاء اللہ سے اخذ کئے ہیں جس کا ثبوت بھی بارہا ہم دے چکے ہیں اور اگر قادیانی امت اس مضمون پر ہم سے بحث کرنا چاہے تو بتقرر منصف ہم اس خدمت کیلئے بھی تیار ہیں۔

آج ہم جس مضمون پر قلم اٹھاتے ہیں وہ ایک اہم اور اصولی مضمون ہے۔

اہل بہاء کا عقیدہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ موعود کل ادیان تھے۔ یعنی سب نبیوں نے ان کی بابت پیش گوئی فرمائی تھی۔قرآن مجید میں جو الفاظ نباء عظیم ، نفخ صور، یوم قیامت ، وغیرہ آئے ہیں، ان سے مراد حضرت بہاء اللہ کی بعثت ہے۔ بلکہ لقاء اللہ سے مراد بھی بہاء اللہ کی ملاقات ہے۔ پس ہم آج اس اصولی اعتقاد پر قلم اٹھاتے ہیں تاکہ معلوم ہو بہائی مذہب کا بنیادی پتھر اپنے اندر کتنی قوت رکھتا ہے۔

بہائی مذہب کا آرگن کوکب ہند دہلی تازہ پرچہ میں ختم نبوت کے عنوان سے مظہر ہے:

> ای مقبلین الی اللہ ،عزیزو! وہاب نام کے ذریعہ تمام پرتدہ ہائے ظلمت چاک کر ڈالو یقیناً شب دیجور تمہارے پروردگار مطلع انوار کی فجر رحمت سے چمک اٹھی اور یہی دن ہے جس کا تمہیں کتاب میں وعدہ دیا گیا تھا یہی وہ صبح منیر ہے ۔(کوکب ہند۔۱۹ جنوری ۱۹۲۹ء ص ۱۳)

مولانا ثناء اللہ کہتے ہیں کہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ شیخ بہاء اللہ ایرانی ظلمت کے زمانہ میں آئے اور آکر دنیا کو روشن کیا اس کی تشریح میں لکھا ہے:

> دور نبوت (سابقہ) جس کی بشارات کا چاند تھا چنانچہ تمام کتب مقدسہ کے مضامین اگر آپ بغور دیکھیں تو ظاہرا و باطناً شروع سے آخر تک اسی نباء عظیم کے گرد طواف کرتے نظر آئیں گے۔
>
> پس ختم نبوت عبث اور بے معنی امر نہیں اور نہ خدائی کمالات کا اختتام ہی ہے

بندہ اوہام نہ بنو یقیناً ختم نبوت ایک طرف دورنبوت کا انجام واختتام ہے اور دوسری طرف ایک دور جدید کے آغاز عظیم کا عنوان و پیغام ہے۔امر بہائی اسی نبا عظیم کا ربانی اشراق ہے تقدیر الٰہی کے مطابق دورع نبوت اپنے انجام و مقام منتہیٰ کو پہنچا۔(حوالہ مذکور)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ نبوت محمدیہ کو جو خاتم نبوت کہا جاتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ سابقہ دور کو ختم کر کے آئندہ دور بہائی کے لئے مخبر بنی کیونکہ ایک دور ختم ہوکر دوسرا دور شروع ہوتا ہے اس کے آگے سنئیے لکھا ہے:

آج خاتم النبیین کا مبارک کلمہ یوم یقوم الناس لرب العالمین کے مقام پر منتہی ہوا موعود اس مقام محمود سے جلوہ گر ہوا جس کے باعث غیب و شہود کے غنچہء وجود تبسم انبساط آ گئے۔ (حوالہ مذکور)

یعنی دور بہائی کے زمانہ میں جو آجل کل ہے کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ ہوکر بہاء اللہ، لقاء اللہ، جاری ہوا اب وہ دن آ گیا جس کی بابت کہا گیا کہ یوم یقوم الناس لرب العالمین اس سے مراد بہاء اللہ کا آنا ہے۔اس کی مزید توضیح سنئے۔لکھا ہے:

نفخ فی الصور لکھ کر لکھا ہے

اسی میقات کو قرآن مجید اور کتب مقدسہ میں یوم الفصل ،قیامت، یوم اللہ، اجل اللہ، الیوم الموعود، یوم مشہود، یوم الجمع، یوم الدین، بتایا ہے۔ جملہ اہل ادیان اس ظہور کے قائل اور منتظر ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ہم کہتے ہیں وہ ظہور ہو چکا ہے اور منتظرین ابھی انتظار میں ہی پڑے ہوئے ہیں اس بارہ میں جو بہائی عقیدہ ہے وہ یہ ہے

تمام، خدائی کتابوں میں وہ وعدہ لقاء صریحاً موجود ہے اور اس لقاء سے مراد حق جل جلالہ کے مشرق آیات اور مطلع بینات اور مظہر اسماء حسنی اور مصدر صفات علیا کی لقاء ہے حق بذاتہ وبنفسہ غیب منیع لایدرک ہے پس لقاء سے مراد اس ہستی کی ملاقات ہے جو بندوں کے درمیان اس کا قائم مقام ہے (یعنی بہاء اللہ) اور اس کے لئے کوئی نظیر ومثال نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر اس کا کوئی

مانند و ہمسر مشاہد ہو سکے تو اشتباہ و امثال سے اس کی ذات کی تقدیس اور اس کی نیت کی تنزیہہ کیسے پایہ ثبوت کو پہنچے۔
ظاہر ہے کہ اہل اسلام بھی قیامت میں ظہور خداوندی کے قائل ہیں اس کا بندوں سے کلام کرنا مانتے ہیں پس وہ اگر اس صورت میں نہیں ہو سکتا کہ غیب لا یدرک اپنے کسی قائم مقام کی زبان سے اپنی مخلوق کے ساتھ متکلم ہو تو دوسرا کون سا ذریعہ ہے؟ یہی وہ حقیقت ہے جو تمام کتب آسمانی کا جوہر ہے آج خداوند قدوس کے کلام اقدس نے قیامت کے اسرار و حقائق کو صاف صاف آشکار فرما دیا ہے۔ (ص ۱۴۔۱۵)

اس عبارت کا مطلب بھی یہی ہے کہ خدائی لقاء جو قیامت میں ہونیکی خبر آئی تھی اس لقاء سے مراد بہاء اللہ کی لقاء ہے جو بہاء اللہ کے آنے سے بہائیوں کو حاصل ہوئی۔

اس کے بعد مزید وضاحت سے لکھتے ہیں:

ص و النبا العظیم قد اتی الر حمن بسلطان مبین وو ضع المیزا ن و حشر من علی ا لار ض اجمعین ۔ قد نفخ فی الصور اذا سکر ت ا لا بصا ر واضطر ب منن فی السما وا ت و الارضین ا لا من ا خذ ته نفحا ت ا لآ یا ت و انقطع عن العالمین هذا یو م فیه تحد ث ا لا ر ض بما فیها و المجر مو ن اثقا لها لو نکتم من العا رفین و انشق قمر الو هم و اتت السماء بد خا ن مبین تر ی الناس صر عی من خشیة ر بك المقتدر القد یر نادی ا؛لمنا د و انقعرت اعجاز النفوس ذ لك قهر شدید ۔ ان ا صحا ب الشمال فی زفرة و شهیق واصحاب الیمین فی مقا م کر یم یشر بو ن خمر الحیوا ن من ایادی الر حمن ا لآ انهم من الفا ئز ین قد ر جب ا لا ر ض و مرة الجبال و نری الملا ئکة مر دفین ا خذ السکر اکثر العباد نری فیو جو ههم آثا ر القهر کذا لك حشر نا المجر مین (کتا ب مبین)

ترجمہ: ص۔ بناء عظیم کی قسم رحمٰن کھلی ہوئی سلطنت کے ساتھ آ گیا میزان رکھی گئی تمام اہل زمین

میں حشر برپا ہوگیا صور پھونکا گیا ایکدم آنکھیں چندھیا گئیں اور بلندیوں اور پستیوں کے رہنے والے گھبرا گئے بجز اس کے جسے نفحات آیات نے آلیا اور وہ تمام جہانوں سے منقطع ہوگیا۔ یہی وہ دن ہے جس میں زمین اپنی چیزوں کی خبر دے رہی ہے اور مجرم پشت زمین کے بوجھ ہیں کاش تم عارفوں میں سے ہوتے۔، وہم کا چاند ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور آسمان کھلا ہوا دھواں لے آیا، ہم لوگوں کو خدائے مقتدر قدیر کے خوف سے بچھڑا ہوا دیکھ رہے ہیں پکارنے والے نے پکارا۔ نفوس کی بنیادیں ہل گئیں۔ یہ قہر شدید ہے بلا شک بائیں جانب والے جلن اور چیخنے میں مبتلا ہیں اور دائیں جانب والے بزرگی کے مقام میں ہیں رحمٰن کے ہاتھوں شراب زندگانی پی رہے ہیں۔ ہاں وہ کامیاب لوگوں میں ہیں زمین ہلائی گئی اور پہاڑ چل پڑے اور ہم فرشتوں کو پئے درپئے آتے دیکھ رہے ہیں نشہ وغفلت نے بندوں کو گھیرا ہوا ہے ہم ان کے چہروں میں قہر کے آثار دیکھ رہے ہیں ہم نے مجرموں کا حشر ایسا ہی کیا ہے (ص ۱۵۔۱۶)

اس ساری عبارت کا نتیجہ بتایا ہے وہ بھی قابل دید وشنید ہے لکھا ہے:

اس ظہور کلی ربانی سے تمام صداقتیں زندہ ہوئیں اور فیصلہ یوم المآب آشکار ہوا۔ اب تمام مذہبی جنگ وجدائی اور تکرار وتنازعات درگور کردو اور وحدت الٰہی کی روح سے زندہ ہوکر قبور اوہام سے اٹھ کھڑے ہوئے کسی کو بے گانگی کی نگاہ سے مت دیکھو دور وحدت کا خیمہ بلند ہوا کل دنیا ایک وطن ہے۔ کل قوموں کو ایک قوم سمجھو اور کل ملتوں کو ایک ملت۔ درحقیقت کل دنیا کا مذہب اصلی ایک ہی ہے مگر افسوس کہ لوگ دین کی اصلیت سے بے گانہ اور اشراق حقیقت سے بے بہرہ ہوکر چند فروعی رسوم جو کسی خاص زمانہ وحالات کے دائرہ کے اندر تھیں اور چند خیالات موہوم کے پرستار بنے ہوئے ہیں اور انہی کی وجہ سے مذہبی تفریق اور لڑائی اور دین ودنیا کی تباہی کے سامان بڑھا رہے ہیں باوجودیکہ خدا کی زمین بہت وسیع ہے مگر وہ طرح طرح کی تنگیاں پیدا کررہے ہیں باوجودیکہ خدائی امر کا آسمان بہت بلند ہے مگر ان کی نگاہیں پستیوں میں ٹکرا رہی ہیں۔ (ص ۱۶)۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں؛

جس وحدت قومی کا اس اقتباس میں ذکر کرکے چند فروعی رسوم کی طرف

اشارہ کیا ہے یہ اشارہ اہل اسلام کی طرف ہے کیونکہ بہائیہ کی رسوم مذہبی مسلمانوں کے طریق مذہبی کے خلاف ہیں جن کا ذکر ہم کبھی کریں گے۔

ناظرین! یہ ہے بہائی بنیادی پتھر کہ نبا عظیم جو تیسویں پارہ قرآن کے شروع میں آیا ہے: عم یتساء لون عن النبا العظیم۔

اس نباء عظیم سے بہاء اللہ مراد ہیں قیامت بہاء اللہ وغیرہ وغیرہ۔ یہی مضمون بہائیوں کی مقدس کتاب ایقان میں درج ہے جس کے اردو ترجمے کے الفاظ یہ ہیں:

هو الا ول و الآ خر والظاهر والبا طن

اور اسی طرح باقی کے اعلی اسم وافضل صفات بھی۔ پس جو کوئی ان روشنی دینے والے ومقدس انوار اور روشن و چمکتے ہوئے آفتابوں سے فائز وموفق ہو جاتا ہے وہ گویا دیدار خدا حاصل کر لیتا ہے اور مدینہ حیات ابدی میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ دیدار قیامت کے سوا اور کسی وقت حاصل نہیں ہوسکتا۔ یعنی اس وقت جب کہ نفس اللہ اپنے مظہر کلی میں قیام کرتا ہے اور یہی اس قیامت کے معنی ہیں جس کا ذکر سب کتابوں میں آیا ہے اور جس دن کی سب نے بشارت دی ہے۔ اب ذرہ سوچیں کہ کیا اس دن سے زیادہ کوئی دن بڑا برتر یا بزرگ خیال میں آ سکتا ہے کہ انسان ایسے دن کو ہاتھ سے گنواتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے فیوض سے جو حضوری رحمٰن سے ابر نیساں کی طرح جاری ہیں، محروم رکھتا ہے۔ اب جب کہ اس پوری پوری دلیل سے ثابت ہو گیا کہ کوئی دن اس دن سے بڑا اور کوئی امر اس امر سے برتر نہیں، اور باوجود ان تمام محکم و پکی دلیلوں کے جن سے کوئی عقل مند گریز نہیں کرسکتا اور کوئی عارف منکر نہیں ہوسکتا، انسان کیوں اہل وہم وگمان کے پیچھے لگ کر خود کو اس فضل اکبر سے مایوس کرتا ہے۔ کیا اس مشہور روایت کو نہیں سنا کہ فرمایا ہے

اذا قا م القا ئم قا مت القيا مة

(جب قائم (مہدی) قیام کرے گا تو قیامت برپا ہوگی)

اسی لئے آئمہ ہدی اور ان کے نہ مٹنے والے انوار نے اس آیت کی تفسیر

هل ينظرو ن ا لا ان يا تيهم الله فی ظلل من الغما م

(کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ آوے اللہ ان پر ابر کے سایہ تلے)

جسے قیامت میں واقع ہونے والے یقینی امور میں سے شمار کرتے ہیں حضرت قائم (قائم سے مراد ذات بہاء اللہ ہے۔ مدیر اہل حدیث) واس کے ظہور سے کی ہے۔ پس اے برادر قیامت کے معنوں کو سمجھ اور ان مردود (مسلمانوں کو کہا ہے۔ مدیر اہل حدیث) لوگوں کی باتوں سے کانوں کو پاک کر۔ اگر ذرہ عوالم انقطاع میں قدم رکھے تو پکار اٹھے کہ اس دن سے بڑا دن اور اس قیامت سے بڑی قیامت کوئی نہیں آج کے دن ایک عمل ہزار ہا سال کے عمل کے برابر ہے بلکہ اس تحدید سے خدا کی پناہ اس دن کا عمل جزائے محدود سے مقدس ہے مگر یہ بے ہودہ (مسلمانوں کو کہا ہے۔ مدیر اہل حدیث) لوگ قیامت و دیدار خدا کے معنی نہ سمجھنے کے باعث اس کے فیض سے بالکل پس پردہ ہو رہے ہیں۔ (ص ۱۸۳۔۱۸۵)

ناظرین یہ ہے بہائی عقیدہ کہ ان سب الفاظ واردہ سے مراد بہاء اللہ ہے۔ بہت خوب! ہم صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ بہاء اللہ کے آنے سے قیامت ہوئی لقاء الٰہی بھی ہو گیا لیکن وہ فیصلہ کہاں ہے جس کی بابت ارشاد ہے

ان ر بك هو يفصل بينهم يو م القيا مة فيما كا نوا فيه يختلفون۔ (الم سجدہ)

(قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کے دینی اختلافات کا فیصلہ کرے گا)

ہاں یہ بھی فرمائیے کہ قیامت کی بات تو یہ بھی آیا ہے

و جو ه يو مئذ مسفرة ضاحكة مستبشرة وو جو ه يو مئذ عليها غبرة تر هقها قترة او لئك هم الكفرة الفجرة کئی منہ اس روز (قیامت کے دن) خوش و خرم ہوں گے کئی ذلیل و خوار ہوں گے یہی کفار نا ہنجار ہوں گے)

اس قسم کی بیسیوں بلکہ سینکڑوں آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ روز قیامت یوم الفصل ہے نہ یوم العمل، بہاء اللہ کے آنے سے قیامت قائم ہو گئی تو یہ نتیجہ کیوں نہیں ہوا۔ ہاں وہی جھگڑے وہی نزاعات وہی فسادات

وہی فرقت کی بیماری جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے۔

قادیانی آواز: ہم شروع میں کہہ آئے ہیں کہ قادیانی تحریک دراصل بہائی تحریک سے ماخوذ ہے اس لئے اس کی ایک مثال درج کر کے مضمون ختم کرتے ہیں

قرآن مجید کی سورہ قیامت میں ذکر ہے

بل یر ید ا لا نسا ن لیفجر اما مه یسئل ایّا ن یو م القیا مة

(انسان یہی چاہتا ہے کہ میں بدکاری کرتا رہوں۔(منع کرنے پر) پوچھتا ہے، قیامت کب ہوگی)

خدا تعالی نے اس کا جواب دیا ہے:

فا ذا برق البصر و خسف القمر و جمع الشمس و القمر یقول الا نسا ن یو میذ این المفر کلا لا وزر الی ر بك یو مئذ المستقر (قیامت اس روز ہوگی) جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہو جائے گا سورج اور چاند جمع کئے جائیں گے اس روز انسان کہیں گے اب کدھر بھاگیں اس روز کہیں پناہ نہ ہوگی صرف تیرے پروردگار کے پاس ہی ٹھکانہ ہوگا)

آیت کا مضمون صاف ہے۔ قیامت کا نام ہے۔ اسی کا ذکر ہے۔ باوجود اس تصریح اور تذکیر کے خلیفہ قادیان میاں محمود احمد فرماتے ہیں اور کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

یہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق پیش گوئی ہے کہ اس وقت چاند اور سورج کو خاص دنوں میں گرہن لگے گا۔ اس دن گھبرا کر مسلمان کہیں گے کہ اب ہماری ترقی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ہمارے لئے مایوسی ہی مایوسی ہے۔ مگر اس وقت خدا کی طرف سے ایسے سامان پیدا کئے جائیں گے کہ جن کے ذریعہ ترقی ہو سکے گی۔ اور خدا تعالی یہ بتائے گا کہ گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے....

(فرمایا) اے وہ لوگو! جو یہ کہہ رہے ہو کہ این المفر ہمارے لئے ترقی کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور وہ تدابیر اختیار کر رہے ہو جو خدا کو چھوڑ کر اور رستے اختیار کر رہے ہو، یاد رکھو کہ جو تدابیر تم اختیار کر رہے ہو یہ تمہیں تباہی سے نہیں بچا سکیں گی۔ آج تمہارے بچانے کیلئے کوئی قلعہ نہیں سوائے اس کے جو خدا نے بنایا۔ آج اگر تمہارا ٹھکانہ ہے تو خدا ہی کے پاس

ہے۔ بے شک تم خدا اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کو چھوڑ کر شریعت کو ترک کر کے زور لگا لو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ تمہارا اگر ٹھکانہ ہے تو خدا تعالیٰ کے احکام پر چلنے قرآن اور اس کے رسول کے احکام ماننے اور اس کے بھیجے ہوئے مامور (مرزا غلام احمد قادیانی) کی طرف متوجہ ہونے میں ہے۔

(الفضل قادیان ۲۸۔اگست ۱۹۲۸ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ لکھتے ہیں: ناظرین کرام! واللہ ان مدعیان کی ایسی تحریریں دیکھ دیکھ کر ہمیں شبہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآن سے مخول کرتے ہیں یا اپنے مریدوں کو.. بناتے ہیں۔

یہ ہیں وہ نکات جن کے ظاہر کرنے کے لئے باپ بیٹا مخالفوں کو چیلنج دیا کرتے تھے جن کا جواب یہی ہے

گرتو قرآن بریں نمط خوانی۔ ببری رونق مسلمانی

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء۔۴ رمضان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۶ ص ۱۔۴)

مناظرہ پٹھان کوٹ

اہل اسلام کی عظیم الشان فتح اور قادیانی مرزائیوں کی شرم ناک شکست

جناب شیخ اللہ بخش سکرٹری انجمن نظام المسلمین پٹھان کوٹ لکھتے ہیں:

پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور میں بتاریخ ۲۴۔۲۵ نومبر ۱۹۲۸ء ہم اہل اسلام اور قادیانی مرزائیوں کے درمیان مناظرہ ہوا۔ موضوع بحث صدق و کذب مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ ہر روز دو دو اجلاس ہوتے رہے۔ پہلا اجلاس ۸ بجے صبح سے ۱۲ بجے دوپہر تک دوسرا اجلاس ۲ بجے بعد نماز ظہر سے ۶ بجے شام تک۔ دونوں روز کے مناظرہ میں علماء اسلام کو عظیم الشان فتح اور علماء مرزائیہ کو ذلت آمیز شکست ہوئی۔

پہلے روز صبح کے اجلاس میں اہل اسلام کی طرف سے مولانا محمد کرم الدین صاحب بھین ضلع جہلم اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مناظر پیش ہوئے۔ قادیانی مناظر نے مرزا قادیانی کی صداقت کے دلائل پیش کئے

جن کو مولانا جہلمی نے ایک ایک کر کے دلائل قاہرہ سے توڑا۔

اور مرزا جی کے

فرض حج کے تارک ہونے،

اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت کی پیش گوئی کو صدق و کذب کا معیار قرار دے کر ان دونوں کی زندگی میں خود ہلاک ہو جانے سے ان کا کاذب ہونے پر مہر ہو جانے،

محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق ایڑی چوٹی کا زور لگانے اور بقول مرزا آسمان پر نکاح پڑھا جانے کے باوجود مطلوبہ کے وصال کی تمنا دل میں لے کر خائب و خاسر گور میں چلا جانے سے

مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کے نظائر پیش کئے۔

جن کا جواب دینے سے مرزائی مناظر بالکل ناکامیاب ہوا اور ایسا ذلیل ہوا کہ پھر کسی اجلاس میں کھڑا ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

دوسرے اجلاس میں اہل اسلام کی طرف سے مولانا محمد شفیع صاحب (سنکھترہ ضلع سیالکوٹ) اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی اللہ دتا جالندھری مناظر تھے۔

قادیانی مناظر نے محمدی بیگم والی پیش گوئی کے متعلق تاویلات رکیکہ سے کام لینا چاہا مگر ہمارے فاضل مناظر کے سامنے دال نہ گل سکی۔

دوسرے روز کے پہلے اجلاس میں مسلمانوں کی طرف سے فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی اللہ دتا جالندھری پیش ہوئے۔ فاتح قادیان نے مسیح موعود کے متعلق احادیث سے ثابت کیا کہ آپ بقول مخبر صادق فج روحا سے احرام باندھ کر تلبیہ و تہلیل کرتے ہوئے حج بیت اللہ فرمائیں۔ نیز آپ بعد وفات مقبرہ رسول پاک میں جہاں آپ کے ہر دو مصاحب حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق مدفون ہیں، دفن ہوں گے۔ اور پھر قیامت میں رسول پاک اور اصحاب کرام کے ہمراہ مقبرہ مبارکہ سے اکٹھے اٹھیں گے۔ چونکہ مرزا قادیانی کو نہ حج بیت اللہ نصیب ہوا، نہ مدینہ منورہ میں مقبرہ رسول میں دفن ہوئے، اسلئے سچے مسیح موعود نہ تھے۔

مولانا نے مقبرہ رسول کا ایک نقشہ بھی کتاب وفاء الوفاء سے دکھایا جس میں قبر مسیح کے لئے جگہ چھوڑی ہوئی ہے۔مولانا کے دلائل کا کوئی جواب مرزائی مناظر سے نہ بن پڑا۔

دوسرے اجلاس میں اہل اسلام کی طرف سے پھر فاضل جہلمی پیش ہوئے اور مرزائیوں کی طرف سے مولوی اللہ دتا جالندھری۔

مولانا جہلمی نے مرزاجی کے کذب کی فہرست دیتے ہوئے ان کے عجیب غریب الہامات کر پرخچے اڑائے۔اور تصانیف مرزا سے ثابت کیا کہ

مرزا جی نے نہ صرف رسول پاک اور آپ کے اہل بیت ہی کی کھلے لفظوں میں توہین کی ہے۔

اور حضرت مسیح کی جن کا مثیل ہونے کے مدعی ہیں سخت تذلیل کی ہے۔

بلکہ خدائی کے مدعی ہوکر آسمان وزمین کا خدا کی طرح مالک ہونے

کن فیکون کا اختیار رکھنے

خود کامل خدا کا نام ناقص قرار دینے

نیا آسمان وزمین پیدا کرنے کے کفریہ دعاوی کئے۔

پھر دوسال مریم بن کر پردہ میں نشو ونما پانے، پھر حاملہ ہوکر دس مہینے کے بعد دردزہ ہونے پر عیسی بچہ جننے کا ہذیان کیا ہے۔

قرآن میں قادیان کا نام ہونے انا انزلناہ قریبا من القا دیان کا قرآن میں درج ہونے

پیش گوئیوں کے کاغذ پر خدا کے دستخط لینے

خدا نے مرزا کا تب نادان کی طرح قلم چھڑکنے،

مرزا اور اس کے مرید کے کپڑوں پر سرخی کے نشان پڑ جانے کے مضحکہ خیز بیانات شائع کئے۔

پھر خدا کے بے شمار ہاتھ پیر اور جسم کے طول وعرض اور تندوے کی طرح تاریں ہونے کا عقیدہ لکھا ہے۔

فاضل کرم الدین جہلمی نے اپنی تقریر میں ان واقعات کو ایسے عجیب انداز

میں بیان کیا کہ اہل اسلام تو ایک طرف، مخالفین بھی مرزائیوں کی ذلت دیکھ کر خوشی کے جاموں میں پھولے نہ سماتے تھے۔ مرزائی جماعت کی یہ حالت تھی کہ اگر زمین جگہ دیتی تو گھس جاتے۔ قادیانی مناظر کی حالت قابل رحم تھی۔ زبان گنگ ہوگئی تھی۔ ناطقہ بند ہوگیا۔ بحالت سراسیمگی خود ہی اپنے خلاف باتیں کہہ دیتا۔ چنانچہ ایک دفعہ مرزا کے مردود خلائق ہونے کا اقبالی ہوگیا۔

غرض مناظرہ کا خاتمہ اہل اسلام کی شاندار فتح اور مرزائیوں کی شرمناک شکست پر ہوا۔ ہر دو روز ہجوم خلق بے شمار رہا۔ دور دور سے لوگ مناظرہ سننے کے لئے آئے تھے۔ اہل اسلام کے علاوہ آریہ عیسائی صاحبان بھی کثرت سے موجود تھے۔ ایک انگریز پادری صاحب مسمی سٹورٹ تو ہر ایک اجلاس میں شریک ہوکر نقلی عیسائیوں (مرزائیوں) کی ذلت کا مشاہدہ کرتا رہا۔

مسلمانوں کو یہ عظیم الشان فتح مبارک ہو اللھم اید الاسلا م۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء مطابق ۴ رمضان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۶ ص ۴۔۵)

تقابل ریفارمران آریہ مرزائیہ با آئمہ رافضہ۔۲

(گذشتہ پرچہ اہل حدیث امرتسر میں یہ مضمون درج ہوا ہے۔ اس میں قابل مضمون نگار نے ثابت کرنا چاہا ہے کہ سوامی دیانند اور مرزا صاحب نے جو جو سخت کلامیاں کی ہیں آئمہ شیعہ کے نام سے شیعہ نے ان سے بہت زیادہ کی ہیں اور اڈیٹر اہل حدیث کو چیلنج دیا ہے کہ ان کی پیش کردہ دشنامہا کے وزن کے دشنام ان دونوں ریفارمروں کے قلم سے دکھاویں۔ گذشتہ پرچہ میں نمبر ۴۲ تک درج ہو چکا آج نمبر ۴۳ شروع ہوتا ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر)

(مجھے اہل حدیث امرتسر کا وہ پرچہ نہیں ملا، اس لئے اس مضمون کی قسط اول درج نہیں کی جاسکی۔ بہاء)

❁ زادالمعاد صفحہ ۵۸۰۔

البتہ بکشائم برروئے کسے کہ غضب کند حق علی راہزار دراز پست ترین طبقات جہنم کہ آں رافیلوق میگوئند اورا واصحاب اورا درقعر جہنم جادہم کہ شیطان از مرتبہ خود ومشرف شود۔ واورانفرین کند وآں منافق را درروز قیامت عبرتے

گردانم برائے فرعونہا کہ درزمانہ ہائے پیغمبران دیگر بودند۔

القاب جدید: بدتر از شیطان ۴۳۔ بدتر از فراعنہ ۴۴

❀فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۱۵

عن ابی جعفر قا ل کا ن الناس اهل رده ا لا ثلا ثة مقداد ابو ذر سلما ن ۔یعنی جملہ صحابہ رسول۔

لقب جدید: مرتدین ۴۵

❀کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۱۵

عن ابی جعفر ان الشیخین فا رق الد نیا لم یتو لوا فعلیها لعنة الله والملا ئكة و الناس ا جمعين ۔

لقب جدید: ملعون ۴۶

❀حیات القلوب صفحہ ۱۹۲،۱۹۳۔

و الشجرة الملعونة فی القر آ ن واعدائے خبیثہ ایشاں دا آں شجرہ خبیثہ وشجرہ ملعونہ تشبیہ دادہ فرمود کہ بعضے ازاں بمنزلہ ریشہ اند مثل ابوبکر وعمرو بعضے شاخ اند مثل بنی عباسوا مثال ایشاں۔

القاب جدید: شجرہ خبیثہ، ۴۷۔شجرہ ملعونہ ۴۸

❀حیاۃ القلوب جلد سوم صفحہ ۱۰۵۔

از حضرت رسول روایت کردہ کہ محشور مے شوند درقیامت امت من بہ پنج علم ۔اول با فرعون ایں امت کہ ابوبکر است ۔۔ دوم سامری ایں امت کہ عمر باشد۔سوم جاثلیق ایں امت کہ عثمان است (یعنی پادری)

لقب جدید: جاثلیق ۴۹

❀زادالمعاد (شیعہ) صفحہ ۱۸۰۔

بررود شکم فاطمہ زہرا زد وبرحضرت امیرالمومنین (علی) افترا سے (یعنی عمر)

لقب جدید: مفتری ۵۰

❀حیاۃ القلوب جلد دوم صفحہ ۵۳۲۔

تا آنکہ بدر خیمہء عمر رسیدم او ابوسفیان را شناخت وگفت الحمد للہ کہ بدست ما افتادی وعمر

بجانب خیمہ حضرت دوید و گفت یارسول اللہ ابوسفیان را آوردہ اند بے عہد و پیمانے رخصت بدہ تا من گردنش بزنم وعمر را پیوستہ عادت بود کہ اسیرے را دست بستہ مید ید عرق نامردیش بحرکت مے آمد۔

لقب جدید: نامرد ۵۱

﴿حیاۃ القلوب جلد سوم صفحہ ۲۰۶۔

پس آنہا کہ درعذاب خواہند شد دشمنان آنحضرت اند کہ حق اوراغصب کردند در دنیا و بناحق پادشاہی یافتند و خدا مہلت داد ایشاں را۔

القاب جدید: دشمن ۵۲۔ غاصب ۵۳

﴿حیاۃ القلوب جلد سوم صفحہ ۲۹، ۱۲۴، ۱۲۵۔

ہر کہ انکار یا اظہار عداوت امام کند مشرک است یعنی بت پرست۔ مشرکاں آنہا اند کہ باعلی در خلافت قرار دادہ اند و آنہا کہ امیر المومنین را از مرتبہ اول خلافت بمرتبہ چہارم قرار دادہ اند۔

القاب جدید: مشرک ۵۴۔ بت پرست ۵۵

﴿حیاۃ القلوب جلد دوم صفحہ ۷۲۸۔

عائشہ دختر ابوبکر بود و تا خلافت معاویہ زندہ بود و عمرش شومش بہفتا درسید۔

لقب جدید: شوم ۵۶

﴿مجالس المومنین صفحہ ۲۲۳

شاگردی ابوحنیفہ نسبت باامام جعفر ایں قدر بودہ کہ ازاں حضرت بعضے از احادیث شنیدہ و چوں و چوں آنحضرت ﷺ اورا مردودان میدانستند از وتقیہ مے نمود۔

لقب جدید: مردود ۵۷

﴿حیاۃ القلوب جلد سوم صفحہ ۱۳۹۔

غیر المغضوب علیہم و لا الضالین صادق فرمودہ کہ آنہا کہ غصب کردہ شدہ بر آنہا ناصبیاں یعنی جمیع سنیاں اند۔ وگمراہان یہود و نصاری۔

لقب جدید: مغضوب ۵۸

☆ حیات القلوب جلد سوم صفحہ ۲۰۶

و آفاق تنگ کردن زمین است بر سنیاں در زمان قائم (مہدی) و بعضے از سنیاں در آں زمان بصورت حیوانات مسخ خواہند شد۔

لقب جدید: حیوانات ۵۹

☆ اصول کافی صفحہ ۳۴۴

یقتله عفریت۔،

لقب جدید: عفریت ۶۰

☆ بحر الانساب صفحہ ۲۱۵۔

پس خداوند عالم آنحضرت را از انظار فساق و فجار و ظلام و منافقین و کفار اشرار غائب و مخفی فرمود۔

القاب جدید: فساق ۶۱۔ ظلام ۶۲۔ کفار اشرار ۶۳

☆ ایضا بحر الانساب صفحہ ۲۱۶۔

واقع شدہ است در گردن (ہر امام) بیعت طاغی کثیر الطغیان۔

لقب جدید: طاغی کثیر الطغیان ۶۴

☆ ایضا بحر الانساب صفحہ ۲۴۳۔

ہادی با ضلالت فرعونی و قساوت شدادی خلیفہ شد۔

لقب جدید: شداد ۶۵

☆ حلیۃ المتقین صفحہ ۱۲۹۔

و آبے کہ در حمامہائے سنیاں جمع شوند از غسل مکن کہ دراں غسالہ یہود یہود و نصرانی و گبر دشمن اہل بیت کہ از ہمہ بدتر است جمع مے شود و خدا خلقے از سگ نجس تر پیدا نکردہ و دشمن ما اہل بیت از سگ نجس تر است۔

القاب جدید: یہود ۶۶۔ نصرانی ۶۷۔ گبر ۶۸۔ سگ نجس ۶۹

☆ حیات القلوب جد سوم صفحہ ۱۹۵

از صادق روایت کردہ کہ ایں آیہ در شان سنیاں است کہ در رجعت خوراک ایشاں قذرہ خواہد بود،

لقب جدید: برا خوار۔۷۰

نوٹ: حوالجات مذکورہ تو پہلے شیعہ مصنفوں کے ہیں۔ اب ذرہ آج کل کے روافض کی بھی سنئے جو درحقیقت اپنے بزرگوں کی روش پر چل رہے ہیں۔

✿ اخبار درنجف سیالکوٹ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء، صفحہ ۶۔

سنیوں کا ایمان موجودہ قرآن شریف پر ہے اور نہ ہوسکتا ہے اور جناب رسول اللہ کو یہ لوگ (معاذ اللہ) خاطی گنہگار غیر معصوم کافر اور بت پرست ڈاکو شہوت پرست اور بے عقل وغیرہ مانتے ہیں۔

القاب جدید: خاطی ۷۱۔ گنہگار ۷۲۔ غیر معصوم ۷۳۔ ڈاکو ۷۴۔ شہوت پرست ۷۵۔ بے عقل ۷۶

نوٹ کیا کسی مسلمان کے دل میں ایسے ناپاک خیالات کا گذر ہوسکتا ہے جیسا کہ اس زبان دراز نے سنیوں کو آڑ بنا کر یہ جگر دوز وایمان سوز کلمات سرور عالم ﷺ کی نسبت استعمال کئے ہیں کیا اہل سنت کچھ عبرت حاصل کریں، بنگش۔

✿ درنجف ۲۴ جون ۱۹۲۳ء صفحہ ۷۔

بدر واحد کے فراریوں کو آپ بزرگان دین میں شمار کریں ہمارے نزدیک فاروق اعظم وصدیق اکبر (یعنی علی) کی متابعت فرض ہے نہ آثم خائن غادر کاذب کی محبت۔

القاب جدید: آثم ۷۷۔ غادر ۷۸۔ کاذب ۷۹

✿ درنجف ۱۵۔۲۴ مارچ ۱۹۲۵ء صفحہ ۷۔

حضرت عثمان خلیفہ اجماعی کو کتاب اللہ وسنت کے خلاف روش اختیار کرنے اور بدعات جاری کرنے اور بیت المال کے غبن کے الزام پر قتل کردیا اور بغیر غسل وجنازہ کے حش کوکب یہود کے گورستان میں دفن کیا گیا (یعنی جنت البقیع جس میں حضرت فاطمہ امام حسن وغیرہ دفن ہیں بنگش)۔

القاب جدید: بدعتی ۸۰۔ غابن ۸۱، حش کوکب ۸۲

✿ درنجف ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۷۔

گستاخانہ بے ادبانہ گفتگو صلح حدیبیہ میں حضرت عمر نے جناب رسول اللہ

سے کی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کی اور فیصلہ آنحضرت ﷺ سے ناراضگی اور انحراف ظاہر کیا۔

القاب جدید: گستاخ ۸۳۔ بے ادب ۸۴۔ منحرف ۸۵

⚘ درنجف یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۴۔

کم بخت نے شیعیت کو کسی بوڑھے جاہل کی مشیخت و خلافت سمجھا ہے۔

لقب جدید: بوڑھے جاہل (ابوبکر) ۸۶

⚘ درنجف ۸ جون ۱۹۲۳ء صفحہ ۶

جب دغا دی وقت مشکل ہم نشین غار نے
آفرین صد آفرین کہتا ہے عترت بر بشر

لقب جدید: دغاباز ۸۷

⚘ درنجف ۱۵۔ اپریل ۱۹۲۵ء صفحہ ۸۔

لباس فاخرہ میں مزین ہو کر رسول کو ایذا دینے والے حضرت ثانی،

لقب جدید: موذی (عمر فارق) ۸۸

⚘ درنجف ۸ جون ۱۹۲۳ء صفحہ ۵

تمہاری تیغ نے اعداء کے سرتن سے اتارے تھے۔ بزکوہی کا تمغہ مل گیا پلٹے علم لے کر، (یعنی عمر فاروق)

لقب جدید: بزکوہی ۸۹

⚘ درنجف یکم جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۴۔

بی بی عائشہ کی زہر خورانی، جناب بی بی عائشہ نے آنحضرت ﷺ کو دوا کے بہانے زہر دے کر کام تمام کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو تلخی وسکرات موت سب سے زیادہ ہوئی (حضرت صدیقہ کو قتل پیغمبر کا مجرمہ قرار دیا)

لقب جدید: قاتلہ رسول ۹۰

اطلاع: سابقہ کتب شیعہ کے حوالجات تو بے شک قابل ذکر ہیں مگر درنجف کے حوالے شائد ساری جماعت شیعہ پر حجت نہ ہوں اس لئے جتنے درج ہوئے بطور نمونہ کافی جان کر باقی کو حذف کیا جاتا ہے ناظرین ہمارے قابل نامہ نگار غلام احمد

خان صاحب آف ہنگو کی محنت کی داد دینے کو اس کے پہلے پرچہ کا ورق نکال کر الگ کر کے جلد کے شروع میں لگالیں۔ آئندہ پرچہ میں جواب نکلے گا۔ انشاء اللہ

(اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء مطابق ۔۴ رمضان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۶ ص ۷۔۸)

قادیانی اور دیانند سوامی سب سے بڑھ کر ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

جب سے ہمارا رسالہ، ہندوستان کے دو ریفارمر، شائع ہوا ہے جس میں ہم نے ان دونوں رفارمروں (مرزا صاحب قادیانی اور سوامی دیانند) کے اپنے الفاظ میں دکھایا ہے کہ یہ دونوں صاحب اپنے مخالفوں کو مکروہ الفاظ سے یاد کرنے میں سب سے بڑھ کر تھے، تب ہی سے ناظرین میں یہ امر زیر غور آرہا ہے کہ ایسے بڑے ریفارمر کہلانے والے ایسے ایسے الفاظ استعمال کریں تو عوام کالانعام کس شمار و قطار میں ہوں گے۔

ہمارے ناظرین میں جناب خانزادہ غلام احمد خان آف ہنگو کو شیعہ لٹریچر سے خاص دلچسپی ہے۔ انہوں نے اپنے حسب مذاق ہمارے دعوی کے جواب میں یہ دعوی کیا ہے کہ آپ ان دونوں رفارمروں کی بدکلامی کے باعث ان کو اول درجے پر سمجھتے ہیں، یہ دعوی آپ کا غلط ہے میں بتاؤں کہ شیعوں کے امام یا مصنف اس خصوص میں بڑھ کر ہیں چنانچہ انہوں نے اپنے دعوی کے ثبوت میں ایک لمبا مضمون بھیجا جو اہل حدیث مورخہ ۸۔۱۵ فروری ۱۹۲۹ء میں درج ہو چکا ہے۔

خان صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں ۱۳۹ نمبر دشنام ہاء شیعہ لکھے تھے جن میں سے ہم نے ۹۰ درج کیے باقی کو دانستہ ترک کر دیا جس کی وجہ پرچہ اہل حدیث ۱۵ فروری میں بتائی گئی حسب اعلان ہم بھی اپنا ثبوت دینے کا حق رکھتے ہیں ابھی ہم نے اس کام کے لئے قلم نہ سنبھالا تھا کہ ہمارے ناظرین میں سے ایک صاحب منشی محمد عبداللہ معمار امرتسری بیچ میں آگئے کہ میں جواب دیتا ہوں چنانچہ ان کا جواب درج ذیل ہے۔ مدیر اہل حدیث امرتسر۔

جناب منشی محمد عبداللہ صاحب معمار امرتسری لکھتے ہیں:

ناظرین کرام! جناب خان صاحب غلام احمد بنگش کا مضمون بعنوان تقابل ریفارمران اخبار اہل حدیث میں نکلنا شروع ہوا میرے دل میں یہ خیال چٹکیاں لیتا رہا کہ خان صاحب مضمون ختم کر لیں تو میں مولانا ثناء اللہ صاحب سے اجازت لے کر خان صاحب کو بتاؤنگا کہ اس فن (سب وشتم) میں ہمارا پنجابی مسیح بڑھ کر ہے۔ بڑھ کر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رافضہ نے حضرات صحابہ کو کچھ کہا، مگر ہمارے پنجابی مسیح نے حضرات انبیاء وہدف بنایا ہے۔ یہ تو سب غیر مسلم جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء حضرات صحابہ سے بہت افضل ہیں اس لئے جو شخص حضرات انبیاء کوسب وشتم کرے وہ اس سے بڑھ کر ہوگا جو صحابہ کرام کو برا کہے پس خان صاحب اس اصول سے میرے پیش کردہ حوالجات غور سے پڑھیں اورانصاف سے کہیں کہ ہمارا پنجابی مسیح آئمہ رافضہ سے اس خصوص میں بڑھ کر ہے یا نہیں؟

نام کتاب۔ دافع البلاء صفحہ ۲۶۔ الفاظ مرزا قادیانی:

> مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا ہو یا ہاتھوں ... سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔

القاب: شرابی، حرام مال استعمال کرنے والہ، بدتعلق، غیر حصور

تشریح بقلم مرزا: شراب خوری ام الخبائث ہے (نصرۃ الحق یعنی براہین پنجم) مرزا صاحب کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح، خدا کی نظر میں بھی معتوب تھے۔

ریویو آف ریلی جنز اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴۹۔ (مرزا قادیانی کو مرض ذیابیطس میں کسی شخص نے افیون کھانے کا مشورہ دیا تو فرمایا) اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا مسیح افیونی۔ تمسخرانہ طور پر شرابی کا لقب دیا۔

۵۔ تشریح: یورپ کے لوگ جو شراب پیتے ہیں اسکا سبب بھی یہی فعل مسیح ہے (مفہوم

حاشیہ کشتی نوح۔ص ۶۵)
چشمہ مسیحی صفحہ ۹ : حضرت عیسی علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اسپر بد دعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس بد زبانی میں اس قدر بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولدالحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت گالیاں دیں ...اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔

القاب : بداخلاق۔ لم تقولون ما لاتفعلون کا مصداق، بدزبان، گالیاں دینے والا۔ ۶، ۷، ۸، ۹۔

تشریح :

سنو! میرے نزدیک وہ بڑا ہی خبیث ملعون اور بد ذات ہے جو خدا کے برگزیدہ اور مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے (صفحہ ۱۹۔البلاغ المبین مرزا جی کا آخری لیکچر لاہور)

اعجاز احمدی صفحہ ۲۵۔

افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسی کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں اسکی نظیر کسی نبی میں بھی پائی نہیں جاتی۔ شائد خدائی کے لئے یہ بھی ایک شرط ہوگی

القاب : غبی الطبع، دعوی الوہیت کا مخفی الزام۔ ۱۰، ۱۱۔

تشریح : توہین انبیاء کفر ہے (انوار الاسلام۔ص ۳۴)

اخبار الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء۔ مسیح ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا جب استاد کے سامنے اسکے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اسکو عاق کر دیا... یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کس طرح وہ مسیح ابن مریم نوجوان عورتوں سے ملتا تھا اور کس طرح ایک بازاری عورت سے عطر ملواتا تھا۔

القاب : عاشق طبع، نامحرم عورتوں سے ملنے والا، بازاری عورت سے عطر ملوانے والا، حسن پرست۔ ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵۔

تشریح : حضرت مسیح کا ایک عورت سے عطر ملوانا بہت عمدہ فعل تھا اور اس پر اعتراض کرنا بے ہودہ پن ہے (بدر ۴ مئی ۱۹۰۸ء)۔ یہودی کہتے ہیں کہ مسیح ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا

مگر یہ بات بے اعتبار ہے (اعجاز احمدی۔ص ۲۵)

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵ تا ۸: یسوع کی تمام پیشگوئیوں سے جو

۱۔عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیشگوئی (آتھم) کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت ہوجائے تو ہم ہرتاوان دینے کو تیار ہیں اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں ہی کیا تھیں۔

۲۔صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گےلڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے، کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے اور کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا محض یہودیوں کے تنگ کرنے کو۔اور

۳۔ جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی اب کوئی حرام کار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ ایک شریر مکار جس میں سراسر یسوع کی روح تھی ...سو یسوع صاحب کی بندشوں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کو کیسا داؤ کھیلا۔؛؛؛ اسی بنا پر

۴۔ہتھیار بھی خریدے اور شہزادہ بھی کہلایا، مگر تقدیر نے یاوری نہ کی معلوم ہوتا ہے آپ کی عقل بہت موٹی تھی آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب ... ہاں آپ کو بدزبانی کی اکثر عادت تھی ادنی ادنی بات میں غصہ آجاتا اور اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے ....آپ تو گالیاں دیتے تھے مگر یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے ...آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

القاب: مردہ خدا، درماندہ انسان، مردہ، نادان، شریر، مکار، پیش بندی کرنے والا، داؤ باز، موٹی عقل والا، جاہل، بدزبان، مغلوب الغضب، جھوٹا ۱۷ تا ۲۸۔

تشریح: جن فقروں پر ہم نے نمبر لگائے ہیں مرزا جی کو اقرار ہے کہ ان کا فاعل قائل

حضرت عیسیٰ تھا دیکھو: ۱۔ دافع البلاء ص ۱۲۔ البلاغ المبین آخری لیکچر،، ۲، ازالہ اوہام طبع اول جلد اول صفحہ ۳، ۳: نصرۃ الحق صفحہ ۲۲، ، ۴: تصدیق النبی صفحہ ۶۸، ۵ چشمہ مسیحی صفحہ ۹، ۶۔ اعجاز احمدی صفحہ ۱۴۔

حاشیہ ازالہ اوہام جلد ا صفحہ ۴۔ ۵ طبع سوم:

حضرت مسیح کی تہذیب اور اخلاقی حالت پر ایک سخت اعتراض وارد ہوتا ہے ... فقیہوں اور فریسیوں کو مخاطب کر کے حضرت مسیح نے نہایت غیر مہذب الفاظ استعمال کئے بلکہ تعجب تو یہ ہے کہ ان یہودیوں کے بزرگوں نے نہایت نرم اور مودبانہ الفاظ سے سراسر انکساری کے طور پر حضرت مسیح کی خدمت میں یوں عرض کی ... مگر اس کے جواب میں ... یہ الفاظ استعمال کئے کہ اس زمانہ کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں الخ۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ وہ ان بزرگوں کو ہمیشہ دشنام دہی کے طور پر یاد کرتے رہے کبھی انہیں کہا: اے سانپ کے بچو (دیکھو متی باب ۲۳ آیت ۳۳) کبھی انہیں کہا: اندھے، دیکھو متی باب ۱۵ آیت ۱۴، کبھی ان کا نام سور کتے رکھا، کبھی انہیں احمق جہنمی کہا۔ حالانکہ آپ ہی حکم اور خلق کی نصیحت دیتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے بھائی کو احمق کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا۔

القاب: بدتہذیب، بداخلاق، غیر مہذب الفاظ استعمال کرنے والا، دشنام دہ، فحش زبان، بے علم جہنمی۔ ۲۹ تا ۳۵۔

تشریح: یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہوکر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں (تریاق القلوب۔ ص ۸)

....

انجام آتھم صفحہ ۳۸ (عیسائی) اس شخص کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ میں

۱۔ نیک نہیں ہوں اور جس نے

۲۔ شراب خوری قمار بازی اور

۳۔ کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ

۸۔ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر عطر کی کمائی کا تیل ملوا کر، اور اس کو یہ موقع دے کر کہ اس کے بدن سے بدن لگائے اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں سے کوئی بھی حرام نہیں۔ سو ایسے شخص کو تو انہوں نے خدا بنا لیا مگر خدا کے پاک نبیوں کو... گالیاں دینا شروع کر دیا... نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا پھر ایسا ظاہر کیا کہ یہ میری تعلیم ہے .. آپ کا ایک یہودی استاد تھا۔ آپ نے تورات کو سبقاً سبقاً پڑھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو تورات نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا یا استاد کی شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا بہر حال آپ علمی اور عملی قوی میں بہت کچے تھے اسی وجہ سے آپ ایک دفعہ شیطان کے پیچھے چلے گئے ... عیسائیوں نے آپ کے بہت معجزات لکھے ہیں مگر حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اس دن سے کہ آ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو ولد الحرام ٹھہرایا... شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا آپ کا یہ کہنا کہ

۹۔ میرے پیرو زہر کھائیں گے تو ان پر کچھ اثر نہیں ہوگا یہ بالکل جھوٹ نکلا ...اور ایسا ہی

۱۰۔ آپ یہ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ جا اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے ... ممکن ہے کہ آ نے معمولی تدبیر سے کسی شب کور وغیرہ کا علاج کیا ہو ... مگر بد قسمتی سے اس زمانہ میں ایک تالاب ۱۱ بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے ...اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے ...اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا... آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر

شائد یہ بھی خدائی کے لئے کوئی شرط ہوگی ... آپ وہی حضرت ہیں جنہوں نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ یہ تمام لوگ ابھی زندہ ہوں کہ میں پھر ۱۲ واپس آجاؤں گا حالانکہ نہ صرف وہ بلکہ انیس نسلیں مرچکیں مگر آپ تشریف نہ لائے۔

القاب: بد، شراب خور، قمار باز۔ بدنظر، مال حرام استعمال کرنیوالا، خارج از انبیاء طیبین، چور، قوی عملیہ وعلمیہ میں کچا، گندہ دہن، مکار، فریبی، پلیدوجود والہ۔ ۳۶ تا ۴۷

ہم نے جن فقروں پر نمبر دیئے ہیں مرزا جی کو اقرار ہے کہ ان افعال کا فاعل حضرت عیسی ہے ا۔ دیکھو نورالحق صفحہ ۶۷۔ ۲، کشتی نوح کا حاشیہ صفحہ ۶۵۔ ۳، الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء، ۴، بدر ۴ مئی ۱۹۰۸ء، ساتواں فقرہ دیکھو جنگ مقدس تقریر ۳ جون۔ نمبر ۸ چشمہ مسیحی صفحہ ۸ نمبر ۹۔ جنگ مقدس تقریر ۲۶ مئی ۱۸۹۳ء، نمبر ۱۰ جنگ مقدس تقریر مذکور بالا۔ نمبر ۱۱ ازالہ اوہام ص ۷، نمبر ۱۲ نصرۃ الحق صفحہ ۱۰۱-۱۰۲۔ تیرھواں فقرہ چشمہ مسیحی صفحہ ۹

بدر ۹ مئی ۱۹۰۷ مرزا کی ڈائری: اخبار بدر کا اڈیٹر لکھتا ہے:

دوبارہ آمد: فرمایا ایک دفعہ حضرت مسیح دنیا میں آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک ہوگئے دوبارہ آکر وہ کیا بنائیں گے کہ لوگ ان کی آمد کے خواہش مند ہوں۔

القاب: وجود مسیح بنیاد شرک۔ ۴۸

تعجب: ناظرین حیران ہوں گے کہ مرزا صاحب نے یہ جو کچھ فرمایا ہے ایک ایسے نبی اولوالعزم رسول کے حق میں فرمایا ہے جس کے حق میں خود ہی لکھتے ہیں:

خدا کا دائمی پیارا دائمی محبوب دائمی مقبول یسوع ایک بندہ خدا جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں۔ تحفہ قیصریہ چشمہ مسیحی وغیرہ

باقی ہنوز بہت۔ خادم امت مرزا محمد عبداللہ معمار کٹرہ کرم سنگھ امرت سر

اطلاع: سوامی دیانند والا حصہ ابھی باقی ہے جو آئندہ ادا کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔ مدیر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر یکم مارچ ۱۹۲۹ء مطابق ۱۸ رمضان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۸ ص ۶-۹)

قادیانی وفد گورنر کے حضور

(ہم ہی حضور کے خدام ہیں)

۲۱ جنوری ۱۹۲۹ء کو قادیانی وفد نے حضور گورنر پنجاب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی وفاداری کا اظہار یا بالفاظ تجدید ایمان کیا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہر سوسائٹی اور جماعت اپنے لئے جو بہتر راستہ جانے اختیار کیا۔

ہاں ہمیں اعتراض یا تنقید ہے تو اس بات پر ہے کہ وفد مذکور نے حاضر ہو کر وہی کام کیا جو خواجہ حالی ایسے لوگوں کے حق میں کہہ گئے ہیں:

جب تک نہ ہو دشمن ایمان پکا
مومن کا نہیں ہوتا ہے ایمان پکا
ہم قوم کی خیر مانگتے ہیں حق سے
سنتے ہیں کسی کو جب مسلمان پکا

وفد مذکور نے اپنے بانی کے واقعات تاریخی بتا کر سب سے پہلے جو فقرہ گورنر کے سامنے عرض کیا وہ یہ تھا یہ کہ:

خونی مہدی کا انتظار: جب حضرت مرزا غلام احمد نے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو تمام دنیا کے مسلمان ایک ایسے مہدی کی آمد کے منتظر تھے جو آ کر تمام غیر مسلموں سے جہاد کرے گا اور کفار کو بزور شمشیر داخل اسلام کرے گا اور وہ ہماری جماعت کے مقدس بانی کے دعوی کو سن کر جو اپنی مثال حضرت یسوع مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح ایک حلیم الطبع اور امن پسند مناد کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بہت افروختہ ہوئے۔ اس دعوی کو سن کر ہر طبقہ کے مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا جو طوفان برپا ہوا اس کی نظیر ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں نہیں ملتی۔ (الفضل ۱۲ فروری ۱۹۲۹ء ص ۳)

معلوم نہیں اس فقرہ کے لکھنے سے وفد اور وفد کے امام قادیانی خلیفہ کو کتنے ایکڑ اراضی ملنے کی امید ہے اگر نہیں تھی تو اتنے بڑے جھوٹ کو منہ سے کیوں نکالا گیا

بے فائدہ اور عبث جھوٹ بول کر حکام کو مائل کرنے میں کامیابی سمجھنا کسی مذہبی جماعت سے ممکن ہوسکتا ہے، کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہیں رکھتا کہ:

حضرت مہدی غیر مسلموں کو بزور شمشیر داخل اسلام کریں گے

یہ ایسا سفید نہیں سیاہ بہتان ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی

ہاں مسلمانوں کا عقیدہ حضرت مہدی کے حق میں وہی ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ امام مہدی کے آنے سے پہلے تمام زمین ظلم سے بھر جائے گی ان کے آنے سے عدل و انصاف سے بھر جائے گی ملئت عدلاً کما ملئت جوراً ۔ ہر قوم کے لوگ ان کے اثر صحبت سے خود بخود اسلام میں کھنچے آئیں گے چنانچہ یہی عقیدہ مرزا صاحب قادیانی نے قبل دعویٰ مہدویت خود بھی براہین احمدیہ میں حضرت مسیحؑ کے حق میں لکھا ہوا ہے

کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اسلام جمیع اطراف میں پھیل جائے گا (ص ۴۹۹)

مختصر یہ ہے کہ حضرت مہدی کو خونی مہدی کہنا اور ان کی بابت مسلمانوں کا یہ اعتقاد بتانا کہ غیر مسلموں کو جبراً اسلام میں داخل کریں گے، صریح بہتان اور کذب بیانی ہے۔

اسی وفد نے یہ بھی ظاہر کیا کہ ہم جملہ بانیان مذاہب کو خدا کی طرف سے جانتے ہیں یعنی ان کی عزت کرتے ہیں اس کے جواب میں ایک ایسی مقدس ہستی کا نام پیش کرتے ہیں جس کو نا صرف مسلمان بلکہ گورنر اور ان کی ساری قوم مقدس مانتی ہے یعنی مسیحؑ ان کی بابت قادیانی مذہب کے بانی کے شستہ الفاظ گذشتہ پرچہ اہل حدیث میں بہت سے درج ہو چکے ہیں آج بھی ایک فقرہ درج ذیل ہے جس سے قادیانی وفد کی راست گوئی اور بانی مذہب قادیانی کی اندرونی صفائی کا پتہ لگتا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

مسیح کا چال چلن، کھاؤ پیؤ، شرابی، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والہ.. (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳۔۲۴)

اعیان اسلام! کیا یہودی حضرت مسیحؑ کی شان میں اس سے زیادہ کچھ کہتے یا کہہ سکتے ہیں؟

اس کے علاوہ وفد مذکور نے گورنمنٹ کے حضور اپنی خدمات اور وفا داری کا ذکر کیا ہے جس سے بحیثیت مذہبی ہمیں کوئی بحث نہیں ہاں ایک معزز عہدہ دار ڈپٹی کمشنر

گورداسپور کے الفاظ ہم نقل کرتے ہیں جنہوں نے جماعت مرزائیہ کے متعلق خاص قادیان کے دورے میں رائے ظاہر کی تھی جو خود قادیانی روایت سے ثابت ہے۔ کتاب سیرۃ المہدی (مصنفہ مرزا بشیر پسر مرزا صاحب آنجہانی) میں لکھا ہے کہ

صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور دورہ کرتے ہوئے قادیان میں آئے مرزائی وفد ان سے ملنے گیا تو انہوں نے کہا: میں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ جماعت (مرزائیہ) کیوں بن رہی ہے اور میں تمہاری باتوں سے ناواقف نہیں اور میں اب جلد تمہاری خبر لینے والا ہوں اور تم کو پتہ لگ جائے گا کہ کس طرح جماعت بنایا کرتے ہیں۔ (سیرۃ المہدی۔ص ۱۲۰)

ہم نہیں کہہ سکتے کہ ڈپٹی کمشنر نے کس بنا پر یہ فقرے کہے تھے۔

وفد مذکور نے اپنی تعلیمی کوشش کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ تعلیم یافتہ جماعت میں ہم احمدی لوگ فی صدی چالیس ہیں۔ ہم نہیں جانتے یہ دعوی کہاں تک صحیح ہے سب سے پہلے اس دعوی کی تصدیق لاہور سے ہونی چاہیے لیکن بحیثیت مذہب، اہل حدیث، کو اس سے سروکار نہیں۔

نوٹ: وفد مذکور اپنے اڈریس میں اگر ہم مسلمانوں کی دل آزاری نہ کرتا تو ہم کو اسکی نسبت لکھنے کی حاجت نہ تھی: مارا چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد وخر رفت

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۵ رمضان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۹ص ۲۔۳)

مرزا اور بہاء

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ بریلی سے لکھتے ہیں:

مکرم محترم مولانا مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء میں ، مرزا اور بہاء ، کے عنوان سے ایک لیڈنگ آرٹیکل نکلا ہے۔ وہ خوب ہے۔

فی الحقیقت آج قادیانی مشن کے ساتھ بہاہیت کا ذکر ہونا بھی ضروری ہے میرا خیال ہی نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ آئندہ زمانہ میں مرزائیت پر مضمون لکھنے والے

ساتھ ساتھ بہاہیت کا بھی ضرور ذکر کیا کریں گے کیونکہ یہ دونوں مذاہب ایک ہی اصول اور ایک ہی لائن پر گامزن ہیں۔فرق صرف آگے پیچھے یا استاد شاگرد کا سا ہے۔

مضموم مذکور بالکل درست اور صحیح لکھا گیا ہے صرف صفحہ ۲ کا حاشیہ نمبر ا، یعنی، قائم سے مراد ذات بہاء اللہ ہے، صحیح نہیں۔ایقان کی جس عبارت پر حاشیہ مذکور لکھا گیا ہے وہاں قائم سے مراد بہاء کی ذات نہیں بلکہ اس سے مراد جناب محمد علی باب ہیں جن کو اہل بہاء قائم آل محمد اور امام مہدی وغیرہ مانتے ہیں۔

دراصل یہ کتاب ایقان، جناب بہاء اللہ نے اس وقت تصنیف کی تھی جب کہ وہ خود ابھی مدعی نہ تھے صرف بابی فرقے میں بطور لیڈر کے کام کرتے تھے اور یہ کتاب مذہب بابیہ ہی کی حمایت میں لکھی گئی تھی خود جناب بہاء اللہ دوسرے بابیوں کی طرح علی محمد باب کے موعود من یظهره الله (وہ جس کو خدا ظاہر کرے گا) کے انتظار میں تھے۔

جناب بہاء اللہ نے یہ دعوی کیا کہ وہ شخص جس کی بشارت من یظهره الله کے نام سے باب نے دی تھی وہ میں ہی ہوں، تو بابیوں نے اعتراض کیا کہ باب نے تو، من یظهره الله، کے ظہور کا زمانہ سنہ مستغاث معین کیا ہے کہ جس کے دو ہزار ایک سال ہوتے ہیں اور بہاء اللہ باب کے نو سال بعد ہی مدعی ہو گئے۔یہ مسئلہ بابیوں اور بہائیوں کے درمیان آج تک زیر بحث چلا آتا ہے۔

اہل قادیان نے بھی جب دیکھا کہ ہم اور کسی دلیل سے تو بہائیت کا مقابلہ کرنے سے عاجز و قاصر ہیں بہتر یہ ہوگا کہ میدان مناظرہ میں ان بہائیوں پر وہی اعتراض کریں جو بابی ان پر کرتے ہیں چنانچہ اہل بہاء کا چیلنج مناظرہ اہل قادیان کے پاس پہنچا تو انہوں نے بہائیوں کی اصولی اور بنیادی کتب طلب کیں جن میں علی محمد باب کی کتاب، البیان، بھی تھی۔

جب بہائیوں نے اپنی اصولی اور بنیادی کتب (اقدس، مبین، اقتدار) کے دینے پر آمادگی ظاہر کی اور البیان کے لئے عذر کیا کہ وہ کتاب اب ہمارے عقیدے کی رو سے منسوخ ہے اور اس کا مہیا کرنا ہم پر ضروری نہیں تو مرزائیوں نے بار بار یہی اصرار کیا کہ پہلے ہم، البیان، ہی لینگے۔جس سے ان کا یہی مقصد تھا کہ البیان پر وہی اعتراض کریں جو بابی بہائیوں پر کرتے ہیں۔حالانکہ یہ بات اصولاً غلط ہے۔،

بہائیوں کے نزدیک کتاب البیان، منسوخ اور مرزائیوں کے نزدیک بالکل جھوٹی۔ تو پھر ان ہر دو فریق کے مباحثہ میں وہ کیا کارآمد ہوسکتی ہے (قانون انصاف یہ ہے کہ کسی الہامی نوشتہ کو صاحب الہام ہی منسوخ کہہ سکتا ہے دوسرا نہیں۔ ثناء اللہ امرتسری)

الغرض کتاب ایقان کی تصنیف کے وقت جناب بہاء اللہ نے ابھی من یظھرہ اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور اس کتاب کی مثال قادیانی لٹریچر میں براہین احمدیہ کی ہے جسے جناب مرزا صاحب نے اپنے تمام دعاوی سے پہلے محض ملہم من اللہ ہونے کی حیثیت سے لکھا تھا اور حضرت عیسیٰ کو آسمان پر مع جسد عنصری زندہ مانتے تھے اور قرب قیامت انہی کے نزول کے قائل تھے۔

جس طرح براہین احمدیہ کی تحریر سے مرزا صاحب کا صرف یہ مقصد تھا کہ مسلمان قرآن کی حقانیت کے ثبوت سننے کے لالچ میں آکر الہامات مندرجہ براہین پر متوجہ ہوں اسی طرح جناب بہاء اللہ نے قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر اپنے خیال کے مطابق لکھی اور اہل اسلام کو بتایا کہ قرآن کے حقائق اور معارف جو آج تک سربمہر تھے میں نے بیان کئے ہیں اس طرح لالچ دے کر مسلمانوں کو بابیت کی طرف بلایا

دراصل یہ ایک آڑھی جو مرزائیوں نے اصل مباحثہ سے بچنے کیلئے بنائی تھی فرق صرف اتنا ہے کہ مرزائی اب براہین احمدیہ کی برہان کو جو ان کے کسی موجودہ عقیدے کے خلاف ہو، ہرگز سننے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ یہ حضرت مرزا صاحب کا پرانا عقیدہ ہے۔ لیکن بہائی جناب بہاء اللہ کی کتاب ایقان کو ان کی دوسری کتب کی طرح مانتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

شیخ عطار مرحوم نے انسانی نفس کا طریق عمل بھی یہی بتایا ہے:

چوں شتر مرغے شناس ایں نفس را
نے کشد بار و پرّد بر ہوا
چوں بپر گوئیش گوید اشترم
در نہی بارش بگوئد طائرم

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۸ مارچ ۱۹۲۹ء مطابق ۲۵ رمضان ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۱۹ ص ۲۰)

مرزا صاحب قادیانی آریہ تھے؟

مولانا نور محمد مبلغ ومناظر مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور لکھتے ہیں:

مرزا صاحب جیسی شخصیت کا انسان زمانہ میں نہ کبھی پیدا ہوا اور غالباً نہ ہوگا کیونکہ نہیں معلوم آپ کے اندر کیسی مقناطیسی کشش و برق صفت قوت موجود تھی کہ جس سے دنیا کے تمام کمالات واوصاف حسنہ اس طرح مسخر ومغلوب تھے کہ آپ ہر جگہ باکمالات لباس میں تھے۔ مثلاً ایک طرف وہ مدعیان الوہیت کا ذبہ و انا ربکم الا علی کے نعرے لگانے والوں کی جماعت میں اپنے کن فیکونی وتخلیق سماوی وارضی کے سلاح سے مسلح تھے اور نبیوں کے جھرمٹ میں سید الرسل ﷺ کے دوش بدوش تھے اور مسیح موعود مہدی معہود کے مراتب جلیلہ پر فائز تھے اور صحابہ واولیاء وآئمہ کی قطار میں ایستادہ ہوکر ان سے افضل و برتر تھے اور سلطان القلم وسلطان الشعرا کے خطاب سے معزز تھے تو دوسری طرف آپ ہی ہندؤوں کے کرشن بدھوں کے گوتم جینیوں کے رہنما آریوں کے بادشاہ بھی تھے (الغرض آپ ہر کمال سے مکمل تھے) لیکن آج میں ناظرین اہل حدیث کی معلومات میں ایک نیا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا صاحب نہ صرف آریوں کے بادشاہ ہی تھے بلکہ بقول خود آریہ بھی تھے چنانچہ آپ اپنے سلسلہ تصنیف کی آخری کڑی، پیغام صلح، جیسی معتبر کتاب میں (جس کو آپ کے انتقال کے بعد خواجہ کمال الدین نے مرتب کر کے شائع کیا اور اس کے دیباچہ میں خواجہ صاحب نے مسلمانوں کو عموماً اور مرزائیوں کو خصوصاً اپنے پیرومرشد کے پیغامات پر لبیک کہنے کی خواہش ظاہر کی ہے) اپنے آریہ ہونے کا ثبوت دیتے ہیں غور سے ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ ماسوا اس کے صلح پسندوں کے لئے یہ ایک خوشی کا پیغام ہے کہ جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔ (پیغام صلح۔ ص ۵۔)

۲۔ میں وید کو اس بات سے منزہ سمجھتا ہوں کہ اس نے کبھی اپنے کسی صفحہ پر ایسی تعلیم شائع کی ہو جو نہ صرف خلاف عقل ہو بلکہ پرمیشور کی پاک ذات پر

بخل اور پکش بات کا داغ لگاتی ہو۔ (ایضاً ص ۷)

ناظرین کرام! مرزا صاحب نے مذکورہ بالا حوالہ جات میں کیسی صفائی سے وید کو الہامی اور اس کی تعلیم کو اسلامی تعلیم تسلیم کر کے اپنے آریہ ہونے کا ناقابل انکار ثبوت پیش کیا ہے جس سے علاوہ مرزائیوں کے ہر منصف مزاج شخص یقین کر سکتا ہے کہ مرزا صاحب واقعی آریہ تھے۔

مگر ہاں مرزائیو! ذرہ تم ہی انصاف سے بتلاؤ کہ جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی وید کو الہامی اور اس کی تعلیمات کو اسلامی تسلیم کرتے ہیں تو تم لوگ جو آج کل آریوں سے اصول آرین (مثلاً الہام وید) پر مباحثہ کرتے ہو اور ویدک مت کے کھنڈن میں بڑے ہی سرگرم ہو، تو کیا یہ مرزا صاحب قادیانی کے ان خیالات کا انکار ہے یا اقرار؟

پس بصورت اول تم لوگ بھی اسی سزا کے مستحق ہو گئے جس کو مرزا صاحب قادیانی نے اپنے دوسرے منکرین کے لئے تجویز کیا ہے (یعنی کافر جہنمی) تو اسوقت آپ لوگوں پر یہ مثل کہ تیلی بھی کیا اور روکھا بھی کھایا، خوب صادق ہوئی۔

اور بصورت ثانی آئندہ سے اپنے دیانندی بھائیوں سے بحث ومباحثہ بند کرو اور اعتراف قصور اور یہ شعر پڑھتے ہوئے کہ

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
کسی دشمن نے یہ بے پر کی اڑائی ہو گی

ایک دوسرے سے بغل گیر ہو جاؤ کیونکہ خیریت اسی میں ہے۔

اللہ اکبر! یہ وہ مسیح موعود ہیں جو کفر وشرک مٹانے کے لئے ترقی اسلام وتوحید الٰہی کو اپنے مخصوص انداز میں پھیلانے کے لئے دنیا میں تشریف فرما ہوئے مگر افسوس مرزائیو!

حضرت مرزا نے مئے پی کر یہ کیسی چال چلی
محتسب سے جا ملے رندوں کے مخبر بن گئے

مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ اپنے ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

آریوں کی مذہبی کتاب وید ہے اس کو تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کھلے لفظوں میں تسلیم کیا جس کی تفصیل اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء میں

بھی ہو چکی ہے۔ اسکے علاوہ اصل الاصول آریہ قدامت سلسلہ دنیا ہے۔ مرزا صاحب کو یہ بھی مسلّم ہے چنانچہ اسی تعلیم کی بنا پر قادیان سے کتاب نکلی ہے جس میں سلسلہ کائنات کو قدیم ثابت کیا ہے جس کے مصنف میر اسحاق ہیں اور مؤید ساری جماعت۔

قادیانیو! آریوں سے وحدت مبارک ہو۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۳-۴)

خلیفہ قادیانی اور اللہ دتہ جالندھری

جناب منشی محمد عبداللہؒ معمار امرتسری لکھتے ہیں:

جناب مولانا (ثناء اللہ) صاحب! السلام علیکم۔

آپ نے اہل حدیث امرتسر ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء میں بعنوان:

خلیفہ قادیانی کی غلط بیانی

میں خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) کی چار غلط بیانیاں ظاہر کی تھیں۔ جن کے جواب میں مولوی اللہ دتا جالندھری نے اخبار الفضل قادیان ۲۰ جولائی میں قلم اٹھایا تھا جس میں حسب سنت مرزا قادیانی بہت کچھ ہاتھ پیر مارے تھے۔

اس کے جواب میں آپ نے اہل حدیث امرتسر ۱۷۔ اگست ۱۹۲۸ء میں قلم اٹھایا تھا اور فیصلہ کے لئے ثالث کا تعین چاہا تھا، مگر اس شرط پر کہ فریق مخاطب خود خلیفہ قادیان ہو جو اصل قائل ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ خلیفہ قادیانی (مرزا محمود احمد) سامنے آنے کا حوصلہ کرتے، مگر ان کی جگہ پھر وہی اللہ دتا صاحب آئے۔ چنانچہ ۲۶ فروری ۱۹۲۹ء کے الفضل میں جالندھری صاحب نے پھر آپ سے تقاضا کیا ہے، اس لئے ان حضرت کے مقابلہ میں خاکسار کھڑا ہو۔

پس میں اعلان کرتا ہوں کہ خلیفہ قادیانی کی بتائی ہوئی چار باتوں کے متعلق میرے ساتھ فیصلہ کریں۔ میں قرآن حدیث اور اقوال مرزا صاحب پیش کرونگا بلکہ اس موضوع کے علاوہ میں یہ بتانے کو بھی تیار ہوں کہ بیٹا کیا باپ بھی اپنے اقوال اور

بیانات میں کبھی کبھار ہی سچ بولتے تھے۔

خاکسار خادم امت مرزائیہ۔ محمد عبداللہ معمار کٹڑہ کرم سنگھ امرت سر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ص ۳)

مولوی اللہ دتا مرزائی تیار ہو جائیں

جناب منشی محمد حسین صابریؒ بریلی سے لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۵فروری ۱۹۲۹ء میں ایک مضمون بعنوان: مرزا اور بہاء۔، نکلا تھا جس میں ثابت کیا گیا تھا کہ قیامت کے متعلق جو آیات قرآن مجید میں ہیں انہیں بہاء اللہ اپنے پر اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے پر چسپاں کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولوی اللہ دتا صاحب مرزائی الفضل قادیان ۵ مارچ ۱۹۲۹ء میں بہت چیں بجبیں ہوئے ہیں، اور اہل حدیث کے چیلنج کو جو اسی پرچہ کے صفحہ ا پر دیا گیا تھا منظور کرتے ہیں۔ یہ خاکسار اخبار اہل حدیث کے ادنی خادم کی حیثیت سے مولوی اللہ دتا کے مقابلہ پر اہل حدیث کا دعوی ثابت کرنے کو حاضر ہے۔

اہل حدیث کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج ہمیشہ بتقرر منصف ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ چیلنج بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب بات ہے لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ مرزائی مولوی صاحب منصف کے تقرر کے ساتھ بحث پر اس وقت بھی آمادہ ہیں اور اس سے قبل خلیفہ قادیان کی کذب بیانی، والی بحث میں بھی آمادہ تھے مگر ان کے پیشوا جن کو یہ لوگ کأن اللہ نزل من السماء خیال کرتے ہیں، مذہبی بحث میں ساری دنیا کے عقل مندوں کا بھی فیصلہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں (اہل قادیان کی نبض شناسی کر کے حضرت مولانا اڈیٹر اہل حدیث نے خلیفہ قادیان کی کذب بیانی، والی بحث میں یہ شرط خوب لگائی کہ جو چارسو روپئے انعام کا شوقین میدان میں آوے وہ اپنے خلیفہ صاحب سے اجازت لیکر آئے۔ مگر مولوی اللہ دتا صاحب نے اس معمولی سی بات کو نہ ماننا تھا نہ مانا اور چارسو روپیہ خلیفہ صاحب سے پوشیدہ ہی حاصل کرنا چاہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ شہر داری اور ہم وطنی کے محبت کے تقاضے کہیں کارخانہ مشین سیویان کے پاس آنے جانے لگ گئے ہیں جب ہی یہ منافقت کا رنگ چڑھ گیا ہے اور خلیفہ صاحب کے حکم کے بغیر کام کرنے

لگے ہیں۔صابری) چنانچہ آنجناب ارشاد فرماتے ہیں:

مذہبی مسئلہ میں تو خواہ وہ رفع یدین ہو یا اس سے بھی معمولی ہو ہم تمام دنیا کے عقل مندوں کو بھی ثالث مقرر نہیں کر سکتے (الفاظ خلیفہ قادیان الفضل ۱۲ فروری ۱۹۲۹ء ص ۷) (آپ اپنی حالت پر قیاس کر کے بالکل درست فرماتے ہیں مگر یہ آپ کے مریدان رموز اور نکات سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے آپکی مخالفت پر آمادہ ہیں۔صابری)

جب یہ بات ہے تو پھر ہم اس اہم مذہبی بحث میں ایک ثالث کا فیصلہ ان کے نزدیک کیا چیز ہوگا اور یہ لوگ اسے کیونکر منظور کریں گے۔ بہر حال مولوی اللہ دتا صاحب کو اب یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تقرر ثالث کی شرط کو آپ نے از خود مانا ہے یا خلیفہ صاحب کی اجازت سے؟ خلیفہ کے ہوتے ہوئے ایک ادنی ملازم کی کیا حیثیت ہے کہ وہ بلا اجازت کسی سے بات بھی کرے۔

مولوی اللہ دتا صاحب فرماتے ہیں کہ پہلے زیر بحث دعوی کا تعین ہو جانا چاہیے۔سو میری طرف سے واضح رہے کہ مبحث اصولی ہوگا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی اور بہاء اللہ کے اصولی دعاوی میں ہم تطبیق بلکہ اصل اور نقل دکھا کر مسلّمہ منصف سے فیصلہ کرائیں گے۔شروط کی بحث کوئی اہم نہیں مباحثہ لدھیانہ کی مسلّمہ شروط میں سے صرف ایک شرط کارآمد ہوگی وہ یہ کہ ہم بحیثیت مدعی اپنا بیان دو پرت منصف صاحب کے پاس بھیج دیں گے وہ ایک پرت اپنے پاس رکھیں گے ایک قادیان بھیج کر جواب طلب کریں گے۔جس کی دو پرتیں ان کے پاس جائیں گی جن میں سے ایک بغرض جواب الجواب ہمارے پاس بھیج دیں گے جس کا جواب ہم دیں گے۔ بعد ازاں منصف صاحب فیصلہ دیں گے جس کی ایک ایک کاپی فریقین کے پاس جائے گی۔ منصف صاحب اس کام کے لئے محرر کا خرچ طلب کریں گے تو دونوں فریق مساوی دیں گے۔

ان امور کے ثابت ہو جانے کے بعد اندھے مقلدوں دنیا کے لالچیوں اور زبان کا پاس کرنے والوں کے سوا اس فیصلہ سے ہر دانا یہی نکالے گا کہ مرزا صاحب کا مذہب بہائیت کی نقل ہے خاص کر اس حالت میں کہ دوسری طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جناب مرزا صاحب نے قرآن مجید کے حقائق اور معارف جو بیان کئے ہیں

وہ آج تک امت میں سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے اس کے مقابلہ ہم دکھا دیں گے کہ مرزا صاحب نے سب کچھ بہاء اللہ سے لیا ہے۔

مولوی اللہ دتا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ، بہائی لوگ اہل اسلام کی طرح حضرت مسیح کی حیات کے قائل ہیں، حالانکہ بالکل غلط ہے۔ اہل بہاء کا عقیدہ ہے کہ مسیح کو صلیب دی گئی جیسا کہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بہائی کہتے ہیں وہ سولی پر ہی مر گئے اور مرزائی کہتے ہیں کہ مردہ جیسے ہوگئے اور کشمیر میں آ کر مرے لیکن مسلمانوں کا عقیدہ جو قرآن مجید واحادیث شریف بلکہ کتب سابقہ کے بھی مطابق ہے وہ یہ ہے کہ:

حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ۔ص ۴۹۸)

اس اسلامی عقیدے کا ثبوت بہائی لٹریچر سے دینا مولوی اللہ دتا صاحب کے ذمہ ہوگا۔ ہاں وہ اس بحث میں مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر قادیانی کو بھی ساتھ ملالیں کیونکہ وہ اس بارے میں ایک دفعہ زور قلم دکھا چکے ہیں شاید وہی خیالات آپ کے دماغ میں بھی موجزن ہیں۔

باقی رہا امکان نبوت کا عقیدہ۔ سو اہل بہاء صاحب شریعت نبی اور رسول کے آنے کے قائل ہیں۔ صرف اصطلاح کو بدلتے ہیں اور بس۔ اس کے خلاف اگر کوئی بہائی یہ کہے کہ ہمارے لٹریچر میں جناب بہاء اللہ کو نبی نہیں کہا گیا تو اس کی یہاں کیا پرواہ ہے (اہل حدیث میں ایک دفعہ بحوالہ کوکب بہائی جو بہاء اللہ کی نبوت کی بجائے اوتار ہونے کا ذکر لکھا گیا۔ جس پر قادیانی اخبار میں بغلیں بجائی گئیں یہاں کا لڑکپن ہے ہم ثبوت رکھتے ہیں کہ بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں رسول ہونے کا دعوی کیا ہے۔ ہاں کوکب میں ایک نامہ نگار نے بجائے نبی کے اوتار لکھا۔ سو اس کا ذمہ دار قائل ہے، اسی کو ہم نے الزاماً لکھا تھا۔ مدیر اہل حدیث)۔ ہاں مولوی اللہ دتا صاحب اپنی معمولی عادت سے اس بارے میں جو اصل بحث ہو چکی ہے اسے پوشیدہ رکھ کر جو منہ پر آتا ہے کہتے جاتے ہیں۔ میں نے جناب عبد البہاء عباس آفندی کی کتاب سے دکھا دیا کہ وہ جناب بہاء اللہ کو صاحب شریعت نبی تسلیم کرتے ہیں۔ سو یہی اہل حدیث نے لکھا تھا کہ:

ایران میں ایک شخص شیخ بہاء اللہ پیدا ہوئے تھے جن کا دعوی تھا کہ میں نبی ہوں ۔ نبی بھی معمولی نہیں بلکہ نبوت محمد یہ علی صاحبھا الصلوۃ والتحیۃ کو منسوخ کرنے آیا ہوں (اہل حدیث امرتسر ۲۸ مارچ ۱۹۲۴ء ۔الفضل ۵ مارچ ۱۹۲۹ء)

سو یہ تحریر اگر سطحی نظر سے تحقیق کا نتیجہ ہے تو اب مولوی اللہ دتا صاحب اپنے بڑے بھائیوں اہل بہاء کو بھی ساتھ لے کر آ جائیں ۔ ہم انشاء اللہ ان کی کثرت کے ساتھ تحریریں پیش کر دیں گے جن سے یہی نتیجہ برآمد ہوگا جو اہل حدیث نے لکھا ۔ باقی کسی فضول گو کی زبان کو اور لغو نویس کے قلم کو کون روک سکتا ہے ۔

بہر حال اب میں اس انتظار میں ہوں کہ مولوی اللہ دتا صاحب، خاکسار کی اس صاف اور سیدھی تحریر کو پڑھ کر کیا کہتے ہیں ۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۳،۴)

رسول قادیان اور اس کا عمل بالقرآن

جناب مولوی نور محمدؒ ممیانوی جہلمی لکھتے ہیں:

حضرات ناظرین ! مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف محتاج بیان نہیں ۔ مرزا غلام احمد کے متعلق یہی کہہ دینا کافی ہے کہ آپ ستائیس عہدوں کے انچارج تھے ۔ یہ کس قدر عجائبات دنیا سے ہے کہ آپ نے ترقی کے ہر زینے کو طے کرتے ہوئے کس بلندی پر سرفراز ہوئے ۔ ایک وقت میں ایک ہی انسان سب مقامات پر کیسے درجہ پا سکتا ہے ، یہ سب کمالات مرزا صاحب میں موجود تھے ۔ کون پنجابی انسان کمزور ہے جو مرزا صاحب کے کمالات پر پہنچ سکے یا دعوی کر سکے واہ رے رسول قادیانی ۔

آج صرف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے پہلے اور آخری دعوے کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ناظرین بغور سنیں ۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا سب سے پہلا دعوی امام و مجدد ہونے کا تھا اور آخری دعوی نبوت و رسالت کا ۔ برادران ہم ان ہر دو دعاوی مرزا کو عملی طور پر دیکھنا چاہتے ہیں کہ آنجہانی نے اسلامی دنیا میں کیا نمونہ پیش کیا یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں

ہے کہ بروئے کتب شریعت مجدد وقت کا متروکہ سنن کو جاری کرنا فرض عین ہوا کرتا ہے جن کو عوام الناس نے بسبب جہالت ترک کر دیا ہو۔ مجدد ایسے دینی احکام کو از سرنو شرعی طریق پر جاری کرتا ہے اور خود عملاً پیش ہو کر اسوہ حسنہ قائم کرتا ہے اب ہم مرزا صاحب کو جانچتے ہیں کہ آپ نے کون سی متروکہ سنت از سرنو جاری کی اور اپنے فرائض سے سبکدوش ہوئے۔

حضرات ناظرین پر بخوبی روشن ہے کہ ہمارے ملک میں لڑکیوں کو ترکہ والدین سے محروم کیا جاتا ہے جو قرآن مجید کے پورے رکوع یو صیکم اللہ فی اولا دکم کا عمل مفقود ہے اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجدد قادیانی نے اس قرآنی حکم پر خود بھی عمل کیا ہے یا نہیں، تو میں بڑے دعویٰ سے کہوں گا کہ مرزا صاحب نے اس حکم خداوندی کا بالکل انکار کیا ہے جو مجدد کیا ایک ادنی مومن کی شان سے بھی بعید ہے۔ میں اپنے دعویٰ کو ایک بین شہادت سے مثبت کرتا ہوں۔

سنئیے! جب مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب فوت ہوئے تو ان کی زمین کا داخل خارج کیسے ہوا۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ ان دنوں میں اس حلقہ کے اراضیات کے داخل خارج کی تصدیق کرنے والے جناب چوہدری نبی بخش المعروف حاجی اللہ بخش صاحب تحصیل دار حال پنشنر موضع الگون تحصیل قصور ضلع لاہور تھے۔ ان کا بیان ہے کہ مرزا صاحب کے والد فوت ہوئے تو ہم نے بوقت تصدیق داخل خارج کے مرزا غلام احمد کو بلایا اور دریافت کیا کہ آپ کی اراضی رواج کے مطابق داخل خارج کی جائے یا شرعی طور پر ترکہ تقسیم کریں گے تو مرزا صاحب نے ہندی رواج کے موافق والد صاحب کی زمین انتقال کرائی۔

جناب چوہدری اللہ بخش صاحب پنشنر تحصیل دار ماشاء اللہ (۱۹۲۹ء میں) زندہ موجود ہیں ان سے دریافت کر لیں۔ سو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزا صاحب اس صدی کے مجدد تھے تو سب سے پہلے انہوں نے ہندی رواج کی عملی طور پر تردید کرنی تھی جو انہوں نے نہ کی۔ خیر پہلے اگر نہ ہو سکا تو جب آپ کو بارش کی طرح الہامات ہر کام کے متعلق ہونے شروع ہوئے تو اس بارے میں کوئی الہام نہ ہوا کہ آپ فرض

کے تارک ہو رہے ہیں یو صیکم اللہ پر عمل کریں۔

مرزائی دوستو ! آپ کے رسول و کرشن گو پال نے قرآن مجید کے خلاف کیوں کیا باوجود وعید شدید کے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دادا اور والد بزرگوار کا ترکہ قرآن وحدیث کے موافق نہیں لیا حالانکہ وہ بزعم خود مجدد وقت تھے کیا ہم ایسے شخص کو مجدد تسلیم کر سکتے ہیں جو شرعی حدود کو توڑ کر ہندی رواج پر عامل ہو۔ اس کسوٹی پر پرکھنے سے مرزا غلام احمد صاحب مجدد ہونے میں فیل بلکہ ڈبل فیل نظر آتے ہیں۔

اب ہم مرزا صاحب قادیانی کا آخری دعوی لیتے ہیں کہ آپ نے صاحب نبوت ورسالت ہونے کا اعلان کیا۔ بہت اچھا ہم اس دعوی کو بھی اسی اصول ومعیار پر دیکھتے ہیں تو مرزا صاحب قادیانی اس میں بھی پورے نہیں اترتے کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث شریف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے وہ جو چھوڑ جاویں صدقہ ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے اپنا جدی ترکہ حاصل کیا، مرزا صاحب کا ترکہ ان کے وارثوں نے پایا۔ لطف پر لطف یہ ہے کہ ترکہ بھی ہندی رواج کے موافق تقسیم ہوا۔ واہ جی قادیانی رسالت تیرے کرشمے۔ کیا ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو رسول مان سکتے ہیں۔ ہاں ذرا غور کرنا اور سوچنا لازمی ہے۔ اللہ تعالی ہر مومن کو قادیانی جال سے محفوظ رکھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ مارچ ۱۹۲۹ء جلد ۲۶ نمبر ۲۲ ص ۵)

خلیفہ صاحب قادیان کی دورخی

سلسلہ احمدیہ قادیانی کے قوانین میں یہ قانون مسلمہ ہے کہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی کو رشتہ نہ دے۔ بصورت ارتکاب اس فعل کے خارج از جماعت کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس جرم کے ارتکاب پر کئی غرباء کو خارج از جماعت کیا جا چکا ہے۔ مگر مثل مشہور ہے کہ غالب آدمی پر غصہ آتا نہیں اور مغلوب سے ٹلتا نہیں۔ ایک ہی فعل ہے جس کے وقوع سے چند غرباء کو خارج از جماعت کیا جاتا ہے اور یہی فعل کسی امیر

باحیثیت سے ظہور پذیر ہوتو زبان وقلم کا ناطقہ بند ہو جاتا ہے۔

حال میں ایک رئیس کا واقعہ قابل ذکر ہے۔ خان سردار شیر بہادر خان عطیہ دار مربعہ جات و رسالدار پنشنر سکنہ کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازی خان نے جو مرزا صاحب آنجہانی کے دست مبارک پر دین کو دنیا پر مقدم کر کے بیعت کر چکے اور شیدائی سلسلہ ہیں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ خان فضل خان تنگوانی سکنہ ہیرا شرقی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کے بیٹے مسمی فیض محمد خان کے ساتھ کر دیا جو سلسلہ چشتیہ کے گدی نشین خواجہ حامد صاحب تونسوی کے سلسلہ ارادت مندی میں منسلک ہیں۔

اس کار خیر کی سرانجامی سے قبل خلیفہ قادیان کی خدمت میں متعدد عرائض نامجات مشروحاً تمام مقامی اہل سلسلہ نے بھیجے۔ جس سے اس قدر اثر ہوا کہ خان موصوف اول الذکر کو بذریعہ تار ممانعت اور باقی تمام اہل سلسلہ کو عدم مداخلت کی ہدایت ہوئی۔ مگر خان موصوف نے کام باوجود ممانعت خلیفہ ثانی کے تکمیل کو پہنچا دیا۔

چونکہ خان موصوف اول الذکر چندہ خاص وعام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے انسان ہیں اور کسی چندہ کی آواز پر لبیک کہے بغیر نہیں رہ سکتے اور ایک اعلی پیمانہ کی گھوڑی وطن سے لے کے بذات خاص پہنچا کر بطور نذر خدمت آقائے خود منظور کرا چکے ہیں لہذا تا حال خان صاحب موصوف مرتکب فعل مذکورع کے متعلق کوئی ارشاد مرکز سے صادر نہیں ہو سکا۔

اب اس واقعہ سے ناظرین بنظر انصاف اندازہ لگا سکتے ہیں کہ نظام سلسلہ کس عمدگی اور امراء نوازی سے قائم ہے۔

ایک موحد از ڈیرہ غازی خان

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹۔ اپریل ۱۹۲۹ء مطابق ۸ ذی قعدہ ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۲۵ ص ۸)

(اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۲۹ء سے ایک اقتباس:

اس میں شک نہیں کہ قادیانی امت بڑی ہوشیاری اور دانش مندی سے کام کرتی ہے اپنے سامنے اسلام اسلام دکھاتی ہے لیکن درحقیقت اس کے منظور نظر عربی اسلام نہیں بلکہ قادیانی اسلام ہوتا ہے۔ قادیانی تحریک کا مقصد نہ اعمال شرعیہ سے بحث ہے نہ اخلاق پسندیدہ سے مطلب۔ مطلب صرف یہ کہ مرزا صاحب قادیانی

ایسے تھے ویسے تھے سب سے اعلیٰ تھے سب سے افضل تھے مہدی تھے مسیح تھے نبی تھے رسول تھے کرشن تھے کاہن تھے وغیرہ۔ غرض یہ کہ سب سے اونچے تھے۔ بڑی بات یہ کہ اسلام کے لئے آئینہ تھے۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۴ مئی ۱۹۲۹ء کا شمارہ مل نہیں سکا، تاہم اس میں شامل کسی مضمون سے اہل حدیث ۲۸ جون ۱۹۲۹ء میں ایک اقتباس نقل کیا گیا ہے۔ جسے یہاں درج کر دیا گیا ہے۔ بہاء)

عیسائی اشاعت اور مرزا قادیانی

ہمارے ملک پنجاب میں ایک صاحب مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوئے تھے جنہوں نے ہم مسلمانوں کو ایسی خوش خبری سنائی تھی جو آج سے پہلے کسی مبشر نے مسلمانوں کو نہ سنائی تھی۔ انہوں نے بتایا تھا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ عیسیٰ پرستی کا ستون یعنی عیسائی مذہب کی بنیاد توڑ دوں اور دنیا میں اسلام کی عظمت پہنچا دوں۔ چنانچہ اس بارے میں ان کے مقدسہ الفاظ یہ ہیں:

> میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود مہدی معہود کو نا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام۔ غلام احمد۔ بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء

ناظرین! ان متبرکہ الفاظ کی تشریح یا ترجمہ کی حاجت نہیں مضمون بالکل صاف ہے کہ مرزا صاحب کی وفات سے پہلے پہلے وہ سب کام ہو جائیں گے جو مسیح موعود اور مہدی مسعود کے زمانہ سے وابستہ ہیں۔ ان میں سے بڑا کام عیسیٰ پرستی کا ستون توڑنا ہے اسی دعویٰ کے محض ظاہری خوبصورتی پر بنیاد رکھ کر مریدین نے عمارت بنائی جواب تک کہتے ہیں:

آپ (مرزا قادیانی) کی باطل شکن صدا نے ضلالت و گمراہی کے قلعے مسمار کر دیئے۔ کفر اپنے ساز و سامان کے ساتھ زندہ درگور ہو گیا۔

(الفضل قادیان۔ ۱۷ مئی ۱۹۲۹ء ص ۵)

اس کے جواب میں واقعات پیش کرنے سے پہلے خود انہی کے لاہوری احمدی برادر کی شہادت سنیئے جن کے امیر (مولوی محمد علی) صاحب کہتے ہیں:

ہم (احمدی) تو صرف یہ جانتے ہیں کہ مسلمان قوم جو مر گئی ہے اس کے اندر قوت اور طاقت پیدا ہو اب ہمیں بتایئے کہ وہ طاقت جو محمد رسول ﷺ نے پیدا کی تھی وہ دوبارہ کس طرح پیدا ہو سکتی۔ (پیغام صلح ۲۶ مارچ ۱۹۲۹ء ص ۴)۔

بتایئے مسیح موعود آئیں اور مسلمان قوم کو مردہ چھوڑ کر یا مردہ کر کے چلے جاویں تو ان پر یہ نہ کہا جائے گا:

کیا آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

ہندوستان میں عیسی پرستی کا ستون جو ٹوٹا ہے وہ تو خود اس سے ظاہر ہے کہ ہر دس سال کے بعد مردم شماری میں مسلمان فی صد ۵۔۱۰ بڑھتے ہیں، تو عیسائی فی صد ۱۰۰ بڑھتے ہیں۔ ہندوستان کے باہر جو عیسی پرستی کے ستون کو مرزا صاحب نے توڑا ہے اس کا ثبوت بھی لاہوری احمدی اخبار سے کافی ملتا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

افریقہ میں اسلام اور مسیحیت کی روحانی جنگ ایک عرصہ سے جاری ہے۔ مسیحی اخبارات اور مبلغین ہمیشہ اس بات کا رونا روتے رہے ہیں کہ مسیحیت باوجود اس تمام ساز و سامان کے جو دول مغرب کے جاہ و حشم نے اس کے لئے پیدا کر رکھے ہیں۔ غریب مسلمان تاجروں کے اعلائے کلمۃ الحق اور اسلام کے سادہ اصولوں کے سامنے کوئی اثر پیدا نہیں کر سکی۔ سادہ لوح افریقی جوق در جوق مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

یہ ایک پروپیگنڈہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان تاجروں اور مبلغین کو بجائے اس کے کہ مسیحیت کا یہ شور پکار ان کی ہمت اور کوششوں کو بڑھانے کا موجب ہوتا وہ اپنی جگہ مطمئن ہو گئے کہ خدا اپنا کام خود کر رہا ہے ہمیں زبان ہلانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے

کہ ان مسلمان تاجروں کو حکومت کے رعب سے اعلائے کلمۃ الحق سے روک دیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم انہی مسیحیوں کی زبان سے یہ سنتے ہیں کہ آج سے بیس سال پیشتر جو حالت تھی آج اس سے بالکل مختلف حالات پیدا ہو چکے ہیں مسٹر ایف ڈی واکر ایک انگریز مسیحی مشنری نے مسلم ورلڈ میں اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر یہ اعلان کیا ہے کہ سیرالیون ۔ مینڈ یلنڈ ۔ گولڈ کوسٹ ۔ اوراشانٹی ۔ نائجیریا اور فرانسیسی نوآبادیوں اور ڈاہومی ۔ ٹوگو اور آئیوری کوسٹ میں مجھ پر یہ پورے طور آشکارا ہو چکا ہے کہ اسلام کی رفتار ترقی قطعاً رکتی چلی جا رہی ہے اور آج افریقی لوگوں کو نبی اسلام کا پیرو بنانے میں جس قدر کامیابی مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہے اس سے بہت زیادہ تعداد کو ہم مسیحیت کا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہیں ۔

(پیغام صلح لاہور ۲۴ مئی ۱۹۲۹ء ص ۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کیا ہمارے احمدی دوست ان واقعات صحیحہ کے ہوتے ہوئے جو کفر بالخصوص عیسائیت کو جو ترقی ہے عدل وانصاف کو ملحوظ رکھ کر ہمیں بتاویں کہ مرزا صاحب بحیثیت مسیح موعود جس مقدس کام کے لئے تشریف لائے تھے اور جس کو اپنی زندگی میں اتمام تک پہنچانے کا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا ؟ اگر نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو ہمیں کیا ضرورت داعیہ ہے کہ ہم ایک شخص کی شخصیت کو وجہ تفریق بتائیں جس کے مواعید ایک معشوقہ کے مواعید کے مشابہ ہوں ۔

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

(ہفت روزہ اہل حدیث ۱۴ جون ۱۹۲۹ء ۔ ۶ محرم ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۳۳ ص ۳ ۔ ۴)

امرتسر میں مرزائی جلسہ

حسب اعلان قادیانی جلسہ ۲ جون کو تو نہ ہوا، جس کو انہوں نے اپنی ہتک سمجھا۔ اس لئے ۸ جون کو انہوں نے بڑی تیاری سے جلسہ کیا۔ چونکہ ان کو علم تھا کہ ہمارے جلسہ میں مسلمان نہ آئیں گے۔ اگر آئیں گے تو فساد کا اندیشہ ہوگا، اس لئے خلیفہ قادیان نے قادیان وغیرہ سے ۲۔۳ سو آدمی لٹھ بند مع چند علماء کے بھیج دیئے جو تمام روز ہاتھوں میں لٹھ لئے بازاروں میں گشت کرتے رہے اور بعد مغرب کوتوالی کے قریب جلسہ کیا جس میں پولیس کا کافی انتظام تھا۔ اس لئے افسران پولیس نے ان سے لاٹھیاں چھین لیں۔ جلسہ ہوا۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ حاضرین میں ۹۰ فی صدی مرزائی تھے باقی اورلوگ۔

ہمارا اندازہ ہے کہ اتنے چھوٹے سے جلسے پر مرزائیوں کا قریباً ایک ہزار خرچ ہوا جس میں قادیان سے آنے جانے کا کرایہ اور کھانے پینے کا خرچ وغیرہ سب شامل ۔اسی شب کو خلافت کمیٹی کا جلسہ بھی مرزائی جلسہ کے قریب تھا جس کے باعث مسلمان بہت کم آئے، ورنہ خطرہ تھا کہ قادیانیوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں دیکھ کر مسلمان بے چین ہو جاتے کیوں؟

گدگدی اٹھتی ہے دل میں پارسا کو دیکھ کر

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۴ جون ۱۹۲۹ء۔ ۶ محرم ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۳۳ ص ۱۵)

آخر انتظار کب تک؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں

مرزائی امت کی لاہوری جماعت کے اخبار پیغام صلح میں اس عنوان سے ایک مضمون نکلا ہے۔

علماء منطق کے ہاں دلائل کی اقسام سے ایک قسم شعری بھی ہے۔ اس سے

ان کی مراد وہ قسم ہے جس کو محض ملمع کہتے ہیں جو شاعروں کا حصہ ہے کہ ظاہری الفاظ کی بندش سے کلام کو سجا کر موثر بناتے ہیں حقیقت میں کچھ نہیں ہوتا۔ فارسی کا بدر چاچ جس نے دیکھا ہوگا، کلام شعری کے معنی خوب سمجھ سکتا ہے کلام شعری کی مثال میں اردو کا ایک شعر درج ذیل ہے۔

علماء متکلمین اور فلاسفہ میں ایک متنازعہ مسئلہ ہے جزو لا یتجزی یعنی دنیا ایسے اجزاء سے بنی ہے جو تقسیم نہیں ہوسکتیں۔ متکلمین کے اس دعوی کی تردید میں فلاسفہ بہت سے باریک دلائل پیش کیا کرتے ہیں، مگر ایک شاعر نے اپنے فن شعر میں کلام شعری کے ذریعہ سے مسئلہ بالکل حل کر دیا۔ معشوق کی کم گوئی کی وجہ سے اس کے منہ کو جز و لا یتجزی قرار دے کر کہتا ہے

تقسیم جزء لا یتجزی کی ہو گئی
سہواً سخن جو اس کے دہن سے نکل گیا

کیا ہی خوب دلیل اور متکلمین کا معقول جواب ہے مگر حقیقت شناس اس کو کلام شعری جان کر واہ واہ تو کرے گا لیکن دل پر اس کا کوئی اثر نہ لے گا۔

ہم نے جہاں تک قادیانی مشن کا مطالعہ کیا ہے، اس وسیع مطالعہ کی بنا پر ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ بڑے میاں سے لے کر چھوٹے بھیوں تک جتنا کچھ لٹریچر ان کی مسیحیت کے متعلق ہے ہم نے سب کو کلام شعری کی قسم سے پایا ہے۔ ایک فقرہ بھی برہان کی قسم سے نہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے مگر علماء منطق کے ہاں کوئی ایسی اصطلاح نہیں ملتی جس میں ہم اپنا عقیدہ احادیث مرزا اور احمدیہ لٹریچر کے متعلق اظہار کرسکیں۔ ہاں مثال کے طور پر کہہ سکتے ہیں، کہتے ہیں ایک ماسٹر زمین کے گول ہونے کا ثبوت یوں پیش کرتا تھا:

چاول سفید ہیں لہذا زمین گول ہے

اگر کسی تشبیہ پر ہم فی الجملہ قناعت کر سکتے ہیں تو یہ مثال ہے جو ہم مرزائیہ لٹریچر کی دے سکتے ہیں۔ اور نہ صرف دے سکتے ہیں بلکہ اس کو حرف بحرف ثابت کر سکتے ہیں۔

بعد تمہید ہذا ہم اخبار پیغام صلح کی عبارت پیش کرتے ہیں جو ہمارے نزدیک کلام شعری یا مثال چاولی میں درجہ اول ہے۔

پیغام صلح کا فاضل اڈیٹر اپنے مسیح موعود مہدی مسعود یعنی مرزا غلام احمد کی مسیحیت اپنے ناظرین کے دل نشین کرتے ہوئے لکھتا ہے:

چودھویں صدی کا سینتالیسواں سال ختم ہو گیا اور اس کے بعد نصف صدی میں صرف دو سال باقی رہ جائیں گے۔ گویا یوں سمجھئے کہ نصف صدی کا زمانہ اس انتظار میں مسلمانوں نے گزار دیا کہ وہ مسیح اور مہدی جو امت محمدیہ کی اصلاح اور اسلام کی تائید وحمایت کیلئے اس دنیا میں آنے والے تھے، اب آیا ہی چاہتے ہیں۔

اس طویل مدت میں بہت سے انقلابات زمانہ نے دیکھے کئی ایک ایسے واقعات ہماری نظروں کے سامنے سے گذرے جو صرف اس مقدس انسان کے ظہور سے وابستہ تھے جو اس صدی کے سر پر مجدد اور مسیح موعود ہو کر آنے والا تھا۔ دجال اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ تمام روئے زمین پر پھیل گیا اور اپنے دجالی کارناموں سے کثیر التعداد انسانوں کے ایمان کو اس نے ضائع کر دیا۔

ان حالات وواقعات کو دیکھ کر بعض لوگوں نے ایک مجدد ایک مسیح ومہدی کی ضرورت کو محسوس کیا اور صحیح طور پر اندازہ لگایا کہ جس زمانہ اور حالات میں مسیح ومہدی کے آنے کا وعدہ احادیث میں دیا گیا ہے وہ یہی زمانہ ہے اور اب اس مہدی اور مسیح کو آجانا چاہیے۔

اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں نے مختلف پیش گوئیاں کیں۔ کبھی ۱۳۳۵ھ پر نظر رکھی گئی اور کبھی ۴۰ھ اور ۴۲ھ پر انتظار کی آنکھیں اٹھیں کسی نے جنگ عظیم کو ظہور مہدی کا پیش خیمہ قرار دیا اور کسی نے شیخ سنوسی کو مہدویت کا حق دار ٹھہرایا حالانکہ نہ شیخ سنوسی نے کبھی مہدی ہونے کا دعوی کیا اور مجدد ہونے حدیث اس کی متقاضی تھی کہ صدی کا سر گزر جانے کے بعد کوئی اس قسم کا مدعی پیدا ہو۔

جس کو آنا تھا صدی کے سر پر آنا تھا اور خود کھڑے ہو کر بابانگ دہل اپنے دعوی کا اعلان دنیا میں کرنا تھا لیکن صدی کا سر یوں ہی گزار دینے کے بعد

ایسے بے بنیاد قیاسات دوڑائے گئے جن کا کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا اور نہ کبھی پیدا ہوسکتا ہے۔ ہم ان لوگوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا ابھی ان لوگوں کا انتظار باقی ہے۔ یا مسیح ومہدی کے ظہور سے آپ مایوس ہو چکے ہیں؟ کیا آپ کے نزدیک مہدی ومسیح کی احادیث کوئی وقعت وعزت رکھتی ہیں اور کیا آپ کے اپنے اقوال سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان احادیث کا مصداق آج سے بہت پہلے آ جانا چاہیے تھا لیکن حالت یہ ہے کہ صدی کا سر تو مدت ہوئی گزر چکا نصف اول بھی گزرنے کے قریب ہے مگر آپکی توجہ ابھی تک اس طرف نہیں کہ تمام علامات کے پورے ہو جانے کے باوجود مسیح اور مہدی کیوں دنیا میں نہ آئے کیوں صدی کا سر خالی گزر گیا۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

کوئی ان اڈیٹر صاحب اوران کے دیگر ہم خیالوں سے پوچھے کہ:

یہ انتظار کرنے والے لوگ الہامی تھے جو اپنے الہام سے ایسا کہتے تھے یا کسی صاحب وحی کے ارشاد کے ماتحت اس زمانہ کی تعیین کرتے تھے۔

اگر ایسے تھے تو الہامی کے الہام یا صاحب وحی کی وحی بتا دیجئے اور اگر ان کا اپنا خیال تھا۔ آہ! ان کا محض خیال کسی دوسرے شخص پر حجت کیوں؟

سنئے ہم آپ کو آپ کے مسلمہ صاحب الہام اور مہبط وحی مسیح موعود ہاں مہدی مسعود کا قول سناتے ہیں جو سنداً اپنے حق میں لائے ہیں غور سے سنئے اور آنکھیں کھول کر پڑھیے۔ بڑے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی بعثت اور وفات کا وقت لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سو نوے برس لکھے ہیں اس کتاب براہین احمدیہ میں جس میں میری طرف سے ماموراور من جانب اللہ ہونے کا اعلان ہے صرف سات برس اس تاریخ سے زیادہ ہیں جن کی نسبت میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ سات برس سے پہلے کا ہے یعنی بارہ سو نوے کا۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس برس لکھتا ہے جو خدا تعالیٰ کے اس الہام کے مشابہ ہے

جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا۔ (حقیقۃ الوحی)

احمدی دوستو! گو تم لوگوں کا باہمی اختلاف کتنا ہی کچھ ہے مگر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذات اور صداقت کا جہاں تک تعلق ہے تم دونوں جماعتوں کے مل کر سوچنے کا مقام ہے۔ سنئے:

کتاب حقیقۃ الوحی ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی۔ جس کے ایک سال بعد مرزا صاحب کا انتقال ہوتا ہے۔ یعنی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ھ۔

اس کتاب حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب قادیانی نے اپنی وفات کا زمانہ حسب پیش گوئی دانیال نبی اور بتصدیق الہام خود ۱۳۳۵ھ لکھا ہے۔

ظاہر ہے کہ ۱۳۳۵ سے سنہ ہجری مراد ہے، دوسرا کوئی سنہ ایسا نہیں جس کے ۱۲۹۰ میں مرزا قادیانی نے دعوی کیا ہو۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ اپنے ہی بتائے ہوئے سال اور تصدیق کئے ہوئے وقت سے پہلے ۱۳۲۶ھ میں ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے۔

روئے گل سیر ندیدم بہار آخر شد

کیا ہم اس واقعہ سے یہ سمجھنے کا حق رکھتے ہیں کہ ہم ان کو مسیح موعود یا مہدی مسعود نہ سمجھیں اور آئندہ کسی آنے والے کا انتظار کریں۔ ایسا کرنے پر پیغام صلح کا فاضل اڈیٹر ہم سے سوال نہ کرے گا۔ انتظار کب تک احمدی دوستو! کچھ کھلانے کا وعدہ کرو تو ہم تمہیں اس مشکل سے نکلنے کی راہ بتائیں۔ یعنی اپنے مستقل درجہ اجتہاد سے جو مرزا کے علم کلام میں ہم کو حاصل ہے تم لوگوں کو جواب سکھائیں۔ سنو! صاف کہہ دینا کہ:

مرزا صاحب اللہ والے تھے دنیائے دوں کے مکدرات سے دل برداشتہ ہو کر اس دنیائے دوں سے جو بحکم حدیث مومن کا جیل خانہ ہے قبل از وقت تشریف لے گئے تو کیا اعتراض؟

ہاں یہ بھی کہہ دینا کہ شیعہ کی ایک روایت کے مطابق امام زمان کو اپنی موت کو آگے پیچھے کر لینے کا اختیار ہے۔

پیغامی دوستو!

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تشریف بری پر ہمارے منہ سے بے ساختہ شعر نکلتا ہے

تمہاری جاؤں جاؤں نے ہمارا دم نکالا ہے
ابھی آکر کے بیٹھے تھے ابھی دامن سنبھالا ہے

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جون ۱۹۲۹ء مطابق ۱۳ محرم ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۳۴ ص ۱۔۳)

قادیان میں دفعہ ۱۴۴

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

قادیان سے ایک اخبار مباہلہ نکلتا ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے سابقہ مریدین مخلصین کی جماعت نے جاری کر رکھا ہے جو موجودہ خلیفہ قادیان (مرزا محمود احمد) کی زندگی اور اخلاق پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ اس دفعہ اس نے خلیفہ قادیان کے حق میں ایک سخت اخلاقی الزام لگایا تھا جس کے ثبوت میں ایک مدعیہ کی تحریر شائع کی۔ ہم بحکم شریعت اسکی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں ہمارے نوٹ لکھنے کا باعث یہ ہے کہ اس الزام کے جواب میں قادیانیوں کی فریاد پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے اڈیٹر مباہلہ کو دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت خلیفہ قادیان کے برخلاف کچھ لکھنے سے منع کر دیا اس منع پر آج تبصرہ کرتے ہیں۔

دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری نقل کرنے سے پہلے ہم دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سامنے لاتے ہیں جس پر سارا دارومدار ہے دفعہ مذکور کا مضمون یہ ہے کہ:

کسی شخص کی نسبت ہتک آمیز مضمون لکھنا اس کا ازالہ حیثیت عرفی ہے جس کی سزا دو سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں ہے۔

مگر چند مثالیں اس دفعہ سے مستثنیٰ ہیں چنانچہ ایک استثناء یہ ہے:

کسی شخص کی عادات اور صفات عرفی کی نسبت الزام لگانا ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہے بشرطیکہ وہ الزام نیک نیتی سے الزام لگانے والی یا کسی اور شخص کی اغراض کے حفاظت کیلئے یا عامہ خلائق کے فائدے کے لئے لگایا جائے۔

اس استثنا کا مطلب یہ ہے جو شخص مخلوق خدا کو اپنی طرف بلائے بذریعہ تقریر یا تحریر یا بذریعہ اظہار معجزہ یا کرامت، اس کی اخلاقی حالت کی تنقید کرنے والا مجرم

نہیں ہے۔ مثلاً کوئی پیر لوگوں کو اپنا تقدس بتا کر اپنی مریدی کی طرف بلاتا ہے تو ایسے شخص کی اخلاقی کمزوری کا اظہار کرنا تا کہ لوگ اس کے پھندے میں نہ پھنسیں کسی طرح جرم نہیں۔

یہ ہے دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کے ماتحت

اب ہم دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کو سامنے لاتے ہیں:

دفعہ ۱۴۴۔ ان مقدمات میں بدانست مجسٹریٹ ضلع یا چیف مجسٹریٹ پریذیڈنسی یا کسی مجسٹریٹ سب ڈویژن یا کسی اور مجسٹریٹ کے جس کو اس دفعہ کے بموجب عمل کرنے کا اختیار خاص لوکل گورنمنٹ یا چیف مجسٹریٹ پریذیڈنسی یا مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے ملا ہو فوراً انسداد یا جلد تدبیر کرنی مناسب ہو، تو ویسا مجسٹریٹ مجاز ہوگا کہ بذریعہ حکم تحریری جس میں مقدمہ کے حالات اہم قلم بند ہوں گے اور جو حسب احکام دفعہ ۱۴۴ جاری کیا جائے گا کسی کو شخص ہدایت کرے کہ وہ کسی فعل سے باز رہے یا کسی خاص جائداد کی نسبت جو اس کے قبضہ یا اہتمام میں ہو کسی خاص طور پر بندوبست کر لے بشرطیکہ ویسے مجسٹریٹ کے نزدیک ویسی ہدایت غالباً کسی مزاحمت یا تکلیف یا نقصان کے بمقابلہ کسی ایسے شخص کے جو کسی خدمت جائز میں مصروف ہو یا ایسے خطرہ کے جو انسان کی جان یا تندرستی یا سلامتی پر مؤثر ہو یا آسودگی عامہ خلائق کے اختلال کے یا بلوا یا ہنگامہ کے انسداد یا منجر بہ انسداد باعث ہوگی۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اس دفعہ کے ماتحت اڈیٹر مباہلہ کو دفعہ ۴۹۹ مستثنیٰ سے فائدہ حاصل کرنے سے کیونکر روک دیا۔ کیا اب اڈیٹر مباہلہ کے لئے دفعہ ۴۹۹ کا مستثنیٰ جائز العمل نہ رہا۔ ہم مانتے ہیں کہ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ فسادات کی بندش کے لئے ہے لیکن از روئے قانون جائز قائم کرنے والے کو روکنا دفعہ ۱۴۴ کا مطلب نہیں۔ ورنہ دسٹرکٹ مجسٹریٹ ہمیں بتائیں کہ ۴۹۹ کے مستثنیٰ سے کوئی شخص فائدہ کیونکر اٹھا سکتا ہے کیونکہ جس کسی ہیرو، پیر، فقیر، یا لیڈر پر

نکتہ چینی کی جائے گی، گاندھی جی ہوں یا شوکت علی ان کے پیرو کم وبیش ناراض ہوں گے تو اس ضلع کے مجسٹریٹ کا دفعہ ۱۴۴ جاری کر دینا جائز ہوگا۔ اچھا ہم صاحب ضلع گورداسپور سے پوچھتے ہیں کہ قادیان میں جو اسلامیہ جلسہ ہوا کرتا ہے جس میں بحکم صاحب ضلع ایک ای اے سی اور گارد پولیس سب انسپکٹر اور انسپکٹر وغیرہ مسلح آیا کرتے ہیں اس جلسہ میں خلیفہ قادیان بلکہ بڑے مرزا صاحب قادیان پر بھی نکتہ چینی ہوا کرتی ہے تو کیا یہ جلسہ بھی دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت لایا جائے گا جو سال ہا سال سے ہوتا چلا آیا ہے ہمیں اس کا ہرگز اندیشہ نہیں۔ اس لئے ہم بڑے زور سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور سے عرض کرتے ہیں کہ از راہ مہربانی اس حکم (دفعہ ۱۴۴) پر نظر ثانی کر کے اس حکم کو منسوخ فرمائیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جون ۱۹۲۹ء مطابق ۱۳ محرم ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۳۴ ص ۱۳)

افغانستان میں مرزائی غضب کا نزول

قادیانی اخبار جیسا کہ گمان تھا بول اٹھا کہ افغانستان پر جو تکلیف آئی ہے یہ عذاب الٰہی اس جرم کی سزا ہے جو امراء افغانستان نے ہمارے احمدیوں کو قتل کر کے ارتکاب کیا تھا۔ امیر عبدالرحمٰن نے ہمارے احمدی قتل کر دیئے۔ امیر حبیب اللہ نے کرائے جو خود بھی قتل ہوا۔ آخر امیر امان اللہ نے کرائے تو یہ عبرت ناک صورت میں وطن کو چھوڑ کر بھاگ نکلا۔

ہمیں اس دعوی کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوتا اگر ہم یہ نہ جانتے ہوتے کہ جب امیر امان اللہ خان سفر یورپ کے لئے بمبئی پہونچے تو جہاں اور انجمنوں اور جماعتوں نے ان کو خوش آمدید کے تار دیئے تھے قادیان سے بھی خوش آمدید اور دعا خیر کا تار گیا تھا۔ اور ایسے معتوب الٰہی کو مبارک باد اور خوش آمدید کا تار دینا کہاں کی دین داری اور راست بازی ہے۔ اگر وہ تار دلی اخلاص سے نہ تھا تو دینے والوں کے نفاق اور دنیاداری میں کیا کلام۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جون ۱۹۲۹ء مطابق ۱۳ محرم ۱۳۴۷ھ جلد ۲۶ نمبر ۳۴ ص ۱۴)

الفضل کی ناراضگی پر ہمارا جواب

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۲۹ء میں لکھا گیا تھا کہ مرزائی تحریک کا اصل مقصود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی شخصیت کا اعتقاد کرانا ہے۔ چنانچہ پرچہ مذکور کے اصل الفاظ یہ ہیں:

اس میں شک نہیں کہ قادیانی امت بڑی ہوشیاری اور دانش مندی سے کام کرتی ہے اپنے سامنے اسلام اسلام دکھاتی ہے لیکن درحقیقت اس کے منظور نظر عربی اسلام نہیں بلکہ قادیانی اسلام ہوتا ہے۔ قادیانی تحریک کا مقصد نہ اعمال شرعیہ سے بحث ہے نہ اخلاق پسندیدہ سے مطلب۔

مطلب صرف یہ کہ مرزا صاحب قادیانی ایسے تھے ویسے تھے سب سے اعلی تھے سب سے افضل تھے مہدی تھے مسیح تھے نبی تھے رسول تھے کرشن تھے کاہن تھے وغیرہ۔ غرض یہ کہ سب سے اونچے تھے۔ بڑی بات یہ کہ اسلام کے لئے آئینہ تھے۔،

اس عبارت میں جو ہم نے دعوی کیا ہے اس کا ثبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات سے بالکل واضح ملتا ہے۔ مرزائی تصنیفات میں کہیں بھی نماز، روزہ، حج، زکوۃ، پر زور دار مضامین نہیں ملتے، نہ اخلاق فاضلہ پر توجہ ہے جتنی کہ اپنے کو منوانے پر ہے۔

اس کے جواب میں چاہیے تھا کہ قادیانی ذمہ دار اصحاب واقعات سے ہماری تردید کرتے۔ مگر وہ کیسے کرتے؟ وہ جانتے ہیں کہ اخبار اہل حدیث امرتسر ان کے متعلق جو وعدہ کرتا ہے تو علی وجہ البصیرۃ کرتا ہے لاعلی وجہ التقلید۔ اس لئے ان سے یہ تو نہ ہو سکا ہاں ان کی کوشش یہ ہوئی کہ ہمارے بیان کو الٹا بتا کر جھوٹا الزامی جواب دیں۔ چنانچہ الفضل قادیان ۷ جون میں صفحہ ۴ پر لکھا ہے:

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲ جون کے ان جلسوں کی مخالفت کرتے ہوئے جن میں غیر مذاہب کے معزز اور مشہور اصحاب نے بھی رسول اللہ ﷺ کی

پاکیزہ زندگی کے متعلق خراج تحسین ادا کیا، لکھا،

قادیانی تحریک کا مقصد نہ اعمال شریعت سے بحث ہے نہ اخلاق پسندیدہ سے مطلب۔

لیکن ایسی مبارک تحریک میں روڑا اٹکانے والے مولانا اوران کے کارکنوں کے اخلاق پسندیدہ کا جونمونہ حال ہی میں اخبار زمین دار ۱۸ مئی نے پیش کیا ہے، اسے دکھا کر ہم ناظرین سے پوچھنا چاہتے ہیں کیا ایسے اخلاق کے مالک لوگوں کو بھی اس بات کا حق حاصل ہے کہ خواہ مخواہ بلاثبوت دوسروں کے اخلاق پر حملہ آور ہوں۔ (الفضل قادیان ۷ جون۔ ۱۹۲۹ء ص ۴)

احمدی دوستو! یہ تو ہم جانتے ہیں کہ اہل حدیث کی گرفت سے تمہارے بڑے میاں (مرزا غلام احمد) بھی ساری عمر پریشان رہے، اور پریشان ہی تشریف لے گئے۔ چنانچہ ان کا آخری فیصلے والا اشتہار اس بات کا مظہر ہے۔ لیکن ایسا بھی کیا اندھیر ہے کہ تم دنیا بھر کے سب لوگوں کو عقل وفہم سے خالی جانتے ہو۔

سوال تمہارے اولوالعزم رسول مسیح نبی مصلح مہدی کرشن وغیرہ القاب کے مالک سے ،اور جواب ایک عاجز گنہ گار انسان کے فعل سے، وہ بھی غلط تھوپے ہوئے الزام سے۔

کیا یہ وہی بات ہے جو کسی مولوی صاحب نے ایک بے نماز کو نصیحت کی تھی کہ میاں! نماز پڑھا کرو۔ بولا صاحب! آپ نے بیٹے کی شادی پر دعوت کی تھی تو سالن میں نمک کیوں زیادہ ڈال دیا تھا۔

مولوی صاحب نے حیران ہو کر کہا: بھئی اس کو کیا تعلق۔ جواب دیا:

تعلق ہو یا نہ ہو، بات سے بات نکل آتی ہے۔

اچھا صاحب! وہ ہمارے اخلاق کیا تھے جن کی بات اخبار زمین دار میں مکتوب مفتوح چھپا تھا۔ وہ یہ کہ دہلی کے ایک کتب فروش سے میرے منیجر نے کتابیں خریدیں، جن میں چند کتابوں کے سرورق نہ تھے۔ بائع نے قیمت طلب کی۔ منیجر نے سرورق مانگے۔ یہاں تک کہ فریقین کی خط وکتابت میں کچھ تلخی پیدا ہوئی، جس کی مجھے کوئی اطلاع نہ تھی۔ زمین دار میں مکتوب مفتوح لکھنے والا خود لکھتا ہے کہ مولانا ثناء اللہ کو اطلاع کرانے میں اخبار شائع کراتا ہوں۔ مجھے جب اطلاع ہوئی تو میں نے اس

کے متعلق ایک خط برائے اشاعت زمین دار میں بھیجا اور ایک نقل راقم خط کو دہلی بھیج دی اور منیجر کو حکم دیا کہ اسکا بقایا فوراً بھیج دو۔ بتایئے کیا الزام۔

ہاں یاد رہے کہ منیجر اہل حدیث اور دہلوی صاحب کی تلخ کلامی اس حد تک نہ پہنچی تھی جس حدتک مرزا کی پہونچ چکی ہے جس کے بتانے کیلئے آپ کا عربی شعر کافی ہے

ان العدی صاروا خنازیر الفتا

ازواجھم من دونھن الاکلب

(میرے دشمن جنگلوں کے خنزیر بن گئے ہیں ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھی ہوئی ہیں (نجم الہدی)

ماشاءاللہ اس وزن کا لطیف فقرہ مشہور ہے مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اے بدذات فرقہ مولویاں۔ اے یہودی خصلت مولویو! (انجام آتھم)

فخر اور مباہات

قادیانی اخبار اور قادیانی پارٹی اس بات پر بڑا فخر کرتی ہے کہ ہمارے جلسوں میں غیر مسلموں نے بھی آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی پر تقریریں کیں۔ چنانچہ الفضل کے منقولہ اقتباس میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے۔ ان تقریروں کو ہم سنتے تو قدر کرتے، مگر قادیانی پارٹی کے سگے بھائی اس کی بابت کچھ اور رائے رکھتے ہیں جو پیغام صلح لاہور سے درج ذیل ہے:

ان جلسوں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتائی جاتی ہے کہ اس میں غیر مسلم حضرات نے بھی آنحضرت ﷺ کے اخلاق ومحاسن پر شاندار تقریریں کیں اور نہایت اخلاص وعقیدت کے ساتھ تعریف وتوصیف کے پھول سرکار دوعالم پر نچھاور کیے۔

اگر یہ فی الواقعہ صحیح ہوتا تو یقیناً اس سے بڑھ کر اور کوئی خوشی ایک مسلمان کے لئے نہیں ہوسکتی۔

لیکن قارئین کرام یہ سن کر متعجب ہوں گے کہ باستثنائے معدودے چند ان تقاریر میں جو غیر مسلموں سے کرائی گئیں جہاں آنحضرت ﷺ کو رسمی طور پر مہاپرش (بہت بڑا آدمی) کے نام سے یاد کیا گیا اور آپ کے بعض اخلاق فاضلہ کا

عمدہ الفاظ میں ذکر کیا گیا وہاں بعض ایسی باتیں بھی آپ کے متعلق کہی گئیں جو کسی طرح بھی لائق ستائش نہیں۔ بعض لیکچراروں نے یہاں تک کہہ دیا کہ جس تہذیب کا پرچار محمد رسول اللہ (ﷺ) نے عرب میں کیا اس سے بدرجہا بہتر تہذیب اس وقت ہندوستان میں پائی جاتی تھی۔ اور آج تو اس بیسویں صدی میں دنیا بہت ترقی کر چکی ہے۔ بعض ہندو لیکچراروں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ مسلمان بردباری اور رواداری سے ہمیشہ خالی رہے ہیں اور غیر مذاہب پر انہوں نے ہمیشہ ظلم وستم روا رکھا ہے۔

اسی قسم کی بیسیوں باتیں ہیں جو غیر مسلم لیکچراروں کے منہ سے نکلیں اور حیرت و افسوس کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے جن کی طرف سے ایسے جلسوں کا انعقاد عمل میں آیا ان خیالات کی تردید بھی نہ کی۔ ہندو لیکچراروں کو ہم معذور سمجھتے ہیں کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کا پورا علم نہیں اور نہ اسلامی تہذیب کو عملی رنگ میں انہیں دیکھنے کا کبھی اتفاق ہوا ہے۔ ان کے سامنے اگر کچھ ہے تو وہ موجودہ مسلمانوں کی عملی زندگی ہے جو ہرگز اسلامی زندگی کہلانے کی مستحق نہیں۔ تاریخ اسلامی سے وہ قطعاً ناواقف ہیں اور صرف انہی خیالات کے اندر ان کی پرورش ہوئی ہے جو متعصب لوگوں نے اپنی خاص اغراض کے لئے اسلام کے خلاف پھیلا رکھے ہیں اس لحاظ سے وہ قطعاً معذور ہیں اور جو تعریفی کلمات ان کے منہ سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نکلیں ان کو بسا غنیمت سمجھنا چاہیے۔ لیکن ان قادیانی حضرات کو کیا ہو گیا جو نام کو تو رسول کریم ﷺ کی عزت کو دلوں میں بٹھانے کے لئے جلسے کرتے ہیں لیکن کھلے طور پر رسول کریم ﷺ کی توہین ہوتے دیکھ کر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اتنی بھی توفیق انہیں نہ ہوئی کہ انہیں جلسوں کے اندر ایسے تمام اعتراضات کا قلع قمع کر دیتے (پیغام صلح ۱۴ جون ۱۹۲۹ء ص ۲)

مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں: ان جلسوں کی غرض وغایت کے متعلق مفصل ذکر آئندہ ہوگا۔ انشاء اللہ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۸ جون ۱۹۲۹ء مطابق ۲۰ محرم ۱۳۴۸ جلد ۲۶ نمبر ۳۵ ص ۳۔۵)

قادیان میں ماتم

حافظ روشن علی قادیانی جماعت میں ایک قابل آدمی تھے، قطع نظر اختلاف رائے کے ہم کہتے ہیں کہ موصوف خوش قرأت خوش گو تھے۔ مناظرے میں متین اور غیر دل آزار تھے۔ مرزا صاحب کے راسخ مرید تھے۔ ہمیں ان کی وفات میں ان کے متعلقین سے ہمدردی ہے اور متوفی سے بھی اس لئے ہمدردی ہے کہ ان کو مرزا صاحب سے علیحدگی کی توفیق نہ ملی۔ افسوس (اہل حدیث ۵ جولائی ۱۹۲۹ء مطابق ۲۷ محرم ۱۳۴۷ھ ص ۱۵)

کیا یہ بہائیت کی نقل نہیں

اڈیٹر الفضل سے سوال

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ، بریلی سے لکھتے ہیں:

جناب اڈیٹر صاحب اخبار الفضل قادیان۔ تسلیم:

جناب من! آپ نے شاہ امان اللہ خان کے کابل سے آنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

امان اللہ کا سا انسان جس نے ایسے انسانوں کے خون سے ہاتھ رنگے جن کا سوائے اس کے اور کوئی قصور نہ تھا کہ اس زمانہ کے موعود مرسل (مرزا قادیانی) پر ایمان لائے تھے ان بے چاروں (مرزائیوں) کو جاہل اور خونخوار ملاؤں کی وحشت اور درندگی کے حوالے محض اس ڈر اور خوف سے کر دیا کہ ملا لوگ شورش نہ برپا کر دیں یہ وہ سب سے پہلی اور سب سے بڑی بزدلی تھی جو غازی امان اللہ خان سے سرزد ہوئی اور یہی اس کے موجودہ انجام کی ذمہ دار ہے۔ ۱۴ جون ۱۹۲۹ء (اس تحریر سے یہی آپ کی اصلی غرض ہے۔ صابری)

اسی وزن کی ایک تحریر اور ملاحظہ کیجئے جس سے معلوم ہوگا کہ آپ لوگ ہر بات میں بہاء اور اہل بہاء کے متبع ہیں شیخ بہاء اللہ کے صاحبزادے عبدالبہاء کہتے ہیں:

میں عبدالبہاء چالیس سال قید میں تھا خدا نے زنجیر میری گردن سے اتار لی اور عبدالحمید (سلطان ترکی) کی گردن میں ڈال دی اور یہ ایک ہی وقت ہوا۔

جس وقت کہ کمیٹی اتحاد ترقی نے آزادی کا اعلان کیا تو مجھے آزاد کیا اور زنجیر میری گردن سے اتارلی اور عبدالحمید کی گردن میں ڈال دی جو کہ اس نے مجھ سے کیا تھا وہی اس سے کیا گیا اور اس وقت سے نہایت ذلت کے ساتھ قید ہے۔ (کوکب ہند۔ ۹ جولائی ۱۹۲۴ء ص ۳)

تفصیل اس کی یہ ہے کہ سلطان عبدالحمید خان غازی مرحوم و مغفور کے عہد میں عبدالبہاء عکہ میں نظر بند تھے۔ اسی دوران میں وہ کوہ کرمل کے دامن میں ایک عمارت بنوار ہے تھے۔ آپ کے مخالفوں نے حکومت کو خبر کی کہ یہ قلعہ تعمیر کروا رہے ہیں اور اس سے ان کا مقصد ملک شام پر قبضہ کرنا ہے (ایسا ہی مقتول مرزا ئیان کا بل پر بھی الزام تھا کہ وہ بادشاہ کے خلاف بغاوت پھیلا رہے ہیں۔ منہ) چنانچہ اس الزام کی وجہ سے سلطان مرحوم کے حکم سے جناب عبدالبہاء سخت قید میں ڈال دیئے گئے۔

لیکن جب ۱۹۰۸ء میں نوجوان ترکوں نے ترف کی میں انقلاب برپا کر کے سلطان عبدالحمید خان کو معزول کر دیا تو اوس وقت انہیں چھوڑ دیا گیا عبدالبہاء کی مذکورہ بالا تحریر میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ شاہ امان اللہ کی موجودہ مصیبت میں آپ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جو ان کی اس مصیبت کا سبب ایک دو مرزائیوں کا قتل بتایا ہے اس میں آپ نے بہائیوں کی مذکورہ بالا دلیل کی ریس تو نہیں کی؟ صاف صاف بتایئے گا۔

ناظرین! اڈیٹر الفضل اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں وہ اس سوال کو دیکھ کر ایسے ہی خاموش رہیں گے جیسے مباہلہ سے خلیفہ قادیان۔

ہاں میں آپ کی معلومات میں اضافہ کرنے کیلئے یہ بتاتا ہوں کہ اہل بہاء بھی یہی کہتے ہیں کہ ایران و ترکی پر جو مصائب آئی ہیں ان کی یہی وجہ ہے کہ وہاں ہزاروں بہائیوں کو قتل کیا گیا اور ان کے پیشواؤں پر ظلم اور سختی کی گئی سو اسی کو دیکھ کر اہل قادیان نے بھی نقل مطابق اصل کر دی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۲ جولائی ۱۹۲۹ء مطابق ۴ صفر ۱۳۴۸ھ جلد ۲۶ نمبر ۳۷ ص ۳۔۴)

قرآن اور انجیل کا رشتہ

اخبار نور افشاں نے بعنوان: اسلام اور مسیحیت کا رشتہ، ایک سلسلہ جاری کیا ہے جس کے متعلق اہل حدیث امرتسر میں یہ سلسلہ جاری ہوا ہے۔ پادری صاحب نے نمبر اول میں دونوں کتابوں (قرآن اور انجیل) کے حوالوں سے حضرت مسیح کی پیدائش کا مضمون بتا کر نمبر ۲ میں نتیجہ نکالا ہے:

قرآن مجید میں حضرت مسیح اور حضرت یحیٰ (یوحنا) کی پیدائش کے متعلق جتنی آیتیں تھیں ہم نے ان سب کو قرآن مجید ہی کی ترتیب پر اوپر لکھ دیا ہے اگر آپ قرآن مجید کی مکررہ آیات سے قطع نظر کریں اور باقی آیات کا مقدس لوقا کی انجیل سے مقابلہ کریں تو نہایت واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ قرآن مجید حضرت مسیح و حضرت یحیٰ کی پیدائش کے واقعہ میں نہ صرف انجیل جلیل کے ساتھ لفظ بلفظ متفق ہے بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید مقدس لوقا کی انجیل کا لفظ بلفظ عربی زبان میں ایک کامل ترجمہ ہے۔

پس مسیح کی پیدائش کے معاملہ میں قرآن اور انجیل کا صرف ایک ہی عقیدہ ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح محض خدا کی قدرت سے بغیر لمس بشر کے پیدا ہوئے ہیں۔

دنیائے اسلام میں مختلف فرقے ہیں جن کے مختلف خیالات اور مختلف مسائل ہیں لیکن ایک فرقہ بھی ایسا نہیں جو حضرت مسیح کی پیدائش بلا پدر کو نہ مانتا ہو۔ ہمارے اس زمانہ پر آشوب میں اور صرف ہندوستان میں سرسید احمد خان مرحوم ہی ایک ایسے شخص پیدا ہوئے جو نہ صرف حضرت مسیح کی پیدائش بلا پدر سے انکار کرتے ہیں بلکہ معجزات سے بھی انکار کرتے ہیں اور ان کی متابعت میں تقدس مآب مولوی محمد علی صاحب ایم اے جو فرقہ قادیانی کی لاہوری جماعت کے امیر ہیں حضرت مسیح کی پیدائش بلا پدر کو نہیں مانتے۔ حیرت تو یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی جو تقدس مآب کے پیر

اور مرشد ہیں وہ بھی مسیح کی پیدائش کو لمس بشری سے پاک اور محض خدا کی قدرت سے مانتے ہیں۔ لیکن تقدس مآب ہیں کہ اس مسئلہ میں اپنے پیر و مرشد سے تو اختلاف رکھتے ہیں اور سر سید مرحوم کی تتبع کرتے ہیں و لعمری هذا عجیب۔ (نور افشاں ۱۴، جون ۱۹۲۹ء ص ۳)

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہمارے خیال میں پادری صاحب نے جیسے قرآن مجید کو انجیل کا ترجمہ کہنے میں غلطی کی ہے جس کی وجہ ہم پہلے نمبر میں بتا آئے ہیں، مرزا صاحب قادیانی کو اپنا ہم خیال بتانے میں بھی غلطی کی ہے۔ سر سید احمد خان مرحوم اور مولوی محمد علی صاحب احمدی پر پادری صاحب خفا ہیں کیونکہ یہ دونوں صاحب حضرت مسیح کو بے باپ نہیں مانتے بلکہ باپ سے متولد کہتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کا اس بارے میں خیال سنیں گے تو ان دونوں کو غنیمت جانیں گے۔ باوجودیکہ ہم جانتے ہیں کہ مقولہ مشہورہ، نقل کفر کفر نباشد، صحیح ہے تاہم ہمیں اس خیال کو نقل کرنے میں ڈر لگتا ہے کیونکہ وہ خیال وہی ہے جس پر قرآن مجید میں یہودیوں پر لعنت اور سخت دلی کی سزا ملنے کا ذکر ہے۔ ممکن ہے بعض بلکہ اکثر ناظرین اتنے اشارے سے اصل مطلب نہ سمجھ سکیں اس لئے ہم مرزا صاحب کا خیال پیدائش مسیحؑ کے متعلق صاف صاف لفظوں میں سناتے ہیں۔ مرزا صاحب قادیانی کا خیال تھا کہ:

مسیح کی والدہ (مریم صدیقہ) کی سگائی یوسف نجار سے ہوئی تھی۔ قبل نکاح ہی یوسف نے اس سے جماع کیا جس سے مریم صدیقہ کو حمل رہ گیا۔

اب مرزا صاحب کے اپنے الفاظ سنئیے۔ فاضل اڈیٹر نور افشان چونکہ افضان ہیں اس لئے عبارات مرزائیہ میں سے ہم فارسی عبارت پہلے نقل کرتے ہیں۔ چونکہ اس عبارت میں افغانوں کا ذکر ہے اس لئے اڈیٹر صاحب، نور افشاں، سے خاص مناسبت بھی رکھتی ہے۔

مرزا صاحب قادیانی کتاب، ایام الصلح، میں افغان قوم کو بنی اسرائیل ثابت کرتے ہیں۔ اس دعوی پر ان دونوں قوموں (اسرائیلی اور افغانوں) کے رسم و رواج بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

پنجم رسوم و عادات است بایں معنی کہ افاغنہ مثل یہود فرقے میان نسبت (سگائی) و نکاح نکردہ دختران از ملاقات ومخالطت با منسوب مضایقت نگیرند۔ مثلاً اختلاط مریم صدیقہ با منسوب خودش یوسف و بمعیت وے خارج بیت گردش نمودن شہادت حقہ بر ایں رسم است و در بعضے از قبائل خواتین جہال مخالطت دختران با منسوبان بہ نحویجاری وساری ست کہ غالب اوقات راد خترے قبل از اجراء مراسم نکاح؟ (حمل) شدہ و عادۃً محل عار و شنا قوم نگر دیدہ اغماض واعراض ازاں مے شود۔ (ایام الصلح۔ص ۶۵)۔

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:

ہم اس فارسی کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں جانتے۔ اڈیٹر صاحب بحیثیت افغان بتاویں کہ افغانوں میں یہ رسم ہے کہ سگائی کی حالت میں (قبل از نکاح) لڑکا لڑکی ملاپ کرلیا کرتے ہیں؟ یہ بھی بتادیں کیا اس ملاپ کی اولاد از روئے شریعت حلال زادہ ہوتی ہے، یا ناجائز مولود؟

ہاں اس فارسی عبارت کی تشریح اردو عبارت میں سنیئے ۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا چونکہ پختہ خیال یہی تھا کہ مریم صدیقہ کا حمل قبل نکاح تھا اس ناجائز حمل کی وجہ سے ان کا نکاح خلاف رسم ورواج یوسف نجار سے کیا گیا، چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا، پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل نکاح کرلیا۔

گولوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی، یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔ (کشتی نوح)

یہ ہے وہ عزت جو مرزا صاحب قادیانی ،مریم صدیقہ اور ان کے

صاحبزادے کی کرتے ہیں۔
مسیحی دوستو! کیا اس عبارت کا صاف مطلب یہ نہیں کہ مریم کو قبل از نکاح حمل ہو گیا تھا جس کی پردہ پوشی کے لئے ان کا نکاح یوسف کے ساتھ کیا گیا کبرت کلمة تخرج من افواههم۔ کیا اب بھی مرزا صاحب قادیانی کے حق میں آپ یہی کہیں گے کہ وہ مسیح کو بے باپ مولود مانتے تھے؟ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ:
وہ جائز باپ کے بغیر مولود مانتے تھے۔
یعنی وہ اس بارے میں اس مقدس جماعت کے ہم خیال تھے جن کے حق میں قرآن شریف نے کہا ہے و قولهم علی مریم بهتاناً عظیماً۔ اس لئے ہم مرزا صاحب قادیانی کی اس علیحدگی پر افسوس کرتے ہوئے یہ شعر لکھتے ہیں

میرے پہلو سے گیا پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۴۸ھ جلد ۱۶ نمبر ۳۸ ص ۱-۳)

انتظار کب تک۔۲

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں:
۲۱ جون کے اہل حدیث امرتسر میں اس مضمون کا نمبر اول درج ہو چکا ہے۔ اس میں یہ ذکر تھا کہ امت مرزائیہ ناواقفوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہا کرتی ہے کہ تم لوگ کہا کرتے تھے کہ امام مہدی معہود یا مسیح موعود چودھویں صدی میں آئیں گے۔ اگر مرزا صاحب قادیانی، مہدی اور مسیح نہیں تو تمہارے مہدی اور مسیح کہاں ہیں؟
اس کے جواب میں ہم نے کہا تھا کہ چودھویں صدی میں انتظار کرنے والے محض اپنے خیال سے منتظر تھے، صاحب الہام کے حکم سے نہ تھے۔
اسی ضمن میں یہ ذکر بھی آ گیا تھا کہ تمہارے صاحب الہام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے الہام سے لکھا تھا کہ میری عمر کا خاتمہ ۱۳۳۵ھ کو ہو گا پھر وہ ۱۳۲۶ھ میں کیوں چلے گئے۔ اس دعوی پر ہم نے کتاب حقیقۃ الوحی مصنفہ مرزا صاحب

قادیانی کا حوالہ دیا تھا۔ مرزائی اخبار پیغام صلح لاہور ۲۸ جون میں ہمارا جواب دیا گیا ہے جس کے دو حصے ہیں۔ ایک تو اصل سوال کا جواب ہے جو ہم نے پوچھا تھا کہ چودھویں صدی میں انتظار کرنے والے کون تھے۔ دوسرا کتاب حقیقۃ الوحی کے متعلق لکھا ہے کہ:

حقیقۃ الوحی میں حضرت مسیح موعود نے جو یہ فقرہ لکھا ہے:

پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس لکھتا ہے۔

اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ آپ ۱۳۳۵ھ میں وفات پائیں گے۔ بلکہ آخری زمانہ سے مسیح موعود کے آنے کا آخری سال مراد ہے چنانچہ خود دانیال نبی کے الفاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے جن میں صاف طور پر لکھا ہے:

مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے،

اس میں صاف طور پر آنے کا ذکر ہے، جانے کا ذکر نہیں۔ دانیال نبی نے مسیح موعود کی انتظار کا آخری سال ۱۳۳۵ھ قرار دیا ہے اور یہی حضرت مسیح موعود کی مراد ہے۔ اپنی وفات کا آپ نے اس میں قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا۔ پھر تعجب ہے کہ مولوی فاضل نے اس کے الٹ معنی کیوں لئے۔

(۲۸ جون ۱۹۲۹ء۔ پیغام صلح لاہور)

مولانا امرتسریؒ لکھتے ہیں: پہلے حصہ کا جواب الجواب ہمارے قابل نامہ نگار صابری صاحب نے لکھا ہے جو اسی پرچہ میں درج ہوگا۔ ہاں کتاب حقیقۃ الوحی میں جو اڈیٹر صاحب پیغام نے تحریف کی ہے اس کی تصحیح کرنا ہمارا فرض ہے کیونکہ ہم حسب تصریح مرزا ہم ہی صادق و مصدوق ہیں۔ ہم ہی ان کے کلام کو خوب سمجھتے ہیں۔ اور اگر مذاق نہ سمجھیں تو مرزا صاحب کے بعد ان کی جماعت سے بیعت لینے کے ہم ہی حق دار ہیں۔ اس لئے ان کے کلام کو سمجھنے اور سمجھانے کا حق ہم ہی رکھتے ہیں۔ پس ناظرین اہل حدیث عموماً اور احمدی دوست خصوصاً مرزا صاحب کی منقولہ عبارت کو نظر انصاف سے دیکھیں۔ مرزا جی، ہاں مہدی، ہاں مسیح، ہاں کرشن گوپال فرماتے ہیں:

دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا اور لکھا ہے کہ اس وقت بہت لوگ پاک کئے جائیں

گے اور سفید کیئے جائیں اور آزمائے جائیں گے۔ایک ہزار دوسونوے دن (دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے۔مرزا) مبارک وی؟ کو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے ۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۹۹)۔

مولانا ثناء اللہ فرماتے ہیں؛ اس عبارت کے سمجھنے میں قابل اڈیٹر پیغام صلح کو دھوکہ لگا ہے یا انہوں نے خود اپنے ناظرین کو دھوکہ دیا ہے۔اس کا مطلب وہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۲۹۰ھ سے ۱۳۳۵ھ تک مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے۔اس سے ہر گز یہ مراد نہیں کہ (مرزا قادیانی) ۱۳۳۵ھ میں وفات پائیں گے۔

بہت خوب ! اب ہمارا کمال دیکھئے جس سے آپ کو یقین ہو گا کہ ہم مقالات مرزا سمجھنے میں کہاں تک درجہ اجتہاد رکھتے ہیں ۔اس لئے ہم مرزا غلام احمد صاحب ہی سے اس کی تشریح بتاتے ہیں ۔ چنانچہ انہی منقولہ فقرات کے ساتھ ہی مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اس پیش گوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اس وقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی سوختنی کو چھوڑ دیں گے اور بد چلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے ایک ہزار دوسونوے سال ہوں گے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا۔سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور اور مبعوث ہونے کے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالی کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سونوے ہجری میں خدا تعالی کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ ومخاطبہ پا چکا تھا۔
پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس برس لکھتا ہے جو خدا تعالی کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے ۔

(حقیقۃ الوحی۔ص ۱۹۹۔۲۰۰)

مولانا امرتسریؒ فرماتے ہیں : اس عبارت میں مرزا صاحب قادیانی نے دولفظ ایسے بولے ہیں جو ہماری صریح تائید ، اور پیغام صلح کی تردید کرتے ہیں۔ایک لفظ ،آخری زمانہ، ہے دوم ،میری عمر کا الہام، ۔مرزا صاحب کی عمر کا الہام ہے:

خدا تجھ کو اسی سال یا پانچ چھ کم یا پانچ چھ زیادہ عمر دے گا۔

جس کی تشریح آپ نے جلد پنجم براہین احمدیہ میں خود کی ہے کہ ۷۵ سے ۸۵ کے درمیان میری (مرزا قادیانی کی) عمر ہوگی۔

بہت خوب۔ ضرور ہے کہ حسب تصریح مرزا صاحب دانیال کی عبارت کا مطلب مرزا صاحب کی الہامی عمر کے بالکل موافق ہو۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ چودھویں صدی شروع ہونے کے وقت میری عمر چالیس سال تھی (ملاحظہ ہو کتاب تریاق القلوب)۔ ہم تو حساب جانتے نہیں ہاں دوسری جماعت کا لڑکا یہ مشکل سوال حل کر سکتا ہے کہ چالیس کو پورے ۷۵ کرنے کے لئے کتنے عدد کی ضرورت ہے۔ غالباً اس سوال کا حل وہ لڑکا یوں کرے گا کہ ۷۵ میں سے چالیس کو تفریق کر کے باقی ۳۵ رکھ کر بتائے گا کہ ۴۰ کو ۷۵ کرنے کے لئے پورے ۳۵ کی ضرورت ہے۔ پس دانیال کی پیش گوئی اور مرزا صاحب قادیانی کے الہام کے مطابق ۱۳۳۵ھ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی عمر کی انتہاء ہے، مگر وہ نو سال پہلے ہی تشریف لے گے

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

چیلنج: ابھی تو ہم نے صرف حقیقۃ الوحی کی عبارت کو خود اسی کے لفظوں سے حل کیا ہے۔ ہمارے پاس اس مضمون میں بہت سے، مقالات مرزا، ہیں۔

احمدی دوستو! مرد میدان ہو تو اپنے سرداروں کی اجازت سے میدان مناظرہ میں آؤ اور بتقرر منصف ہمارے ساتھ اس مضمون پر بحث کر لو۔

اس بحث کے فیصلہ کے لئے ہم لاہور کے قابل قانون پیشہ اصحاب میں سے کسی ایک کو منصف ماننے کو تیار ہیں۔

کوئی ہے؟ جو سامنے آئے۔

انا سلمة بن الاکوع   الیوم یوم الرّضّع

حصہ اول کے متعلق ہمارے قابل مضمون نگار منشی محمد حسین صاحب صابری بریلوی کا مضمون پڑھئے جو آگے درج ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۴۸ھ جلد ۱۶ نمبر ۳۸ ص ۳۔۴)

آخر یہ اس قدر جلدی کیوں ہے؟

جناب منشی محمد حسین صاحب صابریؒ بریلوی لکھتے ہیں:

اس خاکسار ہیچ مدان نے پیغامی مرزائیوں کے متعلق کبھی خاص مضمون نہیں لکھا۔ اس کی ایک وجہ ہے میری تحقیق یہ ہے اور جسے میں ثابت کرسکتا ہوں کہ ان لوگوں کو مرزائیت یا احمدیت سے کچھ تعلق ہی نہیں ہے (مجھے اس سے اختلاف ہے۔اڈیٹر اہل حدیث امرتسر) صرف نام کیلئے احمدی کہلاتے ہیں اور بس۔ان لوگوں کے اصل خیالات اور عقائد وہی ہیں جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کے تھے اس لئے دیکھتے ہوئے اور جانتے ہوئے بظاہر زبان کے ساتھ یا قلم سے مرزا آنجہانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود کہہ دیتے ہیں اصل میں یہ لوگ اس پٹری سے کوسوں دور ہیں جو مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کے لئے بچھائی تھی اس لئے ان کو مخاطب کرنا کچھ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

ان لوگوں کا اخبار پیغام صلح بعض وقت مرزا آنجہانی کو منوانے کے لئے بھی ایک آدھ مضمون تحریر کردیتا ہے آخر پرانے تعلق کا بھی تو کچھ حق ہے۔ چنانچہ آج کل پیغام صلح لاہور میں۔آخر یہ انتظار کب تک، کی سرخی کے ساتھ ایک سلسلہ مضمون نکل رہاہے۔اس کے جواب میں مضمون ہذا ناظرین کی خدمت میں پیش ہے۔مولانا ثناء اللہ نے اسی مضمون کا تعاقب ۲۱ جون کے اہل حدیث میں کیا تھا جس کے جواب میں اڈیٹر پیغام صلح نے ایک اور مضمون ۲۸ جون ۱۹۲۹ء کے پرچہ میں تحریر فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ صاحب امرتسریؒ نے لکھا تھا:

> یہ انتظار کرنے والے لوگ (جن کا ذکر پیغام نے اپنے مضمون میں لکھا تھا) الہامی تھے؟ جو اپنے الہام سے ایسا کہتے تھے یا کسی صاحب وحی کے ارشاد کے ماتحت اس زمانہ کی تعیین کرتے تھے۔ اگر ایسے تھے تو الہامی کے الہام یا صاحب وحی کی وحی بتادیجئے اور اگر دونوں کا اپنا خیال تھا تو ان کا محض خیال کسی دوسرے شخص پر حجت نہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۱ جون ۱۹۲۹ء ص ۲)۔

کیسی صاف اور سیدھی بات ہے کہ یہاں تو خدا تعالی کی وحی حجت ہے اور بس۔ اگر قرآن نے مسیح اور مہدی کے آنے کی کوئی تاریخ بتائی ہے یا صحیح حدیث میں کوئی وقت اور دن مقرر کیا گیا ہے تو بے شک ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس دن اور اس تاریخ پر دعوی کرنے والوں کی تلاش کرے اور اگر انہیں پالے تو بے شک اس پر فرض ہے کہ تحقیق کر کے انہیں قبول کر لے لیکن اگر کوئی تاریخ اور دن کا تعین خدا کے اور اس کے رسول کے کلام میں نہیں ہوا تو پھر کسی کا قیاس یا مسلمانوں کا خیال کچھ چیز نہیں، دنیا تو گرمی کی تپش میں پریشان ہو کر کہا ہی کرتی ہے کہ بارش آنے والی ہے یہ سخت گرمی اس کی علامت ہے مگر بارش کا بھیجنے والا اسی وقت پانی برساتا ہے جو اس کے علم میں مقرر ہو چکا ہے اس سے پہلے ہرگز نہیں۔ ایسی صاف گوئی کی تاب نہ لاکر اڈیٹر پیغام صلح لاہور لکھتے ہیں:

> ہم نہیں جانتے اس جواب کو کلام شعری قرار دیں یا اس سے بڑھ کر کچھ کہیں جس کے لئے مولوی فاضل کی منطق میں کوئی اصطلاح موجود نہیں یہ الفاظ لکھتے ہوئے وہ غالباً بھول گئے کہ انتظار کرنے والے تو وہ خود بھی ہیں (واہ صاحب! بات سے بات خوب نکالی جو آپ ہی کا حصہ ہے بحث تو وقت کی تعیین سے ہے اور آپ انتظار کرنے کی آڑ لے بیٹھے۔ صابری) الہامی نہ سہی لیکن آخر انہیں مسیح اور مہدی کا انتظار تو باقی ہے؟ پھر کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ آیا ان کے نزدیک اسی صدی میں ان کا آنا مقدر ہے یا جیسا کہ بعض کا خیال ہے قیامت کے دن وہ مسلمانوں کو غالب کرنے کے لئے آئیں گے؟ جب تک اس سوال کا صاف طور پر وہ جواب نہ دیں اس وقت تک ان کے منقولہ الفاظ کو کلام شعری سے بڑھ کر کوئی وقعت نہیں نہیں دی جاسکتی (پیغام صلح ۲۸ جون ۱۹۲۹ء)

اس سوال کا جواب کہ، مسیح اور مہدی کب دنیا میں آئیں گے، ایک مسلمان کیا دے سکتا ہے جس کا ایمان خدا کے کلام اور رسول اللہ کے ارشادات تک محدود ہو ہاں وہ اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ مہدی بھی آئیں گے اور مسیح بھی آئیں گے اس سے زیادہ کہنے کا اسے کوئی حق نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اڈیٹر صاحب پیغام کیلئے ناحق ادھر ادھر جانے کی نسبت بہتر یہ تھا کہ وہ قرآن مجید کی کسی آیت یا صحیح حدیث سے تیرھویں یا چودھویں یا پندرھویں وغیرہ صدی کا تعین ثابت کر دیتے پھر ان کا مذکورہ بالا سوال بے شک بجا ہوتا، اب جب ان سے ایسا نہیں ہوسکا تو یہ سوال ہی ان کا لغو ہے لیکن میں ان کو بتاتا ہوں کہ ان کے پیر و مرشد مرزا صاحب قادیانی نے بعض آیات قرآنی کو بحساب جمل پیش کر کے بعض تاریخیں نکالی ہیں جو صریحاً شاعرانہ تخیلات ہیں اگر وہی تاریخیں اڈیٹر پیغام کے دل و دماغ میں دائر و سائر ہیں تو وہ عقل مندوں کے نزدیک کئی ایک وجوہ سے قابل قبول نہیں ہیں۔

اول اس لئے کہ حساب جمل سے قرآنی آیات کے اعداد نکال کر کسی واقعہ کی تاریخ نکالنے کا حکم خدا اور رسول نے نہیں دیا۔

دوم: اس لئے کہ وہ تاریخیں جناب مرزا غلام احمد صاحب پر کسی طرح چسپاں بھی نہیں ہوتیں۔

سوم اس لئے کہ حساب جمل سے اس طرح کام لینے والے سب سے پہلے اہل بہاء ہیں انہی کی نقل کر کے مرزا صاحب قادیانی نے اپنی کتب کو اس حساب سے مزین کیا ہے، تو مسلمان اسے کیوں قبول کریں۔

بہائیوں کی ایک کتاب: شرح آیات مورخہ، میں اسی اصول سے مہدی اور مسیح موعود کے آنے کا وقت بتایا گیا ہے۔ اگر اس حساب کو صحیح مان لیا جائے تو اڈیٹر پیغام پر واجب ہے کہ وہ پہلے جناب علی محمد باب کے مہدی ہونے پر ایمان لائیں اور پھر اس کے بعد بہاء اللہ کی مسیحیت کا طوق گلے میں ڈال کر کوکب ہند دہلی کے دفتر میں تشریف لے جائیں۔ اس سے پہلے ہی انہوں نے اگر مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح مان لیا ہے تو کچھ بڑا کام نہیں کیا کیونکہ جس صدی کو وہ مسیح کے آنے کی صدی کہتے ہیں اس میں سب سے پہلا مدعی تو بہاء اللہ ہے۔ اور اس کے بعد جناب مرزا صاحب ہیں۔ ایک بہائی نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رؤیا میں المسیح الموعود اور المسیح الدجال کو طواف کعبہ کرتے دیکھا ہے جس میں حضور ﷺ نے پہلے المسیح الموعود کا ذکر کیا ہے اور پھر المسیح الدجال کا۔ اس حساب سے

جناب ۔۔۔۔صاحب المسیح الدجال ہیں اور بہاء اللہ جو پہلے ہوئے ہیں وہی سچے مسیح موعود ہیں ،تو اڈیٹر پیغام صلح کو بتانا چاہیے کہ بہائی کی اس دلیل کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔

اڈیٹر صاحب پیغام صلح کو تو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ مرزا صاحب قادیانی پر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کو مخاطب کر کے اعتراض کرتے رہیں آج قادیان کا نام رکھ کر جو اہل پیغام اعتراض کر رہے ہیں وہ نہایت صفائی کے ساتھ جناب مرزا صاحب پر پڑتے ہیں اگر چہ بظاہر میاں محمود احمد صاحب کا نام لے دیا جاتا ہے مگر در اصل ان کی زد پوری طرح جناب مرزا صاحب پر پڑتی ہے ہم اس کا ثبوت رکھتے ہیں جس کی مرضی ہو باہر نکل کر ہم سے پوچھ لے باقی مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح منوانے کا کام اہل قادیان کے لئے چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ انہی کو یہ زیب دیتا ہے اہل پیغام اس کے ہرگز اہل نہیں ہیں وہ محض اشاعت اسلام کریں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۴۸ھ جلد ۱۶ نمبر ۳۸ ص ۵-۶)

حرام زادے کی رسی دراز

مرزائی کہا کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے ایسا لکھا تھا۔مولوی محمد امین صاحب سے چودھری دین محمد اٹھوال ضلع گورداسپور نے وعدہ کیا تھا کہ میں یہ اشتہار دکھاؤنگا۔نہ دکھاؤں تو احمدیت سے توبہ کرونگا۔توبہ نہ کروں گا تو یک صد چہرہ دار تاوان دونگا۔مولوی صاحب موصوف مقررہ وقت پر اشتہار مذکور دیکھنے کو پہنچے تو چودھری صاحب نے وعدہ پورا نہ کیا۔افسوس۔راقم چودھری مراد، چودھری اللہ بخش، چودھری کمال دین، چودھری جلال دین وغیرہ ساکنان ورک ضلع گورداسپور

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۴۸ھ جلد ۱۶ نمبر ۳۸ ص ۱۵)

مولوی نور احمد لودی کو چیلنج

آپ مرزا صاحب قادیانی کی صداقت کی تبلیغ لوگوں میں کرتے ہیں۔ہم آپ کو چیلنج دیتے ہیں کہ صداقت مرزا پر ہم سے بتقرر منصف بحث کرلیں۔عبدالرحمٰن ازرانیوال۔

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۴۸ھ جلد ۱۶ نمبر ۳۸ ص ۱۵)

نکاح مرزا

پہلے مجھے دیکھئے

مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدویت مسیحیت بلکہ نبوت کے دعوے کئے جس پر علماء اسلام سے ان کی بحثیں ہوتی رہیں ان سب بحثوں کو جن میں قال اقول کی گردانیں ہوتی تھیں مرزا قادیانی نے قطع مسافت کرنے اور ختم کرنے کو یوں فرمایا کہ مجھے میری روحانیات سے جانچو۔یعنی میں جو کسی غیبی امر کی نسبت پیش گوئی کروں اسکو دیکھو۔اگر وہ سچی ہے تو میں سچا ہوں جھوٹی ہے تو میں جھوتا ہوں چنانچہ لکھتے ہیں:

بعض عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے ۱۵ مہینہ دن تک اور پنڈت لیکھ رام پشاوری کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیاء اور اماتت دونوں خدا تعالی کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالی اس کی خاطر کسی اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کرسکتا خصوصا ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔

سو پیشین گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہوں۔سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشین گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔یہ تینوں پیشین گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی

قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے۔ اور ان میں سے وہ پیش گوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں۔

۱ کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔ اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے کے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔

اور ظاہر ہے کہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔

(شہادۃ القرآن۔ص ۷۹۔۸۰ قادیانی خزائن ج ۶ ص ۳۷۵۔۳۷۶)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے بڑی صفائی سے دو باتوں کا اظہار کیا ہے ایک یہ کہ میری یہ تین پیش گوئیاں قابل غور ہیں دوم یہ کہ ان میں سے مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت اور اس کی لڑکی کے نکاح والی پیش گوئی مسلمانوں سے خاص تعلق رکھتی ہے ہم نے ان تینوں پیش گوئیوں بلکہ عموماً ان کی ساری پیش گوئیوں کی پڑتال رسالہ الہامات مرزا میں کی ہوئی ہے مگر بغرض اختصار خاص اس پیش گوئی کو جو (بقول مرزا) مسلمانوں سے خاص تعلق رکھتی ہے الگ رسالہ کی صورت میں شائع کرنا مفید سمجھا اس لئے یہ چھوٹا سا رسالہ ناظرین کی خدمت میں پیش ہوتا ہے امید ہے باانصاف ناظرین اسے بغور دیکھیں گے

ابوالوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ ملقب فاتح قادیان امرتسر ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ اگست ۱۹۲۱ء

الہامی پیش گوئی بابت نکاح دختر مرزا احمد بیگ

سب سے پہلے بطور اشتہار جو مرزا قادیانی نے اس نکاح کے متعلق اعلان کیا تھا وہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کا اشتہار ہے جس کے ضروری فقرے درج ذیل ہیں:

اس خدائے قادر وحکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جاوے گا (کیاہی عجیب موقع تھا بیل کنویں میں خصی نہ کریں گے تو کہاں کریں گے۔ ثناء اللہ) اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروی ۱۸۸۶ء؟ میں درج ہے لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دکتر ر کے لئے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلا دے گا چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے

كذ وا بآ ياتنا و كا نوا بها يستهزؤن فسيكفيكهم الله و ير د ها اليك لاتبد يل لكلما ت الله ان ر بك فعا ل لما ير يد انت معنى و انا معك عسى ان يبعثك ر بك مقا ما محمو دا (ترجمہ)

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالی ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار رہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہ ہو جاتا ہے تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام

تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی)

یعنی گواول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف تعریف ہوگی ۔خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۔ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء

(مجموعہ قادیانی اشتہارات ۔ج ۲ص ۱۵۷۔۱۵۸)

اس اشتہار کی عبارت اپنا مدعا بتانے میں صاف اور واضح ہے جس کی تفصیل خود مرزا قادیانی اپنے رسالہ شہادۃ القرآن میں کر چکے ہیں جس کی عبارت ہم دیباچہ میں نقل کر آئے ہیں ۔

اس اشتہار سے دو امر ثابت ہیں ایک داماد مرزا احمد بیگ کا روز نکاح سے اڑھائی سال کے اندر اندر مر جانا ۔ دوم مسمات (محمدی بیگم) کا مرزا قادیانی سے نکاح ہونا چنانچہ اس مضمون کو مرزا قادیانی نے ایک اور مقام پر خود ہی لکھا ہے

فدعوت ربی بالتضرع و الابتهال و مددت اليه ايدی السوال فالهمنی ربی و قال سأريهم آياته من انفسهم و اخبرنی و قال انني ساجعل بنتا من بناتهم آية لهم فسماها و قال انها سيجعل ثيبة و يموت بعلها و ابوها الی ثلث سنة من يوم النكاح ثم نردها اليك بعد موتهما و لا يكون احدهما من العاصمين (کرامات الصادقین ۔ص ۱۰ ۔خزائن ج ۷ ص ۱۶۲)

ترجمہ ۔ میں (مرزا) نے بڑی عاجزی سے دا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ میں ان (تیرے خاندان کے) لوگوں کو ان میں سے ایک نشانی دکھاؤں گا خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی (محمدی) کا نام لے کر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جائے گی اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائینگے پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا ۔

یہ عبارت بھی اپنا مدعا بتانے میں صاف ہے کہ یوم نکاح سے تین سال کے عرصہ کےاندر اندر مرزا احمد بیگ اور اس کا داماد مر جائیں گے اور مسمات منکوحہ اس کے بعد مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی ۔

شہادۃ القرآن کی منقولہ بالا عبارت بتارہی ہے کہ مرزا سلکطان محمد داماد احمد بیگ کی مدت حیات اگست ۱۸۹۴ء تک ختم تھی اس کے بعد اس کو دنیامین رہنے کی اجازت نہ تھی ھالانکہ وہ آج (جولائی ۱۹۲۱ء) تک بھی زندہ ہے اور اس مدت میں وہ فرانس کی جاں گداز جنگ میں بھی گیا مگر قادیانی کی دعا سے گولی کھا کر بھی زندہ بچ گیا۔ سچ ہے

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

مرزا قادیانی کا اپنی چچا زاد بھائیوں سے ایک دیوار کے متعلق مقدمہ تھا جس میں انہوں نے مرزا قادیانی پر چند سوال کئے جن کے جواب میں مرزا قادیانی نے عدالت ہی میں حلفیہ بیان دیا۔ فرماتے ہیں

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیش گوئی میں تھا میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ پیش گوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیش گوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیاہی جاوے گی اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیش گوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔ لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیش گوئی کی دوسری جزء پوری ہوگئی۔ اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصا شوہر پر پڑا جو پیش گوئی کا ایک جزء تھا۔ انہوں نے توبہ کی۔ (مرزا قادیانی ایہ فقرعہ کیسا غلط دھوکہ ہے۔ توبہ تو کی رشتہ داروں نے اور مہلت دی گئی سلطان محمد کو۔ ثناء اللہ) چنانچہ اسکے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس لئے خدا تعالی نے اس کو مہلت دی

۔عورت اب تک زندہ ہے۔میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔امید کیسی، یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہوکر رہیں گی۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰۔اگست ۱۹۰۱ء کتاب منظور الہی ص ۲۴۵)

یہ حوالہ بھی اپنا مدعا بتانے کو کافی ہے کہ نکاح ضرور ہوگا اسی کی تائید میں مرزا غلام احمد قادیانی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

خدا تعالی نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالی ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(ازالہ اوہام۔ص ۳۹۶۔قادیانی خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

یہ عبارت بھی اپنا مطلب بتانے میں کسی شرح یا حاشیہ کی محتاج نہیں تاہم اس کی تشریح مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں۔

جب مسماۃ مذکورہ کی شادی ہوگئی اور معترضین نے اعتراض کیے، تو آپ نے جواب دیا:

وحی الہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیاہی جائے۔ سو یہ ایک پیش گوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا ۔ الہام الہی کے یہ لفظ ہیں

سیکفیکھم اللہ یردھا الیک

یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا پھر اس کو تیری طرف لائے گا۔

جاننا چاہیے کہ ردّ کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جائے اور پھر واپس لائے جائے۔پس چونکہ محمدی ہمارے

اقارب میں سے بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی میری چچازاد ہمشیرہ کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی یعنی احمد بیگ کی پس اس صورت میں رد کے معنی اس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی اور پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی سو ایسا ہی ہوگا۔

(الحکم قادیان ۳۰ جون ۱۹۰۵ء ص۲ کالم۲)

یہ عبارت سب حوالہ جات کی شرح بلکہ شرح الشرح ہے اس عبارت میں مرزا قادیانی کے عزم واستقلال کا کمال ثبوت ملتا ہے کہ باوجودیکہ منکوحہ دوسری جگہ بیاہی گئی تھی تاہم مرزا قادیانی امید لگائے بیٹھے ہیں۔کیا سچ ہے

سنبھلنے دے ذرہ اے نا امیدی کیا قیامت ہے
کہ دامان خیال یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

ناظرین! کیا ان عبارات کو دیکھ کر اس نکاح کے یقینی ہونے میں کسی قسم کا شبہ رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔تاہم مرزا قادیانی نے اس نکاح کو رجسٹری بھی کرایا اور رجسٹری بھی کسی انگریزی محکمہ میں نہیں بلکہ محکمہ محمدیہ میں اس کی تصدیق کرائی تاکہ کسی مسلمان کو اس کی بابت چون وچرا کرنے کی گنجائش نہ رہے پس رجسٹری کی عبارت سنئے:

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے ہی ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔

اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان کے ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ حاشیہ۔قادیانی خزائن ج۱۱ حاشیہ ص۳۳۷)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ آسمانی نکاح مدینہ طیبہ کی عدالت عالیہ میں رجسٹری ہو چکا ہے اس لئے ممکن نہیں کہ ظہور پذیر نہ ہو۔ بہت خوب مگر کیا ہوا؟ اس کا جواب بڑا دلفگار ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

اب ہم بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ان الہامی دھمکیوں پر کفایت نہیں کی تھی بلکہ اس کیلئے بہت سی دنیاوی کوششیں بھی کی تھیں مسمات مذکورہ کے والد اس کے رشتہ داروں، تعلق داروں کو خطوط لکھے طمع اور دھمکیاں دیں۔ غرض جو کچھ بھی ایسی مشکل میں مبتلا انسان کیا کرتا ہے مرزا قادیانی نے بھی کیا۔ چنانچہ آپ کی کوشش کے چند خطوط ہم بھی نقل کرتے ہیں

پہلا خط : مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج پہنچے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ و رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے، ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو

بچا لینا اللہ تعالی کا کام ہے اگر میں اس کا ہونگا تو مجھے ضرور بچائے گا۔

اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے، اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔

یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور ان کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے سیاہ کرے مگر اب وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پورانہ (پرانا) رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالی سے خوف کرو، کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کرینگے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپکی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہونچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالی کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اس ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔

بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لا وارث کرونگا۔ اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جو، اب میرے قبضہ میں ہے، ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کرونگا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتہ ناطے توڑ دونگا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا، ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔

یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج۔ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

دوسرا خط۔ مرزا صاحب بنام والدہ عزت بی بی

... والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالی کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا اسلئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد، عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو

عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے سو میں امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آ جائیگا جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ، محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔

سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالی کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دونگا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔

مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالی کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔ اور خدا تعالی میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔ راقم مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

تیسرا خط مرزا قادیانی نے اپنی بہو سے لکھوا کر بھیجا جو یہ ہے

عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی، میرے ماموں کو، سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(نوٹ از مرزا صاحب) جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے

اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دوتا کہ اس کو لے جائے۔

چوتھا خط: مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ

...قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند مکرم کی خبر سنی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شائد اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالی آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحبِ عمر عطا فرماوے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اسکے آگے انہونی نہیں۔

آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہے لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر و مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدا تعالی کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالی قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اسلئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت

درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔

اور شائد آپ کو معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔

میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرماوے اگر میرے اس خط میں کوئی نملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں۔

والسلام خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

یہ خطوط سب سے پہلے رسالہ کلمہ فضل رحمانی میں درج ہوئے تھے جس کی بابت مرزا قادیانی نے عدالت میں حلفیہ بیان کے ذریعہ سے اقرار کیا کہ جو خط کلمہ فضل

رحمانی میں درج ہے وہ میرا ہے

اس کے علاوہ ان خطوط کی تصدیق ایک اور مقام پر بھی فرمائی لوگوں نے خطوط لکھنے پر طعنہ دیا تو آپ نے فرمایا:

یہ کہنا کہ پیش گوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی اور طمع دی گئی اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہے سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہیں ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیش گوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق سے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کا پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے

(حقیقت الوحی۔ص ۱۹۱۔قادیانی خزائن ج ۲۲ص ۱۹۸)

بہرحال یہ خطوط مصدقہ ہیں اور ہم سے کوئی پوچھے تو ہم بھی مرزا قادیانی کو ایسا کرنے میں معذور جانتے ہیں۔ آہ!

کیوں ہوتے ہیں مانع میرے احباب و اعزہ
کیا کوچہ دلدار میں جایا نہیں کرتے

مرزا قادیانی کا عام دستور تھا کہ جب کوئی مخالف پیش گوئی کی زد سے بچ رہتا تو اس کی بابت یہ عذر بتاتے کہ یہ دل سے ڈر گیا، خوف زدہ ہوگیا، بچ گیا۔ مگر یہاں اپنے رقیب (مرزا سلطان محمد شوہر منکوحہ آسمانی) کے حق میں یہ بھی نہیں کہہ سکے کیونکہ اس نے مقابلہ میں ایسا استقلال دکھایا کہ دشمن کو بھی اس کا لوہا ماننا پڑا۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں:

احمد بیگ کے داماد (سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی خط پر خط بھیجے گئے ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی۔

(اشتہار انعامی چار ہزار۔ص ۲۰۔ مجموعہ اشتہارات۔ج ۲ص ۹۵)

واہ رے شیر بہادر سلطان محمد تیرے کیا کہنے تو نے ایمان داروں کی صفت لم یخش الا اللہ (مومن اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا) کو پورا کر دکھایا۔ اسی ہمت کی

برکت ہے کہ تمام مسلمانوں کی دعائیں تیرے شامل حال رہیں اور تو اپنے سخت ترین دشمن پر غالب آیا جزاك الله و بارك الله عليك و على عيالك

اب ہم ایک حوالہ اس مضمون کا نقل کرتے ہیں کہ سلطان محمد ڈرتا بھی تو اس کو مفید نہ ہوتا کیونکہ اس کی تقدیر مبرم (موت قطعی) تھی کیونکہ جرم اس کا نکاح تھا لہذا معمولی ڈر یا توبہ کسی کام نہ آتی جب تک نکاح نہ چھوڑتا اس لئے مرزا قادیانی اس کی بابت بہت معقول فرماتے ہیں:

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی (انجام آتھم ص ۳۱۔ قادیانی خزائن۔ ج ۱۱ ص ۳۱)

ناظرین اب بھی آپ کو مرزا قادیانی کے اس کلام کی تصدیق کرنے میں کچھ تامل ہوگا۔ مناسب نہیں۔ اب ہم ایک آخری فیصلہ سناتے ہیں جو مرزا سلطان محمد (رقیب خاص) کے نہ مرنے کی صورت میں مرزا قادیانی نے اپنے حق میں کیا ہوا ہے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں اس پیش گوئی پر بحث کرتے ہوئے اس کے دو جزء قرار دیئے ہیں ایک مرزا احمد بیگ والد منکوحہ کی موت دوسرا سلطان محمد کی موت ۔ اس دوسرے جز کی بابت فرماتے ہیں:

یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزء پوری نہ ہوئی، تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔

اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴۔ قادیانی خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

بالکل ٹھیک ہے خدا اس کی باتیں کبھی نہیں ٹلتیں اور جو ٹل جائیں وہ خدا کی نہیں آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاھدین ۔

اب ہم مرزا قادیانی کا آخری نوٹس ان کے مریدوں کو سنا کر ایک سوال کریں گے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیش گوئی کے) انجام کے منتظر رہتے

اور پہلے ہی سے اپنی بد گوئی ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہ جائیں گے۔ اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

مرزائی دوستو! سنتے ہو مرزا جی کیا کہتے ہیں؟ آپ کا مطلب یہ ہے نہ کہ اس پیش گوئی کے خاتمہ پر ایسا ہوگا۔ کس کے حق میں ہوگا؟ واقعہ جس کے خلاف ہوگا پھر کیا ہوا؟ بس تم سمجھ لو۔ اگر گوئیم زبان سوزد

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

عجیب دور اندیشی

مرزا قادیانی بلا کے پرکالے اور غضب کے دور اندیش تھے دیکھا کہ ادھر بڑھاپا غالب آ رہا ہے اور ادھر موانع نکاح کم نہیں ہوتے بڑا مانع سلطان محمد شوہر منکوحہ کی زندگی ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتی۔ اس لئے اپنے کمال دور اندیشی سے ارشاد فرمایا اور کیا ہی معقول فرمایا

یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے درست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اس وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۳۔ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

اس عبارت میں جناب مرزا قادیانی نے بالکل اس شاعر کے مشورے پر عمل کیا ہے جس نے اپنے معشوق سے درخواست کی تھی کہ

مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

مرزا قادیانی نے اس پر خوب عمل کیا۔ فسخ اور التواء دونوں کو ہاتھ میں رکھا حالانکہ فسخ تو قطع چاہتا ہے اور التوا میں تعلق ثابت رہتا ہے۔ دونوں پہلو ہاتھ میں رکھنے میں یہ حکمت تھی کہ اگر احدالفریقین کی موت تک ملاپ نہ ہوا تو فسخ کہہ دیں گے اور اگر ملاپ ہو گیا تو کہہ دیں کہ التواء تھا۔

مرزا قادیانی!

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

ہاں اس نکاح کی کارعوائی کو شرطی کہنا بھی عجیب منطق ہے حالانکہ حوالہ جات سابقہ کے علاوہ ایک حوالہ خاص مرزا قادیانی کے صریح الفاظ میں ہم نقل کرتے ہیں جو اس نکاح کو تقدیر مبرم (یقینی اور قطعی) ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی اسی نکاح کی بابت فرماتے ہیں

ثم ما قلت لکم ان القضیت علکی ھذا القدر تمت و النتیجة الآ خرة ھی التی ظھر ت وحقیقة انباء علیھا ختمت بل ا لا مر قا ئم علی حا له و لا یر ده ا حد باحتیا ط له و القدر قدر مبرم من عند الر ب العظیم و سیأتی وقته بفضل الله الله الکر یم فو الذی بعث لنا محمد المصطفی و جعله خیر الرسل و خیر الوری ان ھذا حق فسو ف تری وانی اجعل ھذا النبا معیار الصدقی و کذ بی وماقلت ا لا ببعد ما انبئت من ر بی

(انجام آتھم ص ۲۲۳۔ قادیانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۳)

میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ کام (نکاح) ختم ہو گیا بلکہ یہ کام ابھی باقی ہے اس کو کوئی بھی کسی حیلہ سے رد نہیں کر سکتا اور یہ تقدیر مبرم (یقینی اور قطعی) ہے اس کا وقت آئے گا قسم خدا کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے یہ بالکل سچ ہے تم دیکھ لوگے اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے

بعض مرزائی اس پیش گوئی اور اس جیسی اور پیش گوئیوں کے غلط ہونے پر حضرت یونسؑ کا واقعہ پیش کیا کرتے ہیں حالانکہ نہ حضرت یونسؑ نے کوئی پیش گوئی فرمائی تھی نہ وہ غلط ہوئی بلکہ جیسا کہ حضرات انبیاء کرام کا دستور ہے کہ کفر پر عذاب کی دھمکی سنائی تھی لیکن جب وہ لوگ ایمان لے آئے تو عذاب ٹل گیا اللہ اللہ خیر سلا۔ غور سے سنئے

الا قوم یونس لما آمنوا کشفنا عنهم العذاب فی الحیاة الدنیا و متعنا هم الی حین ۔(یونس:۹۸)۔(یعنی یونس کی قوم ایمان لے آئی تو ہم نے اس سے عذاب ہٹا دیا یعنی واقع نہ ہونے دیا)

یہ حضرت یونسؑ کا واقعہ اس کو مرزا قادیانی کی پیش گوئی خصوصا مبرم اور قطعی پیش گوئی بابت آسمانی نکاح سے کیا تعلق؟

(حضرت یونس والے واقعہ کا مرزا صاحب قادیانی تذکرۃ الشہادتیں میں ذکر کیا ہے۔ جہاں لکھا ہے:

تذکرۃ الشہادتین۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء...ص۴۳۔رہا احمد بیگ کا داماد پس ہر شخص کو معلوم ہے کہ یہ پیش گوئی دو شخصوں کی نسبت تھی۔ ایک احمد بیگ کی بیگ دوسری اس کے داماد کی نسبت۔سو ایک حصہ اس پیش گوئی کا میعاد کے اندر ہی پورا ہو گیا یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور اس طرح پر ایک ٹانگ پیش گوئی کی پوری ہو گئی اب دوسری ٹانگ جو باقی ہے اس کی نسبت جو اعتراض ہے۔ افسوس کہ وہ دیانت کے ساتھ پیش نہیں کیا جاتا اور آج تک کسی معترض کے منہ سے میں نے یہ نہیں سنا کہ وہ طرح پر اعتراض کرے کہ اگر چہ اس پیش گوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور ہم بصدق دل اعتراف کرتے ہیں کہ وہ پورا ہوا مگر دوسرا حصہ اب تک پورا نہیں ہوا۔ بلکہ یہودیوں کی طرح پورا ہونے والا حصہ بالکل مخفی رکھ کر اعتراض کرتے ہیں۔کیا ایسا شیوہ ایمان اور حیا اور راست بازی کے مطابق ہے َاب قطع نظر ان کی خائنانہ طرز گفتگو کے جواب یہ ہے کہ یہ پیش گوئی بھی آتھم کی پیش گوئی کی طرح مشروط بشرط ہے یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اس شرط سے وہ میعاد کے اندر پوری ہو گی کہ ان دونوں میں سے کوئی شخص خوف اور خشیت ظاہر نہ کرے سو احمد بیگ کو یہ خوفناک علامت پیش نہ آئی اور وہ پیش گوئی کو خلاف واقعہ سمجھتا رہا مگر احمد بیگ کے داماد اور اس کے عزیزوں کو یہ خوفناک حالت پیش آ گئی کیونکہ احمد بیگ کی موت نے ان کے دلوں پر ایک لرزہ ڈال دیا جیسا کہ انسانی فطرت میں داخل ہے کہ سخت سے سخت انسان نمونہ دیکھنے کے بعد ضرور ہراساں ہو جاتا ہے سو ضرور تھا کہ اس کو بھی مہلت دی جاتی۔سو یہ تمام اعتراضات جہالت اور نابینائی اور تعصب کی وجہ سے ہیں نہ دیانت اور حق طلبی کی وجہ سے۔جس شخص کے ہاتھ سے اب تک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں کیا اگر ایک یا دو پیش گوئیاں اس کی کسی جاہل اور بدفہم اور غبی کی سمجھ میں نہ آئیں تو اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ تمام پیش گوئیاں صحیح نہیں۔ میں یہ بات حتمی وعدہ سے لکھتا ہوں کہ اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو خواہ بگفتن مسلمان، میری پیش گوئیوں کے مقابل پر اس شخص کی پیش گوئیوں کو جس کا آسمان سے اترنا خیال کرتے ہیں صفائی اور یقین اور

بداہت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کر سکے تو میں اس کو نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو تیار ہوں۔مگر ثابت کرنے کا یہ طریق نہیں ہوگا کہ وہ قرآن شریف کو پیش کرے کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ کو نبی مان لیا ہے اور یا اس کو نبی قرار دے دیا ہے۔کیونکہ اس طرح پر تو بھی زور سے دعوی کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا بھی گواہ ہے،تمام قرآن شریف میں کہیں یسوع کا لفظ نہیں ہے مگر میری نسبت منکم کا لفظ موجود ہے اور دوسری علامات موجود ہیں۔بلکہ اس جگہ میرا صرف یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف سے قطع نظر کر کے محض میری پیش گوئیوں اور یسوع کی پیش گوئیوں پر عدالتوں کی عام تحقیق کے رنگ میں نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے کہ ان دونوں میں سے کون سی پیش گوئیاں یا اکثر حصہ ان کا بحکم عقل کمال صفائی سے پورا ہو گیا اور کون سا اس درجہ پر نہیں۔یعنی یہ تحقیقات اور مقابلہ ایسے طور ست ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شخص قرآن سے منکر ہو تو وہ بھی رائے ظاہر کر سکے کہ ثبوت کا پہلو کس طرف ہے

ما سوا اس کے مجھے افسوس آتا ہے کہ ہمارے مخالف مسلمان تو کہلاتے ہیں لیکن اسلام کے اصول سے بے خبر ہیں اسلام میں مسلّم امر ہے کہ جو پیش گوئی وعید کے متعلق ہو اس کی نسبت ضروری نہیں کہ خدا اس کو پورا کرے۔یعنی جس پیش گوئی کا یہ مضمون ہو کہ کسی شخص یا گروہ پر کوئی بلا پڑے گی اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالی اس بلا کو ٹال دے جیسا کہ یونس کی پیش گوئی کو جو چالیس دن تک محدود تھی ٹال دیا۔لیکن جس پیش گوئی میں وعدہ ہو یعنی کسی انعام اکرام کی نسبت پیش گوئی ہو وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔خدا تعالی نے یہ فرمایا ہے ان اللہ لا یخلف المیعاد مگر کسی جگہ یہ نہیں فرمایا ان اللہ لا یخلف الوعید پس اس میں راز یہی ہے کہ وعید کی پیش گوئی خوف اور دعا اور صدقہ خیرات سے ٹل سکتی ہے تمام پیغمبروں کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقہ اور دعا اور خوف اور خشوع سے وہ بلا جو خدا کے علم میں ہے جو کسی شخص پر آئے گی وہ رد ہو سکتی ہے۔اب سوچ لو کہ ہر ایک بلا جو خدا کے علم میں ہے اگر کسی نبی یا ولی کو اس کی اطلاع دی جائے تو اس کا نام اس وقت پیش گوئی ہو گا جب وہ نبی یا ولی دوسروں کو اس بلا سے اطلاع دے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ بلا ٹل سکتی ہے۔پس ضرورةً یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی پیش گوئی کے ظہور میں تاخیر ہو سکتی ہے جو کسی بلا کی پیش خبری کرے۔ص ۴۵۔تذکرۃ الشہادتین)

اور مرزا صاحب حضرت یونسؑ والے واقعہ کا ذکر تتمہ حقیقۃ الوحی میں بھی کیا ہے چنانچہ فرمایا:

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ درست ہے۔مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا،خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المرأۃ توبی توبی فانّ البلاء علی عقبک۔پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔کیا آپ کو خبر نہیں کہ یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وہ سب کاروائی شرطی تھی۔شیطانی وساوس سے الگ ہو کر اس کو سوچنا چاہیے کیا یونس کی پیش گوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہو گا مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر

ڈال دے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲-۱۳۳-قادیانی خزائن-ج ۲۲ص ۵۷۰)

خیر یہ تھا مرزا قادیانی کی عبارت کا جواب ہماری طرف سے ۔مگر مرزائی امت تو اپنا یہ حق نہیں جانتی کہ مرزا کے کسی قول کو جانچیں۔ان کا تو اصول ہی یہ ہے

میں وہ نہیں ہوں کہ تجھ بت سے دل مرا پھر جا
پھروں میں تجھ سے تو مجھ سے مرا خدا پھر جا

اسلئے مرزا قادیانی کی اس گول مول عبارت سے مرزائی امت دو گروہ ہو گئی ایک فریق کہتا ہے نکاح فسخ ہو گیا ان کے سرگروہ مفتی محمد صادق ہیں جنہوں نے ایک رسالہ آئینہ صداقت لکھا ہے اس میں وہ فسخ کی صورت کو اختیار کئے ہیں (ص ۲۴) دوسرے گروہ کے سرگروہ مولوی حکیم نورالدین صاحب اول خلیفہ قادیان ہیں جن کے علم وفضل پر مرزا قادیانی اور مرزائی صاحبان کو بہت ناز تھا اور جس کی تصدیق ہم بھی کرتے ہیں ۔واقعی حکیم صاحب ان علم داروں میں تھے جو اپنے زور علم سے آدمی کو گدھا اور گدھے کو الو بنا دیا کرتے تھے ۔ہمارے اس دعوی کی جو تصدیق نہ کرے وہ حکیم صاحب کا جواب سن لے۔ حکیم صاحب نے یہ پہلے تو وہ آیات لکھی ہیں جن میں بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ تم نے یہ کیا تم نے وہ کیا حالانکہ ان کے پرانے بزرگوں نے کیا تھا اس کے بعد حکیم صاحب لکھتے ہیں:

اب میں تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی ۔

کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات (لڑکیوں کی لڑکیوں) کو حکم بنات نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں ۔ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آئے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آ سکتا۔ پھر یہی وجہ بیان کی و الحمد لله رب العالمین ۔ (ریویو آف ریلی جنز قادیان باب ۱۹۰۸ص ۴۷۹)

(حکیم نورالدین صاحب کی مکمل عبارت یوں ہے:

ایک لڑکی کے متعلق کہ اس سے آپ کی شادی ہوگی ، اور ایک عورت سے زلازل کے پہلے ایک لڑکا ہوگا ، اور پانچویں اولاد کی بشارت پر جو اعتراض ہیں ان کا للہ و باللہ قرآنی جواب یہ ہے کہ کتب سماویہ کا طرز ہے کہ مخاطب سے گاہے خود مخاطب ہی مراد ہوتا ہے اور گاہے وہ اور اس کا جانشین (جانشین تو حکیم صاحب تھے ، تو کیا حکیم صاحب بھی اس پیش گوئی میں شامل تھے۔ حکیم صاحب کی تو مرزا صاحب کے بعد محمدی بیگم یا کسی بھی دیگر خاتون سے شادی نہ ہوئی ۔ بہاء)اور اس کی اولاد بلکہ اس کا مثیل مراد ہوتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ زمانہ نبوی میں فرماتا ہے اقیموا الصّلوۃ و آتو الزّکوۃ ۔ اس حکم الٰہی میں خود مخاطب اور انکے مابعد کے لوگ شامل ہیں جو ان مخاطبین کی مثل ہیں (اس کے بعد قرآنی تمثیلات دے کر لکھتے ہیں) اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد ، مخاطب کے جانشین ، اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی ، یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہوسکتی ؟ اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا ؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں ؟ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آئے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا ۔ پھر یہی وجہ بیان کی و الحمد للّٰہ رب العالمین (ریویو آف ریلی جنز جلد ۷ نمبر ۷ ص ۲۷۶۔۲۷۹)

حکیم صاحب کی اس حکیمانہ عبارت کا مطلب ہم یوں سمجھاتے ہیں یعنی مرزا قادیانی کا لڑکا در لڑکا در لڑکا اور منکوحہ آسمانی کی لڑکی در لڑکی در لڑکی کا جب کبھی کسی درجہ میں نکاح ہو گیا یہ پیش گوئی صادق ہو جائے گی ۔

حکیم صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ نکاح ثابت ہے صرف طرفین نکاح بدل گئے ہیں یعنی مرزا اور منکوحہ آسمانی کی ذات خاص مراد نہیں بلکہ ان دونوں کی اولاد میں سے کوئی جوڑی بھی ہو پیش گوئی پوری ہو جائے گی۔

اس حکیمانہ کلام کے جواب میں کچھ لکھنے کی حاجت نہیں ماشاءاللہ ایسے حکیم ایسے عالم ایسے فلسفی کا کلام قابل تردید ہوسکتا ہے؟ لیکن نہایت ادب سے عرض ہے کہ مرزا قادیانی بذات خود اس نکاح کو مسیح موعود کی علامت بتا رہے ہیں ان کی عبارت ملاحظہ ہو

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے ہی ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج و یولد لہ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے

گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان کے ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ حاشیہ۔ قادیانی خزائن ج ۱۱ حاشیہ ص ۳۳۷)

پس چونکہ یہ نکاح مرزا قادیانی کا نہیں ہوا لہذا اس اقرار کے موافق خود بدولت تو کسی طرح مسیح موعود نہیں ہیں بقول حکیم صاحب آئندہ کسی کا ہوا تو دیکھا جائے گا سردست مرزا قادیانی ناکام تشریف لے گئے۔ آہ! سچ ہے

ہمہ شوق آمد بودی ہمہ حرماں رفتی

اخیر میں ہم مرزا قادیانی کا ایک اور حوالہ نقل کرتے ہیں جو سارے نزاع کے لئے فیصلہ کن ہے آپ اس پیش گوئی کی بابت مکرر تفصیل سے لکھتے ہیں

میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوی ہیں اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔ دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔ سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا، چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ میں مر جانا۔ پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب آپ ایمانا کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں۔ اور ذرہ اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیش گوئی سچی ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہوسکتی ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ ص ۳۲۵۔ خزائن ج ۵ ص ایضا)

آہ! یہ تفصیل اور آخر کار ناکامی قبر میں بھی حسرت دکھاتی ہوگی افسوس مرزا قادیانی کی اس ناکامی پر آج ان کے مخالفوں کو بھی رحم آتا ہے اور وہ زبان حال بلکہ

قال سے کہہ رہے ہیں

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

نکاح کا الہام تھا اور نکاح نہیں ہوا

(مولوی محمد علی ایم اے لاہور کا قول)

شهد شاهد من اهلها

اور کوئی کہتا تو خدا جانے وہ منکر اور مکذب اور کیا نہیں بنتا مگر اپنے گھر کا بھیدی جو چاہے کہے۔ مولوی محمد علی صاحب لاہوری مرزائی جماعت کی ایک شاخ کے امیر ہیں آپ اس پیش گوئی کی نسبت کو رائے رکھتے ہیں قابل دید وشنید ہے فرماتے ہیں:

یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔

باوجود اس اقرار کے آپ اس کے متعلق مخالفین کو یوں سمجھاتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ ایک ہی بات کو لے کر باقی سب باتوں کو چھوڑ دینا ٹھیک نہیں۔ کسی امر کا فیصلہ مجموعی طور پر کرنا چاہیے۔ جب تک سب کو نہ لیا جائے ہم نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے صرف ایک پیش گوئی لیکر بیٹھ جانا اور باقی پیش گوئیوں کو چھوڑ دینا جن کی صداقت پر ہزاروں گواہیاں موجود ہیں یہ طریق انصاف اور راہ ثواب نہیں صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ دیکھنا چاہیے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوئیں یا نہیں۔

(اخبار پیغام صلح لاہور ۲۱ جنوری ۱۹۱۲ء ص ۵ کالم ۳)

کوئی شخص جسکو ذرہ بھی علم شریعت یا علم منطق میں واقفی ہوگی جو اتنا بھی جانتا ہوگا کہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتا ہے وہ بھی جان لے گا کہ مولوی محمد علی صاحب اگر دل سے ایسا کہتے ہیں تو وہ عالم نہیں اگر عالم ہیں تو یہ لکھنا ان کا دل سے نہیں بلکہ محض زبان ہے ان هي الا كلمة هو قا ئلها سنئے صاحب ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ جملہ متحدیانہ پیش گوئیاں مرزا قادیانی کی غلط ہوئیں جن کا ثبوت ہمارے

رسالہ الہامات مرزا میں ملتا ہے لیکن اس پیش گوئی کو ہم اس لئے لیتے ہیں کہ خود صاحب الہام مرزا قادیانی اس پیش گوئی کو مسلمانوں کے لئے مخصوص کرتے ہیں اور لکھتے ہیں

اس پیش گوئی کو میں اپنے صدق یا کذب کا معیار بناتا ہوں (انجام آتھم ص ۲۲۳)

بس بحکم یؤخذ المرء باقرارہ آدمی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے

ہمارا حق ہے کہ ہم اس پیش گوئی کو خوب جانچیں اور آپ کا فرض ہے کہ اس کا جواب دیں اور درصورت جواب نہ بن سکنے کے قادیانی کو دعوی الہام وغیرہ میں کاذب کہنے میں ہمارے ہم نوا ہوں جسکی ہمیں امید ہے کیونکہ اتنا بھی جو آپ نے مانا ہے ہمارے (مخالفین ہی کے) اعتراضوں کا اثر ہے تو پھر آئندہ مزید اثر کی امید کیوں نہ ہو۔ آہ

کہتا ہے کون نالہ بلبل ہے بے اثر
پردے میں گل کے لاکھ جگر پاش ہو گئے

....

تاریخ مرزا

پہلے مجھے دیکھئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہبی خیالات اور علمائے کرام کی طرف سے ان پر تنقیدات تو عرصہ سے شائع ہو رہی ہیں جس کا کافی بلکہ کافی سے زیادہ ذخیرہ جمع ہو چکا ہے خاکسار کے بعض دوراندیش احباب (جناب مولوی ابراہیم سیالکوٹی) نے ایک روز برسبیل تذکرہ فرمایا کہ یہ جتنا کچھ لکھا گیا ہے مسائل مرزا پر لکھا گیا جو کافی ہے اس وقت تو بہت سے لوگ مرزا قادیانی کی شخصیت کو جاننے والے خاص کر پنجاب میں موجود ہیں ممکن ہے کچھ مدت بعد ان کی شخصیت کی تلاش ہو، نہ ملنے پر ان کی تصنیفات عمل کر جائیں اس لئے کوئی کتاب بطور سوانح کے لکھی جائے تو موجودہ اور آئندہ نسلوں کو بہت مفید ہو۔

عرصہ ہوا خاکسار کے زیر اہتمام ایک کتاب چودھویں صدی کا مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات میں چھپی تھی جو ناول کے طرز پر تھی اس کو ان صاحب نے اس مطلب کے لئے کافی نہ جانا تو بوجہ حسن ظن اور بوجہ اس تعلق کے جو خاکسار کو قادیان سے ہے فرمائش کی میں اس کام کو انجام دوں۔ کچھ دنوں کے بعد میرے دل میں بھی اس کی اہمیت آئی تو میں نے اس کے لکھنے کے لئے قلم اٹھایا بحمداللہ یہ رسالہ پورا ہوکر ناظرین کے ملاحظہ سے گزر رہا ہے۔

نوٹ: اس رسالہ میں بطور تاریخ کے مضامین لکھے گئے ہیں بطور مناظرہ نہیں مناظرانہ رنگ دیکھنا ہوتو خاکسار کی دوسری تصانیف رسالہ الہامات مرزا مرقع قادیانی وغیرہ اور دیگر اصحاب کی تصنیفات ملاحظہ کریں

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسر رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ مئی ۱۹۲۳ء

تمہید:

مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے۔ ایک قبل دعوی مسیحیت دوسرا بعد دعوی مسیحیت۔ ان دونوں میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

پہلے حصے میں مرزا غلام احمد قادیانی صرف ایک باکمال مصنف کی صورت میں پیش ہوتے ہیں دوسرے حصے میں اس کمال کو کمال تک پہنچا کر مسیح موعود، مہدی مسعود، کرشن گوپال، نبی اور رسول ہونے کا بھی ادعا کرتے ہیں۔

پہلے حصے میں جمہور علماء اسلام ان کی تائید پر ہیں۔ دوسرے حصے میں جمہور بلکہ کل علمائے اسلام ان کے مخالف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہ سب واقعات سے ثابت ہوگا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مریدوں نے بھی ان کی سوانح لکھی ہیں مگر وہ محض اعتقادی اصول پر ہیں، ہماری یہ کتاب واقعات صحیحہ سے لبریز ہے چنانچہ ناظرین ملاحظہ فرماویں گے۔

باب اول: قبل دعوی مسیحیت

امرتسر سے شمال مشرق کو ریلوے لائن پر ایک پرانا قصبہ بٹالہ ہے جو ضلع گورداسپور کی تحصیل ہے بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان

ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی جائے ولادت ہے مرزا قادیانی کی تاریخ ولادت صاف تو نہیں البتہ ان کی اپنی کتاب (تریاق القلوب۔ص ۶۸۔ قادیانی خزائن ج ۱۵ص ۲۸۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے تھے آپ کے والد کا نام حکیم غلام مرتضیٰ تھا۔ قوم زمین دار، پیشہ طبابت کرتے تھے۔

ابتداء میں مشرقی علوم مولوی گل شاہ (شیعہ) سے بٹالہ میں پڑھے۔ اردو ،فارسی، عربی کے سوا انگریزی سے واقف نہ تھے۔ ثابت نہیں کہ کسی مشہور درس گاہ میں آپ نے تحصیل علم کی ہو۔

جوان ہو کر تلاش معاش میں نکلے۔ سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار کے محرر ہوئے۔ وہاں سے بغرض ترقی آپ نے قانونی مختار کاری کا امتحان دیا، فیل ہو گئے۔ ازاں بعد تصنیف کی طرف طبیعت کا رخ ہوا۔ طبیعت میں ایجاد تھی اس لئے بڑی کتاب شائع کرنے سے پہلے اشتہاری طریق کار اختیار کیا۔ کبھی آریوں سے مخاطب ہوئے، کبھی عیسائیوں سے، کبھی برہموؤں سے۔ چنانچہ ایک دو اشتہار اس مضمون کے بطور نمونہ درج ہیں۔

اشتہار انعامی پانسو روپیہ

اشتہار ہذا اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ ۷ دسمبر ۱۸۷۷ء کو وکیل ہندوستان وغیرہ اخبار میں بعض لائق فائق آریہ سماج والوں نے بابت روحوں کے اصول اپنا یہ شائع کیا کہ ارواح موجود بے انت ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ پرمیشر کو بھی ان کی تعداد معلوم نہیں اسی واسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہتے ہیں اور پاتے رہیں گے مگر کبھی ختم نہیں ہوویں گے تردید اس کی ہم نے ۹ فروری سے ۹ مارچ تک سفیر ہند کے پرچوں میں بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اصول مذکور سراسر غلط ہے۔

اب بطور اتمام حجت کے یہ اشتہار تعداد پانچ سو روپیہ مع جواب الجواب باوا نرائن سنگھ صاحب سکرٹری آریہ سماج امرتسر کے تحریر کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب آریہ سماج والوں

میں سے بپابندی اصول مسلمہ اپنے کے کل دلائل مندرجہ سفیر ہند و دلائل مرقومہ جواب الجواب مشمولہ اشتہار ہذا کے توڑ کر یہ ثابت کر دے کہ

ارواح موجودہ جو سوا چار ارب کی مدت میں کل دورہ اپنا پورا کرتے ہیں بے انت ہیں اور ایشور کو تعداد ان کا نا معلوم رہا ہوا ہے

تو میں اس کو مبلغ پانسو روپیہ بطور انعام دوں گا۔ اور درصورت توقف کے شخص مثبت کو اختیار ہو گا کہ بمدد عدالت وصول کرے۔

لیکن واضح رہے کہ اگر کوئی صاحب سماج مذکور میں سے اس اصول سے منکر ہو تو صرف انکار طبع کرانا کافی نہ ہو گا بلکہ اس صورت میں بتصریح لکھنا چاہیے کہ پھر اصول کیا ہوا؟

آیا یہ بات ہے کہ ارواح ضرور کسی دن ختم ہو جاویں گے اور تناسخ اور دنیا کا ہمیشہ کے واسطے خاتمہ ہو گا۔

یا یہ اصول ہے کہ خدا اور روحوں کو پیدا کر سکتا ہے۔

یا یہ کہ بعد مکتی پانے سب روحوں کے پھر ایشور انہیں مکتی یافتہ روحوں کو کیڑے مکوڑے وغیرہ مخلوقات بنا کر دنیا میں بھیج دے گا

یا یہ کہ اگرچہ ارواح بے انت نہیں اور تعداد ان کا کسی حدود معین میں ضرور محصور ہیں مگر پھر بھی بعد نکالے جانے کے باقی ماندہ روح اتنے کے اتنے نہیں رہتے ہیں نہ مکتی والوں کی جماعت جن میں یہ تازہ مکتی یافتہ جا ملے ہیں اس بالائی آمدن سے پہلے سے کچھ زیادہ ہو جاتے ہیں اور نہ یہ جماعت جس سے کسی قدر ارواح نکل گئے بعد اس خرچ کے کچھ کم ہوتے

غرض جو اصول ہو بہ تفصیل مذکورہ لکھنا چاہیے۔

المشتہر: غلام احمد رئیس قادیان عفی عنہ

دوسرا اشتہار بجواب سوامی دیانند بانی آریہ سماج ملاحظہ ہو

اعلان

سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے بجواب ہماری اس بحث کے جو ہم نے روحوں کا بے انت ہونا باطل کر کے غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا کا ثابت کیا تھا معرفت تین کس آریہ سماج والوں کے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگر چہ ارواح حقیقت میں بے انت نہیں لیکن تناسخ اس طرح پر ہمیشہ بنا رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتی ہیں تو پھر بوقت ضرورت مکتی سے باہر نکالی جاتی ہیں۔

اب سوامی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے اس جواب میں کچھ شک وشبہ ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہیے۔ چنانچہ اسی بارے میں سوامی صاحب کا ایک خط بھی آیا اس خط میں بھی بحث کا شوق ظاہر کرتے ہیں۔

اس واسطے بذریعہ اس اعلان کے عرض کیا جاتا ہے کہ بحث بالمواجہ بسر وچشم ہم کو منظور ہے۔ کاش سوامی صاحب کسی طرح ہمارے سوالوں کا جواب دیں۔ مناسب ہے کہ سوامی صاحب کوئی مقام ثالث بالخیر کا واسطے انعقاد اس جلسہ کے تجویز کر کے بذریعہ کسی مشہور اخبار کے تاریخ ومقام کو مشتہر کر دیں۔ لیکن اس جلسہ میں شرط یہ ہے کہ یہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلیٰ کہ تین صاحب ان میں سے ممبران برہموسماج اور تین صاحب مسیحی مذہب ہوں گے قرار پائے گا۔

اول تقریر کرنے کا حق ہمارا ہوگا کیونکہ ہم معترض ہیں۔

پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط تہذیب جو چاہیں گے جواب دیں گے۔ پھر اس کا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہوگا۔

اور بحث ختم ہو جائے گی۔

ہم سوامی صاحب کی اس درخواست سے بہت خوش ہوئے۔ ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ کیوں سوامی صاحب اور دھندوں میں لگے ہوئے ہیں اور ایسے سخت اعتراض کا جواب نہیں دیتے جس نے سب آریہ سماج والوں کا دم بند

کر رکھا ہے۔

اب اگر سوامی صاحب نے اس اعلان کا کوئی جواب مشتہر نہ کیا تو بس یہ سمجھو کہ سوامی صاحب صرف باتیں کر کے اپنے توابعین کے آنسو پونچھتے تھے اور مکت یا بوں کی واپسی میں جو مفاسد ہیں مضمون مشمولہ متعلقہ اس اعلان میں درج ہیں ناظرین پڑھیں اور انصاف فرمائیں۔

المعلن : مرزا غلام احمد رئیس قادیان ۱۰ جون ۱۸۷۸ء

(مجموعہ قادیانی اشتہارات جلد اص ۶۔۷)

اس قسم کی اشتہار بازی کچھ مدت تک کرنے سے ملک میں کافی شہرت ہو گئی مسلمانوں نے آپ کو حامی اسلام سمجھا تو آپ نے ایک اشتہار بغرض امداد کتاب براہین احمدیہ شائع کیا جو درج ذیل ہے:

اشتہار بغرض استعانت واستظہار

از انصار دین محمد مختار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الابرار

اخوان دیندار، ومومنین غیرت شعار، وحامیان دین اسلام، ومتبعین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جسکے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام کچھ بن نہ پڑے، اور اس کے جواب میں قلم اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے۔

اس کتاب کے ساتھ اس مضمون کا ایک اشتہار دیا جاوے گا کہ جو شخص اس کتاب کے دلائل کو توڑ دے، ومع ذالک اس کے مقابلہ میں اسی قدر دلائل یا ان کے نصف یا ثلث یا ربع یا خمس سے اپنی کتاب کا (جس کو وہ الہامی سمجھتا ہو) حق ہونا، یا اپنے دین کا بہتر ہونا، ثابت کر دکھائے اور اس کے کلام یا جواب کو میری شرائط مذکورہ کے موافق تین منصف (جن کو مذہب فرف یقین سے تعلق نہ ہو) مان لیں، تو میں اپنی جائداد تعدادی دس ہزار روپئہ سے (جو میرے قبض وتصرف میں ہے) دست بردار ہو جاؤں گا۔اور سب کچھ اس کی حوالے کر

دوں گا۔ اس باب میں جس طرح کوئی چاہے مجھ سے اپنا اطمینان کر لے مجھ سے تمسک لکھالے یا رجسٹری کرالے اور میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ کو آکر بچشم خود دیکھ لے۔

باعث تصنیف: اس کتاب کے پنڈت یا نند صاحب اوران کے اتباع ہیں جو اپنی امت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کررہے ہیں اور بجز اپنے وید کے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ مسیح اور حضرت محمد ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں اورنعوذ باللہ توریت، انجیل، زبور، فرقان مجید کو محض افتراء سمجھتے ہیں اوران مقدس نبیوں کے حق میں ایسے توہین آمیز کلمات بولتے ہیں کہ ہم سن نہیں سکتے۔ ایک صاحب نے ان میں سے اخبار سفیر ہند میں طلب ثبوت حقانیت فرقان مجید کئی دفعہ ہمارے نام اشتہار جاری کیا ہے۔ اب ہم نے اس کتاب میں ان کا اوران کے اشتہاروں کا کام تمام کر دیا ہے، اورصداقت قرآن و نبوت کو بخوبی ثابت کیا ہے۔

پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزو میں تصنیف کیا۔ بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نو حصے اور زیادہ کر دیئے جس کے سبب سے کتاب ڈیڑھ سو جزو ہوگئی۔ ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ہزار صفحہ چھپے، تو چورانوے روپئہ صرف ہوتے ہیں۔ پس کل حصص کتاب نوسو چالیس روپئے سے کم میں نہیں چھپ سکتے۔ ازانجا کہ ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنی اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں۔ لہذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہوں اوراس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اغنیاء لوگ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں گے، تو یہ کتاب بسہولت چھپ جائے گی ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا۔

یایوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپئہ مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں۔ جیسی جیسی کتاب چھپتی

جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔

غرض انصار اللہ بن کر اس نہایت ضروری کام کو جلد تر بسر انجام پہنا دیں اور نام اس کتاب کا البراهين الاحمديه علی حقية کتاب الله القرآن والنبوة المحمديه رکھا گیا ہے۔ خدا اس کو مبارک کرے اور گمراہوں کو اس کے ذریعہ سے اپنے سیدھے راہ پر چلاوے۔ آمین

المشتھر : خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(مجموعہ قادیانی اشتہارات۔ جلد ا ص ۱۰۔۱۲)

جس زور شور سے اس کتاب کا اشتہار تھا آخرکار نکلی تو صورت اس کی یہ تھی کہ ایک جلد موٹے حرفوں میں صرف اس کے اشتہار کی تھی۔ باقی جلدوں میں مضامین شروع ہوئے، مگر مضامین کی بناء زیادہ تر اپنے الہامات اور مکاشفات پر تھی۔ لیکن وہ الہامات ایسے کچھ صاف اور صریح اسلام کے مخالف نہ تھے بلکہ محض معاون بعض گول، اس لئے حسن ظن علماء اس پر بھی مرزا قادیانی سے مانوس ہی رہے۔ اس زمانہ میں سب سے بڑے مانوس مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ تھے جنہوں نے اس کتاب پر بڑا بسیط ریویو لکھا اور مخالفین کے جوابات دیئے۔ باوجود اس کے دور اندیش علمائے اسلام مرزا قادیانی سے خوف زدہ تھے۔ مولانا حافظ عبدالمنان مرحوم محدث وزیرآبادیؒ سے میں نے خود سنا (فرماتے تھے) کہ

مجھے شبہ ہوتا ہے کسی دن یہ شخص (مرزا) نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

ایسا ہی حضرت مولوی ابوعبداللہ غلام العلی صاحب مرحوم امرتسری سے سننے والوں کا بیان ہے کہ مرحوم بھی مرزا قادیانی سے خوف زدہ تھے کہ کسی دن نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں مولوی صاحب مرحوم کا نام لے کر رد بھی کیا ہے۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری اور مولوی محمد وغیرہ خاندان علمائے لدھیانہ بھی مرزا قادیانی سے بدظن تھے۔ ہم حیران ہیں ان علماء کی فراست کس درجہ کی تھی کہ آخرکار وہی ہوا جو ان حضرات نے گمان کیا تھا جس کا بیان دوسرے باب میں آئے گا۔

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی ملک میں بحیثیت ایک نامور مصنف، مناظر، بلکہ

باکمال عارف باللہ، صوفی، ملہم کی صورت میں پیش ہوئے تھے، اس لئے آپ کی کوئی تجویز کراماتی رنگ سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ نے ایک اشتہار بطور اظہار کرامت دیا جو درج ذیل ہے

پیش گوئی

بالہام اللہ تعالی واعلامہ عز وجل۔

خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعز اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں، اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا، اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔

سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح وظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں، موت کے پنجے سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں، باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جاوے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل

اور بشیر بھی ہے ۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے ۔ اور وہ رجس سے پاک ہے ۔ اور وہ نور اللہ ہے ۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا ۔ وہ صاحب شوکت اور عظمت اور دولت ہوگا ۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے ۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری سے پر کیا جائے گا ۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے)۔

دوشنبہ ہے، مبارک دوشنبہ۔ فرزند دل بند گرامی ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا ۔نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی سے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا ۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا ۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا ۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی ۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا و كان امرا مقضيا ۔

خاکسار مرزا غلام احمد مولف براہین احمدیہ ہوشیار پور طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء (مجموعہ قادیانی اشتہارات ۔جلد اص ۱۰۰۔۱۰۲)

اس اشتہار پر مخالفوں کی طرف سے اعتراض ہوا کہ چندروز سے مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کو مخفی رکھا گیا ہے۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے ایک اشتہار دیا جو درج ذیل ہے

اشتہار واجب الاظہار

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

چونکہ اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیش گوئی در بارہ تولد ایک فرزند صالح ہے، جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا، دہ شخص سکنہ قادیان یعنی حافظ سلطانی کشمیری و صابر علی نے روبروئے مرزا نواب بیگ و میاں شمس الدین و مرزا غلام علی ساکنان قادیان یہ دروغ بے فروغ برپا کیا ہے کہ ہماری دانست میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے صاحب مشتہر کے گھر میں لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔

حالانکہ یہ قول نا مردگان کا سراسر دروغ و بمقتضائے کینہ وحسد وعناد جبلی ہے جس سے نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، اس لئے ہم ان کے قول دروغ کا ردّ واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں:

کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰۔۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔

لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائیگا۔

اور یہ اتہام کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہو گیا ہے سراسر دروغ ہے۔ ہم اس دروغ کے ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ آج کل ہمارے گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس یعنی والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں اور انکے گھر کے متصل منشی مولابخش صاحب ملازم ڈاک ریلوے اور بابو محمد شریف صاحب کلرک دفتر نہر رہتے ہیں۔ معترضین یا جس شخص کو شبہ ہو اس پر واجب ہے کہ اپنا شبہ رفع کرنے کے لئے وہاں چلا جاوے اور اس جگہ ارد گرد سے خوب دریافت کر لے۔ اگر کرایہ آمد و رفت نہ ہو تو ہم اس کو دے دیں گے۔ لیکن اگر اب بھی جا کر دریافت نہ کرے اور نہ دروغ گوئی سے باز آئے تو بجز اس کے ہمارے اور حق پسندوں کی نظر میں لعنة الله علی الکاذبین کا لقب پاوے۔ اور نیز زیر عتاب حضرت احکم الحاکمین کے آوے۔ اور کیا ثمرہ اس یاوہ گوئی کا ہوگا۔ خدا تعالیٰ ایسے شخصوں کو ہدایت

دیوے کہ جو جوش حسد میں آکر اسلام کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور اس دروغ گوئی کے مآل کو بھی نہیں سوچتے۔

اس جگہ اس وہم کا دور کرنا بھی قرین مصلحت ہے کہ جو بمقام ہوشیار پور ایک آریہ صاحب نے اس پیش گوئی پر بصورت اعتراض کیا تھا کہ لڑکا لڑکی کے پیدا ہونے کی شناخت دائیوں کو بھی ہوتی ہے۔ دائیاں بھی معلوم کرسکتی ہیں کہ لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی۔

واضح رہے کہ ایسا اعتراض کرنا معترض صاحب کی سراسر حیلہ سازی وحق پوشی ہے۔ کیونکہ اول تو کوئی دائی ایسا دعوی نہیں کرسکتی۔ بلکہ ایک حاذق طبیب بھی ایسا دعوی ہرگز نہیں سکتا کہ اس امر میں میری رائے قطعی اور یقینی ہے اور جس میں تخلف کا امکان نہیں۔ صرف ایک اٹکل ہوتی ہے کہ جو بارہا خطا ہو جاتی ہے۔

علاوہ اس کے یہ پیش گوئی آج کی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور مسلمانوں وبعض مولویوں وحافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی۔ چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملاوامل نام جو سخت مخالف اور نیز شرم پت ساکنان قصبہ قادیان ہیں۔

ماسوا اس کے ایک نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مفہوم پیش گوئی کا اگر بنظر یکجائی دیکھا جائے، تو ایسا بشری طاقتوں سے بالاتر ہے جسکے نشان الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا۔ اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیش گوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو پیش کرے۔

اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیش گوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم روف رحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا اعلی درجہ اعلی واولی واکمل واتم ہے۔ کیونکہ مردہ کو زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کرکے ایک روح واپس منگوایا جائے۔ اور ایسا مردہ

زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض دیگر انبیاء کی نسبت بائیبل میں لکھا ہے جسکے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔ اور پھر باوصف ان سب عقلی ونقلی جرح وقدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا، اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دوہرے ماتم میں ڈال کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا۔ جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا نہ خود اس کو آرام ملتا تھا، اور نہ اس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر مسیح کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو درحقیقت اس کا آنا نہ آنا برابر تھا۔ اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی رہتی، تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو احد من الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔

مگر اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہ وببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے، مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے، اور اس جگہ بھی دعا سے ہی ایک روح منگوائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں، وہ آنحضرت ﷺ کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے، بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔

اے لوگو! میں کیا چیز ہوں اور کیا حقیقت۔ جو کوئی مجھ پر حملہ کرتا ہے وہ درحقیقت میرے پاک متبوع پر جو نبی کریم ﷺ ہے حملہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا، بلکہ وہی خاک اس کے سر پر، اس کی آنکھوں پر، اس کے منہ پر گر کر اس کو ذلیل اور رسوا کرے گی، اور ہمارے نبی کریم کی شان وشوکت اس کی عداوت اور اس کے بخل سے کم نہیں ہوگی، بلکہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ ظاہر کرے گا۔ کیا تم فجر کے

قریب آفتاب نکلنے سے روک سکتے ہو۔ ایسے ہی تم آنحضرت ﷺ کے آفتاب نبوت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا تعالی تمہارے کینوں اور بخلوں کو دور کرے والسلام علی من اتبع الھدی۔

راقم: خاکسار غلام احمد مولف براہین احمدیہ از قادیان ضلع گورداسپور

۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء روز دوشنبہ (مجموعہ قادیانی اشتہارات جلد ا ص ۱۱۳۔۱۱۶)

اس اشتہار پر بھی اعتراضات ہوئے تو مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کے جواب میں ایک اور اشتہار دیا جو درج ذیل ہے:

اشتہار صداقت آثار

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو پسر موعود کے لیے رکھی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے۔ ایسی لمبی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے۔ سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا بلکہ صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے۔ اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے۔ نہ یہ کہ صرف پیش گوئی ہے۔ ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لیے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب کے حمل میں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جواب پیدا

ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھتے رہیں۔ چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولی کریم جل شانہ کا ہے اس لیے اسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ آیندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جائے گا۔

و السلام علی من اتبع الھدی۔

المشتھر خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء۔ مطابق دوم رجب ۱۳۰۳ھ۔ (مجموعہ قادیانی اشتہارات۔ ج ا ص ۱۱۶ تا ۱۱۷)

....

خوش خبری

اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالی سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائے گا آج ۱۶ ذی قعد ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔ فالحمد للہ علی ذلک

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ کس قدر بزرگ پیشگوئی ہے جو ظہور میں آئی۔ آریہ لوگ بات بات میں یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم وہ پیش گوئی منظور کریں گے جس کا وقت بتلایا جائے سواب یہ پیش گوئی انہیں منظور کرنی پڑی کیونکہ اس پیش گوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمل دوم بالکل خالی نہیں جائے گا ضرور لڑکا پیدا ہوگا اور وہ حمل بھی کچھ دور نہیں بلکہ قریب ہے یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار مہینہ پہلے روح القدس سے قوت پا کر مفصل طور پر مضمون مذکور بالا لکھ دیا یعنی یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں ضرور ہوگا آریوں نے حجت کی تھی کہ یہ فقرہ الہامی کہ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا

حمل موجودہ سے خاص تھا جس سے لڑکی ہوئی ۔ میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر وتقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح وتفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خداتعالی سے خاص طاقت پا کراس کے معنی کرتا ہے

پس جس حالت میں لڑکی کے پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کر دیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیج دیئے تو الہامی عبارت کے وہ معنی قبول نہ کرنا جوخود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچا دیئے گئے کیا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں۔ کیا ملہم اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عندالعقل زیادہ معتبر نہیں ہے بلکہ خودسوچ لینا چاہیے کہ مصنف جوکچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پرایک بات کی نسبت دعوی کرلیتا ہے تو وہ اپنے الہام اوراس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اوراس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسا کوئی مصنف کوکہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں اب ہم اصل اشتہار ۸ ۔اپریل ۱۸۸۶ء ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں تاکہ ان کواطلاع ہوکہ ہم نے پیش از وقوع اپنی پیش گوئی کی نسبت کیا دعوی کیا تھا اور پھر وہ کیسا اپنے وقت پر پورا ہوا۔

المشتہر :خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۷ ۔اگست ۱۸۸۷ء۔ (مجموعہ قادیانی اشتہارات۔جلد۱ص ۱۴۱۔۱۴۲)

اس اشتہار نے تمام نزاعوں کا فیصلہ کر دیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے آئندہ کی مشکلات کا دروازہ کھول دیا۔جس کا لازمی نتیجہ مخالفوں کی شورش ہوا۔ چنانچہ چاروں طرف سے مخالف ٹوٹ پڑے مگر مرزا غلام احمد قادیانی کچھ ایسے کمزور دل

گردے کے نہیں تھے جو مخالفوں کی شورش سے دب جاتے آپ نے بڑے حوصلہ اور بڑی متانت سے اشتہار دیا جو درج ذیل ہے

حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر

واضح ہو کہ اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات سے جو ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء روز یک شنبہ میں پیدا ہوا تھا اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اسی روز یک شنبہ میں ہی اپنی عمر کے سولھویں مہینے میں بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف واپس بلایا گیا عجیب طور کا شور وغوغا خیال خیال لوگوں میں اٹھا اور رنگار نگ کی باتیں کیں اور طرح طرح کی نافہمی اور کج دلی کی رائیں ظاہر کی گئیں مخالفین مذہب جن کا شیوہ بات بات میں خیانت وافتراء ہے انہوں نے اس بچے کی وفات پر انواع واقسام کی افتراء گھڑنی شروع کی سو ہر چند ابتدا میں ہمارا ارادہ نہ تھا کہ آن پسر معصوم کی وفات پر کوئی اشتہار یا تقریر شائع کریں اور نہ شائع کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ کوئی ایسا امر درمیان نہ تھا کہ کسی فہیم آدمی کی ٹھوکر کھانے کا موجب ہو سکے لیکن جب یہ شوروغوغا انتہاء کو پہنچ گیا اور کچے اور ابلہ مزاج مسلمانوں کے دلوں پر بھی اس کا مضر اثر پڑتا ہوا نظر آیا تو ہم نے محض للہ یہ تقریر شائع کرنا مناسب سمجھا

اب ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسر متوفی کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہارات واخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷۔ اگست ۱۸۸۷ میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی بعضوں نے اپنی طرف سے افتراء کر کے یہ بھی اپنے اشتہار میں لکھا کہ اس بچہ کی نسبت یہ الہام بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہنے والا ہوگا لیکن ناظرین پر منکشف ہو کہ جن لوگوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے انہوں نے بڑا دھوکا کھایا ہے یا دھوکا دینا چاہا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ ماہ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسر متوفی کی پیدائش کا مہینہ

ہے جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں جن کا لیکھ رام پشاوری نے وجہ ءثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے ان میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کر سکتا جس میں یہ دعوی کیا گیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہو گیا بلکہ ۸۔اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷ اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار کہ جو ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کی بنا پر اور اس کے حوالہ سے بروز تولد بشیر شائع کیا گیا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا یہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے تعجب کہ لیکھ رام پشاوری نے جوش تعصب میں آ کر اپنے اشتہار میں جو اس کی جبلی خصلت بدگوئی و بدزبانی سے بھرا ہوا ہے اشتہارات مذکورہ کے حوالہ سے اعتراض تو کر دیا مگر ذرا آنکھیں کھول کر ان تینوں اشتہاروں کو پڑھ نہ لیا تا کہ جلد بازی کی ندامت سے بچ جاتا نہایت افسوس ہے کہ ایسے دروغ باف لوگوں کو آریوں کے وہ پنڈت کیوں دروغ گوئی سے منع نہیں کرتے جو بازاروں میں کھڑے ہو کر اپنا اصول یہ بتلاتے ہیں کہ جھوٹ کو چھوڑنا اور تیاگنا اور سچ کو ماننا اور قبول کرنا آریوں کا دھرم ہے۔ پس عجیب بات یہ ہے کہ یہ دھرم قول کے ذریعہ سے تو ہمیشہ ظاہر کیا جاتا ہے مگر فعل کے وقت ایک مرتبہ بھی کام نہیں آتا۔ افسوس ہزار افسوس۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ ہر دو اشتہار ۱۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء مذکورہ بالا اس ذکر و حکایت سے بالکل خاموش ہیں کہ لڑکا پیدا ہونے والا کیسا اور کن صفات کا ہے۔ بلکہ یہ دونوں اشتہارات صاف شہادت دیتے ہیں کہ ہنوز یہ امر الہام کی رو سے غیر منفصل اور غیر مصرح ہے ہاں یہ تعریفیں جو اوپر گذر چکی ہیں ایک آنے والے لڑکے کی نسبت عام طور پر بغیر کسی تخصیص و تعیین کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ضرور بیان کی گئی ہیں لیکن اس اشتہار میں تو کسی جگہ نہیں لکھا کہ جو ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کو لڑکا پیدا ہو گا وہی مصداق ان تعریفوں کا ہے۔ بلکہ اس اشتہار میں اس لڑکے کے پیدا ہونے کی کوئی تاریخ مندرج نہیں کہ کب اور کس وقت ہو گا۔ پس ایسا

خیال کرنا کہ ان اشتہارات میں مصداق ان تعریفوں کا اسی پسر متوفی کو ٹھہرایا گیا تھا سراسراہٹ دھرمی اور بے ایمانی ہے۔ یہ سب اشتہارات ہمارے پاس موجود ہیں اور اکثر ناظرین کے پاس موجود ہوں گے۔ مناسب ہے کہ ان کو غور سے پڑھیں اور پھر آپ ہی انصاف کریں جب یہ لڑکا جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہوا تھا تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط اطراف مختلفہ سے بدیں استفسار پہنچے تھے کہ کیا یہ وہی مصلح موعود ہے جس کے ذریعہ سے لوگ ہدایت پائیں گے تو سب کی طرف یہی جواب لکھا گیا تھا کہ اس بارے میں صفائی سے اب تک کوئی الہام نہیں ہوا (مکاتیب احمد میں ایسے کتنے خط موجود ہیں؟ بہا) ہاں اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا تھا کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس پسر متوفی کی بہت سی ذاتی بزرگیاں الہامات میں بیان کی گئی تھیں جو اس کی پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کے متعلق تھیں اور اس کی کاملیت استعدادی سے علاقہ رکھتی تھیں۔

سو چونکہ وہ استعدادی بزرگیاں ایسی نہیں تھیں جس کے لئے بڑی عمر پانا ضروری ہوتا، اسی باعث سے یقینی طور پر کسی الہام کی بنا پر اس رائے کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ ضرور یہ لڑکا پختہ عمر تک پہنچے گا۔ اور اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی تاجب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جائے، تب اس کا مفصل ومبسوط حال لکھا جائے۔

سو تعجب اور نہایت تعجب کہ جس حالت میں ہم اب تک پسر متوفی کی نسبت الہامی طور پر کوئی رائے قطعی ظاہر کرنے سے بکلی خاموش اور ساکت رہے اور ایک ذرا سا الہام بھی اس بارے میں شائع نہ کیا، تو پھر ہمارے مخالفوں کے کانوں میں کس نے پھونک ماردی کہ ایسا اشتہار ہم نے شائع کر دیا ہے۔

المبلغ: غلام احمد عفی عنہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء

یہ اشتہار معمولی اشتہار نہیں بلکہ ایک کتاب ہے جو ۲۰ ضرب ۳۰ کے ۲۴ صفحوں پر ختم ہے۔ مضمون سارا اسی قدر ہے جو اوپر نقل ہوا۔

ہاں اس اشتہار کے اخیر کے چند فقرے قابل دیدوشنید ہیں۔ جو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرز زندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

بالآخر یہ بھی اس جگہ واضح رہے کہ ہمارا اپنے کام کے لئے تمام وکمال بھروسہ اپنے مولا کریم پر ہے۔ اس بات سے کچھ غرض نہیں کہ لوگ ہم سے اتفاق رکھتے ہیں یا نفاق۔ اور ہمارے دعوی کو قبول کرتے ہیں یا ردّ۔ اور ہمیں تحسین کرتے ہیں یا نفرین۔ بلکہ ہم سب سے اعراض کر کے اور غیر اللہ کو مردہ سمجھ کر اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ گو بعض ہم سے اور ہماری ہی قوم میں سے ایسے بھی ہیں کہ وہ ہمارے اس طریق کو نظر تحقیر سے دیکھتے ہیں، مگر ہم ان کو معذور کہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہم پر ظاہر کیا گیا ہے وہ ان پر نہیں اور جو ہمیں پیاس لگا دی گئی ہے وہ انہیں نہیں کل یعمل علی شاکلته

(مجموعہ قادیانی اشتہارات۔ ج ا ص ۱۸۰)

ان فقرات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کاروائی ہمیشہ متوکلانہ اور عارفانہ دکھلایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب بعض علماء نے آپ کو دوستانہ نصیحت کی کہ اس قسم کے مکاشفات ظاہر نہ کیا کریں جن سے مخالفین کو ہنسی کا موقع ملے تو آپ نے اسی اشتہار میں ان کو آڑے ہاتھوں لیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

اس محل میں یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے بعض اہل علم احباب کی ناصحانہ تحریروں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اس عاجز کی یہ کاروائی پسند نہیں کرتے کہ برکات روحانیہ وآیات سماویہ کے سلسلہ کو جو بذریعہ قبولیت ادعیہ والہامات ومکاشفات تکمیل پذیر ہوتا ہے لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔

بعض کی ان میں سے اس بارہ میں یہ بحث ہے کہ یہ باتیں ظنی وشکی ہیں اور ان کے ضرر کی امید ان کے فائدہ سے زیادہ تر ہے۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ تمام بنی آدم میں مشترک ومتساوی ہیں، شائد کسی قدر ادنی کمی بیشی ہو۔ بلکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قریباً یکساں ہی ہیں۔

ان کا یہ بھی بیان ہے کہ ان امور میں مذہب اور اتقاء اوور تعلق باللہ کو کچھ

دخل نہیں، بلکہ یہ فطرتی خواص ہیں جو انسان کی فطرت کو لگے ہوئے ہیں۔ اور ہر ایک بشر مومن ہو یا کافر صالح ہو یا فاسق کچھ تھوڑی سی کمی بیشی کے ساتھ صادر ہوتے رہتے ہیں۔

یہ تو ان کی قیل وقال ہے جس سے ان کی موٹی سمجھ اور سطحی خیالات اور مبلغ علم کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ مگر فراست صحیحہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غفلت اور حب دنیا کا کیڑا ان کی ایمانی فراست کو بالکل کھا گیا ہے۔

ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جیسے مجذوم کا جذام انتہاء کے درجہ تک پہنچ کر سکوت اعضاء تک نوبت پہنچاتا ہے اور ہاتھوں پیروں کا گلنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی ان کے روحانی اعضاء جو روحانی قوتوں سے مراد ہیں بباعث غلومحبت دنیا کے گلنے سڑنے شروع ہوگئے ہیں اور ان کا شیوہ فقط ہنسی اور ٹھٹھہ بدظنی اور بدگمانی ہے دینی معارف اور حقائق پر غور کرنے سے بکلی آزادی ہے بلکہ یہ لوگ حقیقت اور معرفت سے کچھ سروکار نہیں رکھتے اور کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہم دنیا میں کیوں آئے اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے بلکہ جیفہء دنیا میں دن رات غرق ہورہے ہیں۔ ان میں یہ حس ہی باقی نہیں رہی کہ اپنی حالت کو ٹٹولیں کہ وہ کیسی سچائی کے طریق پر گری ہوئی ہے۔ اور بڑی بدقسمتی ان کی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی اس نہایت خطرناک بیماری کو پوری پوری صحت خیال کرتے ہیں، اور جو حقیقی صحت وتندرستی ہے اس کو بنظر توہین واستخفاف دیکھتے ہیں اور کمالات ولایت اور قرب الٰہی کی عظمت بالکل ان کے دلوں پر سے اٹھ گئی ہے اور نومیدی اور حرمان کی سی صورت پیدا ہوگئی ہے بلکہ اگر یہی حالت رہی تو ان کا نبوت پر ایمان قائم رہنا بھی کچھ معرض خطر میں ہی نظر آتا ہے (مجموعہ قادیانی اشتہارات جلد اص ۱۸۱-۱۸۲)

علمائے اسلام کی مشفقانہ نصیحت اور مرزا غلام احمد قادیانی کا تلخ جواب سن کر ایک عاشق کے تلخ جواب کی قدر معلوم ہوگئی جو اپنے ناصحوں کو کہتا ہے

ناصحا! اتنا تو دل میں تو سمجھ اپنے کہ ہم
لاکھ نادان ہوں کیا تجھ سے بھی ناداں ہوں گے

ہم اقرار کرآئے ہیں کہ تاریخ مرزا بحیثیت مورخانہ لکھیں گے، مناظرانہ نہیں اسلئے ہم نے سب واقعات ناظرین کے سامنے رکھ دیئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کئی ایک اشتہاروں میں تولد فرزندار جمند کا الہام شائع کیا یہاں تک کہ ۷ ۔اگست ۱۸۸۷ء کو بچہ پیدا ہوا جسکا نام بشیر رکھا (مجموعہ قادیانی اشتہارات جلد اص ۱۶۳) اور اس کو فرزند موعود قرار دے کر اشتہار دیا اور اسی اشتہار میں لکھا کہ

الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے۔

(مجموعہ قادیانی اشتہارات۔ج اص ۱۴۲)

اس کے بعد وہ بشیر موعود فوت ہو گیا تو مولوی سعد اللہ مرحوم لدھیانوی کو یہ کہنے کا موقع ملا

بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا
ترا اعزاز اور اکرام مرزا
کیا تھا اس نے تجھ کو زندہ در گور
دیا تھا تجھ کو سخت الزام مرزا

باب دوم: براہین احمدیہ کے بعد

ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ مرزا قادیانی کی مشہور کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف تک گو بعض علماء بدگمان تھے مگر جمہور علمائے اسلام آپ کی نسبت حسن ظن اور محبت رکھتے تھے لیکن براہین کے زمانہ کے بعد آپ نے جو رنگت اختیار کی تو سب علیحدہ ہو گئے اس لئے اس کی تہ کو معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ کون سا مرکزی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے علمائے اسلام مرزا قادیانی سے بالکل متنفر ہو گئے

یوں تو بعد میں بہت سے مسائل پیدا ہو گئے جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں لیکن مرکزی مسئلہ جس کو اصل الاصول کہا جائے ایک ہی تھا اور اب بھی وہی ایک ہی ہے اس مسئلہ کی حقیقت اور اصلیت خود مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ سے دکھاتے ہیں تاکہ ہمارے ناظرین کو علماء کی مخالفت کی نسبت بھی صحیح رائے قائم کرنے کا

موقع مل سکے

براہین احمدیہ میں وہ مرکزی مسئلہ یوں مرقوم ہے

هوالذی ارسل رسو ل بالهدی لیظهره علی الدین کله یہ آیت جسمانی اورسیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ چہارم حاشیہ ص۴۸۴؟؟ خزائن ج اص ۵۹۳)

اس عبارت سے تین امر مفہوم ہیں:

ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی،

دوم انہی کا دوبارہ تشریف لانا،

سوم، تمام دنیا میں اسلام کا پھیل جانا۔

یہ ہیں براہین احمدیہ تک مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے ۱۳۰۸ھ میں رسالہ فتح اسلام ،توضیح مرام شائع کئے۔ جن میں اس خیال کی تبدیلی یوں کی کہ مسیح موعود جن کی بابت براہین احمدیہ کی مذکورہ عبارت میں لکھا تھا کہ اطراف و اقطاع دنیا میں اسلام پھیلا دیں گے، ان کے منصب کا دعوی خود اختیار کرلیا۔ یعنی فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے وہ تونہیں آویں گے بلکہ ان جیسا کوئی آوے گا اور وہ میں ہوں۔ اس کا ذکر اور ثبوت ان رسالوں میں دینے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں بہت لمبی تقریر کے بعد آپ نے لکھا:

سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسی ابن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والدروحانی کو نہ پایا جواس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہراتا تب خدا تعالی خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا کیونکہ اس نے مخلوق میں اپنی روحانی والدہ کا تومنہ نہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ حاصل ہوئی تب

وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالی کی طرف اٹھایا گیا کیونکہ خدا تعالی نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں تحفہ لایا اور زمین کو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آباد کرنے کے فکر میں لگ گیا پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسی بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے؟ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟

(ازالہ اوہام۔ص ۶۵۹۔قادیانی خزائن جلد۳ص ۴۵۶)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ مسیح ابن مریم کیلئے جو حدیثوں میں پیش گوئی آئی ہے اس سے مراد میں ہوں۔ کیونکہ ابن مریم کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام بغیر وسیلہ باپ کے پیدا ہوئے تھے، وہ مسیح موعود بغیر کسی شیخ طریقت کی راہنمائی کے کمال کو پہنچے گا۔ چنانچہ میں ایسا ہی (بے پیر کے) کمال کو پہنچا ہوں۔ اس دعوی پر علمائے اسلام کے ساتھ لفظی مباحثات ہوتے رہے۔لیکن مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ روحانیت کے مدعی تھے اسلئے انہوں نے اپنی روحانیت کا ثبوت یوں دینا چاہا کہ واقعات آئندہ کی بابت پیش گوئیاں کیں جن کی بابت لکھا گیا کہ اگر یہ پیش گوئیاں صحیح نہ ہوں تو میں جھوٹا۔ چنانچہ اسی کتاب ازالہ اوہام میں ایک پیش گوئی یوں فرمائی:

خدا تعالی نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ اور فرمایا کہ خدا تعالی ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرورت پورا کرے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(ازالہ اوہام۔ص ۳۹۶؟۔قادیانی خزائن ج ۳ص ۳۰۵)

اس پیش گوئی کے متعلق مزید معلومات آگے آویں گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی مسیحیت پر سب سے اول مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اٹھے جنھوں نے مرزا قادیانی کے اقوال یک جا کر کے علماء کرام سے ان کے بر خلاف ایک فتوی لیا، جو اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں چھاپا۔ مگر حق یہ ہے کہ بعد اس فتوی کے مرزا غلام احمد قادیانی نے بجائے دبنے کے اپنے خیالات اور مقالات میں جو ترقی کی اس کو دیکھتے ہوئے یہ فتوی جن خیالات پر علماء نے دیا تھا وہ کچھ بھی حقیقت نہ رکھتے تھے (مرزا نے آگے چل کر اس سے کہیں زیادہ کفریات کا ارتکاب کیا)

ماہ مئی جون ۱۸۹۳ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک مناظرہ عیسائیوں کے ساتھ امرتسر میں ہوا جس میں مرزا قادیانی کے مقابل ڈپٹی عبداللہ آتھم (پادری) تھے پندرہ روز تک مباحثہ ہوتا رہا جس میں پچاس پچاس آدمی فریقین کے بذریعہ ٹکٹ داخل ہوتے تھے۔ مباحثہ الوہیت مسیح پر تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ابطال الوہیت مسیح پر بہت سی دلیلیں پیش کیں۔ یہ مباحثہ جنگ مقدس کے نام سے چھپ چکا ہے۔ مگر چونکہ لفظی بحثیں علمائے ظاہری کا حصہ ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی ایک روحانی درجہ لے کر آئے تھے اس لئے اپنے ان لفظی دلائل کو خود ہی ناکافی جان کر آخر میں ایک روحانی حربہ سے کام لینا چاہا۔ چنانچہ آخری روز خاتمہ مباحثہ پر آپ کے الفاظ یہ تھے:

> آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب کہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر کا فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے، تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ
>
> اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بناتا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔
>
> اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے کو خدا مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہو گی

اور اس وقت جب یہ پیش گوئی ظہور میں آوے گی بعض اندھے سوجا کھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے .. میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کیا کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے، تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸۔ قادیانی خزائن۔ ج ۶ ص ۲۹۱۔۲۹۲)

اس روحانی حربہ کا مطلب صاف ہے کہ عیسائی مناظر (جو الوہیت مسیح کا قائل ہے) پندرہ ماہ کے عرصہ میں مر کر واصل جہنم ہوگا۔

اس پیش گوئی کے علاوہ ایک پیش گوئی مرزا غلام احمد صاحب کی اور تھی جو پنڈت لیکھرام آریہ کے حق میں روحانی حربہ تھا۔ جسکے متعلق اصل الفاظ یہ ہیں:

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشین گوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا، اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہش مند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیش گوئیاں شائع کی جائیں۔

سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض (اصل میں اعتراض ہے) کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیش گوئی چاہو، شائع کردو

میری طرف سے اجازت ہے۔
سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا عجل جسد له خوار ۔له نصب و عذاب ،یعنی صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے مکروہ آواز نکل رہی ہے۔
اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔
اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے، اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کیلئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے، چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں ،یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں، عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔
سو اب میں اس پیش گوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا، جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو، تو سمجھو کہ میں خدا تعالی کی طرف سے نہیں، اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے۔
اور اگر میں اس پیش گوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بھگتنے کیلئے طیار رہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جاوے۔
اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔ (سراج منیر۔ص۱۲۔۱۳؛ قادیانی خزائن ج ۱۲ص ۱۴۔۱۵)

اس حربہ کا مطلب ملاحظہ ہو کہ لیکھرام پر خلاف عادت عذاب نازل ہوگا اس وقت تین پیش گوئیاں (مرزا احمد بیگ کی لڑکی سے نکاح ،اور ڈپٹی آتھم کی موت، اور پنڈت لیکھرام پر خارق عادت عذاب کے متعلق) ملک میں بہت مشہور تھیں بہت سے لوگ ان

کے انجام کے منتظر تھے چنانچہ مرزا قادیانی نے خود انہیں کی طرف پبلک کو متوجہ کرنے کو اعلان شائع کیا جس کے الفاظ یہ ہیں:

بعض عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے ۱۵ مہینہ دن تک اور پنڈت لیکھ رام پشاوری کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیاء اور اماتت دونوں خدا تعالی کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالی اس کی خاطر کسی اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کرسکتا خصوصا ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔

سو پیشین گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہوں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشین گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ یہ تینوں پیشین گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندووں سے اور ایک عیسائیوں سے۔ اور ان میں سے وہ پیش گوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں۔

۱۔ کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔ اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے کے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔

اور ظاہر ہے کہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔

(شہادۃ القرآن۔ص ۷۹۔۸۰۔قادیانی خزائن ج ۶ ص ۳۷۵۔۳۷۶)

ان تینوں پیش گوئیوں (یا روحانی حربوں) پر مرزا غلام احمد قادیانی کو ایسا یقین تھا کہ اردو تصنیفات کے علاوہ عربی کتاب میں بھی آپ نے ان کا بڑی چستی اور دلیری سے ذکر کیا (ملاحظہ ہو رسالہ کرامات الصادقین سرورق۔ص ۲۔۳)

اب تو پبلک بالکل ان تینوں روحانی حربوں کی زد پر چشم براہ ہوگئی۔ ناظرین کے استحضار کے لئے ہم ان تینوں کی انتہائی تاریخ لکھتے ہیں

مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت ۲۱۔اگست ۱۸۹۴ء۔(اور اس کی موت کے بعد محمدی بیگم سے مرزا صاحب قادیانی کا نکاح)۔

ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کی موت۔۵ ستمبر ۱۸۹۴ء

پنڈت لیکھ رام آریہ مصنف پر خارق عادت عذاب۔۲۰ فروری ۱۸۹۹ء

مرزا سلطان محمد تو آج (۱۹۲۳ء) تک بھی زندہ ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے۔

ڈپٹی عبداللہ آتھم بجائے ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کے ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوئے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کے مرنے پر اپنا رسالہ انجام آتھم لکھا جسکے شروع میں لکھا ہے:

مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور فوت ہو گئے

(انجام آتھم۔ص ۱)

اس حساب سے ڈپٹی عبداللہ آتھم اپنی مقررہ میعاد سے پندرہ ماہ سے متجاوز ہو کر ایک سال پونے گیارہ ماہ تک زیادہ زندہ رہے، تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اس

کے جواب میں فرمایا کہ گو آتھم پندرہ ماہ میں نہیں مرا لیکن مرا تو سہی ۔اس میں کیا حرج ہے میعاد کو مت دیکھو، یہ دیکھو کہ مرتو گیا۔ چنانچہ آپ کے اصلی الفاظ یہ ہیں :

اگر کسی کی نسبت یہ پیشین گوئی... کہ وہ پندرہ مہینے تک مجذوم ہو جائے گا.... اور ناک اور تمام اعضا گر جاویں گے تو کیا وہ مجاز ہو گا کہ یہ کہے کہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ نفس واقعہ پر نظر چاہیے۔

(حقیقۃ الوحی ۔ص ۱۸۵ حاشیہ۔قادیانی خزائن ج ۲۲ص ۱۹۳ حاشیہ)

اسی کی تائید میں دوسرے مقام مرزا قادیانی نے لکھا ہے :

ہمارے مخالفوں کو اس میں تو شک نہیں کہ آتھم مر گیا جیسا کہ لیکھ رام مر گیا اور جیسا کہ احمد بیگ مر گیا، لیکن اپنی بینائی سے کہتے ہیں کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا۔ اے نالائق قوم! جو شخص خدا کی وعید کے موافق مر چکا ،اب اسکی میعاد غیر میعاد کی بحث کرنا کیا حاجت ۔

بھلا دکھاؤ کہ اب وہ کہاں اور کس شہر میں بیٹھا ہے ۔

(سراج منیر۔ص ۷۰ ۔قادیانی خزائن ج ۱۲ص ۷۲)

غرض اسپر فریقین سے کافی تحریرات شائع ہوتی رہیں مفصل بحث بطریق مناظرہ ہمارے رسالہ الہامات مرزا میں مذکور ہے۔

پہلی پیش گوئی متعلقہ موت مرزا سلطان محمد دراصل تمہید تھی، اصل پیش گوئی نکاح منکوحہ (محمدی بیگم) کے متعلق تھی ، اسلئے مسمات مذکور کا نکاح ہو گیا تو بھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مایوسی نہ تھی، بلکہ بڑی مضبوطی اور استقلال سے امید کیا، یقین کا اظہار کرتے تھے کہ مسمات مذکورہ میرے نکاح میں آوے گی۔ چنانچہ گورداسپور کی ججی میں ایک دیوانی مقدمہ میں مرزا صاحب قادیانی پر اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے جو جواب دیا وہ قادیان کے اخبار الحکم نے شائع کیا تھا۔ہم بھی اسے نقل کرتے ہیں ؛

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہو گا جیسا کہ پیش گوئی میں درج

ہے وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیش گوئی میں تھا میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ پیش گوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیش گوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیاہی جاوے گی اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیش گوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔ لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیش گوئی کی دوسری جزء پوری ہو گئی۔ اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیش گوئی کا ایک جزء تھا۔ انہوں نے توبہ کی۔ چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی، یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۹۰۱ء کتاب منظور الٰہی۔ ص ۲۴۵)

(رسالہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۳۱) پر اس نکاح کو تقدیر مبرم (قطعی قضاء الٰہی) لکھا ہے لیکن کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے:

یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ درست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۳۲، ۱۳۳۔ قادیانی خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

اس بیان میں نکاح کی بھی امید تھی مگر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جب مرزا غلام احمد صاحب انتقال کر گئے تو ساری امیدیں منقطع ہو گئیں۔

نوٹ : اس پیش گوئی کے متعلق ہمارا ایک مستقل رسالہ ہے اس کا نام ہے :
نکاح مرزا جس میں مناظرانہ رنگ میں اس نکاح کی مفصل بحث ہے۔

تیسری پیش گوئی پنڈت لیکھ رام کے متعلق تھی جو بہت ہی مختصر ہے۔ اس کے الفاظ یہ تھے

> اگر اس شخص (لیکھ رام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عتاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔
>
> (سراج منیر ص ۳۔ قادیانی خزائن ج ۱۲ ص ۱۵)

پنڈت لیکھ رام کا واقعہ یوں ہے کہ ایک نوجوان اس کے پاس آ کر یوں گویا ہوا کہ میں ہندو سے مسلمان ہو گیا ہوں، اب مجھ کو آریہ بنا لیجئے۔ پنڈت مذکور نے اس سے مانوس ہو کر چند روز تک اس کو اپنے پاس رکھا۔ آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قریب شام جب پنڈت لیکھ رام اور وہ مکان میں لیٹے باتیں کر رہے تھے، داؤ بچا کر اس نے پنڈت مذکور کے پیٹ میں چھری چبھا دی، جس سے پنڈت لیکھ رام فوراً مر گیا اور وہ چپکا سا چلتا بنا، اور آج تک نہ پکڑا گیا۔

اب اس واقعہ پر یہ بحث باقی ہے کہ آیا یہ واقعہ کوئی خارق عادت تھا یا روز مرہ کا معمولی۔ یہ ایک مناظرانہ گفتگو ہے جس کے لئے یہ رسالہ موزوں نہیں بلکہ وہی رسالہ الہامات مرزا اس کے لائق ہے۔

مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ

جن دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی پادری سے مباحثہ کیا تھا، انہی دنوں میں مولوی عبدالحق غزنوی مقیم امرتسر سے مباہلہ بھی کیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے۔

مولوی صوفی عبدالحق غزنوی، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مقابلہ میں اشتہارات وغیرہ نکالا کرتے تھے۔ بات بڑھتے بڑھتے مباہلہ تک پہنچی۔ جس کو آخر کار فریقین نے منظور کیا۔ اس سارے واقعہ کے بتلانے کیلئے یہاں ایک اشتہار نقل کیا جاتا

ہے جو ایام مباحثہ عیسائیاں امرتسر میں مولوی عبدالحق مرحوم غزنوی نے شائع کیا تھا وہ درج ذیل ہے

اطلاع عام برائے اہل اسلام

(از مولوی صوفی عبدالحق غزنوی مباہل مرزا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس میں کچھ شک نہیں کہ میں مرزا (غلام احمد قادیانی) کے مباہلہ کا مدت سے پیاسا ہوں اور تین برس سے اس سے یہی درخواست ہے کہ اپنے کفریات پر جو تو نے اپنی کتابوں میں شائع کئے ہیں مجھ سے مباہلہ کر۔ مگر چونکہ خاص کر ان دنوں میں وہ پادریوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے لڑتا ہے، تو اس موقع پر میں نے اور ہمارے اور بھائی مسلمانوں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ مرزا سے اس موقع پر مباہلہ یا مباحثہ یا اور کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کی جاوے تاکہ وہ پادریوں کے مقابلہ میں کمزور نہ ہو جاوے۔ لہذا میں نے یہ خط مسطور الذیل بتاریخ ۷ ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ ارسال کیا کہ ہم کو آپ سے مباہلہ بدل و جان منظور ہے مگر تاریخ تبدیل کر دو۔ وہ خط یہ ہے:

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی! السلام علی من اتبع الھدی

چونکہ آپ آج کل اسلام کی طرف سے مخالفین اسلام کے ساتھ مقابلہ کرتے ہو، اور اہل اسلام کی مدد میں ہو، لہذا اس موقع پر کسی مسلمان کا آپ پر حملہ کرنا، یا آپ کے ساتھ مقابلہ یا مباہلہ میں پیش آنا نہایت نامناسب اور بہت ہی خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے ...

اور اس امر کی عقل اور عرف اجازت نہیں دیتی کیونکہ اس میں اسلام اور اہل اسلام کی ذلت اور بدنامی ہے۔ لہذا یہ تاریخ مقررہ آپکی بے موقع ہے اس تاریخ کا بدلنا ضروری ہے۔ ہم کو مباہلہ کرنا آپ سے بدل و جان منظور ہے رسالہ موسومہ سچائی کا اظہار میں آپ لکھتے ہیں

کہ عنقریب ایک جلسہ مباحثہ علمائے لاہور سے ۱۵ جون ۱۸۹۳ء تک ہونے والا ہے
اس لئے ضرور ہے کہ مباہلہ اس مباحثہ کے بعد ہو جب کہ آپ اسلام کے مقابلہ پر ہوں ۔ نیز آپ کا لیکچر اس موقعہ پر ہمیں بالکل منظور نہیں کیونکہ جب آپ اپنی صفائی ظاہر کریں گے تو ہم بھی آپ کی تردید کریں گے۔ پھر تو مباحثہ ہوا نہ مباہلہ ۔ یہ بحثوں کے جھگڑے تو ختم ہونے والے نہیں۔ مقام مباہلہ میں فقط فریقین یہی دعا کریں گے کہ اللہ تعالی جھوٹے پر لعنت کرے ۔فقط اس کا جواب بدست حاملان رقعہ ہذا بھیج دیں۔

راقم: عبدالحق بقلم خودے ۔ ذی قعد ۱۳۱۰ھ

میرے خط کا جواب جو مرزا صاحب نے بھیجا وہ بھی بعینہ نقل کیا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔نحمدہ و نصلی

ازطرف عاجز عبداللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ واید

میاں عبدالحق غزنوی کو واضح ہو کہ اب حسب درخواست آپ کے جس میں آپ نے قطعی طور پر مجھ کو کافر اور دجال لکھا ہے مباہلہ کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے اور میرے امرتسر میں آنے کے لئے دو ہی غرضیں تھیں، ایک عیسائیوں سے مباحثہ اور دوسرے آپ سے مباہلہ۔ میں بعد استخارہ مسنونہ انہیں دو غرضوں کے لئے مع اپنے قبائل کے آیا ہوں اور جماعت کثیرہ دوستوں کی جو میرے ساتھ کا فرٹھہرائی گئی ہے ساتھ لایا ہوں، اور اشتہارات شائع کر چکا ہوں اور متخلف پر لعنت بھیج چکا ہوں۔

اب جس کا جی چاہے لعنت سے حصہ لے۔ میں تو حسب وعدہ میدان مباہلہ یعنی عیدگاہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ خدا تعالی کاذب اور کافر کو ہلاک کرے
و لا تقف ما لیس لك به علم ان السمع و البصر و الفواد کل اولئك کان عنه مسؤلا

یہ بھی واضح رہے کہ میں ۱۵ جون ۱۸۹۳ء کے مباحثہ میں نہیں جاؤں گا بلکہ میری طرف سے اخویم حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب یا حضرت

مولوی سید محمد احسن صاحب بحث کے لئے جاویں گے۔

ہاں یہ مجھے منظور ہے کہ مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کروں۔ صرف یہ دعا ہوگی کہ میں مسلمان اور اللہ رسول کا متبع ہوں اگر میں اس قول میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالی میرے پر لعنت کرے۔ اور آپ کی طرف سے یہ دعا ہوگی کہ یہ شخص درحقیقت کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری ہے اور اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالی میرے پر لعنت کرے۔

اور اگر یہ الفاظ میری دعا کے آپ کی نظر میں ناکافی ہوں تو جو آپ تقوی کی راہ سے لکھیں کہ دعا کے وقت یہ کہا جاوے وہی لکھ دوں گا۔ مگر اب ہرگز تاریخ مباہلہ تبدیل نہیں ہوگی۔

لعنة الله علی من تخلف منا وما حضر فی ذ لك التاریخ و الیوم و الوقت۔ و السلام علی عبادہ الذین اصطفی

خاکسار غلام احمد از امرتسر ہفتم ذی قعدہ ۱۳۱۰ھ

غرض یہ ہے کہ اب میں بری الذمہ ہوگیا ہوں اور مجھ پر کسی قسم کی ملامت نہیں کیونکہ میں نے تاریخ کا بدلنا اس سبب سے چاہا تھا کہ اگرچہ میں اور دیگر مسلمان مرزا کو کیسا ہی گمراہ سمجھیں مگر جب وہ اسلام کی طرف سے لڑتا ہے تو ہم سب کو بجائے بددعا کے دعا اور مدد دینی چاہیے۔ مگر مرزا نے وہ تاریخ یعنی دہم ذی قعد نہیں بدلی، اب میں بھی اس وقت معینہ پر کہ دہم ذی قعد ۱۳۱۰ھ بوقت دو بجے دن کے اپنا حاضر ہونا مباہلہ کے واسطے مقام مباہلہ میں فرض سمجھتا ہوں۔ اور وہاں جا کر لیکچر یا وعظ یا اظہار صفائی طرفین سے مطلق نہ ہوگا جیسا کہ اس نے اپنے خط میں وعدہ کرلیا ہے کہ

مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کروں گا۔

مقام عیدگاہ میں مباہلہ اس طریق پر بدیں الفاظ ہوگا

میں (یعنی عبدالحق) ۳ بار بآواز بلند کہوں گا کہ

یا اللہ میں مرزا کو ضال، مضل، ملحد، دجال، مفتری، محرف کلام اللہ واحادیث رسول اللہ سمجھتا ہوں۔ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو

کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔

مرزا تین دفعہ بآواز بلند کہے یا اللہ اگر میں جال ومضل وملحد دجال وکذاب ومفتری ومحرف کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔

بعدہ روبقبلہ ہوکر دیر تک ابتہال وعاجزی کریں گے کہ یا اللہ جھوٹے کو رسوا کر اور سب حاضرین مجلس آمین کہیں گے۔

المشتہر عبدالحق غزنوی از امرتسر پنجاب۔

مورخہ ۸ ذی قعد ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء

اس اشتہار کے مطابق عیدگاہ امرتسر میں دونوں صاحبوں کا مباہلہ ہوا اور دونوں فریق امن وامان سے واپس آگئے

نتیجہ اس مباہلہ کا یہ ہوا کہ اس سے ایک سال تین ماہ بعد جب ڈپٹی آتھم والی پیش گوئی کی میعاد پوری ہوگئی اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کی وفات نہ ہوئی اور چاروں طرف سے مرزا صاحب پر بھر مار ہوئی، تو مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا:

اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی بر غلام احمد قادیانی،

اس اشتہار میں غزنوی مباہل نے مرزا صاحب قادیانی کی ناکامی اور بدنامی اور رسوائی کو اپنے مباہلہ کا نتیجہ قرار دیا، اور سند میں مرزا صاحب قادیانی کے رسالہ حجت الاسلام کا حوالہ دیا جس میں مرزا صاحب نے عیسائیوں کے جواب میں لکھا تھا:

میری سچائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ میری طرف سے بعد مباہلہ اسیک سال کے اندر ضرور نشان ظاہر ہو اور اگر نشان ظاہر نہ ہو تو پھر میں خدا تعالی طرف سے نہیں ہوں۔ (حجۃ الاسلام صفحہ ۹۔ قادیانی خزائن ج ۶ ص ۴۹)

مرزا غلام احمد صاحب نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ غلط ہے کہ میرا نشان ظاہر نہیں ہوا، بلکہ میرے کئی ایک نشان ظاہر ہوئے۔ مباہلہ کے بعد میری ترقی ہوئی، مریدین زیادہ ہوئے، امداد نقدی زیادہ آئی۔ وغیرہ

آخری نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنے مباہل کی موجودگی میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو فوت ہو گئے اور مولوی عبدالحق غزنوی مرزا صاحب قادیانی سے کئی سال بعد ۲۳ رجب ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو یعنی پورے ۹ سال بعد فوت ہوئے۔

شمس العلماء سید محمد نذیر حسین دہلویؒ کے مدمقابل

پہلے لکھا گیا ہے کہ سب سے اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مرزا غلام احمد صاحب کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ مگر مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب گو بڑے نامور علماء میں سے ہیں، لیکن ان سے بھی اوپر جو ہے اس سے ٹاکرہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں جا کر مولانا سید محمد نذیر حسین (المعروف حضرت میاں صاحب) کو جو تمام ہندوستان میں کیا بحیثیت علمی وجاہت اور کیا بلحاظ عمر سب سے بڑے تھے مخاطب کر کے چند اشتہار دیئے۔ جن میں ایک درج ذیل ہے

اشتہار بمقابلہ مولوی سید نذیر حسین صاحب سرگروہ اہل حدیث

چونکہ مولوی سید نذیر حسین صاحب نے جو کہ موحدین کے سرگروہ ہیں اس عاجز کو بوجہ اعتقاد وفات مسیح ابن مریم ملحد قرار دیا ہے اور عوام کو سخت شکوک وشبہات میں ڈالنا چاہا ہے، اور حق یہ ہے کہ وہ آپ ہی اعتقاد حیات مسیح میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اول اہل حدیث کا دعوی کر کے اپنے بھائیوں حنفیوں کو بدعتی قرار دیا، اور امام بزرگ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگایا کہ ان کو حدیثیں نہیں ملی تھیں، اور وہ اکثر احادیث نبویہ سے بے خبر ہی رہے تھے۔ اور اب باوجود دعوی اتباع قرآن اور حدیث کے حضرت مسیح ابن مریم کی حیات کے قائل ہیں و ھذا عجب العجائب۔

اگر کوئی عوام میں سے ایسا کرتا اور خلاف قال اللہ قال الرسول دعوی کرتا تو کچھ افسوس کی جگہ نہیں تھی۔ لیکن یہی لوگ جو دن رات درس قرآن و

حدیث جاری رکھتے ہیں، اگر ایسا بے اصل دعوی کریں تو ان کی علمیت اور قرآن دانی پر سخت افسوس آتا ہے۔ یہ بات کسی متنفس پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ قرآن کریم اوراحادیث نبویہ باواز بلند پکار رہی ہیں کہ فی الواقع حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں مگر جن لوگوں کو عاقبت کا اندیشہ نہیں خداتعالی کا خوف نہیں ،وہ تعصب کو مضبوط پکڑ کر قرآن اور حدیث کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ خدا تعالی اس امت پر رحم کرے۔ لوگوں نے کیسے قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا ہے۔

اس عاجز نے اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں حضرت مولوی ابومحمد عبدالحق صاحب کا نام بھی درج کیا تھا۔مگر عندالملاقات اور باہم گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف ایک گوشہ گزین آدمی ہیں اور ایسے جلسوں سے جن میں عوام کے نفاق و شقاق کا اندیشہ ہوطبعاً کارہ ہیں اور اپنے کام تفسیر قرآن کریم میں مشغول ہیں۔ اورشرائط اشتہار کے پورے کرنے سے مجبور ہیں، کیونکہ گوشہ گزین ہیں حکام سے میل ملاقات نہیں رکھتے اور بباعث درویشانہ صفت کے ایسی ملاقاتوں سے کراہیت بھی رکھتے ہیں۔لیکن مولوی نذیر حسین صاحب اوران کے شاگرد بٹالوی صاحب جو اب دہلی میں موجود ہیں ان کاموں میں اول درجہ کا جوش رکھتے ہیں۔ لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر ہردومولوی صاحب موصوف حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں حق پر ہیں اور قرآن کریم اورا حادیث صحیحہ سے اس کی زندگی ثابت کر سکتے ہیں تو میرے ساتھ بپابندی شرائط مندرجہ اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء بالاتفاق بحث کرلیں۔ اوراگر انہوں نے بقبول شرائط اشتہار ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء بحث کے لئے مستعدی ظاہر نہ کی اور پوچ اور بے اصل بہانوں سے ٹال دیا،تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو قبول کرلیا۔

بحث میں امر تنقیح طلب یہ ہوگا کہ آیا قرآن کریم اوراحادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جس کوانجیل ملی تھی اب تک آسمان پر

زندہ ہے اور آخری زمانے میں آئے گا، یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اس کے نام پر کوئی دوسرا اسی امت میں سے آئے گا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوی سے خود دست بردار ہو جائے گا ورنہ بحالت ثانی بعد اس اقرار کے لکھانے کے کہ درحقیقت اسی امت میں سے مسیح ابن مریم کے نام پر کوئی اور آنے والا ہے، یہ عاجز اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دے گا۔

اور اگر اس اشتہار کا جواب ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کی طرف سے شائع نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے گریز کی۔

اورحق کے طالب علموں کو محض نصیحتاً کہا جاتا ہے کہ میری کتاب ازالہ اوہام کو خود غور سے دیکھیں اور ان مولوی صاحبوں کی باتوں پر نہ جاویں۔ ساٹھ جزو کی کتاب ہے اور یقیناً سمجھو کہ معارف اور دلائل یقینیہ کا ایک دریا بہتا ہے۔صرف ۳ روپے قیمت ہے۔

اور واضح ہو کہ درخواست مولوی سید محمد نذیر صاحب کی کہ مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا چاہیے اور اس میں بحث ہونی چاہیے بالکل تحکم اور خلاف طریق انصاف اور حق جوئی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مسیح موعود ہونے کا ثبوت آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہوگا اور آسمانی نشانوں کو بجز اس کے کون مان سکتا ہے کہ اول اس شخص کی نسبت جو کوئی آسمانی نشان دکھاوے یہ اطمینان ہو جاوے کہ وہ خلاف قال اللہ وقال الرسول کوئی اعتقاد نہیں رکھتا ورنہ ایسے شخص کی نسبت جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے ۔اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے لمبے اشتہار میں جو لدھیانہ میں چھپوایا تھا اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں۔

اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر

ہے جس سے یہ ثابت ہو جاوے کہ قرآن اور حدیث اس دعوی کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ ہے کیونکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعوی پر ایک نشان کیا، بلکہ لاکھ نشان بھی دکھاوے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہوں گے کیونکہ قرآن ان کے مخالف شہادت دیتا ہے۔ غایت کار وہ استدراج سمجھے جاویں گے۔ لہذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے جس کا طے ہو جانا ضروری ہے کیونکہ مخالف قرآن و حدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں۔ ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن اور حدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔ فا تقوا اله ایها العلماء و السلا م علی من اتبع الھدی۔

المشتہر: مرزا غلام احمد از دہلی بلی ماراں کوٹھی نواب لوہارو ٦۔ اکتوبر ١٨٩١ء

(مجموعہ قادیانی اشتہارات۔ ج ا ص ۲۳۷۔۲۴۰)

اس چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت میاں صاحب مرحوم (مولانا نذیر حسین) کے شاگرد جو بڑے بڑے نامور علماء تھے، دہلی میں جمع ہو گئے۔ پنجاب سے مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ پہنچ چکے تھے۔ بھوپال سے مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم بھی پہنچ گئے۔ اور اچھا خاصہ ایک مجمع علماء بن گیا۔ جامع مسجد میں مقابلہ کی ٹھہری۔ مگر مرزا غلام احمد صاحب نے اس میں خیریت اور مصلحت نہ دیکھی، اسلئے علیحدہ مکان پر گفتگو ہونی قرار پائی۔ چونکہ مرزا صاحب قادیانی اپنا اختلافی مسئلہ صرف حیات و وفاۃ مسیح کو کہتے تھے، اس لئے یہی مسئلہ زیر بحث آیا۔ مولوی محمد بشیر صاحب حیات مسیح کے مدعی بنے اور آپ نے آیت ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن به قبل موته سے استدلال کیا۔ یہ مباحثہ رسالہ کی صورت میں انہی دنوں چھپا تھا جس کا نام ہے الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح۔ اس مباحثہ کی مجمل کیفیت اسی رسالہ میں یوں مرقوم ہے۔ جناب مولوی محمد بشیر صاحب مناظر خود فرماتے ہیں:

یہ کیفیت ہے اس مناظرہ کی جو میرے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت کے درمیان بمقام دہلی واقع ہوا۔ مرزا صاحب نے دہلی میں آکر دو اشتہار، ایک مطبوعہ ۲۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء، دوسرا مطبوعہ ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء بمقابلہ جناب مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلی مدظلہم العالی کے شائع کئے اور طالب مناظرہ ہوئے، اور وہ دونوں اشتہار خاکسار کے بھی دیکھنے میں آئے۔ خاکسار نے محض بنظر نصرت دین وسنت وازالہ الحاد و بدعت قصد مناظرہ مصمم کر کے جواب اشتہار مرزا صاحب کے پاس بوساطت جناب حاجی محمد احمد صاحب دہلوی کے بھیجا اور اس جواب میں مرزا صاحب کے سب شروط کو تسلیم کر کے صرف شرط ثالث میں قدرے ترمیم چاہی۔ مرزا صاحب نے بھی اس ترمیم کو قبول کیا۔ بعد ترمیم کے یہ تین شرطیں قرار پائیں:۔

اول: یہ کہ امن قائم رکھنے کے لئے سرکاری انتظام ہو۔

دوسری: یہ کہ فریقین کی بحث تحریری ہو۔ ہر ایک فریق، مجلس بحث میں سوال لکھ کر اور اس پر اپنے دستخط کر کے پیش کرے اور ایسا ہی فریق ثانی لکھ کر جواب دے۔

تیسری: یہ کہ اول بحث، حیات مسیح علیہ السلام میں ہو۔ اگر حیات ثابت ہو جائے تو مرزا صاحب مسیح موعود کا دعوی چھوڑ دیں گے۔ اور اگر وفات ثابت ہو، تو مرزا صاحب کا اصل دعوی عدم نزول حضرت عیسیؑ اور مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا ثابت نہ ہوگا، پھر حضرت مسیح کے نزول اور مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کی جائے گی۔ اور جو شخص ترک بحث کرے گا اس کا گریز سمجھا جاوے گا۔

جب تصفیہ شرائط کا ہو گیا تو جناب حاجی محمد احمد صاحب نے حسب ایماء مرزا صاحب کے خاکسار کو طلب کیا۔ چنانچہ شب شانزدہم ربیع الاول ۱۳۰۹ھ کو میں بھوپال سے روانہ ہو کر روز سہ شنبہ تاریخ شانزدہم ماہ مذکور.. دہلی میں داخل ہوا۔ اور مرزا صاحب کو اطلاع اپنے آنے کی دی تو مرزا

صاحب نے مختلف رقعوں کے ذریعہ سے شروط میں تبدیلی ذیل فرمائی:

حیات مسیح کا ثبوت آپ کو دینا ہوگا۔

بحث اس عاجز (مرزا) کے مکان پر ہو۔

جلسہ عام نہیں ہوگا اور صرف دس آدمی جو معزز خاص ہوں، آپ ساتھ لا سکتے ہیں مگر شیخ (محمد حسین) بٹالوی اور مولوی عبدالمجید (دہلوی) ساتھ نہ ہوں۔

پرچوں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہ ہو اور پہلا پرچہ آپ کا ہو۔

ان سب شروط کا قبول کرنا، نہ تو خاکسار پر لازم تھا اور نہ میرے احباب کی رائے ان کے تسلیم کرنے کی تھی، مگر محض اس خیال سے کہ مرزا صاحب کو کوئی حیلہ مناظرہ سے گریز کا نہ ملے، یہ سب باتیں منظور کی گئیں۔ بعد اس کے تاریخ نوز دہم ربیع الاول (۱۳۰۹ھ) بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مناظرہ شروع ہوا۔

خاکسار نے ان کے مکان پر جا کر مجلس بحث میں پانچ ادلّہ حیات مسیح کے لکھ کر حاضرین کو سنا دیئے اور دستخط اپنے کر کے مرزا صاحب کو دید یئے۔ مرزا صاحب نے مجلس بحث میں جواب لکھنے سے عذر کیا۔ ہر چند حاجی محمد احمد صاحب وغیرہ نے ان کو الزام نقض عہد ومخالفت شروط کا دیا مگر مرزا صاحب نے نہ مانا اور یہ کہا کہ میں جواب لکھ رکھوں گا۔ آپ لوگ کل دس بجے آیئے۔

ہم لوگ دوسرے روز دس بجے گئے، تو مرزا صاحب مکان کے اندر تھے۔ اطلاع دی گئی تو مرزا صاحب باہر نہ آئے اور کہلا بھیجا کہ ابھی جواب تیار نہیں ہوا۔ جس وقت تیار ہوگا اس وقت آپ کو بلا لیا جائے گا۔

پھر غالبًا دو بجے کے بعد ہم لوگوں کو بلا کر جواب سنایا اور یہ کہا کہ اب مجلس بحث میں جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، آپ مکان پر لے جائیں۔ چنانچہ میں اس تحریر کو مکان پر لے آیا۔ اسی طرح چھ روز تک سلسلہ بحث جاری رہا۔

چھٹے روز کہ تین پرچے میرے ہو چکے تھے اور تین پرچے مرزا صاحب

کے ، مرزا صاحب نے پہلی ہی بحث کو نا تمام چھوڑ کر مباحثہ قطع کیا ، اور یہ ظاہر کیا کہ اب مجھے زیادہ قیام کی گنجائش نہیں ہے ، اور زبانی فرمایا کہ میرے خسر بیمار ہیں۔ اس وقت ایک مضمون جو پہلے سے بنظر احتیاط لکھ رکھا تھا اور وہ متضمن تھا اس امر پر کہ مرزا صاحب کی جانب سے نقض عہد و مخالفت شروط ہوئی، مرزا صاحب کی موجودگی میں سب حاضرین کو سنا دیا گیا ۔ حاضرین جلسہ مرزا صاحب کو الزام دیتے تھے مگر مرزا صاحب نے ایک نہ سنی اسی روز تہیہ سفر کر کے شب کو دہلی سے تشریف لے گئے۔

مرزا صاحب کے یہ افعال اول دلیل ہیں کہ ان کے پاس اصل مسئلہ یعنی ان کے مسیح موعود ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اصل بحث کے لئے دو سدّیں انہوں نے بنا رکھی ہیں ۔ ایک بحث حیات ووفات مسیح ، دوسرے نزول عیسی ۔ جب دیکھا کہ ایک سدّ جو ان کے زعم میں بڑی راسخ تھی، ٹوٹنے کے قریب ہے، اس کے بعد دوسری سدّ کی جو ضعیف ہے، نوبت پہنچے گی ، پھر اصل قلعہ پر حملہ ہوگا، وہاں کچھ ہے ہی نہیں تو قلعی کھل جائے گی ، اس لئے فرار مناسب سمجھا۔

بعد انقطاع مباحثہ اور چلے جانے مرزا کے احقر دو روز دہلی میں متوقف رہ کر روز شنبہ کو ڈاک گاڑی میں روانہ بھوپال ہوا۔ (منقول از حق الصریح)

پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مد مقابل

ایک وقت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی توجہ پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کی طرف ہوگئی۔ فریقین نے اس مضمون پر کتابیں لکھیں۔ آخر مرزا صاحب قادیانی نے بذریعہ اشتہار ان کو للکارا کہ:

میرے مقابل سات گھنٹہ زانو بزانو بیٹھ کر چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں جو تقطیع کلاں بیس ورق سے کم نہ ہو۔ پھر جس کی تفسیر عمدہ ہوگی وہ موید من اللہ سمجھا جاوے گا۔ لیکن اس مقابلہ کے لئے پیر (مہر علی شاہ صاحب) موصوف کی شمولیت یا ان کی طرف سے چالیس علماء کا پیش کردہ مجمع ضروری

ہے اس سے کم ہوں گے تو مقابلہ نہ ہوگا (۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء)۔

(مجموعہ قادیانی اشتہارات۔ ج ۳ ص ۳۲۸،۳۲۹، ۳۳۴)

اس دعوت کے مطابق پیر گولڑہ صاحب بغرض مقابلہ اگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور پہنچ گئے۔ لیکن پیر صاحب نے چالیس علماء کی شرط کو فضول سمجھا اور مقابلہ تفسیر نویسی کے لئے بذات خود پیش ہوئے۔ مگر مرزا صاحب قادیانی تشریف نہ لائے بلکہ قادیان سے ایک اشتہار بھیج دیا کہ پیر صاحب گولڑہ مقابلہ سے بھاگ گئے۔

جس روز پیر صاحب گولڑہ لاہور آئے، بغرض امداد حق ارد گرد سے علماء اور غیر علماء بھی وارد لاہور ہوئے۔ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور خاکسار وغیرہ بھی شریک تھے۔ قرار پایا تھا کہ جامع مسجد لاہور میں صبح کے وقت جلسہ ہوگا۔ پیر صاحب مع شائقین مسجد موصوف کو جا رہے تھے، راستے میں بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھے ہوئے اشتہار دیواروں پر چسپاں تھے جن کی سرخی یوں تھی: پیر مہر علی کا فرار

جو لوگ پیر صاحب کو لاہور میں دیکھ کر یہ اشتہار پڑھتے وہ بزبان حال کہتے

ایں چہ مے بینم بہ بیداری ست یا رب یا بخواب

سہ سالہ میعادی پیشین گوئی

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے مخالفوں کا رخ پھیرنے کو ایک اشتہار دیا جس میں لکھا تھا کہ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۲ء کی سہ سالہ میعاد میں میرے لئے فیصلہ کن نشان ظاہر نہ ہوا تو میں جھوٹا سمجھا جاؤں۔ اس اشتہار کا عنوان یہ ہے

اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کیلئے ایک دعا اور حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست

اے میرے حضرت اعلیٰ ذوالجلال قادر و قدوس حی و قیوم جو ہمیشہ راستبازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد مبارک ہے۔ تیرے قدرت کے کام کبھی رک نہیں سکتے۔ تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے۔ تو نے

ہی اس چودھویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ:

اٹھ میں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لئے اور اسلامی سچائیوں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کے لئے چنا۔،

اور تو نے ہی مجھے کہا کہ:

تو میری نظر میں منظور ہے میں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں۔،

اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ:

،تو وہ مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔،

اور تو نے ہی مجھے مخاطب کر کے کہا کہ:

تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔،

اور تو نے ہی مجھ کو فرمایا کہ:

میں نے لوگوں کی دعوت کے لئے تجھے منتخب کیا۔ ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں،...

مگر اے میرے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا۔ اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں۔ اور طرح طرح کی دلآزار باتوں سے ستایا گیا۔ اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ ،حرام خور ،لوگوں کا مال کھانے والا، اور وعدوں کا تخلف کرنے والا، حقوق کو تلف کرنے والا، لوگوں کو گالیاں دینے والا، عہدوں کو توڑنے والا، اپنے نفس کے لئے مال جمع کرنے والا ،اور شریر اور خونی ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو خود ان لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے ہیں اور اپنے تئیں اچھے اور اہل عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں۔ اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے کہ درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں، سچ کہتے ہیں۔ اور انہوں نے صدہا آسمانی نشان تیری طرف سے دیکھے مگر پھر بھی قبول نہ کیا۔ وہ میری جماعت کو نہایت تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک ان میں جو بدزبانی کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے ثواب کا کام کر

رہا ہے۔

سوائے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول بندہ ہوں۔ اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو، اور تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو، اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلا ویں...

لیکن اگر اے میرے پیارے مولیٰ میری رفتار تیری نظر میں اچھی نہیں ہے تو مجھ کو اس صفحہ دنیا سے مٹا دے تا میں بدعت اور گمراہی کا موجب نہ ٹھہروں۔ میں اس درخواست کے لئے جلدی نہیں کرتا تا میں خدا کے امتحان کرنے والوں میں شمار نہ کیا جاؤں لیکن میں عاجزی سے اور حضرت ربوبیت کے ادب سے یہ التماس کرتا ہوں کہ اگر میں اس عالی جناب کا منظور نظر ہوں تو تین سال کے اندر کسی وقت میری اس دعا کے موافق میری تائید میں کوئی ایسا آسمانی نشان ظاہر ہو جس کو انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں سے کچھ بھی تعلق نہیں... مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح ردّ کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھونگا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لونگا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا کہ ملک میں امن اور صلح کاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تو موجود ہے اور دعاؤں کو سنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں جھکتا ہے۔ اب

تیری طرف اور تیرے فیصلہ کی طرف ہر روز میری آنکھ رہے گی جب تک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو اور میں کسی مخالف کو اس اشتہار میں مخاطب نہیں کرتا اور نہ ان کو کسی مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ یہ میری دعا تیری ہی جناب میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں ہے۔ میری روح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا اور کاذب تیری جناب میں کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ کاذب بھی نبیوں کی طرح تحدی کرتے ہیں اور ان کی تائید اور نصرت بھی ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ راست بازنبیوں کی وہ جھوٹے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نبوت کے سلسلہ کو مشتبہ کر دیں۔ بلکہ تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذاب کو بھسم کر دیتی ہے مگر صادق تیرے حضور میں زندگی اور عزت پاتے ہیں۔ تیری نصرت اور تائید اور تیرا فضل اور رحمت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے۔ آمین ثم آمین۔

المشتہر: مرزا غلام احمد از قادیان ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

(مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد سوم ص ۱۷۴۔۱۷۹) (شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس اشتہار سے مختصر اقتباس نقل کیا تھا میں نے مجموعہ اشتہارات قادیانی سے نسبتاً تفصیل سے نقل کر دیا ہے۔ بہاء)

اس اعلان کے مطابق سارا ملک منتظر تھا مگر نتیجہ وہی برآمد ہوا جو اس شعر میں ہے

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب ہے یہ آرزو کہ کبھی آرزو نہ ہو

قادیانی کا دعویٰ نبوت

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی کے مخالف ابتداء ہی سے بدگمان تھے کہ آپ نبوت کے مدعی ہوں گے۔ چنانچہ وہی ہوا کہ مرزا صاحب نے دبی زبان سے دعویٰ نبوت کیا۔ آپ کے مریدوں پر مخالفین نے اعتراضات شروع کئے اور وہ اپنی پہلی اسلامی تعلیم کے اثر سے انکار کرنے لگے، تو مرزا صاحب نے ایک اشتہار دیا جس کا نام ہے ایک غلطی کا ازالہ جو درج ذیل ہے

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوی اور دلائل سے کم وقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہین کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوی کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔حق یہ ہے کہ خدا تعالی کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہوچکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے

هو الذی ارسل رسو ل بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله (دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ)

اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے

جر ی الله فی حلل ا لا نبیاء

یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔(دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴)۔

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے

محمد رسو ل الله و الذین معه اشدا ء علی الکفار ر حما ء

بینهم

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی،

پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۵ براہین میں درج ہے:

دنیا میں ایک نذیر آیا۔

اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ: دنیا میں ایک نبی آیا۔

اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنخضرت ﷺ تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آ سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا یا پرانا نہیں آ سکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کو آخری زمانے میں اتارتے ہیں، اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی و نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنخضرت ﷺ سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت

و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین

اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔

لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیش گوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ آنخضرت ﷺ کے بعد پیش گوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی

کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اس کے اجلال کے لئے اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔ پس یہ آیت کہ ما کا ن محمد ابا ا حد من ر جا لکم و لکن رسو ل الله و خا تم النبیین اس کے معنی یہ ہیں کہ

لیس محمد ابا احد من ر جال الد نیا و لکن ھو اب الر جال الآخر ۃ لا نہ خا تم النبیین و لا سبیل الی فیو ض الله من غیر تو سطہ ۔

غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے روح سے ۔ اور یہ نام بہ حیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن عیسی کے اترنے سے ضرور فرق آئیگا....

اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت کا انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدی سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں ۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا....

اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنخضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنخضرت ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں

پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی ۔ یعنی بہر حال محمد ہی نبی رہے نہ کوئی اور ۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوی کیا...غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی مہر ٹوٹ جائے ۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جاویں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالی کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے و آخرین منهم لما يلحقوا بهم ۔ اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے...

پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوی نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے ۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا ۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔ علیه الصلوة و السلام۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۔۱۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶۔۲۱۲ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۱۔۴۴۲)

اس اشتہار میں مرزا صاحب قادیانی نے نبوت کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک بلا واسطہ دوم بالواسطہ۔ اور اپنے لئے فرمایا کہ میں بواسطہ نبوت محمدیہ نبی ہوں ۔، مطلب یہ کہ میری نبوت کا ذریعہ پہلے نبیوں کے ذریعہ سے الگ ہے مگر مقصود میں سب برابر ہیں ۔ چنانچہ اسی مضمون کو دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں ؛

ایک اور نادانی یہ ہے کہ (میرے مخالف) جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعوی کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعوی کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوی نہیں کیا صرف یہ دعوی ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت ﷺ کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالی سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں۔(حقیقۃ الوحی۔ص ۳۹۰۔قادیانی خزائن ج ۲۲ص ۴۰۶)

اس قسم کے بہت سے حوالجات ہیں جن میں مرزا صاحب نے نبوت کا صاف صاف دعوی کیا ہے مگر بواسطہ نبوت محمدیہ لیکن بعد حصول نبوت دوسرے نبیوں سے کسی طرح کم نہیں۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی سے مقابلہ

ڈاکٹر صاحب موصوف عرصہ بیس سال تک مرزا صاحب قادیانی کے مرید رہے، آخر ان سے علیحدہ ہوئے اور مرزا صاحب قادیانی کے برخلاف قدم اٹھایا، بلکہ دعوی الہام سے بھی مقابلہ کی ٹھہری۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے اپنا آخری الہام مرزا صاحب کی موت کے متعلق شائع کیا جس کا ذکر مرزا صاحب نے مع جواب خود ان لفظوں میں کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہوکر ہلاک ہوئے اور ان کا نام ونشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے۔ اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔جس کا دعوی ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۱۴۔اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا۔اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔

یہ شخص الہام کا دعوی کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا۔

پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ اس کو کی تھی مرتد ہو گیا۔ نصیحت یہ تھی کہ اس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرتﷺ کے نجات ہو سکتی ہے گو کوئی شخص آنحضرتﷺ کے وجود کی خبر بھی رکھتا ہو۔

چونکہ یہ دعوی باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف، اسلئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا آخر میں اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا (حالانکہ یہی مذہب خان صاحب محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ داماد مرزا صاحب قادیانی کا ہے پھر نہیں معلوم کہ ڈاکٹر صاحب تو خارج اور مرتد ہوں اور خان صاحب داماد تلك اذاقسمة ضيزى) تب اس نے یہ پیش گوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۱۴۔ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جاوے گا۔ اور خدا اس کو ہلاک کرے گا۔ اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔

سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالی کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔

(چشمہ معرفت ص ۳۲۱۔۳۲۲۔ قادیانی خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۶۔۳۳۷)

اس مقابلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی کی بتائی ہوئی مدت کے اندر اندر ہی (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کو فوت ہو گئے (اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی اس کے بعد بھی مدت تک زندہ رہے۔ بہاء)۔

قادیانی کا دعوی الوہیت

دعوی نبوت کے متعلق مرزا غلام احمد صاحب کے الفاظ پہلے سنائے گئے ہیں یہاں دعوی الوہیت کا بیان ہے۔ مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

رأ یتنی فی المنام عین الله و تیقنت اننی هو فخلقت السماوات و الارض و قلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح

(آئینہ کمالات اسلام، ص۵۶۴۔۵۶۵۔قادیانی خزائن ج۵ ص ایضا)

(میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا اور میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی اللہ ہوں پھر میں نے آسمان اور زمین بنائے اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں سے سجایا ہے)۔

ہم واقعات مرزا لکھ رہے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اصل الفاظ نقل کردیں ان کے متعلق ان کے معتقدین کی تاویلات یا تحریفات کے ہم ذمہ دار نہیں: محتسب را درون خانہ چہ کار

قادیانی کی نظر عنایت خاکسار ثناء اللہ پر

آسماں بار امانت نتوانست کشید
قرعہ فال بنام من دیوانہ زند

جس طرح مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی کے دو حصے ہیں (براہین احمدیہ تک اور اس سے بعد) اسی طرح مرزا صاحب قادیانی سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین سے بعد۔ براہین تک میں مرزا صاحب قادیانی سے حسن ظن رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی ۱۷۔۱۸ سال کی تھی میں بشوق زیارت بٹالہ سے پا پیادہ تنہا قادیان گیا۔ ان دنوں مرزا صاحب قادیانی ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھے۔ مگر باوجود شوق ومحبت کے میں نے وہاں دیکھا مجھے خوب یاد ہے کہ میرے دل میں جو ان کی بابت خیالات تھے وہ پہلی ملاقات میں مبدّل ہوگئے جس کی صورت یہ ہوئی کہ میں ان کے مکان پر دھوپ میں بیٹھا تھا۔ وہ آئے اور آتے ہی بغیر اس کے کہ السلام علیکم کہیں یہ کہا تم کہاں سے آئے ہو کیا کام کرتے ہو۔

میں ایک طالب علم علماء کا صحبت یافتہ اتنا جانتا تھا کہ آتے ہوئے السلام علیکم کہنا سنت ہے۔ فوراً میرے دل میں آیا کہ انہوں نے مسنون طریق کی پرواہ نہیں کی کیا وجہ ہے مگر حسن ظن غالب تھا اس لئے یہ وسوسہ دب کر رہ گیا۔

جن دنوں آپ نے مسیحیت موعودہ کا دعوی کیا میں ابھی تحصیل علم سے فارغ نہیں ہوا تھا۔ آخر بعد فراغت میں آیا تو مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔

دل میں تڑپ تھی۔ استخارے کئے دعائیں مانگیں۔خواب دیکھے۔..(یہاں کچھ عبارت حذف شدہ معلوم ہوتی ہے۔بہاء)...جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجھے اپنے مخالفوں میں سمجھ کر مجھ کو قادیان میں پہنچ کر گفتگو کرنے کی دعوت دی جس دعوت کے الفاظ یہ ہیں:

اگر یہ (مولوی ثناء اللہ) سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیش گوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیش گوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جاوے گا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ۔لیکن اس تفتیش کے لئے منہاج نبوت کو معیار صدق و کذب ٹھہراویں۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر میرے معجزات اور پیش گوئیاں ان کے نزدیک صحیح نہیں تو ان کو تمام انبیاء سے انکار کرنا پڑے گا اور آخر ان کی موت کفر پر ہوگی۔

(اعجاز احمدی ص ۱۱؛ قادیانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷۔۱۱۸)

مولوی ثناء اللہ نے موضع مد میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ اس لئے ہم ان کو مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ تحقیق کیلئے قادیان میں آئیں۔ اور تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کریں۔اور ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہر ایک پیش گوئی کی نسبت جو منہاج نبوت کی رو سے جھوٹی ثابت ہو ایک ایک سو روپیہ ان کی نذر کریں گے۔ ورنہ ایک خاص تمغہ لعنت کا ان کے گلے میں رہے گا۔اور ہم آمد و رفت کا خرچ بھی دیں گے۔اور کل پیش گوئیوں کی پڑتال کرنی ہوگی، تا آئندہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہ جائے۔اور اسی شرط سے روپیہ ملے گا اور ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا۔

یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیش گوئی میں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور در بدر کی گدائی سے نجات ہوگی۔ بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپیہ دیتے جائیں گے۔اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت

ہے پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لونگا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا۔ وہ سب ان کی نذر ہوگا۔ جس حالت میں کہ وہ دو دو آنہ کے لئے وہ در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گذارہ ہے، ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا ان کے لئے ایک بہشت ہے۔ لیکن اگر میرے اس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کے لئے بپابندی شرائط مذکورہ جس میں بشرط ثبوت تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں، قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اس لاف وگذاف پر جو انہوں نے موضع مدّ میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تقف ما ليس لك به علم گمراہوں نے بغیر علم اور پوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی کیا یہی ایمان داری ہے وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے جو بے وجہ بھونکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گذرتی ہے

(اعجاز احمدی۔ص ۲۳؛ قادیانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۱۔۱۳۲)

واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے۔

۱۔ وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیش گوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کے لئے موت ہوگی۔

۲۔ اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔

۳۔ اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلدتر ان کی روسیاہی ثابت ہوگی۔

(اعجاز احمدی۔ص ۳۷؛ قادیانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸)

انجام اس کا یہ ہوا کہ میں نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء مطابق ۱۰ شوال ۱۳۲۰ھ کو

قادیان پہنچ کر مرزا صاحب کو اطلاعی خط لکھا جو درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

خاکسار آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۱، صفحہ ۲۳ قادیان میں اس وقت حاضر ہے۔

جناب کی دعوت کے قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا۔ ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں چونکہ آپ (بقول خود) ایک ایسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کے لئے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لئے خصوصاً ہے اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری تفہیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت بخشیں گے کہ میں مجمع عام میں آپ کی پیش گوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں۔ میں مکرر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اسی عہدہ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقع دیں۔

راقم۔ ابوالوفاء ثناء اللہ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء۔ وقت سوا تین بجے دن

مرزا جی نے اس کا جواب دیا

از طرف عائذ باللہ غلام احمد عافاہ اللّٰہ و ایّد۔ بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ کا رقعہ پہنچا۔ اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک وشبہات پیش گوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت بھی جو دعوی سے تعلق رکھتے ہوں رفع کرا دیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہو گی اور اگر چہ میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کروں گا کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانی کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہو گا مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اگر چہ آپ نے اس رقعہ میں دعوی کر دیا ہے کہ میں طالب حق ہوں مگر

مجھے تامل ہے کہ اس دعوی پر آپ قائم رہ سکیں ۔ کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر بات کو کشاں کشاں بے ہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدا تعالی کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کرونگا ۔ سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے، وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنیکے لئے اول یہ اقرار کر دیں کہ آپ منہاج نبوت سے باہر نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کریں گے جو آنحضرت ﷺ پر یا حضرت عیسیٰؑ پر یا حضرت موسیٰؑ پر یا حضرت یونسؑ پر عاید نہ ہوتا ہو اور حدیث اور قرآن کی پیشین گوئیوں پر زد نہ ہو ۔ دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہ ہوں گے، صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دے دیں کہ میرا یہ اعتراض ہے، پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا جائے گا ۔ اعتراض کے لئے لمبا لکھنے کی ضرورت نہیں ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں ۔ تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی اعتراض آپ کریں گے کیونکہ آپ اطلاع دے کر نہیں آئے، چوروں کی طرح آ گئے اور ہم ان دنوں بہ باعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں خرچ کر سکتے ۔ یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ نے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا جیسے صم بکم ۔ یہ اسلئے کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے ۔

اول صرف ایک پیش گوئی کی نسبت سوال کریں تین گھنٹہ تک میں اس کا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متنبہ کیا جائے گا کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر پیش کرو ۔ آپ کا کام نہیں ہوگا کہ اس کو سناویں، ہم خود پڑھ لیں گے ۔ مگر چاہیے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو ۔ اس طرز میں آپ کا کچھ حرج نہیں ہے، کیونکہ آپ تو شبہات دور کرانے آئے ہیں (ہم تو آپ کی دعوت کے مطابق تکذیب کو آئے ہیں ۔ آپ کا یہ کہنا کہ شبہات دور کرانے آئے ہیں آپ کی معمولی بات ہے ۔ ثناء اللہ) ۔ یہ طریق شبہات دور کرانے

کا بہت عمدہ ہے۔ میں بآواز بلند لوگوں کو سنا دوں گا کہ اس پیش گوئی کی نسبت مولوی ثناءاللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے۔ اسی طرح تمام وساوس دور کر دیئے جائینگے۔ لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپ کو بات کا موقع دیا جاوے تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔

چودھویں جنوری ۱۹۰۳ء تک میں اس جگہ ہوں۔ بعد میں ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤنگا۔ سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے لیکن چودھویں جنوری ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹہ تک آپ کیلئے خرچ کر سکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا، ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے، خود خدا تعالیٰ فیصلہ کر دے گا۔

سوچ کر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جائیں گے اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤنگا۔ ایسا صدہا آدمی آتے ہیں اور وسوسے دور کرا لیتے ہیں۔ ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کرے گا، اس کو اپنے وساوس دور کرانے ہیں اور کچھ غرض نہیں۔ لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں ڈرتے ان کی تو نیتیں ہی اور ہوتی ہیں۔

بالآخر اس غرض کیلئے کہ اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی ہاتھ نہ جاویں، دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں۔ اول چونکہ میں انجام آتھم میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کرونگا اس وقت پھر اسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنونگا۔ صرف آپ کو یہ موقع دیا جائے گا کہ اول آپ ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض کسی پیش گوئی پر ہو، ایک سطر یا دو سطر حد تین سطر تک لکھ کر پیش کریں جس کا یہ مطلب ہو کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور منہاج نبوت کی رو سے قابل اعتراض ہے اور پھر چپ رہیں۔ اور میں مجمع عام میں اس کا جواب دونگا جیسا کہ مفصل لکھ

چکا ہوں ۔ پھر دوسرے دن اسی طرح دوسری لکھ کر پیش کریں۔ یہ تو میری طرف سے خدا تعالی کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤنگا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا، اور آپ کی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں اور آپ کو بھی خدا تعالی قسم دیتا ہوں کہ آپ اگر سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جائیں اور ناحق فتنہ وفساد میں عمر بسر نہ کریں ۔اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف کرے گا اسپر خدا کی لعنت ہے اور خدا کرے کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی میں دیکھ لے ۔سو اب میں دیکھوں گا کہ آپ سنت نبویہ کے موافق اس قسم کو پورا کرتے ہیں یا قادیان سے نکلتے ہوئے اس لعنت کو ساتھ لے جاتے ہیں اور چاہیے کہ اول آپ مطابق اس عہد مؤکد بقسم کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھ کر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں مجمع کیا جائے گا اور آپ کو بلایا جاویگا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیئے جائینگے ۔ مرزا غلام احمد بقلم خود ۔

اس خط کو دیکھ کر چاہیے تھا کہ میں مایوس ہو جاتا مگر ارادہ کے مستقل آدمی سے یہ امید غلط ہے کہ وہ ایک آدھ مانع پیش آنے سے مایوس ہو جائے۔اس لئے میں نے پھر ایک خط لکھا، جو درج ذیل ہے:

الحمد للّٰہ و سلام علی عبادہ الّذین اصطفی ۔ امّا بعد ۔

از خاکسار ثناء اللہ بخدمت مرزا غلام احمد صاحب!

آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہنچا مگر افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا! جب کہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۱ و ۲۳ حاضر ہوا ہوں اور صاف لفظوں میں رقعہ اولی میں انہیں صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپ نے کی ہے بجز العادة طبیعة ثانیة کے اور کیا معنی رکھتی ہے؟

جناب من! کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیاز مند کو تحقیق کیلئے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں (ثناء اللہ)

آپ کی پیش گوئیوں کو جھوٹی ثابت کروں تو فی پیش گوئی مبلغ سوروپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں آپ مجھ کو ایک دو سطریں لکھنے کے پابند کرتے ہیں اور اپنے لئے تین گھنٹہ تجویز کرتے ہیں تلك اذاً قسمة ضیزی ۔

بھلا یہ کیا تحقیق کا طریقہ ہے میں تو ایک دو سطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں ۔ اس سے صاف سمجھ آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت دے کر پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں جس کی بابت آپ نے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی، جس سے عمدہ میں امرتسر ہی میں بیٹھا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں ۔ مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلا نیل ومرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا، اس لئے میں آپ کی بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین ہی سطریں لکھوں گا اور آپ بلا شک تین گھنٹے تک تقریر کریں مگر اتنی اصلاح ہوگی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤنگا اور ہر ایک گھنٹے کے بعد پانچ منٹ نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کرونگا اور چونکہ آپ مجمع پسند نہیں کرتے اس لئے فریقین کے آدمی محدود ہوں گے جو پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے ۔

آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں، کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں؟ اطلاع دینا آپ نے شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے آپ کو آسمانی اطلاع ہوگئی ہوگی ۔ آپ جو مضمون سنائیں گے وہ اسی وقت مجھ کو دے دیجئے گا ۔ کاروائی آج ہی شروع ہو جائے ۔ آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیج دونگا ۔ باقی لعنتوں کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث میں موجود ہے (وہ یہ ہے کہ لعنت کا مخاطب اگر لعنت کا حق دار نہیں تو کرنے والے پر پڑتی ہے ۔ ثناء اللہ) ۔ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء

اس کا جواب جناب مرزا صاحب نے خود نہیں لکھا بلکہ آپ کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا جو درج ذیل ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حامدا و مصلیا ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ کا رقعہ حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود مہدی معہود کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا ۔ چونکہ اس کے مضامین محض عناد اور تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے صاف ظاہر ہوتی تھی لہذا حضرت اقدس کی طرف سے آپ کو یہی جواب کافی ہے کہ آپ کو تحقیق حق منظور نہیں ہے اور حضرت، انجام آتھم میں اور نیز اپنے خط مرقومہ جواب سامی میں قسم کھا چکے اور اللہ تعالی سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین کوئی تقریر نہ کریں گے (غلط ہے ۔ ثناء اللہ) ۔ خلاف معاہدہ الہی کے کوئی مامور من اللہ کیوں کر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے؟ طالب حق کے لئے جو طریق حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے کیا وہ کافی نہیں ۔ لہذا آپ کی اصلاح جو بطرز شان مناظرہ آپ نے لکھی ہے وہ ہرگز منظور نہیں اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے کہ جلسہ محدود ہو بلکہ فرماتے ہیں کل قادیان وغیرہ کیا اہل الرائے اپنے مجتمع ہوں تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جائے ۔ والسلام علی من اتبع الہدی ۔

خاکسار محمد احسن بحکم حضرت امام الزمان ۔ گواہ شد ۔ محمد سردار ابوسعید

بس اب نا امیدی ہوگئی تو میں مع اپنے مصاحبوں کے یہ کہتا ہوا چلا آیا

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

خاکسار ثناء اللہ پر آخری نظر عنایت

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے
بلا یہ کون لیتا جان پر لیتے تو ہم لیتے

میرا روئے سخن مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ اور بزرگان علمائے کرام سے بعد شروع ہوا مگر کیفیت میں ان سے بڑھ گیا تھا اس لئے مرزا صاحب نے آخری نظر عنایت جو مجھ پر کی خود انہی کے لفظوں میں درج ذیل ہے ۔ فرماتے ہیں:

اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں در حقیقت کذاب مفسد ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم: عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ واید

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

(مجموعہ قادیانی اشتہارات۔ جلد۳ ص ۵۷۸۔۵۷۹)

اس اشتہار کی اشاعت کے بعد ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی روزانہ ڈائری یوں چھپی:

ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ

اجیب دعوۃ الداع

صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔ (قادیانی ملفوظات ج ۹ ص ۲۶۸۔ بدر قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء ص ۷)

نتیجہ یہ ہوا کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو انتقال کر گئے آپ کے انتقال کی خبر اخبار الحکم کے خاص پرچہ میں جن لفظوں میں سنائی گئی وہ درج ذیل ہیں

وفات مسیح

برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت امامنا ومولانا حضرت مسیح موعود مہدی معہود (مرزا قادیانی) کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے اور چونکہ دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی عموماً مشک وغیرہ کے استعمال سے واپس آ جایا کرتی تھی اس دفعہ لاہور کے قیام میں حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جب کہ آپ سارا دن پیغام صلح کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا اور وہی دوا دی گئی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے۔ مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور قریباً ۱۱ بجے اور ایک دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نورالدین صاحب کو طلب فرمایا مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی نیند آنے سے آرام آ جائے گا ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آ گیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی اور مجھے اور مولانا خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا مگر نبض واپس نہ آئی یہاں تک کہ سوا دس بجے صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(ضمیمہ الحکم غیر معمولی پرچہ الحکم مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

اورخاکسار مصنف (ثناءاللہ موردعتاب مرزا) تاحال (جون ۱۹۲۳ء تک) بفضلہٖ تعالی زندہ ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آج سے ۱۵ سال پہلے فوت ہو چکے۔ آہ!

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم بہار آ خر شد

☆☆☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه اجمعین۔ و الحمد لله ر ب العا لمین

فقیر بارگاہ صمدی ۔ محمد بهاء الدین